قرآن کریم کی جامع ونایاب تفسیر....قدیم وجدید اعتراضات اور اُدیانِ باطلہ کا
لاجواب علمی ردّ اور بہت سی امتیازی خصوصیات کی حامل مستند تفسیر جسے حکیم الامت
مجدد وقت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے حرفاً حرفاً نظر فرما کر تصدیق ثبت فرمائی

عام فہم منفرد اُردو تفسیر

حل القرآن

بامحاورہ ترجمہ ونظر ثانی

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

تفسیر

حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمہ اللہ

عنوانات

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ

(مرتب: فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

عام فہم منفرد اُردو تفسیر

حل القرآن

جلد دوم

دور حاضر کی ضروریات وحالات کے مطابق قرآن کریم کی جامع ونایاب تفسیر... قدیم وجدید اعتراضات اور ادیان باطلہ کا لاجواب علمی ردّ اور بہت سی امتیازی خصوصیات کی حامل پہلی مکمل تفسیر جسے حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمہ اللہ نے حرفاً حرفاً نظر فرما کر تصدیق ثبت فرمائی

بامحاورہ ترجمہ ونظر ثانی

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

تفسیر : حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمہ اللہ

عنوانات : حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ

(مرتب: فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ مُلتان پاکستان

(061-4540513-4519240

تاریخ اشاعت.................. ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ
ناشر.......................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت......................سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادراہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان — مکتبہ رشیدیہ........راجہ بازار........راولپنڈی
ادارہ اسلامیات..........انارکلی........لاہور — یونیورسٹی بک ایجنسی.....خیبر بازار.......پشاور
مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار......لاہور — ادارۃ الانور........نیو ٹاؤن.......کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار .... لاہور — مکتبۃ المنظور الاسلامیہ....جامعہ حسینیہ....علی پور
مکتبۃ المنظور الاسلامیہ..........بلاک زیڈ.......مدینہ ٹاؤن.......بنک موڑ......فیصل آباد

ادارہ اشاعت الخیر - حضوری باغ روڈ - ملتان

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K — 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE — BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

فہرست عنوانات

(سورۃ التوبہ تا سورۃ العنکبوت - پارہ گیارہ تا پارہ بیس)

سُوْرَةُ التُّوْبَة
تا
سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت
پارہ گیارہ تا پارہ بیس

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ

نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ

اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى

عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ

اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ

مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَاۗىِٕرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَمِنَ

الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ

الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: یہ لوگ تمہارے) سب کے) سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے (سوائے محمدؐ) آپ (سب کی طرف سے صاف) کہہ دیجئے کہ یہ عذر پیش مت کرو ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری (واقعی حالت کی) خبر دے چکے ہیں (کہ تم کو کوئی عذر صحیح نہ تھا) اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے پھر وہ تم کو بتلا دے گا جو جو کچھ تم کرتے تھے ہاں وہ اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھا جاویں گے (کہ ہم معذور تھے) جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تا کہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور (اخیر میں) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے میں جو کچھ وہ (نفاق و خلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے (نیز) یہ اس لئے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر (بالفرض) تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو (ان کو کیا نفع کیونکہ) اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا (ان منافقین میں جو) دیہاتی لوگ (ہیں وہ) کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور ان کا (حال) ایسا ہونا ہی چاہئے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں اور ان دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے اور اس کو جرمانہ سمجھتا ہے اور تم مسلمانوں کے واسطے (زمانہ کی) گردشوں کا منتظر رہتا ہے برا وقت

ان ہی (منافقین) پر پڑنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں یادرکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لئے موجب قربت ہے ضروران کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرلیں گے اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔

جھوٹے بات بنانے والے منافقین

تفسیر : خیر) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف لوٹیں گے تو یہ (منافقین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں بنائیں گے (کہ ہم کو سخت افسوس ہے کہ ہم اس خدمت سے محروم رہے مگر کیا کریں مجبوریاں ہی ایسی پیش آگئیں کہ جن کی وجہ سے ہم شرکت نہ کرسکے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ بس باتیں نہ بناؤ ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے، ہمیں خدا نے تمہارے واقعی حالات بتلادیئے ہیں (لہٰذا) گذشتہ کے متعلق تو عذر بیکار ہے (ہاں) ابھی کچھ دنوں یعنی جب تک تم زندہ ہو اس وقت تک) خدا اور اس کا رسول تمہارا کام اور دیکھیں گے (اس عرصہ میں اگر تم اپنے اعمال درست کرلو تو بہتر ہے) اس کے بعد تم اس طرف لوٹائے جاؤ گے جو تمام حاضر و غائب چیزوں کا جاننے والا ہے اور وہ تمہارے وہ تمام کام تم کو بتلادے گا جو تم کرتے رہے ہو (پھر جیسے تمہارے اعمال ہوں گے اسی کے موافق تم کو بدلہ دیا جائے گا اب تم سوچ لو کہ ایسی حالت میں تمہیں کیسے کام کرنے چاہئیں۔

عدم شرکت جہاد پر جھوٹی قسمیں کھانے والے منافقین سے درگذر

خیر تو (جب تم ان کی طرف لوٹو گے تو یہ لوگ تم سے قسمیں کھاویں گے (کہ وہ درحقیقت معذور تھے) تاکہ تم ان سے برائی سے پیش نہ آؤ سو تم (ان کا یہ مقصد پورا کردینا اور) ان سے برائی سے پیش نہ آنا کیونکہ وہ سراسر پلید ہیں (اور ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کو تنبیہ اور تادیب کی جاوے) اور (سزا کے لئے یہ ہے کہ ان کے گناہوں کے بدلے میں جو وہ کماتے رہے ہیں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے وہاں دفع شر کے لئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر جہاد کی اجازت دے چکے ہیں مگر اس وقت اس کی ضرورت نہیں ہے خیر تو) وہ اس غرض سے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے خوش ہو جاؤ (اور اس خوش کرنے سے مقصود وہی ہے کہ تم ان سے برائی سے پیش نہ آؤ) سو اگر تم ان سے خوش بھی ہوجاؤ (اور اس لئے وہ تمہارے ضرر سے محفوظ بھی ہوجائیں) تو خدا تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا (اس لئے اس کی سزا تو باقی رہے گی پھر انہیں خوش کرنے سے کیا فائدہ ہوا پس اگر وہ مضرت سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کا طریق یہی ہے کہ وہ خدا کو خوش کریں اور نافرمانی چھوڑیں، خیر یوں تو جتنے منافق ہے سب ہی کافر اور منافق اور ضوابط خداوندی سے جاہل ہیں۔

دیہاتی منافقین کا کفر ونفاق

مگر ان میں) دیہاتی (منافقین بہ نسبت اوروں کے) کفر اور نفاق میں بہت بڑھے ہوئے اور اس کے لئے اوروں سے زیادہ موزوں ہیں کہ وہ ان احکام کی حدود سے ناواقف ہوں جن کو خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کئے ہیں (کیونکہ دوسرے لوگوں کے کانوں میں حق کی آواز تو پہنچتی ہے جس سے ان کا کفر ونفاق اور جہل اگر زائل نہیں ہوتا تو نسبتاً کمزور ضرور ہوجاتا ہے اور ان کے کانوں میں تو پورے طور پر

حق کی آواز بھی نہیں پہنچتی اس لئے وہ اپنے موروثی جہالت اور اکھڑ پن پر قائم ہیں اور چونکہ دوسرے لوگوں کے کفر و جہل میں اور ان لوگوں کے کفر و جہل میں نسبتاً فرق ہے اس لئے دونوں کے دعوے ایمان کے ظاہر داری میں بھی فرق لازم ہے کیونکہ دوسروں کی ظاہر داری میں نسبتاً ایمان کی جھلک ہوگی اور ان کی ظاہر داری میں وہ جھلک نہ ہوگی پس ان کا نفاق خالص نفاق ہوگا' اور ان کا نفاق ایمان کا اثر لئے ہوئے اس لئے وہ ان کا نفاق اوروں سے زیادہ ہوگا' الغرض ان کی یہ حالت ہے کہ وہ کفر و نفاق اور جہل میں بڑھے ہوئے ہیں) اور حق تعالیٰ (کی شان یہ ہے کہ وہ) نہایت جاننے والے اور بڑے حکمت والے ہیں (اس لئے وہ ان کے کفر و نفاق سے واقف ہیں اور ان کو واجبی سزا دینے والے ہیں)۔

دیہاتی مسلمان اور ان کا حال

اور ان دیہاتیوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو ان مالوں کو جو وہ (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں تاوان قرار دیتے ہیں اور تمہارے متعلق ہر دم گردشوں کے منتظر رہتے ہیں۔ پڑے ان پر بری گردش اور اللہ بہت سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ (اور اس لئے وہ ان کی باتوں کو سنتا اور ان کے خیالات و افعال کو جانتا ہے اور انہیں اس کی سزا دے گا) اور (برخلاف ان کے) دیہاتیوں ہی میں سے کچھ (اللہ کے بندے) ایسے بھی ہیں جو (ان لوگوں کے خلاف) خدا پر اور قیامت پر ایمان رکھتے اور جو کچھ وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس کو خدا کے نزدیک تقرب کا اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ خوب سن لیں کہ (ان کا یہ قرار دینا بالکل صحیح ہے اور) واقعی وہ ان کے لئے موجب تقرب ہیں (چنانچہ ان کی بدولت) حق تعالیٰ انہیں اپنی (خاص) رحمت میں داخل کرے گا (اور ان کی لغزشیں جو بمقتضائے بشریت ان سے ہو جاتی ہیں معاف کرے گا کیونکہ) یقیناً حق تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور بہت رحم کرنے والے ہیں۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ؔ مَرَدُوْا
عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ
عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ
اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ
بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ
اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١١٠﴾

ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے اور کچھ تمہارے گردو پیش والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حد کمال پر پہنچے ہوئے ہیں (کہ) آپ (بھی) ان کو نہیں جانتے (کہ یہ منافق ہیں پس) ان کو ہم ہی جانتے ہیں ہم ان کو (اور منافقین کو آخرت سے پہلے) دہری سزا دیں گے ایک نفاق کی دوسرے کمال نفاق کی) پھر (آخرت میں) وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے (سو) اللہ سے امید ہے کہ ان (کے حال) پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرماویں (یعنی توبہ قبول کر لیں) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ ان کو (گناہ کے آثار سے) پاک صاف کر دیں گے اور ان کے لئے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں اور ان کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور (کیا ان کو) یہ (خبر نہیں) کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے (کی صفت میں اور رحمت کرنے (کی صفت میں) کامل ہے اور آپ کہہ دیجئے کہ (جو چاہو) عمل کئے جاؤ سو ابھی دیکھے لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اہل ایمان اور (پھر آخرت میں) ضرور تم کو ایسے (اللہ) کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے سو وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلا دے گا اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے کہ ان کو سزا دے گا یا ان کی توبہ قبول کرے گا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے (اور) حکمت والا ہے۔

مہاجرین وانصار خدا کی نظر میں

تفسیر: اور مہاجرین وانصار میں سے جو لوگ (ایمان اور ہجرت میں) سابق اور مقدم ہیں اور جو لوگ ان امور میں (بلا نفاق اور) خوبی کے ساتھ ان کے پیرو ہیں (جیسے مذکورہ بالا دیہاتی وغیرہم الی یوم القیامۃ) خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اس نے ان کے لئے وہ باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یوں تیار کر رکھے ہیں کہ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (حقیقت یہ ہے کہ) یہ بڑی کامیابی ہے (جو لوگ اس سے محروم ہیں وہ سراسر ناکام ہیں۔ لہٰذا ان کو چاہئے کہ وہ اسے حاصل کریں۔

دیہاتی منافقین: اور جو دیہاتی تمہارے گردو پیش کے رہنے والے ہیں ان میں سے کچھ لوگ منافق ہیں اور (اسی طرح اہل مدینہ میں سے بھی (کچھ لوگ منافق ہیں) یہ لوگ نفاق پر جم ہوئے (اور اس پر مصر) ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہیں جانتے انہیں ہم جانتے ہیں

(ان لوگوں کا یہ حکم ہے کہ) حق تعالیٰ انہیں دوہری سزا دے گا (ایک نفس نفاق پر دوسری اس کے کمال پر یہ تو دنیا میں ہوگا) اس کے بعد یہ
لوگ (قیامت میں) بہت بڑے عذاب کی طرف بھیجے جاویں گے (یہ تو ان لوگوں کی حالت ہوئی)

دیہاتی مخلصین جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے

اور کچھ اور لوگ ہیں (جو مخلص مسلمان ہیں اور کاہلی سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے اور اخیر میں اس پر نادم ہو کر اپنے کو مسجد نبوی کے ستونوں
سے باندھ دیا اور عہد کیا کہ ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھولیں گے تو کھلیں گے ورنہ یوں ہی جان دیدیں گے یہ وہ لوگ ہیں) جنہوں نے اپنے
گناہوں کا اقرار کیا ہے (یہ لوگ صرف گناہ گار نہیں ہیں بلکہ) انہوں نے نیک کام اور برے کام کو ملا دیا ہے (اور کچھ نیک کام کئے ہیں اور کچھ بد ان کا
حکم یہ ہے کہ) امید ہے کہ حق تعالیٰ (ان گناہوں کو معاف کر کے ان پر توجہ کریں گے ان کو ناامید نہ ہونا چاہئے' کیونکہ) حق تعالیٰ بڑے معاف
کرنے والے ہیں (جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں معافی کا وعدہ پا کر ان کو ستونوں سے کھول دیا۔

ان دیہاتیوں کا صدقہ قبول کیا جائے اور ان کے لئے دعا کی جائے

اس پر وہ لوگ بہ طمع معافی کچھ مال خیرات کے لئے لائے جس کے لینے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توقف فرمایا اس پر
یہ آیت نازل ہوئی جس میں اُس وعدہ کا ایفاء ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مالوں میں سے
صدقہ لیں (جس کو یہ لوگ بہ توقع معافی پیش کرتے ہیں) جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پاک صاف کر دیں اور آپ صلی اللہ علیہ
وسلم ان کے لئے دعائے رحمت فرمایئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ان کے لئے سکون بخش ہے اور اللہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے
(وہ ان کی معذرت اور توبہ کو سنتا ہے اور ان کی ندامت کو جانتا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے
انہیں اپنے گناہوں کی معافی کا اطمینان ہو جاوے یہ لوگ اتنے پریشان کیوں ہیں) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول
کرتا اور ان کے صدقات کو قبول کرتا ہے اور یہ کہ وہ بڑا متوجہ ہونے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ احکام ان کی تسلی
کے لئے ان کو سنا دیجئے) اور کہہ دیجئے کہ (خیر جو ہوا سو ہوا اب) تم کام کرو حق تعالیٰ اور اس کا رسول اور جملہ مؤمنین تمہارا کام دیکھیں گے
(کہ تم خلوص کے ساتھ کام کرتے ہو یا پھر ایسی ہی حرکت کرتے ہو) اس کے بعد تم کو اس کی طرف لے جایا جاوے گا جو کہ جملہ پوشیدہ اور
ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں وہ تمام کام بتاوے گا جو تم کرتے رہے تھے (پس اب جو کام کرو اس بات کو پیش نظر رکھ کر کرو ایسا
نہ ہو کہ تمہیں خدا اور رسول اور مسلمانوں کے سامنے پھر شرمندہ ہونا پڑے' یہ مضمون بھی ختم ہوا۔

جہاد سے بچھڑنے والا تیسرا گروہ

اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کے حکم تک ملتوی ہے خواہ وہ انہیں (اس تخلف کی) سزا دے یا (ان کا قصور معاف کر کے) ان پر
توجہ کرے اور اللہ بہت جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے (اس لئے وہ خوب جانتا ہے کہ ان کے باب میں کیا بات مناسب ہے اور وہ وہی
کرے گا جو اس کے نزدیک مناسب ہوگا مگر ابھی تم کو نہیں بتلایا جاتا کہ وہ اس باب میں کیا حکم دینے والا ہے' کیونکہ اس میں بھی حکمت ہے
یہ لوگ بھی مسلمان ہیں اور کاہلی سے جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے اور پہلے لوگوں کی طرح اپنے کو ستونوں سے نہیں باندھا تھا' بلکہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر صرف اپنے قصور کا اقرار کیا تھا ان لوگوں کو یہ سزا دی گئی تھی کہ تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا تھا کہ ان سے بات نہ کریں اور پچاس روز کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی تھی جس کا ذکر (وعلی الثلثة الذین خلفوا) میں آئندہ آئے گا یہاں تک ضمن میں مسلمانوں کو ذکر کر کے پھر منافقین کا بیان فرماتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ: اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ (اسلام کو) ضرر پہنچاویں اور (اس میں بیٹھ بیٹھ کر) کفر کی باتیں کریں اور ایمانداروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس کے قبل سے خدا اور رسول کا مخالف ہے اور (پوچھو تو) قسمیں کھا جاویں گے کہ بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہیں اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں آپ اس میں کبھی (نماز کیلئے) کھڑے نہ ہوں البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے (مراد مسجد قبا ہے) وہ (واقعی) اس لائق ہے کہ آپ اس میں (نماز کے لئے) کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے پھر آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت (یعنی مسجد) کی بنیاد خدا سے ڈرنے پر اور خدا کی خوشنودی پر رکھی ہو یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی گھاٹی (یعنی غار) کے کنارہ پر جو کہ گرنے ہی کو ہے رکھی ہو پھر وہ (عمارت) اس (بانی) کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو (دین کی) سمجھ ہی نہیں دیتا ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں (کانٹا سا) کھٹکتی رہے گی ہاں مگر ان کے (وہ) دل ہی اگر فنا ہو جاویں تو خیر اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

منافقین اور مسجد ضرار

تفسیر: اور فرماتے ہیں کہ خیر[1] یہ مضمون بھی ختم ہوا) اور ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے (اسلام کو) صدمہ پہنچانے کے

---

[1] فیه اشارة الی ان مابعده معطوف علی ما قبله عطف القصة علی القصة ۱۲ منه.

لئے اور کفر کے لئے اور مسلمانوں میں تفریق کے لئے اور جس شخص نے اس سے پہلے خدا اور رسول سے جنگ کی ہے اس[1] کے انتظار کیلئے مسجد[2] بنائی ہے اور (ان کی یہ حالت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہیں گے کہ یہ تم نے کیا نالائق حرکت کی ہے تو) وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمیں صرف نیکی مقصود ہے (اور جس نے ہماری طرف سے آپ تک یہ باتیں پہنچائی ہیں اس نے بالکل غلط کہا ہے وہ تو یہ قسمیں کھائیں گے) اور خدا گواہ ہے کہ وہ یقینا جھوٹے ہیں (اور انہوں نے محض انہی وجوہ سے مسجد بنائی ہے لہٰذا آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس میں نماز پڑھنا تو درکنار) اس میں (اس خیال سے) کبھی کھڑے بھی نہ ہونا)۔

مسجد قبا اور اس کے فضائل: بلاشبہ وہ مسجد جس کی بنیاد اول دن سے خوف خدا پر رکھی گئی ہے (یعنی مسجد قبا جو ہجرت کے وقت بنائی گئی تھی) وہ اس کی زیادہ حق دار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں (نماز کے لئے) کھڑے ہوں اس میں (نماز پڑھنے والے) وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ وہ خوب پاک ہو جاوے (اور اس بناء پر وہ ڈھیلے پر اکتفا نہیں کرتے' بلکہ ڈھیلے کے بعد پانی سے استنجاء کرتے ہیں برخلاف بانیان مسجد ضرار کہ وہ لوگ اس قدر پلید اور گندے ہیں کہ نجاست کفر کو بھی مرغوب و محبوب سمجھتے ہیں پس دونوں مسجدوں میں بھی فرق ہے اور دونوں کے بانیوں میں بھی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کھڑے ہوجئے کیونکہ وہ پاک لوگوں کی بنائی ہوئی ہے) اور حق تعالیٰ پاک صاف لوگوں کو پسند کرتے ہیں (برخلاف گندے اور پلید لوگوں کے جیسے بانیان مسجد ضرار)۔

نفاق و اخلاص کا فرق: اب (ان واقعات کے بعد آپ غور فرماویں کہ) کیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی خوشنودی پر رکھی ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک گڑھے کے کنارے رکھی ہو جو کہ گرنے کو ہو اور وہ اسے دوزخ کی آگ میں لے گرے (ظاہر ہے کہ پہلا شخص بہتر ہے تو یہ لوگ اپنی عمارت کی بنیاد تقویٰ پر کیوں نہیں رکھتے اور ایسی عمارت کیوں بناتے ہیں جو انہیں دوزخ' میں گرانے والی ہے) اور (گو یہ بات بہت ظاہر ہے مگر ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی وجہ یہ ہے کہ) حق تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا جو سراسر ظلم پر کمربستہ ہیں (اور بے تامل بلکہ بعض وضوح حق اس کو ٹھکرا دینا ان کی عادت ہے۔

مسجد ضرار کا حشر: جب جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس برائے نام مسجد کی حقیقت معلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جلوادیا جس سے ان منافقین کو بہت قلق ہوا کہ ان کے سارے ارمان دل کے دل میں رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی) ان کی وہ عمارت جو انہوں نے (کمین گاہ کے طور پر) بنائی تھی (جس کو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تباہ و برباد کرادیا ہے) ان کے دلوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہے گی (اور اس کا افسوس ان کے دلوں سے کبھی نہ جاوے گا) بجز اس کے ان کے دل ہی پارہ پارہ ہو جاویں (اور اس طرح اس کھٹک کا محل ہی باقی نہ رہے) اور (یہ ان کو واضح رہے کہ) حق تعالیٰ بڑے جاننے والے حکمت والے ہیں (اس لئے باوجود ان کی شرارتوں سے بخوبی واقف ہونے کے جو طرح دے رہے ہیں یہ حکمت پر مبنی ہے اور اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ہماری کارروائیوں کی خبر ہی نہیں' ارے نادانو! کیوں کفر کے گڑھے میں

---

[1] هذا المعنى للامارصاد نقله النيشا پوری عن الزجاج ۱۲۔ [2] ابو عامر ایک شخص تھا جس نے منافقوں سے کہا تھا کہ تم اہل قباء کی مسجد کے مقابلہ میں ایک مسجد بناؤ تاکہ اس مسجد کی جماعت کو صدمہ پہنچے اور مسلمانوں میں تفریق ہو جاوے اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جس قدر تیاری تم سے ہو سکے کرو میں قیصر سے فوج لے کر آتا ہوں اور مسلمانوں پر حملہ کروں گا پس ان لوگوں نے اس کے کہنے سے مسجد بنائی تھی اور چونکہ اس مسجد بنانے میں اسلام کو صدمہ پہنچانا اور کفر کرنا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا اور دشمن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو عامر کا انتظار یہ سب باتیں تھیں اس لئے حق تعالیٰ نے ان باتوں کو ذکر فرمایا ۱۲۔

گرے ہوئے ہو اور کیوں دوزخ میں گر رہے ہو تم بھی مسلمان ہو جاؤ دیکھو تو سہی مسلمانوں کی کیسی عجیب حالت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی (اور خدا کے ہاتھ مال و جان کے بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ) وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں اس پر (جنت کا) سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت میں (بھی) اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور (یہ مسلم ہے کہ) اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے (اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے وہ ایسے ہیں جو (گناہوں سے) توبہ کرنے والے ہیں (اور اللہ کی) عبادت کرنے والے (اور) حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع کرنیوالے اور سجدہ کرنے والے (ہیں یعنی نماز پڑھتے ہیں اور) نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدوں کا (یعنی احکام کا) خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مومنین کو (جن میں جہاد اور یہ صفات ہوں) آپ خوشخبری سنا دیجئے پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی (کیوں نہ) ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں اور ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت مانگنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے (یعنی کافر ہو کر مرا) تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے واقعی ابراہیمؑ بڑے رحیم المزاج حلیم الطبع تھے۔

مومنوں کی جان کی خریداری اور ان کا عمل

تفسیر: حق تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال یوں خرید لئے ہی کہ ان کے لئے ان کے عوض میں جنت ہے

(اور چونکہ وہ اپنی جانیں اور اپنے مال بعوض جنت خدا کے ہاتھ بیچ چکے ہیں اس لئے) وہ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں اور مارتے ہیں اور مرتے ہیں (تاکہ بیع کو اس کے مالک کے سپرد کر کے ثمن پر قبضہ حاصل کریں کیونکہ) خدا نے ان سے احکام خداوندی کی تعمیل پر) تورات میں بھی اور انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی جنت کا وعدہ کیا ہے جس کا ایفاء اس کے ذمہ پر ثابت (ولازم) ہے (اور محض دل خوش کن اور صرف ترغیب کے لئے نہیں ہے اور گو انجیل میں خاص حکم جہاد نہ ہو مگر چونکہ یہ وعدہ اطاعت پر مبنی ہے اور اطاعت کبھی جہاد کی شکل میں ہوتی ہے اور کبھی ترک جہاد کی صورت میں اس لئے وہ اپنے اپنے وقت میں ہر صورت کو شامل ہے) اور (یہ ظاہر ہے کہ) خدا سے زیادہ کوئی اپنے عہد کا پورا کرنے والا نہیں ہے پس (اے مسلمانو!) تم اپنی اس بیع سے خوش ہو جو تم نے خدا سے کی ہے (اور یقین رکھو کہ تم کو اس کی قیمت جنت ضرور ملے گی) اور (فی الحقیقت یہ ہی بڑی کامیابی ہے (اور لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس سے محروم نہ رہیں۔

مسلمانوں کے اوصاف: یہ مسلمان (خدا سے اپنے گناہوں سے) توبہ کرنے والے (خدا کی) عبادت کرنے والے (خدا کی) تعریف کرنے والے (خدا کے لئے) روزہ رکھنے والے (خدا کے سامنے) جھکنے والے (خدا کے سامنے ماتھا ٹیکنے والے اچھی باتوں کا حکم کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور خدا کی (مقرر کردہ) حدود کی حفاظت کرنے والے (اور اس کے قوانین کی رعایت کرنے والے) ہیں (اس لئے یہ مستحق ہیں اس کے کہ ان کو جنت دی جاوے) اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مؤمنین کو جنت کی خوشخبری دے دیجئے (تاکہ اپنے کاموں کے عمدہ نتیجہ سے ان کو خوشی حاصل ہو اور طاعات پر ان کی رغبت زیادہ ہو اور جو مؤمنین نہیں ہیں ان میں سے جو یہ دولت حاصل کرنا چاہیں وہ اسے حاصل کریں اور جو نہ حاصل کرنا چاہیں وہ جلیں۔

مشرکین کے لئے دعائے بخشش کی ممانعت

اور چونکہ جنت اور مغفرت مخصوص ہے مؤمنین کے ساتھ اس لئے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے بخشش کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے رشتہ دار ہی ہوں بعد اس کے کہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ قطعاً دوزخی ہیں (اور ان کی مغفرت کی کوئی سبیل نہیں ہے ہاں جو اس ممانعت سے پہلے ہو چکا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے چچا ابو طالب کے لئے دعا کرنا یا دوسرے مسلمانوں کا ان کی اتباع میں اپنے قرابت داروں کے لئے دعا کرنا وہ چونکہ قبل از ممانعت تھا اس لئے معاف ہے اور اگر اس سے شبہ ہو کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لئے دعا کی گئی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ) ابراہیمؑ کے اپنے باپ کیلئے دعائے مغفرت صرف اس وعدہ کی بناء پر تھی جو کہ انہوں نے ان سے (ایسی حالت میں) کیا تھا (کہ ان کو ان کے دشمن خدا ہونے کا قطعی علم نہ تھا اور ان کو احتمال تھا کہ شاید یہ مسلمان ہو کر اس دشمنی کو چھوڑ دیں) پھر جبکہ ان کو (ان کی موت علی الکفر سے قطعی طور پر) معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کے دشمن ہیں تو انہوں نے ان سے اپنی بے زاری ظاہر کی واقعی ابراہیم علیہ السلام بڑے دعا کرنے والے اور بڑے دانا تھے (کہ جب ان کو قبولیت کا احتمال تھا اس وقت دعا کی اور جب معلوم ہو گیا کہ اب دعا بے کار ہے تو چھوڑ دی (وھذا المعنی الصق عندی، واللہ اعلم)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کے پیچھے گمراہ کر دے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچتے رہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں اور بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ نے ان (گروہ) کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب (ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ) زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے (اس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر ان کے حال پر (بھی خاص) توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی (اللہ کی طرف) رجوع رہا کریں بیشک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتمام حجت

تفسیر: اور (یہ تنبیہ اس لئے کی گئی ہے کہ (خدا ایسا نہیں ہے کہ جب اس نے لوگوں کو ہدایت دی ہے تو وہ انہیں گمراہ کر دے تاوقتیکہ وہ ان سے ان باتوں کو نہ بیان کر دے جن سے وہ بچیں (ہاں اگر وہ بتلانے کے بعد بھی انہیں کاموں کو اختیار کریں جن سے ان کو روکا گیا ہے تب ان کو ان کی نافرمانی کے اندازہ کے موافق گمراہ قرار دیا جاوے گا) واقعی حق تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے (اس لئے وہ اس کو بھی جانتا ہے کہ قبل از بیان بحتر زمنہ گمراہ قرار دینا مناسب نہیں مگر یہ بیان کبھی صراحۃً ہوتا ہے جیسے ارسال رسل اور کبھی دلالۃً جیسے وجوب توحید بدلائل دالۃ علی التوحید پس قبل از بیان تو تم معذور تھے مگر اب بعد از بیان معذور نہیں۔

ذات خداوندی اور اس کے مؤمنوں پر احسانات

اس لئے خوب سمجھ لو کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت خاص اللہ کے لئے ہے وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے اور تمہارے لئے خدا کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار (اس کو سمجھ کر اب سوچ لو کہ تمہارے لئے اس کے حکم کی تعمیل مفید ہے یا نافرمانی) حق تعالیٰ نے نبی صلی

اللہ علیہ وسلم (کی ان نامناسب باتوں کو معاف کر کے جوان سے بلا قصد معصیت صادر ہوئیں جیسے اپنے چچا کے لئے استغفار وغیرہ ان)
پر توجہ فرمائی اور ان مؤمنین پر بھی جنہوں نے اس مشکل کے وقت (یعنی غزوہ تبوک میں) اس واقعہ کے بعد ساتھ دیا کہ ان میں سے ایک
جماعت کے دل کج ہونے کو ہو گئے تھے جس پر حق تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی (اور ان کے دلوں کو سیدھا رکھا) واقعی حق تعالیٰ بڑے ہی
مہربان اور نہایت رحم والے ہیں (کہ ایسے نازک وقت میں دستگیری فرمائی)۔

جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی معافی

اور ان تین شخصوں پر بھی جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے (جنگی نوبت) یہانتک (پہنچی) کہ جب ان پر باوجود اپنی اس قدر وسعت کے زمین تنگ ہوگئی اور وہ جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے خوب سمجھ لیا کہ اب وہ خدا سے نہیں بچ سکتے بجز اس کے کہ وہ اسی سے پناہ لیں تب ان نے ان پر توجہ کی کہ (وہ) توبہ کریں (جو لائق قبولیت ہو اور انہوں نے توبہ کی جو کہ مقبول ہوئی) واقعی حق تعالیٰ بڑے توجہ کرنے والے اور نہایت رحمت والے ہیں (پس لوگوں کو چاہیے کہ وہ ان کی رحمت اور توجہ سے فائدہ اٹھا دیں ان تمام لوگوں کو معافی دے کر حکم دیا جاتا ہے کہ)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ
حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ
نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَــُٔوْنَ
مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً
وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا
كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا
فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو مدینے کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش (رہتے ہیں) ہیں ان کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ (زیبا تھا) کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں (اور) یہ (ساتھ جانے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا یقینا اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے اور (نیز) جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام (نیکیوں میں) لکھا گیا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے

(ان سب) کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے اور (ہمیشہ کیلئے) مسلمانوں کو یہ (بھی) نہ چاہئے کہ (جہاد کے واسطے) سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے تا کہ (یہ) باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں تا کہ یہ لوگ اپنی (اس) قوم کو جبکہ وہ ان کے پاس واپس آویں ڈراویں تا کہ وہ ان سے دین کی باتیں سن کر برے کاموں سے احتیاط رکھیں۔

تفسیر :مومنوں کا شیوہ کیا ہو: اے مسلمانو! خدا سے ڈرتے رہو اور (وفا میں) صادق لوگوں کے ساتھ رہو (اور اپنے طرز عمل میں ان سے جدا نہ ہو جیسا کہ تم میں سے اس جہاد میں بعض لوگوں نے غلطی سے ایسا کیا) اور اہل مدینہ کے لئے اور جو ان کے گرد و پیش کے رہنے والے دیہاتی ہیں ان کے لئے اس کی گنجائش نہ تھی کہ وہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائیں اور نہ اس کی کہ وہ اپنی جانوں کو ان کی جان عزیز رکھیں یہ اس وجہ سے کہ (ہمارا قانون ہے کہ) خدا کی راہ میں نہ ان کو پیاس لاحق ہوگی اور نہ تکلیف اور نہ بھوک اور نہ وہ ایسی چال سے چلیں گے جو کفار کو ناخوش کرے اور نہ وہ دشمنوں کو ذرا سا بھی نقصان پہنچائیں گے بجز اس حالت کے کہ انکے لئے اس کے ذریعہ سے ایک نیک کام لکھا جاوے گا کیونکہ حق تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا معاوضہ برباد نہیں کرتے۔

نیکیوں کا بدلہ: اور نہ وہ تھوڑا بہت خرچ کریں گے اور نہ وہ کسی وادی کو طے کریں گے بجز اس حالت کے کہ ان کا وہ کام ان کے لئے اس غرض سے لکھا جاوے کہ حق تعالیٰ ان کو انکے اچھے کاموں کا ان سے اچھا بدلہ دے اور (چونکہ ثوابوں پر نظر کر کے احتمال ہے کہ سب لوگ ہی جہاد کے لئے چلے جائیں اس لئے حکم دیا جاتا ہے کہ بجز خاص ضرورت کے جیسا کہ غزوہ تبوک میں تھی)۔

علم دین کی طلب: مسلمانوں کو اجازت نہیں کہ وہ سب جہاد کے لئے نکل جائیں ہر جماعت میں سے کچھ لوگ اس لئے (بھی) کیوں نہ نکلیں کہ وہ علم دین حاصل کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں جبکہ وہ (طلب علم کیلئے جانے والے) ان (اپنے لوگوں) کی طرف لوٹیں، ممکن ہے کہ وہ گناہوں سے احتیاط کریں (لیکن چونکہ یہ جہاد سے بچنے کیلئے ایک حیلہ بھی ہو سکتا ہے اس لئے جہاد کی مزید تاکید کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ)۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَٰتِلُوا۟ ٱلَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ ٱلْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا۟ فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَٱعْلَمُوٓا۟
أَنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ
فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم
مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ
يُفْتَنُونَ فِى كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ
سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَىٰكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ ٱنصَرَفُوا۟ ۚ صَرَفَ ٱللَّهُ
قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ

مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

ترجمہ: اے ایمان والوان کفار سے لڑو جوتمہارے آس پاس (رہتے ہیں) اوران کوتمہارے اندر سختی پانا چاہئے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (کی امداد) متقی لوگوں کے ساتھ ہے پس ان سے ڈریومت) اور جب کوئی سورۃ (جدید) نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین (غرباء ومسلمین سے بطور تمسخر) کہتے ہیں کہ (کہو) اس سورۃ نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی سو (سنو) جولوگ ایماندار ہیں اس سورت نے ان کے (تو) ایمان میں ترقی دی ہے اور وہ (اس ترقی کے ادراک سے) خوش ہورہے ہیں اور جن کے دلوں میں (نفاق) کا آزار ہے اس سورت نے ان میں ان کو (پہلی) گندگی کے ساتھ اور (نئی) گندگی بڑھادی اور وہ حالت کفر ہی میں مرگئے اور کیا ان کونہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار یا دوبار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں (مگر) پھر بھی (اپنی حرکات شنیعہ سے) باز نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں (جس سے باز آنے کی آئندہ امید ہو) اور جب کوئی سورۃ (جدید) نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ تم کو کوئی (مسلمان) دیکھتا تونہیں پھر چل دیتے ہیں (یہ لوگ مجلس نبوی سے کیا پھرے) خدا تعالیٰ نے ان کا دل (ہی ایمان سے) پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہیں (کہ اپنے نفع سے بھاگتے ہیں) (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مندرتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں پھر اگر (اس پر بھی) یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے (میرا کیا نقصان ہے) کہ میرے لئے (تو اللہ تعالیٰ حافظ وناصر) کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے

طلب علم دین کے ساتھ ساتھ جہاد کی ترغیب

تفسیر: اے مسلمانو! تم اپنے پاس والے کفار سے جنگ کرتے رہو اور طلب علم میں مشغول ہوکر جہاد کو نہ چھوڑ بیٹھنا اور چاہئے کہ وہ لوگ تم میں درشتی پاویں (ایسا نہ ہو کہ تم میں تنعم کی وجہ سے نزاکت پاویں دین کی کمی کی وجہ سے مداہنت آجاوے) اور یہ سمجھ لو کہ حق تعالیٰ متقین کے ساتھ ہیں (پس جب تک تم تقویٰ اختیار کئے رہو گے حق تعالیٰ تمہارے معین ومددگار رہیں گے اور جب تقویٰ چھوڑ دو گے وہ تم سے اپنی نصرت ہٹالیں گے۔

فائدہ: اس آیت میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو مختصر لفظوں میں ایسا اصول بتلایا ہے جس پر عمل کر کے وہ دنیا میں بھی ہمیشہ باعزت رہ سکتے تھے اور خدا کے نزدیک بھی مگر مسلمانوں نے کفار کی تقلید میں تنعم کو اختیار کر کے جس کا نام انہوں نے ترقی وتمدن رکھا اور تقویٰ کو چھوڑ کر جس کا نام انہوں نے حریت اور آزادی رکھا اور غلظت اور جہاد کو چھوڑ کر جن کا نام انہوں نے تہذیب وشائستگی رواداری رکھا اپنے سے نصرت خداوندی کو منقطع کر دیا اور دنیا ودین دونوں کا نقصان اٹھایا اور اس کے بعد جب ان کو اپنی ذلت

خسران کا احساس ہوا تو انہوں نے اپنی ترقی کے لئے بھی کفار ہی کی تقلید اختیار کی جس کا نام انہوں نے بیداری رکھا' فبئس النوم نومهم وبئست اليقظة يقظتهم انا لله وانا اليه راجعون.

منافقین کا تمسخر اور اس کا جواب

ان استطر ادی مضامین کو یہاں تک پہنچا کر پھر احوال منافقین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بہت سے حالات تو ان کے تم کو معلوم ہو چکے) اور (ایک حالت ان کی یہ ہے کہ) جب قرآن کا کوئی حصہ نازل ہوتا ہے تو تمسخر سے کہتے ہیں کہ (کیوں بھائی بولو) کس کا ایمان بڑھا سو (اس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ مؤمن ہیں ان کا تو اس سے ایمان ہی بڑھا اور وہ اس سے خوش ہیں رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اس نے ان کی سابقہ پلیدی میں ایک نئی پلیدی کا اضافہ کر دیا اور (جو مر گئے) وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے (اور جو باقی ہیں وہ بھی اسی حالت میں مر جاویں گے) یہ لوگ اس قسم کی معاندانہ حرکتیں کیوں کرتے ہیں) اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہر سال انہیں (کم از کم) ایک یا دو مرتبہ ضرور سزا دی جاتی ہے (مگر) پھر بھی نہ وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت قبول کرتے ہیں (بڑے بلا کے ضدی اور بے سمجھ ہیں) اور (ایک حالت ان کی یہ ہے کہ) جب قرآن کا کوئی حصہ نازل ہوتا ہے تو (نہ کمال نفرت کے سبب ان کو سننا چاہتے ہیں اور نہ اخفائے نفاق کی وجہ سے آزادانہ جا سکتے ہیں اس لئے) ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں (اور اشارہ سے پوچھتے ہیں کہ) کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر (جبکہ انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کوئی نہیں دیکھتا تو) لوٹ جاتے ہیں (اصل بات یہ ہے کہ) خدا نے (اسلام کی طرف سے) ان کے دل پھیر دیئے ہیں اس سبب سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل نہیں سمجھتے (اور اس نہ سمجھنے کا منشاء عدم تدبر ہے) اور اس کا منشا عناد پس صرف قلوب کا منشا عناد ہوا ارے نادانو! جانے دو ضد کو اب بھی سمجھ جاؤ دیکھو تو سہی) تمہارے پاس ایسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آیا ہے جو تمہیں میں سے ہے (جس کی اتباع میں تمہارے لئے کوئی عار نہیں آخر تم اپنی قوم میں ایک کو سردار بناتے ہو اور اس کی اطاعت کرتے ہو۔ تو اگر تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو تو تمہارے لئے کون سی عار کی بات ہے اور تم میں سے ہونے کے علاوہ وہ تمہارا ہمدرد بھی ہے کہ) تمہاری تکلیف اس پر نہایت شاق ہے اور تمہاری بہبودی کا نہایت خواہاں ہے (اس عام ہمدردی کے علاوہ وہ خاص بات یہ ہے کہ) جو لوگ مؤمنین ہیں ان پر نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے (پس تم اگر ایمان لا کر ان کی رافت اور رحمت سے فائدہ اٹھاؤ اور اس دولت سے محروم نہ رہو اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ احکام آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو سنا دیں) اب (اگر یہ ایمان لے آئیں تو خیر اور) اگر اس پر بھی پیٹھ پھیریں تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلا سے بس بہت کچھ اتمام حجت ہو چکا اور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس قصہ کو ختم کیجئے اور) کہہ دیجئے کہ (اگر تمہیں میری ضرورت نہیں تو مجھے بھی تمہاری ضرورت نہیں) میرے لئے خدا کافی ہے (کیونکہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (جس کی مجھے ضرورت ہو اور بندوں کی تو کیا ضرورت ہوتی چنانچہ ان کی ضرورت نہ ہونا (ظاہر ہے اس لئے) میرا اسی پر بھروسہ ہے وہی بڑے تخت کا مالک ہے (اور تمام جہان کا بادشاہ) ہے (لہذا اس کے سوا مجھے کسی کی ضرورت نہیں۔

سُوْرَۃُ یُوْنُسَ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ مِائَۃٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تِسْعُ اٰیَاتٍ وَّ اَحَدَ عَشَرَ رُکُوْعًا

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝١ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ
اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ
الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝٢ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝٣ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝٤ هُوَ الَّذِيْ
جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ
مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٥ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ
لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا
غٰفِلُوْنَ ۝٧ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٨ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٩
دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠ ع

ترجمہ: شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ الٓر یہ پر حکمت کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں کیا ان (مکہ کے) لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی کہ ان سب آدمیوں کو (احکام خداوندی کے خلاف کرنے پر) ڈرایئے اور جو ایمان لے آئے ان کو یہ خوشخبری سنایئے کہ ان کے رب کے پاس (پہنچ کر) ان کو پورا مرتبہ ملے گا کافر کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص تو بلاشبہ

صریح جادوگر ہے بلاشبہ تمہارا رب (حقیقی) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کواور زمین کو چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کر دیا (پس اعلیٰ درجہ کا قادر ہے) پھرعرش (یعنی تخت شاہی) پر قائم ہوا وہ ہر کام کی (مناسب) تدبیر کرتا ہے (اس کے سامنے) کوئی سفارش کرنے والا (سفارش) نہیں (کرسکتا) بدون اس کی اجازت کے۔ایسا اللہ تمہارا رب (حقیقی) ہے سوتم اس کی عبادت کرواور شرک مت کرو) کیا تم (ان دلائل سننے کے بعد) پھر بھی نہیں سمجھتے۔تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اللہ نے (اس کا) سچا وعدہ کر رکھا ہے۔ بیشک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی (قیامت) کو پیدا کرے گا تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انصاف کے ساتھ (پوری پوری جزادے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے (آخرت میں) کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی وجہ سے وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو (بھی) نورانی بنایا اور اس (کی چال) کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے واسطے (توحید کے) دلائل ہیں جو (خدا کا) ڈر مانتے ہیں جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہوگئے ہیں (آخرت کی طلب اصلا نہیں کرتے) اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں (آئندہ کی کچھ خبر نہیں) اور جو لوگ ہماری آیتوں سے بالکل غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے (اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کا رب ان کو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کے مقصد (یعنی جنت) تک پہنچادے گا ان کے (مسکن کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی چین کے باغوں میں ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم اور ان کی (اس وقت کی ان باتوں میں) اخیر بات یہ ہوگی کہ الحمدللہ رب العالمین۔

آیات قرآنی اللہ کا کلام ہے

تفسیر: (اے لوگو ہم تصدیق کرتے ہیں کہ) یہ (آیات جو لوگوں کو ہماری طرف سے سنائی جاتی ہیں خدا کی) حکمت والے کتاب کی آیتیں ہیں (اور محمد رسول اللہ کی اپنی طرف سے بنائی ہوئی نہیں ہیں جیسا کہ لوگوں کا گمان ہے آخر یہ لوگ ایسا کیوں خیال کرتے ہیں اور اس میں ایسی کونسی بات ہے جو قابل انکار ہو) کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات کچھ عجیب تھی کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کی طرف وحی بھیجی کہ تم لوگوں کو ان کے برے اعمال برے نتائج سے) ڈراؤ اور جو لوگ ایمان لے آئے (یا لے آویں) انہیں یہ خوشخبری دو کہ ان کو خدا کے یہاں پورا رسوخ ہے اور وہ اس کے یہاں مقرب اور معزز اور بڑے پایہ کے لوگ ہیں حقیقت میں یہ بات کچھ بھی عجیب نہ تھی کیونکہ اس کی ہزاروں نظیریں پیشتر گذر چکی ہیں گو یہ بات کچھ بھی عجیب نہ تھی مگر) ان کافروں نے (زبردستی اسے تعجب کی بات بنالیا اور) کہا کہ یہ (نبی) تو کھلا جادوگر ہے (اور یہ ناممکن ہے کہ یہ ہمیں جیسا آدمی ہوکر خدا کا رسول ہوا رے نادانو وہ جادوگر نہیں ہے بلکہ حقیقت میں خدا کا رسول ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔

دلائل باری تعالیٰ اور زمین وآسمان کی پیدائش

اور یہ (یقینی بات ہے کہ) تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے تمام آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا (یہ ایک دلیل ہے اس کے رب ہونے کی) پھر تمام چیزوں کو پیدا کرنے کے بعد تخت (سلطنت) پر بیٹھا (اور عنان حکومت ہاتھ میں لی) اب وہ (سلطنت کا) تمام کام (بلا شرکت غیرے) کرتا ہے (اور کسی کو انتظام میں دخل ہونا تو درکنار) بلا اس کی اجازت کے کوئی کسی کا سفارشی بھی نہیں ہے (یہ وہ دوسری دلیل ہے اس کی ربوبیت کی الغرض) وہ خدا (جس کی صفات ابھی تم معلوم کر چکے اور جو کہ تنہا خالق اور تنہا حاکم ہے) تمہارا رب ہے (نہ کہ عاجز مخلوقات) پس تم اس کی پرستش کرو (اور ان کو چھوڑ دو جن کو تمہاری خالقیت اور تم کو نفع نقصان پہنچانے میں کچھ بھی دخل نہیں ہے اور جب کہ یہ واقعات نہایت واضح ہیں) تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے (اب بھی شرک کو نہیں چھوڑتے بڑی بے حجابات ہے تم کو واضح ہو کہ) تم ہیں اسی کے پاس جانا ہوگا (اور انجام کار اسی سے سابقہ پڑے گا پھر تم شرک کر کے اس کے سامنے کس منہ سے جاؤ گے اور اس سے تم کو کس بہبودی کی توقع ہوسکتی ہے) تم اس کو محض دھمکی نہ سمجھنا بلکہ (تم سے) یہ خدا نے بالکل صحیح وعدہ کیا ہے (جس میں ذرا خلاف نہیں ہوسکتا تم کو مغالطہ یہ لگا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ ایسا ہونا ناممکن ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاوے یہ تمہاری غلطی ہے کیونکہ) وہی ابتداء پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا (پس جبکہ وہ ابتداء پیدا کرسکتا ہے تو اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور دوبارہ اس لئے پیدا کرے گا) تا کہ ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے اچھے کام کئے ان کو (ان کاموں کا) انصاف کے ساتھ بدلہ دے یہ تو اصل [1] مقصود تھا دوبارہ پیدا کرنے کا) اور (اس کے ساتھ تبعاً یہ ہوگا کہ) جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے اس سبب سے کہ وہ برابر کفر کرتے رہے ہیں پینے کی چیز نہایت تیز گرم پانی (اور اس کے علاوہ) سخت تکلیف دہ عذاب ہوگا (پس تم ایمان لا کر مستحق جزا بنو اور کفر کر کے مستحق سزا نہ بنو۔

توحید باری تعالیٰ کی دوسری دلیل

یہ دلائل توحید کافی ہیں مگر ہم مزید اتمام حجت کے لئے اور بھی دلائل بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) وہ (خدا) وہ ہے جس نے آفتاب کو سراپا روشنی اور ماہتاب کو سراپا نور (بنایا اور اس ماہتاب) کے منزلوں [2] کی تعیین کی تا کہ (اس کے ذریعے سے) تم سالوں کی تعداد اور (روزمرہ کا) حساب جان لو (ان چیزوں کو اس خاص انداز پر اور اس خاص غرض کیلئے پیدا کرنا دلیل ہے اس کی ربوبیت اور توحید کی کیونکہ یہ باتیں کسی اور کے لئے ثابت نہیں نیز اللہ نے ان چیزوں کو صرف معقول وجہ سے پیدا کیا ہے (اور فضول اور لایعنی نہیں پیدا کیا چنانچہ ان کی بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ظاہر ہیں جن کو لوگ سمجھتے ہیں پس یہ مستقل دلیل ہے اس کی ربوبیت کی پس یہ دلائل توحید و ربوبیت ہیں اور حق تعالیٰ ان دلائل کو ان لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے جو لوگ جانیں) اور جو اب بھی جاہل رہیں ان کے لئے ان کا وجود و عدم برابر ہے۔

رات دن کا اختلاف: ان کے علاوہ) یہ بات بھی یقینی ہے کہ رات دن کے آنے جانے میں اور ان تمام چیزوں میں جو حق تعالیٰ نے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کی ہیں بہت سے دلائل توحید ہیں (مگر) ان ہی لوگوں کے لئے جو (ان کو سمجھ کر شرک و نافرمانی سے) پرہیز کریں (اور جو ایسا نہ کریں ان کے لئے سب ہیچ ہے ہم بتلا دیتے ہیں جو لوگ (اس وجہ سے کہ وہ قیامت کو ایک ناممکن امر جانتے

[1] فيه اشارة الى النكتة في تغيير العنوان والله اعلم ۱۲ [2] اشارة الى ان منازل تميز محو لا عن المفعول والاصل قدرنا منازله وهذا اوجه مما قالوا ۱۲

ہیں) ہمارے روبرو آنے کی توقع نہیں رکھتے اور (اسی وجہ سے وہ) دنیاوی زندگی کو پسند کیے ہوئے (اور اس پر مطمئن ہیں اور وہ لوگ جو ہمارے احکام سے بے خبر ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا ان گناہوں کی وجہ سے جو وہ برابر کماتے ہیں جہنم ہے۔

مؤمنوں کی رہنمائی اور انہیں نیکیوں کا بدلہ

(برخلاف ان کے) جو لوگ ایمان لائے اور ایسی حالت[1] میں نیک کام کیے کہ ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے (ان نیک کاموں کی طرف) ان کی رہنمائی کرتا ہے (ان کی حالت یہ ہے کہ) ان کے نیچے سے چین (و آرام) کے باغوں میں نہریں بہتی ہوں گی ان کا قول ان (باغوں) میں یہ ہوگا کہ اے اللہ تو پاک ہے (وعدہ خلافی اور دوسرے نقائص سے) اور ان کی دعاء اس میں بلفظ سلام ہوگی (یعنی جب وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے تو ایک دوسرے کو سلام کریں گے جو دلیل ہے ان کے آپس میں محبت کی اور یہ خود ایک مستقل آرام و راحت ہے) اور (ہر موقعہ پر خدا کی نعمتوں کو دیکھ کر) ان کی آخری بات یہ ہوگی کہ شکر ہے اس خدا کا جو رب العالمین ہے (جس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں یہ چین و آرام عطا کیا)۔

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي

---

[1] اشارۃ الی ان قولہ یھدیھم ربھم حال من ضمیر عملوا وھو الاوجہ عندی ۱۲۔

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر (ان کے جلدی مچانے کے موافق) جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدہ کے لئے جلدی مچاتے ہیں تو ان کا وعدہ (عذاب) کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا سو (اس سے) ان لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے ان کے حال پر (بلا عذاب چند روز) چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر ہم جب اس کی وہ تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آ جاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی اس کے ہٹانے کے لئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا ان حد سے نکلنے والوں کے اعمال (بد) ان کو اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں جس طرح ہم نے ابھی بیان کیا ہے) اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو (انواع عذاب سے) ہلاک کر دیا ہے جبکہ انہوں نے ظلم کیا (یعنی کفر و شرک) حالانکہ ان کے پاس ان کے پیغمبر بھی دلائل لے کر آئے اور وہ (بوجہ غایت عناد کے) ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (جیسا ہم نے ابھی بیان کیا ہے) پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو آباد کیا تا کہ (ظاہری طور پر) ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے (آپ سے یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی (پورا) دوسرا قرآن (ہی) لائیے یا (کم سے کم) اس میں کچھ ترمیم کر دیجئے۔ آپ یوں کہہ دیجئے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں پس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہنچا ہے اگر میں (بالفرض) اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں آپ یوں کہہ دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا تو میں نہ تم کو یہ (کلام) پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع دیتا کیونکہ اس سے پہلے بھی تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے سو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلا دے یقیناً ایسے مجرموں کو اصلا فلاح نہ ہوگی بلکہ معذب ابدی ہوں گے) اور یہ لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے

ان لوگوں کے شرک سے۔ اور تمام آدمی ایک ہی طریقے کے تھے پھر (اپنی کج رائی سے) انہوں نے اختلاف پیدا کیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوا سو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر صرف خدا کو ہے (مجھ کو نہیں) سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

اللہ تعالیٰ برائی کا فوراً بدلہ نہیں دیتے

تفسیر: اور اگر حق تعالیٰ لوگوں کو برائی بھی یوں ہی جلدی پہنچایا کرتے جس طرح وہ بھلائی جلدی چاہتے ہیں تو اب تک انکی (بقاء کی) میعاد نہیں کبھی کی پوری کردی گئی ہوتی (کیونکہ وہ شرک وکفر اور معاصی میں مدتوں سے مبتلا ہیں جو کہ مقتضی ہے ان کے اہلاک کو اب اگر ان کے کفر وغیرہ کی سزا فوراً دیدی جاتی تو اب تک ان کا نشان بھی نہ رہتا (لیکن ہمارا حلم وحکمت اس جلد بازی کو مقتضی نہیں ہے) اس لئے ہم ان کو ان کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑے ہوئے ہیں (اور مناسب وقت پر سزا دیں گے دیکھو ہمارا تو آدمی کے ساتھ یہ برتاؤ ہے کہ ہم اس کی برائیوں پر طرح دیتے ہیں)۔

انسانوں کی ناشکری کا حال: اور (آدمی کا ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ) جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو خواہ لیٹا ہوا ہو یا بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا (غرض ہر حالت میں) ہمیں پکارتا ہے (کہ اے اللہ اس مصیبت کو دور کردے) اب جب ہم نے اس کی تکلیف دور کردی تو (ہمیں) یوں (چھوڑ کر) چل دیتا ہے جیسے اس نے کبھی ہمیں اس تکلیف (کے دور کرنے) کے لئے پکارا ہی نہ تھا جو اسے لاحق ہوئی تھی (اور وہ اس بے مروتی اور خلاف انسانیت برتاؤ کو اچھا سمجھتا ہے کیونکہ وہ حد سے بڑھ جانے والا ہے دیکھو) حد سے بڑھ جانے والوں کی نظر میں ان کے برے اعمال جو وہ برابر کرتے رہتے ہیں یوں مستحسن کردیئے گئے ہیں (جس کا نمونہ ابھی تم کو دکھلایا گیا ہے) اور (اے لوگو! تم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ) ہم نے تم سے پہلے کی جماعتوں کو جب کہ انہوں نے (معاصی کا ارتکاب کر کے ظلم کیا اور (اس سے ان کو باز رکھنے کے لئے) صاف صاف احکام لے کر انکے رسول ان کے پاس آئے اور (انہوں نے ان کی تکذیب کی اور) وہ ایسے نہ تھے کہ انہیں مان لیں ہلاک کردیا (کیونکہ وہ جرائم پیشہ تھے اور) ہم جرائم پیشہ لوگوں کو یوں ہی سزا دیتے ہیں پھر ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں ان کا جانشین بنایا ہے تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو (پس جبکہ تمہارے استخلاف کا منشاء امتحان ہے تو تم کو چاہئے کہ اعمال میں ہلاک شدہ قوموں کی تقلید نہ کرو ورنہ نتیجہ بھی ان ہی کا سا بھگتو گے۔

مشرکین کی بے ہودگیاں: اس مضمون کو ختم کر کے مشرکین کی دوسری بے ہودگیاں بیان فرماتے ہیں کہ ایک بے ہودگی تو ان کی تم کو معلوم ہو چکی کہ وہ رسول کو جادوگر کہتے ہیں) اور (دوسری بے ہودگی ان کی یہ ہے کہ) جب ان کے سامنے ہماری آیتیں اس حالت میں پڑھی جاتی ہیں کہ وہ بالکل صاف اور واضح ہیں (جن کے قبول کرنے میں ان کو ذرا بھی تامل نہ ہونا چاہئے) تو یہ (کافر) لوگ جو (بوجہ منکر قیامت ہونے کے) ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اس لئے ان کو اپنے اعمال کے برے نتائج کا بھی خوف نہیں ہے) کہتے ہیں کہ (اس قرآن کو تو ہم نہیں جان سکتے' کیونکہ اس میں ان باتوں کی برائیاں ہیں جن کو ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں) اس کے سوا کوئی اور قرآن لائیے یا اسی میں ترمیم کردیجئے (غور تو کرو کہ کس غضب کی گمراہی ہے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ان ضدی لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ میرے لئے یہ بات حاصل نہ ہوگی کہ میں اسے اپنی طرف سے ترمیم کردوں (دوسرا قرآن لانا تو درکنار کیونکہ) میں تو) اپنے فرض منصبی کی رو سے) صرف اس کا اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جائے (اور ترمیم تنسیخ کا مجھے اختیار نہیں دیا گیا ہے اس کے

علاوہ) اگر میں اس کی نافرمانی کروں (اور اپنے فرائض منصبی کے خلاف تمہاری خواہش کے موافق اس میں ترمیم تنسیخ کرو) تو مجھے ایک بڑے (ہولناک) دن (یعنی روز قیامت) کے عذاب کا اندیشہ ہے (اس لئے مجھ سے اس کی درخواست فضول ہے)۔

تبلیغ دین اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مزید اتمام حجت کے لئے) کہہ دیجئے کہ اگر خدا کو منظور ہوتا (کہ تم کو یہ احکام نہ دیئے جائیں اور اس بناء پر وہ مجھے ان احکام کی تبلیغ کا حکم نہ دیتا) تو میں اسے تمہیں پڑھ کر سناتا اور نہ وہ تم کو اس سے واقف کرتا چنانچہ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر (دراز) تک (یعنی چالیس برس) رہ چکا ہوں (اس عرصہ میں میں نے تمہاری اگر موافقت نہیں کی تو مخالفت بھی نہیں کی یہ صاف دلیل ہے اس بات کی کہ میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہتا' بلکہ خدا کے کہلائے سے کہتا ہوں تو پھر میں اپنی خواہش سے انہیں کیسے بدل سکتا ہوں (اور جب کہ یہ حقیقت بالکل واضح ہے) تو کیا تم بالکل ہی نہیں سمجھتے (کہ باوجود اس کے بھی تم ان باتوں کو میری طرف منسوب کرتے اور مجھ سے ان کے بدل دینے کی درخواست کرتے ہوالغرض یہ بے ہودگی بھی ختم ہوئی)۔

بتوں کی بے فائدہ پوجا

اور تیسری بے ہودگی ان کی یہ ہے کہ وہ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں آپ (ان نادانوں سے کہہ دیجئے کہ کیا تم خدا کو وہ چیزیں بتلاتے ہو جن کو وہ (باوجود احاطہ علمی کے) نہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں (کیونکہ جانے تو جب جب وہ ہوں بھی اور جب ہے ہی نہیں تو جانے کے خلاصہ یہ کہ اگر آسمانوں میں یا زمین میں درحقیقت اس کا کوئی شریک ہوتا تو اس کو خدا اپنے احاطہ علمی کے سبب تم سے پہلے جانتا مگر چونکہ اس کا کوئی شریک ہے ہی نہیں اس لئے اسے اس شریک کا علم بھی نہیں تو اب تمہارا شرکاء تجویز کرنا گویا خدا کو بتلانا ہے کہ یہ چیزیں آپ کی شریک ہیں اس سے زیادہ جہل کیا ہوگا پس یہ شریک بنانا سراسر باطل ہے اور) خدا پاک ہے اور برتر ہے ان کے شرک سے۔

شرک کے بطلان کی وجہ

اور (شرک اس لئے بھی باطل ہے کہ) پہلے صرف ایک جماعت تھی (جو کہ توحید میں متفق تھے) اس کے بعد ان میں اختلاف ہوا (اور کچھ لوگ توحید پر قائم رہے اور کچھ لوگ مشرک ہو گئے اب اگر قدامت ہی دلیل ہے حق ہونے کی جیسا کہ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہمارے باپ دادا کا جو مذہب ہے وہی صحیح ہے تب بھی توحید ہی حق ہے کیونکہ آخران کے باپ دادا کے باپ دادا کا مذہب تو توحید ہی تھا پس ان کا شرک اب بھی باطل ہوا) اور (جبکہ اس کا بطلان واضح ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ وہ حق تعالیٰ کا صریح مقابلہ ہے تو اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ پھر ان کو سزا کیوں نہیں دی جاتی اس۔لئے کہا جاتا ہے کہ اگر تمہارے رب کی بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی (اور وہ یہ طے نہ کر چکا ہوتا کہ دنیا دارالامتحان ہے اس لئے اس میں مجرموں کو مہلت دینا ضروری ہے) تو اب تک ان کے درمیان اس امر میں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں کبھی کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا (مگر چونکہ حکمت اس کی تاخیر کو مقتضی ہے اس لئے اس کا عملی فیصلہ نہیں کیا گیا' پس یہ تاخیر بمقتضائے حکمت ہے اس لئے اس سے نہ اس اختلاف کے حق ہونے کا شبہ ہو سکتا ہے اور نہ تاخیر قابل اعتراض ہے اور چونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اختلاف ئی

نفسہ فیصلہ بالعقوبۃ کو مقتضی ہے اور تاخیر حکمت کی وجہ سے ہے اس لئے اختلاف کرنے والوں کو بے فکر نہ ہونا چاہئے خیر یہ مضمون بھی ختم ہوا) اور (چوتھی بے ہودگی ان کی یہ ہے کہ) وہ کہتے ہیں کہ اگر (یہ درحقیقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو) ان پر ان کے رب کی جانب سے کوئی (ایسی) آیت (جس کو آیت کہا جاوے اور جسے وہ بھی آیت تسلیم کرلیں (کیوں نہ نازل کی گئی سو آپ (اس کے جواب میں) کہہ دیجئے کہ (مجھے خبر نہیں کیوں نہیں نازل کی گئی خزانہ) غیب خدا کے قبضہ میں ہے (اس لئے وہی جانتا ہے کہ اس میں کیا مصلحت ہے) سو تم انتظار کرتے رہو (ممکن ہے کہ کوئی ایسی بات بھی آجاوے جس کو آیت ماننے پر تم مجبور ہو جاؤ) میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِيٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ
أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ (٢١) هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ
إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ
الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ
أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (٢٢) فَلَمَّآ أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ ۗ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم
بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (٢٣) إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنزَلْنَٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهِۦ نَبَاتُ
الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَٰمُ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ
أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قَٰدِرُونَ عَلَيْهَآ ۙ أَتَىٰهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَٰهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ
تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (٢٤) وَاللَّهُ يَدْعُوٓا إِلَىٰ دَارِ السَّلَٰمِ ۖ
وَيَهْدِي مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ (٢٥) لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ
وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ (٢٦) وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّـَٔاتِ
جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَّا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ
وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ (٢٧) وَيَوْمَ
نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ

شُرَكَاؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ فَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾

ترجمہ: اور جب ہم ان لوگوں کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھادیتے ہیں تو فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارہ میں شرارت کرنے لگتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا بہت جلد دے گا بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتوں کو لکھ رہے ہیں اور (اللہ) ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں لئے لئے پھرتا ہے یہاں تک کہ جب (بعض اوقات) تم کشتی میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان (کی رفتار) سے خوش ہوتے ہیں (اس حالت میں دفعۃً) ان پر ایک جھونکا (مخالف) ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برے) آ گھرے (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں (کہ اے اللہ) اگر آپ ہم کو اس (مصیبت سے بچالیں تو ہم ضرور حق شناس (موحد) بن جاویں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو (اس مہلکہ سے) بچالیتا ہے تو فوراً ہی وہ (اطراف واقطار) زمین میں ناحق کی سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو (سن لو) یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال (جان) ہونے والی ہے (بس) دنیوی زندگی میں (چندے اس سے) حظ اٹھا رہے ہو پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دیں گے (اور اس کی سزا دینگے) پس دنیاوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس (پانی) سے زمین کی نباتات جن کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکلے۔ یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورحصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہوگئی اور اس (زمین) کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہو چکے تو (ایسی حالت میں) دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آ پڑا (جیسے پالا یا خشکی یا اور کچھ) سو ہم نے اس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل (یہاں) وہ موجود ہی نہ تھی ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دار البقاء کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دے دیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی (یعنی جنت) ہے اور مزید برآں (خدا کا دیدار بھی) اور ان کے چہروں پر نہ کدورت (غم کی) چھاوے گی اور نہ ذلت۔ یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے بدکام کئے ان کی بدی کی سزا اس کے برابر ملے گی اور ان کو ذلت چھالے گی ان کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی نہ بچا سکے گا (ان کے چہروں کی کدورت کی ایسی حالت ہوگی کہ) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب (خلائق) کو (میدان قیامت میں) جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک

(ذرا) اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان (عابدین ومعبودین) کی آپس میں پھوٹ ڈالیں گے اور ان کے وہ شرکاء (ان سے خطاب کر کے) کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی اس مقام پر ہر شخص اپنے اگلے کئے ہوئے کاموں کا امتحان کر لے گا اور یہ لوگ (اللہ کے عذاب) کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب ان سے غائب (اور گم) ہو جائیں گے۔

مشرکوں کو توحید کی دعوت

تفسیر: اور (اے رسول ان کی حالت یہ ہے کہ) جب ہم ان لوگوں کو اس تکلیف کے بعد جو ان کو لاحق تھی اپنی جانب سے رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو یہ لوگ فوراً ہی ہماری آیتوں کے باب میں (ان کے ابطال کی) تدبیر کرنے لگتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ حق تعالیٰ تدبیر میں تم سے زیادہ بہتر ہے (اور تم تدبیر میں اس پر غالب نہیں آسکتے علاوہ ازیں) ہمارے فرستادہ (فرشتے) ان تدبیروں کو لکھ رہے ہیں جو تم لوگ کر رہے ہو (اور ہم تم کو ان کی سزا دیں گے' ارے نادان مشرکو! تم کیوں شرک پر جمے ہوئے ہو) وہ (خدا جس کی پرستش کی تم کو دعوت دی جاتی ہے) وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے (جس کا تم کو بھی[1] علم ہے)۔

مصیبت وحدانیت کا اقرار

یہاں تک کہ (بعض اوقات تم اس کو وحدہ لاشریک ماننے پر مجبور ہو جاتے ہو چنانچہ) جب کہ تم لوگ کشتیوں میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ ان لوگوں کو (جو ان[2] میں سوار ہوں) عمدہ ہوا کے ساتھ لے کر چلتی ہیں اور وہ (ہوا کے موافق ہونے کے سبب اس سے خوش ہوتے ہیں تو اس وقت ان کشتیوں کے پاس ایک تیز اور تند آندھی آتی ہے اور ان لوگوں کے پاس ہر مقام سے (اٹھ کر) موج آتی ہے اور (جبکہ[3]) وہ سمجھتے ہیں کہ اب وہ گھیرے میں آگئے (اور اب اس طوفان سے ان کا بچنا ناممکن ہے) تو وہ خدا کو اس کے لئے دین کو خالص کر کے رائے شرک کو دل سے نکال کر) یوں پکارتے ہیں کہ اگر آپ ہمیں اس (بلا) سے نجات دیدیں گے تو ہم (اس احسان کی) قدر کریں گے (اور آپ کے سچے مطیع ہو جاویں گے یہ صاف دلیل ہے ان کے علم توحید و اقرار توحید کی کیونکہ اگر وہ درحقیقت دوسروں کو خدا کا شریک جانتے ہیں تو اس وقت انہیں کیوں نہیں پکارتے' الغرض وہ اس وقت توحید کا اقرار کرتے ہیں لیکن) پھر جب کہ اس نے ان کو اس بلا سے بچا دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پھر زمین میں ناحق زیادتی کرتے (اور خود بھی شرک کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم کرتے اور دین کی مزاحمت اور مخالفت کرتے) ہیں بلا اس سرکشی کا کیا علاج خیر)۔

کفر وشرک کا نقصان خود مرتکب کے حق میں

اے لوگو (ہم تمہیں مطلع کرتے ہیں کہ) تمہاری اس زیادتی سے ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچا بلکہ) تمہاری یہ زیادتی خود تمہارے ہی اوپر ہے (چنانچہ)

---

[1] اشارة الیٰ متعلق حتی و هذا اوجه مما قالوا ۱۲۔ [2] اشارة الیٰ ان الالتفات للتنبيه على ان المقصود بالخطاب ليس المخاطبين بخصوصهم و ما قال المفسرون فی توجيه هذا الالتفات ليس بوجيه كما لا يخفىٰ على من له ذوق سليم ۱۲۔ [3] قال ابن جرير جواب قوله حتى اذا كنتم فی الفلك الخ' قوله جاء تهاريح عاصف واما جواب قوله وظنوا انهم احيط بهم فقوله دعوا الله اه وفيه اشارة الى تقدير اذا قيل قوله و ظنوا كما اشرت اليه فی الترجمته وهو ارجح عندی مما فی الكشاف وغيره ومع هذا فلم ينشرح صدری فی هذا المقام ۱۲۔

تم (چندروز) دنیوی زندگی سے متمتع ہو گے اسکے بعد ہمارے پاس تمہاری واپسی ہوگی اب ہم تمہیں وہ تمام باتیں بتادیں گے جو تم کرتے رہے ہو۔

دنیا کی زندگی کی مثال

(اچھا ہم اب تمہیں اس دنیوی زندگی کی حالت بتاتے ہیں جس کے دھوکے میں تم لوگ ہوا چھا سنو) دنیوی زندگی کی حالت ایسی ہے جیسے ہم آسمان سے مینہ برسائیں تو اس سے (کثرت سے نباتات پیدا ہوں اور کثرت کی وجہ سے وہ (زمین کی روئیدگی جس میں سے آدمی بھی کھائیں اور مویشی بھی خوب گڈ مڈ ہو جائے یہاں تک کہ جب وہ (عروس ارضی) اپنے تمام آرائش حاصل کرلے اور خوب آراستہ ہو جاوے اور اہل زمین یہ سمجھ لیں کہ اب ہمیں اس پر پوری قدرت ہے (اور ہم اس سے پورے طور پر منتفع ہوں گے) تو یکا یک ہمارا حکم رات کو یا دن کو ان کے پاس پہنچ جاوے (کہ اب یہ سب آرائش وزیبائش ہمارے حوالہ کرو) اور اس طرح ہم اسے ایک کٹا ہوا کھیت بنادیں کہ گویا (آج کی طرح) وہ کل (بھی اس صفت پر) نہ رہی تھی (پس جس طرح اس زمین کی یہ آرائش محض عارضی اور اپنے مالکوں کو دھوکہ دینے والی ہے یوں ہی حیات دنیا بھی محض عارضی اور اپنے طالبوں کو دھوکہ دینے والی ہے پس تم کو اس پر فریفتہ نہ ہونا چاہئے اور آخرت کی فکر کرنی چاہئے تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے حیات دنیا کی ناقابل التفات ہونے اور حق تعالیٰ کی توحید اور رسول کی رسالت کو کیسے عمدہ طریق سے ثابت کیا ہے دیکھو) ہم یوں وضاحت کے ساتھ دلائل بیان کرتے ہیں) مگر) ان ہی لوگوں کے لئے جو (ان میں) غور کریں (اور جو غور ہی نہ کریں ان کے لئے سب ہیچ ہیں) اور (اس طرح دلائل بیان کر کے) حق تعالیٰ (تمام لوگوں کو) سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف بلاتا ہے اور جو چاہے[1] کہ اسے ہدایت ہو اسے سیدھے راستہ کی ہدایت بھی دے گا (پس اے لوگو تم ہدایت حاصل کرو اور جنت کو ہاتھ سے نہ دو)۔

نیک وبد کا انجام: جو لوگ اچھے کام کریں ان کے لئے (ان کی) اصل نیکی اور (اس سے) اور بہت[2] کچھ زائد ہے (چنانچہ سات سو گنا تک تو تصریح ہے اور اس سے بھی زائد کا وعدہ ہے) اور نہ ان کے چہروں پر تاریکی چھائے گی اور نہ ذلت (بلکہ ان کے چہرے روشن ہوں گے اور ان کے منہ پر شوکت وشان برستی ہوگی) یہ لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور (برخلاف ان کے) جن لوگوں نے برائیاں کمائیں ان کے لئے برائی کا بدلہ اس کی مثل ہی ہوگا (اور اس میں زیادتی نہ کی جاوے گی) اور ان پر ذلت چھائی ہوگی ان کو خدا سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا (اور ان کی روسیاہی کی یہ حالت ہوگی کہ) گویا ان کے چہروں کو تاریک رات کے تہ بتہ ٹکڑوں سے چھپا دیا گیا ہے یہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ کو رہیں گے (پس اے لوگو! تم نیکی کر کے اس کے عمدہ نتائج حاصل کرو اور برائی کر کے اس کے برے نتائج نہ خریدو، خیر اب یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ لوگ جو شرک پر اصرار کر رہے ہیں ان کا شرک دنیا ہی تک محدود ہے۔

قیامت میں مشرکوں سے خطاب

اور جس روز[3] ہم سب لوگوں کو اپنے پاس اکٹھا کریں گے پھر ہم ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا تھا کہیں گے کہ تم اور تمہارے معبود اپنی اپنی جگہ (بے ترتیب) ٹھیرے رہو اس کے بعد ہم ان میں آپس میں تفریق کریں گے (عابدین کو ایک طرف اور معبودین کو دوسری طرف کریں گے اور ہر دو فریق کا بیان لیں گے) ان کے معبودین ان سے بیزاری ظاہر کریں گے اور) کہیں گے کہ تم (ہمارے حکم سے) ہماری پرستش نہ کرتے تھے اور

---

[1] اقول هذا المعنى هوا لا وجه فى هذا المقام و لم اره لغيرى والله اعلم ۱۲۔ [2] اشارة الىٰ ان التنوين للتعظيم ۱۲۔
[3] يوم نحشر ظرف لقدا بتلوا وهنالک بدل منه فافهم ۱۲۔

ہمارے تمہارے درمیان خدا گواہ ہے کہ (حکم دینا تو درکنار) ہمیں تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی اس روز ہر شخص اپنے کام کو جانچ لے گا جو کہ اس نے پیشتر کیا تھا (کہ اس نے اچھا کیا تھا یا برا) اور وہ (سب کے سب معبودان باطلہ کی طرف سے) خدا کی طرف جو کہ ان کا واقعی آقا ہے پھیر دیئے جائیں گے۔ (اور (جھوٹ) وہ تراشتے رہتے تھے وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گے (یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں)۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ
الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ
اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾
كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ
شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى
الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا
يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾
وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ
يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا
بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ
كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ
بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: آپ (ان مشرکین سے) کہیئے کہ (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا (یہ بتلاؤ وہ کون ہے جو (تمہارے) کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار (چیز) کو بے جان (چیز) سے نکالتا ہے اور بے جان (چیز) کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے سو وہ ضرور جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہیے کہ پھر شرک سے کیوں نہیں پرہیز کرتے سو یہ ہے اللہ جو تمہارا رب حقیقی ہے اور جب امر حق ثابت ہوا) پھر (امر) حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے پھر (حق کو چھوڑ کر) کہاں (باطل کی طرف) پھرے جاتے ہو

اسی طرح آپ کے رب کی یہ (ازلی) بات کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تمام متمرد (سرکش) لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے آپ (ان سے) یوں (بھی) کہئے کہ کیا تمہارے (تجویز کئے ہوئے) شرکاء میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی (مخلوق) کو پیدا کرے پھر (قیامت میں) دوبارہ بھی پیدا کردے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا سو پھر تم کہاں (حق سے) پھرے جاتے ہو۔ آپ کہیے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا راستہ بتلاتا ہو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی امر حق کا راستہ (بھی بتلاتا ہے) تو پھر آیا جو شخص امر حق کا راستہ بتلاتا ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بے بتلائے ہوئے خود ہی رستہ نہ سوجھے تو اے مشرکین تم کو کیا ہو گیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو اور ان میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں (خیر) یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے (وقت پر سزا دے گا) اور یہ قرآن افتراء کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو بلکہ یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے قبل (نازل) ہو چکی ہیں اور احکام ضروریہ (الٰہیہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے (اور) اس میں کوئی بات شک (وشبہ) کی نہیں (اور وہ) رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے۔ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو افتراء کر لیا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تو پھر تم اس کے مثل ایک ہی سورۃ (بنا) لاؤ اور (اکیلے نہیں) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو ان کو (مدد کے لئے) بلا لو اگر تم سچے ہو بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس (کے صحیح وسقیم ہونے) کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز ان کو اس (قرآن کی تکذیب) کا اخیر نتیجہ نہیں ملا جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں اسی طرح انہوں نے بھی امور حقہ کو جھٹلایا تھا سو دیکھ لیجئے کہ ان ظالموں کا انجام کیسا (برا) ہوا (اسی طرح ان کا ہوگا) اور ان میں سے بعضے ایسے ہیں جو اس (قرآن) پر ایمان لے آویں گے اور بعض ایسے ہیں کہ اس پر ایمان نہ لاویں گے اور آپ کا رب (ان) مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اقرار

تفسیر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہئے کہ آسمان سے (مینہ برسا کر) اور زمین سے نباتات اگا کر) تمہیں کون رزق دیتا ہے یا کانوں یا آنکھوں کا مالک کون ہے اور زندہ کو مردہ سے (یعنی بچہ کو انڈے سے) کون نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے (یعنی انڈے کو جانور سے) کون نکالتا ہے اور انتظام عالم کون کرتا ہے سو (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے تو) وہ یہی کہیں گے کہ (وہ جو یہ سب کام کرتا ہے) اللہ ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہئے کہ (جب یہ مسلم ہے) تو کیا تم (اس خدا سے) نہیں ڈرتے (اور شرک وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتے' الغرض یہ ثابت ہوا کہ) وہ اللہ (جس کی یہ شان ہے کہ وہ تمہارا رازق ہے تمہارے کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے اپنے کمال قدرت سے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مدبر عالم ہے) تمہارا واقعی رب ہے سو (جب کہ حق یہ ہے تو) حق کے بعد بجز گمراہی کے اور کیا ہے (کچھ بھی نہیں' بلکہ صرف گمراہی ہے تو ثابت ہوا کہ غیر خدا کو عملاً یا اعتقاداً رب ماننا محض گمراہی ہے اور جب کہ یہ امر ثابت ہے تو) پھر تم کہاں لے جائے جا رہے ہو (اور تمہاری اوندھی مت تمہیں حق سے کدھر لے جا رہی ہے اور تم کیوں نہیں سمجھتے کہ تم غلط راہ پر چل رہے ہو اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم نے دیکھ لیا) یوں تمہارے رب کی یہ بات کہ وہ ایمان نہ لے آئیں گے ان نافرمانوں پر

بالکل چسپاں ہوگئی (کہ باوجود ایسے واضح اور مسکت دلائل سننے کے بھی وہ ایمان نہیں لاتے اور اپنی ضد پر جمے ہوئے ہیں خیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کئے جایئے اور ان کو برابر سمجھائے جایئے تاکہ پورے طور پر اتمام حجت ہو جائے۔

مشرکوں سے سوالات اور بتوں کی مجبوری کا حال

اور اس لئے مزید اتمام حجت کے لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہئے کہ (اچھا یہ تو بتاؤ کہ) آیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا ہے جو ابتداء بھی پیدا کرتا ہو اور دوبارہ بھی پیدا کرتا ہو (اس کے جواب میں وہ اپنا کوئی معبود ایسا نہیں بتلا سکتے لہذا) آپ کہئے کہ اللہ ابتداء بھی پیدا کرتا ہے اور (یہی دلیل ہے اس کی کہ) وہ دوبارہ بھی پیدا کرے گا (کیونکہ دوبارہ پیدا کرنا ابتداء پیدا کرنے کی بہ نسبت کچھ مشکل نہیں ہے اور جب وہ ابتداء پیدا کرسکتا ہے تو دوبارہ بھی ضرور پیدا کرسکتا ہے اور جبکہ واقعہ یہ ہے) تو تم (اسی خدا سے پھر کر) کہاں لے جائے جارہے ہو (اور اس قادر معبود کو چھوڑ کر عاجز معبودوں کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے یہ بھی) کہئے کہ (اچھا اسے جانے دو یہ تو بہت بڑی بات ہے میں تم سے بہت معمولی بات پوچھتا ہوں تم یہ تو بتلاؤ) کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا ہے جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے پس (اب تم سوچو کہ) کیا جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا اتباع کیا جاوے یا وہ جو (حق کی طرف ہدایت کرنا تو درکنار) خود بھی صحیح راستہ نہیں معلوم کرسکتا بجز اس کے کہ (خدا جانب سے عقل وفہم دے کر) اس کو ہدایت کی جاوے (اس کا جواب عقل صحیح یہی دے گی کہ جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ قابل اتباع ہے نہ کہ وہ جو خود بھی راہ نہ پاسکے اور جبکہ واقعہ یہ ہے) تو تمہیں کیا ہوا تم کیسا الٹا فیصلہ کرتے ہو (کہ ہادی کو چھوڑ کر ایسوں کا اتباع کرتے ہو جو خود بھی راہ نہیں پا سکتے ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ان کے معبود ہرگز قابل پرستش نہیں) اور ان میں بہت سے لوگ (کسی دلیل سے ان کی پرستش نہیں کرتے بلکہ) صرف ایک خیال باطل کے پیرو ہیں (جس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ اور بہت سے اس واسطے کہا گیا کہ بعض بعض خود بھی سمجھتے ہیں کہ وہ قابل پرستش نہیں ہیں، بلکہ محض ضد سے اس پر جمے ہوئے ہیں) اور (یہ ظاہر ہے کہ) خیال باطل امر حق سے ذرا بھی مستغنی نہیں کرسکتا (پس ضرورت ہے کہ وہ اپنے خیال باطل کو چھوڑ کر امر حق کو تسلیم کریں، مگر وہ ایسا نہیں کرتے اس لئے ان کو واضح رہے کہ) یہ بات یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام کاموں سے خوب واقف ہے جو وہ کرتے ہیں اس لئے وہ ان سے ان پر مؤاخذہ کرے گا)۔

قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کی دلیل

اور (ہم یہ بتلاتے ہیں کہ) یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کی جانب سے بنالیا جاوے بلکہ وہ تصدیق ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی اور بلاشبہ کتاب مفصل ہے پروردگار عالم کی جانب سے کیا وہ کہتے ہیں کہ اس کو اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے از خود بنالیا ہے (کس قدر لغویات ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہئے کہ (میں نے تو اتنا بڑا قرآن بنالیا) تم ایسی ایک سورۃ ہی لے آؤ خدا کے سوا جن کو تم اپنی مدد کے لئے بلاسکتے ہو ان کو بھی بلالو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو (کہ یہ بنایا ہوا ہے اس سے تم کو خود معلوم ہو جاوے گا کہ یہ میرا بنایا ہوا ہے یا خدا کا نازل کیا ہوا الغرض ان کا یہ دعویٰ کسی دلیل پر مبنی نہیں ہے) بلکہ انہوں نے ایک ایسی چیز کو جھٹلایا ہے جس کی انہوں نے (بوجہ عدم تدبر کے) پوری واقفیت حاصل نہیں کی اور جس کا نتیجہ ابھی تک ان کے پاس نہیں آیا، یوں ہی (بلا تدبر اور بلا دلیل) ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی سو تم دیکھ لو کہ ان ظالموں کا کیسا برا انجام ہوا اور بعض ان میں ایسے ہیں جو اس (قرآن) کو (دل

سے) مانتے ہیں (کہ یہ واقعی خدا کا کلام ہے مگر عناداً انکار کرتے ہیں) اور بعض ایسے ہیں کہ وہ (اس میں تدبر نہیں کرتے اور اس لئے وہ) اسے نہیں مانتے (کہ یہ خدا کا کلام ہے) اور (یہ جو ہم نے بیان کیا ہے بالکل صحیح ہے کیونکہ) تمہارا رب ان مفسدین سے پورے طور پر واقف ہے (اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون کیسا ہے اور کون کیسا)۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْــًٔـا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُھُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ رَسُوْلُھُمْ قُضِيَ بَيْنَھُمْ بِالْقِسْطِ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَاۗءَ اَجَلُھُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۭ اٰۗلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ ھُوَ ڼ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڼ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اور (ان دلائل کے بعد بھی) اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو (بس اخیر بات) یہ کہہ دیجئے کہ (اچھا صاحب) میرا کیا ہوا مجھ کو ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تم کو ملے گا تم تو میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو۔ اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جوابدہ نہیں ہوں اور آپ ان کے ایمان کی توقع چھوڑ دیجئے کیونکہ ان میں (گو) بعض ایسے (بھی) ہیں جو (ظاہر میں) آپ کی طرف کان لگا لگا بیٹھتے ہیں کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں (کہ ان سے ماننے کا انتظار کرتے ہیں گو ان کو سمجھ بھی نہ ہو اور (اسی طرح) ان میں بعض ایسے ہیں کہ (ظاہراً) آپ کو (مع معجزات وکمالات) دیکھ رہے ہیں پھر کیا آپ اندھوں کو

راستہ دکھلانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں اور ان کو وہ دن یاد دلایئے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ وہ ایسا سمجھیں گے) گویا وہ (دنیا یا برزخ میں) سارے دن کی (ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے (بھی) واقعی (اس وقت سخت) خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ (دنیا میں بھی) ہدایت پانے والے نہ تھے۔ تو جس (عذاب) کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا (اس کے نزول کے قبل ہی ہم آپ کو وفات دیدیں سو ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے پھر (سب کو معلوم ہے کہ) اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہے اور ہر ہر امت کے لئے ایک حکم پہنچانے والا (ہوا) ہے سو جب ان کا وہ رسول (ان کے پاس) آ چکتا ہے ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان پر (ذرا) ظلم نہیں کیا جاتا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ (اے نبی اور اے مسلمانو) یہ وعدہ (عذاب کا) کب (واقع) ہوگا اگر تم سچے ہو تو واقع کیوں نہیں کرا دیتے)۔ آپ فرما دیجئے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کے لئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر (کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہوا ہر امت کے (عذاب کے) لئے (اللہ کے نزدیک) ایک وقت معین ہے سو جب ان کا وہ معین وقت آ پہنچتا ہے تو اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں آپ اس کے متعلق (ان سے) فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آ پڑے یا دن کو تو عذاب میں کون چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں کیا پھر جب وہ (اصل موعود آ ہی پڑے گا) اس وقت) اس کی تصدیق کرو گے ہاں اب مانا حالانکہ (پہلے سے) تم (بقصد تکذیب) اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔ پھر ظالموں (یعنی مشرکوں) سے کہا جاوے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو تو تمہارے ہی کئے کا بدلہ ملا ہے اور وہ (غایت تعجب و انکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔

مشرکوں کو نتائج سے باخبر کرنے کے بعد آزادی

تفسیر: اور اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلائیں (خواہ عناداً یا جہل سے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ (میں تمہیں اپنا سچا ہونا ہر ممکن طریق سے سمجھا چکا اب بھی اگر تم نہیں مانتے تو) میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے، تم میرے کام سے بے تعلق ہو اور میں تمہارے کام سے بے تعلق ہو (جزائے اعمال کے وقت تمہیں تمہارے اعمال کا نتیجہ مل جاوے گا اور مجھے میرے اعمال کا) اور کچھ ان میں ایسے ہیں جو تمہاری طرف کان لگا کر تمہارے نصائح سنتے ہیں (مگر قبول مقصود نہیں ہے اس لئے ان کا سننا نہ سننے کے برابر ہے اور وہ گویا بہرے ہیں اور جبکہ واقعہ یہ ہے) تو کیا تم بہروں کو (اپنی آواز) سنا سکتے ہو اگرچہ وہ سمجھ بھی نہ رکھتے ہو (جب کہ ایسا نہیں ہے تو ان کا اسے قبول نہ کرنا کچھ بعید نہیں) اور کچھ ان میں ایسے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے ہیں (مگر تعجب و حیرت سے کہ اسے کیا

ہو گیا ہے کہ یہ ایسی باتیں کرتا ہے لہذا وہ اندھے اور نابینا ہیں اور جبکہ ایسا ہے) تو کیا تم اندھوں کو ہدایت کر سکتے ہو اگر چہ وہ نہ دیکھتے ہوں (جبکہ ایسا نہیں ہے تو ان کا ہدایت نہ پانا بھی بالکل معقول ہے الغرض اگر یہ لوگ تم کو دیکھ کر اور تمہاری باتیں سن کر ہدایت حاصل نہ کریں تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصور نہیں بلکہ خود ان کا نقصان ہے۔

مشرکوں کی عقل ان کے کفر و شرک کی وجہ سے ماری گئی

اس پر اگر یہ سوال ہو کہ خدا نے ان کو اندھا اور بہرا کیوں بنایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ) یقیناً خدائے تعالیٰ لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتے (چنانچہ اس نے ان کو قوائے مدرکہ اور سوچنے سمجھنے کی قابلیت اور قبول حق کا اختیار سب کچھ دیا تھا) مگر لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں (کہ ان سے کام نہ لے کر ان کو معطل کر دیتے ہیں مثلاً جس وقت خدا نے کسی کو آنکھیں دی ہیں اور وہ کنویں کو دیکھ کر بھی آنکھ بند کر لے یا اپنی آنکھوں کو پھوڑ لے اور کنویں میں گر جائے تو یہ خدا نے اس پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود اس نے اپنے اوپر ظلم کیا) اور (یہ لوگ قیامت کے بھی منکر ہیں اور اصل حیات وہ حیات دنیا ہی کو سمجھے ہوئے ہیں لیکن) جس روز ہم ان کو جمع کریں گے (اس ایک دن کی درازی کے مقابلہ میں بھی ان کی حیات دنیا کی کوئی حقیقت نہ ہوگی چنانچہ اس روز[1] انہیں ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا وہ صرف دن کی اس گھڑی کی مقدار دنیا میں رہے ہیں جس[2] کو وہ آپس میں پہچانتے ہیں (اس سے تم اس دن کی درازی اور ان کی حیات دنیا کی درازی کا موازنہ کر سکتے ہو یہ تو صرف ایک دن تھا ورنہ چونکہ وہ حیات غیر متناہی ہے اس لئے مجموعی حیات اخروی سے تو اسے کچھ نسبت ہی نہیں الغرض) بڑے گھاٹے میں ہے وہ لوگ جو خدا کے ملنے کو جھٹلاتے ہیں اور اس طرح بہت تھوڑی زندگی کے لئے غیر متناہی زمانہ کی مصیبت مول لیتے ہیں) اور وہ بالکل صحیح راستہ پر نہیں ہیں (کیونکہ صحیح راستہ یہ ہے کہ اس زندگی کو بے وقعت سمجھ کر اس زندگی کی راحت کا اہتمام کیا جاوے مگر وہ اس کے برعکس کرتے ہیں) اور (یہ امر ان لوگوں کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ ہم جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں وہ نہ دنیا کے ساتھ مخصوص ہے اور نہ اس کے لئے دنیا میں کوئی میعاد مقرر ہے بلکہ وہ آخرت میں تو لازم ہے اور دنیا میں محتمل اب) خواہ ہم (ان کو دنیا میں بھی عذاب دے کر) اس سزا کا نمونہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلا دیں جس کا ہم (بصورت اصرار علی الکفر) ان سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم (بلا نمونہ دکھلائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دیدیں (دونوں صورتوں میں عذاب سے نہیں بچ سکتے کیونکہ) آخر ہماری ہی طرف تو ان کی واپسی ہوگی پھر خدا ان کے ان کاموں کا مشاہدہ بھی کر رہا ہے جو وہ کرتے ہیں (پھر وہ عذاب سے کیونکر بچ سکتے ہیں پس انہیں سزا دیا جانا ضروری ہے اور وہ ان سے ٹل نہیں سکتی لہٰذا ان کو مطمئن نہ ہونا چاہئے پس آیت سے ثابت ہوا کہ خدا کا وعدہ کسی صورت میں جھوٹا نہیں ہو سکتا اور قادیانی لوگ جو اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ خدا کا وعدہ کبھی ٹل بھی جاتا ہے بالکل تحریف قرآن ہے (اعاذنا اللہ منہ)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت

اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکے لئے کوئی نئے رسول نہیں ہیں کیونکہ) ہر امت کے لئے ایک رسول ہے پس اسی قاعدہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے رسول ہیں) پس جبکہ ان کے پاس ان کا رسول آ گیا (اور اس نے ان کو احکام خداوندی کی تبلیغ کر دی جس کو انہوں نے جھٹلایا) تو

---

[1] اشارة الی تقدیرا لعامل فی یوم نحشرهم وهذا الصواب من تاویلات المفسرين ۱۲

[2] هذا هو الحق وما قاله المفسرون كالز مخشری وغیره فی هذا المقام لامعنی له ۱۲

اب ان کے درمیان بالکل منصفانہ فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جاوے گا اور (ان وعیدوں کو سن کر) وہ کہیں گے کہ یہ وعدہ (جو کہ بار بار کیا جاتا ہے) آخر کب ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ (اس کے جواب میں) کہئے کہ (میں تمہیں عذاب دینے کا تو کیا اختیار رکھتا) میں تو اپنے لئے بھی نہ نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ نفع کا ہاں جو (نفع یا نقصان) خدا چاہے (وہ مجھے پہنچ سکتا ہے پس مجھ سے اس کی توقع کہ جب تم چاہو اسی وقت تمہیں عذاب دے کر دکھلا دوں' محض لایعنی ہے ہر امت کے لئے خدا کی جانب سے ایک میعاد معین ہے جس کی تحدید و تعیین خود اسی کے علم میں ہے) اب جب وہ میعاد آ ئے گی اس سے وہ لوگ نہ گھڑی بھر پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں (پس یہی حالت تمہاری بھی ہے۔

جلد عذاب کا مطالبہ

آپ (ان سے) کہئے کہ اچھا تم مجھے یہ تو بتاؤ کہ خواہ اس کا عذاب رات میں آوے یا دن میں آخر مجرمین کو اس کی کیا جلدی ہے (اور وہ خواہ مخواہ کیوں جلدی مچاتے ہیں کیونکہ ان کا اس میں نقصان ہی ہے فائدہ کچھ بھی نہیں پھر جلدی مچانا یہ ایک مستقل حماقت ہے ان کو تو جتنی بھی دیر ہو غنیمت سمجھنا چاہئے ہاں) کیا جب وہ واقع ہوگا تب ایمان لاؤ گے (لیکن اس وقت کا ایمان کچھ مفید نہ ہوگا کیونکہ اس وقت کہا جاوے گا کہ) کیا اب ایمان لاتے ہو حالانکہ تم (اس کی جلدی مچاتے تھے جس کا منشا تمہارا انکار تھا پس جبکہ تم اس کے منکر تھے تو اب بھی ایمان نہ لاؤ اور کہدو کہ ان ہذا السحر مبین یعنی یہ تو کھلا جادو ہے) اس کے بعد ان ظالموں سے کہا جاوے گا کہ اب تم عذاب دائم کا مزہ چکھو (یہ سزا تم پر ظلم نہیں ہے بلکہ) تم کو تمہیں ان ہی گناہوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم کمایا کرتے تھے اور وہ یہ بھی تم سے[۱] پوچھیں گے کہ (کیوں جی) کیا یہ (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں) سچ ہی ہے (یا تم ہمارے ڈرانے کے لئے ایسا کہتے ہو تم کو خدا کی قسم سچ سچ بتلا دو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم وہ بالکل سچی بات ہے (اور بالکل ڈراوا نہیں ہے) اور (دلیل اس کی یہ ہے (کہ دھوکا دیتا ہے جو مجبور ہو اور بلا دھوکے کے اس کا مقصد حاصل نہ ہو سکے اور) تم (خدا[۲] کو کسی بات میں) عاجز نہیں کر سکتے (پھر وہ تمہیں دھوکا کیوں دے گا اور اسے دھوکے کی کیا ضرورت ہے نیز تم اس کے قبضہ میں سے بھی نہیں نکل سکتے کہ وہ تمہیں سزا نہ دے سکے پھر اس کے جھوٹ ہونے کی کیا وجہ۔

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا
رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ڏ

---

[۱] جملہ المفسرون علی الانکار والاستھزا و حملتہ علی الاستخبار بدلالۃ قولہ ویستنبؤنک و بدلالۃ تقدیم الخیر و بدلالۃ اسلوب الجواب کما لا یخفی علی من لہ ذوق سلیم و تحقیق المقام انہ لا دلالتہ فی الکلام علی ان السائلین کانوا معاندین وغیر المعاندین من المنکرین قد یعتریہ والشک والتردد ویجوز صدق کلام مقابلہ ولو تجویز اضعیفا ثم یستفسر عن صدقہ علی وجہ الاستعجاب المشوب بالانکار بل المعاند ایضا کذلک کما لا یخفی فلا وجہ الحمل الکلام علی الانکار والاستھزاء مع اباء اسلوب الکلام عنہ واللہ اعلم ۱۲۔ [۲] انظر یھا الناظر الی موقع ھذا الکلام و ایجاز لفظہ واشتمالہ علی معان فانہ دلیل للدعوی من وجھین و مع ھذا فھو وعید علی الانکار یرشدک الی انہ کلام الخبیر لعلیم الذی لا یغیب عنہ شئی ولیس من کلام انسان المصادق للسھود والنسیان الذی علمہ محدود و یغیب عن ذھنہ اشیاء وھذا امر ذوقی ۱۲۔

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾

ترجمہ: اور اگر ہر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا (مال) ہو کہ ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اس کو دیکر اپنی جان بچانے لگے اور جب عذاب دیکھیں گے تو (مزید فضیحت کے خوف سے) پشیمانی کو (اپنے دل ہی میں) پوشیدہ رکھیں گے اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا اور ان پر (ذرا) ظلم نہ ہوگا یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے (پس قیامت ضرور آوے گی لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے ایک چیز ایسی آئی ہے (جو برے کاموں سے روکنے کے لئے) نصیحت ہے اور دلوں میں جو (برے کاموں سے) روگ (ہو جاتے) ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ جب قرآن ایسی چیز ہے پس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے وہ اس (دنیا) سے بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے (انتفاع کے) لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا آپ (ان سے) پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا (محض) اللہ پر اپنی طرف سے افتراء ہی کرتے ہو اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں ان کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی بے قدر ہیں (ورنہ توبہ کر لیتے)۔

خدائی عذاب اور اس کی شدت

تفسیر: خیر وہ عذاب واقع ہوگا) اور (ایسا سخت ہوگا کہ) اگر ہر شخص کے پاس جس نے (کفر و شرک کر کے) ظلم کا ارتکاب کیا تمام زمین کا مال واسباب ہوتا (اور اس کو دیکر وہ اس عذاب سے بچ سکتا) تو وہ سب دے کر چھوٹ جاتا اور یہ ظالم لوگ جب اس عذاب کو دیکھیں گے تو دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے کہ ہم نے ایسے افعال کیوں کئے تھے کہ ایسی سزا میں گرفتار ہوئے کاش ہم وہ کام نہ کرتے) اور (اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان پر کوئی زیادتی کی جائے گی بلکہ) ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جاوے گا (اور یہ سزا کی سختی جرم کے شدید ہونے کی وجہ سے ہوگی نہ ظلماً جو لوگ قیامت کا یا سزا کا انکار کرتے ہیں ان کو) خوب سن لینا چاہئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (اور ان میں وہ جو چاہے تصرف کر سکتا ہے اور کوئی اسے روک نہیں سکتا) نیز خوب سن لینا چاہئے کہ خدا کا وعدہ بالکل سچا ہے مگر بہت سے لوگ جانتے نہیں (اس لئے وہ اس کے ماننے میں تامل یا ان کا انکار کرتے ہیں، ہم صاف کہتے ہیں کہ) وہ زندہ

بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے (اس لئے مرکر زندہ ہونا کوئی قابل انکار بات نہیں ہے اور یہ صحیح ہے کہ) تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

سراپا رحمت کتاب اور اس کے خیر مقدم کی ضرورت

اے لوگو (دیکھو) تمہارے رب کی جانب سے اس کے ماننے والوں کے لئے ایک سراپا نصیحت اور دلوں کے امراض کی شفا اور سراسر ہدایت اور سراسر رحمت (کتاب) آئی ہے (اے رسول[1])

آپ کہئے کہ خدا کے فضل اور اس کی رحمت سے پھر اس (فضل ورحمت) سے (آئی ہے) پس (اس کے ماننے والوں کو) چاہئے کہ وہ (اس کے آنے سے) خوش ہوں (کیونکہ) وہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن کو وہ اکٹھا کرتے ہیں (جیسے مال وغیرہ کیونکہ ان کا نفع محض عارضی ہے اور اس کا نفع دائم پھر دونوں کے منافع میں بھی زمین وآسمان کا فرق ہے اور چونکہ یہ نفع مؤمنین کے ساتھ خاص ہے اس لئے جو لوگ مؤمن نہیں ہیں ان کو ایمان لا کر ان منافع سے بہرہ ور ہونا چاہئے اس مضمون کو یہاں تک پہنچا کر پھر دوسرے مضمون کی طرف انتقال فرماتے ہیں۔

مشرکین سے ناجائز تصرف پر تنبیہ

اور فرماتے ہیں کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ان مشرکین سے یہ بھی کہئے کہ یہ تو بتاؤ کہ جو رزق خدا نے تمہارے لئے اتارا تھا پھر تم نے اس میں کچھ حرام اور کچھ حلال بنالیا (آخر اس کا منشا کیا ہے[2]) آپ کہئے کہ کیا خدا نے تمہیں ایسا کرنے کی اجازت دی تھی یا تم خدا پر جھوٹ تراشتے ہو (اس کا جواب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ خدا نے تمہیں ایسا کرنے کی (اجازت دی ہے کیونکہ نہ اس کی ان کے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ یہ واقعہ ہے پس اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا پر افتراء کرتے ہیں اب غور کیا جاوے کہ یہ کتنی بڑی جرأت ہے) اور قیامت میں ان لوگوں کا جو خدا پر جھوٹ تراشتے ہیں کیا خیال ہوگا (کیا وہ سمجھیں گے کہ ہم دوزخ سے بچ جائیں گے ہرگز نہیں تو پھر یہ لوگ اتنی بڑی جرأت کیوں کرتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے مہربان ہیں (کہ ان کو طرح طرح سے ان کے نفع کی باتیں سمجھاتے ہیں (مگر بہت سے لوگ قدر نہیں کرتے۔

وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ
شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا
فِی السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ
عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ ۚ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ؕ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ

---

[1] بدعتی لوگ اس آیت سے میلاد مروجہ کا ثبوت دیتے ہیں حالانکہ آپ کو ترجمہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ اس آیت کا تعلق نزول قرآن سے ہے نہ کہ محفل میلاد سے اور خوش ہونے سے مراد جشن منانا نہیں ہے کیونکہ نزول قرآن کا کسی نے جشن نہیں منایا اور نہ بدعتی مناتے ہیں تو اس سے جشن میلاد کیسے ثابت ہوا نعوذ باللہ منہ یہ ہے ان بدعتیوں کی عقل وفہم جس چیز کے ساتھ آیت صراحۃً مطلق ہے اس سے تو خوش نہیں ہوتے اور جس چیز سے اس کا تعلق نہیں اس کی خوشی مناتے اور جشن کرتے ہیں استغفر اللہ منہ ۱۲۔

[2] اشارة الى التقدير الخبر ۱۲ .

الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَانٍ بِهَٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾

ترجمہ: اور آپ (خواہ) کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور (اسی طرح اور لوگ بھی جتنے ہوں) تم جو کام بھی کرتے ہو ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے رب (کے علم سے) کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (بلکہ سب اس کے علم میں حاضر ہیں اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور سے) چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں ہے یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں وہ اللہ کے دوست) ہیں جو ایمان لائے اور (معاصی سے) پرہیز رکھتے ہیں ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف وحزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔ اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں تمام تر غلبہ (اور قدرت بھی خدا ہی کے لئے (ثابت) ہے وہ ان کی باتیں) سنتا ہے (اور ان کی حالت) جانتا ہے۔ یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں یعنی جن وانس اور فرشتے یہ سب اللہ ہی کے مملوک ہیں اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کر رہے ہیں (خدا جانے) کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے ہیں اور محض قیاسی باتیں کر رہے ہیں وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں آرام کرو اور دن بھی اس طور پر بنایا کہ (بوجہ روشن ہونے کے دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے اس (بنانے) میں دلائل توحید ہیں ان لوگوں کے لئے جو (تدبر کے ساتھ ان مضامین کو) سنتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ (کیسی سخت بات کہی) وہ تو کسی کا محتاج نہیں (اور سب اس کے محتاج ہیں) اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو

کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس (بجز بیہودہ دعویٰ کے) اس (دعوے) پر کوئی دلیل (بھی) نہیں (تو) کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم (کسی دلیل سے) علم نہیں رکھتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں (جیسے مشرکین) وہ (کبھی) کامیاب نہ ہوں گے یہ دنیا میں (چندروزہ) تھوڑا سا عیش ہے (جو بہت جلد ختم ہوا جاتا ہے) پھر (مرکر) ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہے پھر (آخرت میں) ہم انکو انکے کفر کے بدلہ سزائے سخت (کا مزہ) چکھادیں گے۔

اللہ تعالیٰ ذرہ ذرہ کا علم رکھتا ہے

تفسیر: اور (اے نبی ہم تم کو بھی تنبیہ کرتے ہیں کہ) نہ تم کسی کام میں ہوتے ہو اور نہ تم اس کتاب سے کچھ پڑھتے ہو اور (اے لوگو اسی طرح ہم تم سے بھی کہتے ہیں کہ تم) کوئی کام نہیں کرتے مگر اس حالت میں کہ ہم اس کو مشاہدہ کرتے ہیں جبکہ تم اس میں مصروف ہوتے ہو اور (کچھ افعال و احوال ہی کی تخصیص نہیں بلکہ) تمہارے رب سے ذرا برابر چیز بھی غائب نہیں۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ اور نہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز ہے اور نہ بڑی سے بڑی مگر اس حالت میں کہ وہ کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں (درج) ہے (اس لئے تم سب کو اپنے ہر کام میں اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ ہم جو یہ کام کررہے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے اور ہمیں اس کا بدلہ دے گا اور یہ خیال کر کے کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہئے جو اس کی مرضی کے خلاف ہو)۔

خدا پرستوں کی سکون بھری زندگی

خوب سن لو کہ جو خدا کے دوست ہیں (اور اپنے ہر کام میں اس کی رضا جوئی ملحوظ رکھتے ہیں) ان پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے (کیونکہ) جو لوگ ایمان لے آئیں اور خدا سے ڈریں (جن کو اوپر خدا کے دوست کہا گیا ہے) ان کے لئے دنیا میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی (یہ خدا کی کہی ہوئی بات ہے اور اس لئے اس کے خلاف نہیں ہوسکتا کیونکہ) خدا کی باتیں بدلتی نہیں (اور یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ) یہی بہت بڑی کامیابی ہے (اور سخت محروم ہیں وہ لوگ جو اس سے محروم رہیں) پس سب کو چاہئے کہ وہ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

فائدہ: اس مقام پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ احادیث میں خوشخبری کی تفسیر ہے کہ وہ ایک اچھا خواب ہے جو مومن اپنے متعلق خود دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے متعلق دیکھے سو اس کا مقصود یہ نہیں کہ خوشخبری منحصر ہے اس میں کیونکہ اس میں اول تو یہ اشکال ہے کہ یہ حکم عام مومنین اتقیاء سے متعلق ہے اور سب کے لئے ضرور نہیں کہ وہ خود اپنے متعلق کوئی خواب دیکھیں یا کوئی دوسرا ان کے متعلق کوئی خواب دیکھے اس لئے خوشخبری کو اس میں منحصر نہ ہونا چاہئے دوسرے یہ خوشخبری دنیا کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ آخرت میں بھی ہے اور آخرت میں خواب کے کوئی معنی نہیں پس ثابت ہوا کہ یہ خوشخبری خواب میں منحصر نہیں ہے بلکہ خواب اس کی ایک خاص صورت ہے۔

غلام احمد قادیانی کا غلط استدلال: دوسرے یہ سمجھنا چاہئے کہ غلام احمد قادیانی نے اس آیت سے اس بات کو ثابت کرنا چاہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی سلسلہ نبوت باقی ہے اور تقریر اس کے استدلال کی یہ ہے کہ قرآن میں مومنین کے لئے بشریٰ کا وعدہ کیا گیا ہے اور حدیث میں اس کی تفسیر رؤیائے صالحہ سے کی گئی ہے اور رؤیائے صالحہ کو حدیث میں نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت باقی ہے مگر یہ استدلال سراسر جہل اور سراپا گمراہی اور کفر ہے کیونکہ قرآن میں ختم نبوت منصوص ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی اور ذھبت النبوۃ وبقی المبشرات

فرمایا ہے، جس میں نبوت ختم ہو جانے کی تصریح ہے مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبوت ختم ہو گئی پھر کسی محرف کو کیا گنجائش ہے کہ وہ خواہ مخواہ جوڑ توڑ کر کے بقاء نبوت ثابت کرے دوسرے اگر مرزا کے استدلال کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو خود مرزا کے اصول پر لازم آتا ہے کہ بعض فاسق اور غایت درجہ کے بدکار بھی نبی ہو جائیں کیونکہ وہ تسلیم کرتا ہے کہ بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں' نیز وہ لکھتا ہے کہ جبریلی نور (یعنی نبوت) کا چھیالیسواں حصہ (یعنی سچا خواب) تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرلے درجہ کا بدکار بھی باہر نہیں بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گذری ہے کبھی سچا خواب دیکھ لیتی ہے' الخ' توضیح المرام ص ۳۷، ۳۸' پس جبکہ مرزا کے اصول پر سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جس کو یہ چھیالیسواں حصہ حاصل ہو وہ نبی ہے تو اب تمام فاسق فاجر اور پرلے درجہ کی بدکار اور رنڈیاں تک نبی ہو جائیں گی' **العیاذ باللہ من ھذا الجھل والعمی** ' پس ثابت ہوا کہ یہ استدلال سراسر غلط اور تحریف محض ہے اور خدا اور رسول سچے ہیں جو کہتے ہیں کہ نبوت ختم ہو چکی اور مرزا جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ نبوت باقی ہے۔

مرزا کی غلطیاں: اور مرزا نے جو اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ گو بعض خواب فساق اور فجار کو بھی آجاتے ہیں مگر وہ لقب نبوت کے اس لئے مستحق نہیں کہ ان کو اس کا بہت کم حصہ حاصل ہے جن کو بہت زیادہ حصہ حاصل ہے (جیسے مرزا) وہ اس لقب کا مستحق ہے مگر یہ جواب اسلئے غلط ہے کہ اول تو حدیث میں مطلق رؤیائے صالحہ کو چھیالیسواں حصہ نبوت کا کہا گیا ہے اور اس میں یہ قلت و کثرت کی تفصیل نہیں ہے پھر آپ کو اس تفصیل کا کیا حق ہے دوسرے اگر کثرت ہی مراد ہو تو اس کی کوئی حد نہیں بتلائی گئی جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ مرزا میں وہ مرتبہ کثرت کا متحقق ہے یا نہیں۔ پھر اس کی کوئی تعیین نہیں کہ فاسق اور بدکاروں کو کس حد تک سچے خواب آسکتے ہیں۔ تا کہ معلوم ہو سکے کہ مرزا فساق اور بدکاروں کے دائرہ مین داخل ہے یا خارج اور جبکہ واقعات یہ ہیں تو مرزا کا اپنی نبوت پر استدلال سراسر غلط ہے اور ان واقعات کی بناء پر نبوت تو درکنار یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا فساق و فجار اور رنڈیوں کی صف سے خارج ہے الغرض مرزا کا دعویٰ سراسر باطل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نبوت چھیالیس اجزا کے مجموعہ کا نام ہے نہ کہ اس کے ہر جزو کا جس میں وہ چھیالیس اجزاء تمام موجود ہوں وہ نبی ہے نہ کہ وہ شخص جس میں اس کا چھیالیسواں حصہ پایا جاوے بلکہ اس کا تو خود مرزا کے تسلیم کردہ اصول پر مؤمن صالح ہونا بھی ضرور نہیں کیونکہ وہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ چھیالیسواں حصہ رنڈیوں تک کو حاصل ہے مثلاً شرعاً غنی وہ شخص ہے جس کے پاس پورے دو سو درہم ہوں اب اگر اس میں سے ایک بھی کم ہو جاوے تو وہ غنی نہیں ہے' چہ جائیکہ اس کے پاس دو سو درہم کا چھیالیسواں حصہ یعنی چار درہم پورے اور ایک درہم کا ۲۳/۸ حصہ ہو بلکہ ایسا شخص بالکل فقیر اور مفلس ہے اس کے علاوہ اس کی شرعی اور عقلی مثالیں بکثرت موجود ہیں جن کو ہم طول کے خوف سے بیان کرنا نہیں چاہتے اور اصل مقصود کے واضح ہو جانے کے بعد اس کی ضرورت بھی نہیں' پس ثابت ہوا کہ مرزا کا دعویٰ بالکل غلط اور عین کفر ہے مسلمانوں کو ایسے مغالطوں سے ہوشیار رہنا چاہئے اب ہم اس استطرادی مضمون کے بعد پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی: اور کہتے ہیں کہ مشرکین کے مقابلے میں دلائل قائم فرما کر اور ان کو کفر پر دھمکی اور ایمان کی ترغیب دے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے رسول یہ ضرور ہے کہ یہ مشرکین واہی تباہی باتیں کرتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کچھ خیال نہ کیجئے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سے مغموم نہ ہوجئے (کیونکہ) حق تعالیٰ

کو پورا قابو حاصل ہے وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے (پس وہ ان سے سمجھ لے گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناحق کیوں رنج کرتے ہیں۔

خدا کی ذات: ہاں اے لوگو) خوب سن لو کہ جو کوئی بھی آسمان میں ہے اور جو کوئی بھی زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کے ہیں (اور ان میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے) اور جو لوگ خدا کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ (درحقیقت) خدا کے شریکوں کی پیروی نہیں کرتے (کیونکہ اس کا کوئی شریک ہی نہیں ہے بلکہ) وہ محض ایک گمان باطل کی پیروی کرتے ہیں اور محض انکل لگاتے ہیں وہ (خدا) وہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو بینا (یعنی روشن) بنایا (تاکہ تم اس کے ذریعے سے اپنے مقاصد حاصل کرو) اس میں (ایک دو نہیں بلکہ) بہت سے دلائل توحید ہیں (مگر) ان لوگوں کے لئے جو سنیں (اور جو سننا ہی پسند نہ کریں ان کے لئے کچھ بھی نہیں پس تم کو چاہئے کہ تم سنو اور سمجھو۔

مشرکین کا اتہام ذات خداوندی پر

خیر اب ہم دوسری بات بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ ان لوگوں نے خلاف عقل و نقل صرف تجویز شرکاء ہی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ) انہوں نے یہ بھی کہا کہ خدا نے اولاد بنائی (چنانچہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں) پاک ہے وہ (اس بہتان سے) وہ بے نیاز ہے (اولاد وغیرہ سے پھر اسے اولاد کی کیا ضرورت تھی نیز) جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اس کی ملک ہے (اور بھلا مملوک بھی اولاد ہو سکتی ہے اگر مملوک اولاد ہو تو پھر فرشتوں کی کیا تخصیص ہے ہر چیز کو اولاد ہونا چاہئے الغرض یہ خیال محض باطل ہے اور) جس کا تمہیں کوئی علم نہیں (نہ دلیل عقلی سے نہ نقلی سے بڑی بے جا بات ہے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے کہہ دیجئے کہ جو لوگ خدا پر افتراء کرتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے (کیونکہ آخرت میں اس کی سزا ان کو ضرور ملے گی) اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا میں بھی سزا مل جاوے' لیکن اگر دنیا میں سزا نہ ملے تو اس کو کامیابی نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ گو اس صورت میں ان کو (دنیا میں) (اس کے منافع سے) نہایت معمولی تمتع ہوگا (جس کو کامیابی نہیں کہا جا سکتا (مگر) پھر ہماری ہی طرف ان کی واپسی ہوگی اس کے بعد ہم انہیں اس وجہ سے وہ کفر کرتے رہے ہیں سخت عذاب (کا مزہ) چکھا دیں گے (اور جب کہ یہ حالت ہے تو اسے کون عاقل کامیابی کہہ سکتا ہے۔

مرزائی استدلال کی حیثیت

مسلمانو! اس آیت نے کامیابی کے معنی صاف بتلا دیئے کہ کامیابی صرف یہ ہے کہ آدمی آخرت کے عذاب سے بچ جاوے اور دنیا میں چند روز عیش و آرام سے بسر کرنا یہ کامیابی نہیں ہے ورنہ لازم آئے گا کہ عموماً کفار یہود، نصاریٰ، مشرکین باوجود مفتری علی اللہ ہونے کے کامیاب ہوں اور جبکہ یہ معلوم ہو گیا تو مرزا کا تئیس برس تک خدا پر افتراء کرتے رہنا کامیابی نہیں ہو سکتا اور مرزا و مرزائیوں کا یہ مغالطہ کہ مرزا پر دنیا میں بجلی وغیرہ نہیں گری اور اس کو خدا پر افتراء کرتے ہی فوراً نہیں پکڑ لیا گیا اس لئے وہ اپنے دعاوی میں سچا ہے' یہ بھی خدا پر افتراء ہے' کیونکہ قرآن میں اس کا ذکر نہیں کہ ہر مفتری علی اللہ کو فوراً پکڑ لیا جاتا ہے چنانچہ اسی موقع پر بھی اور دوسرے موقع پر بھی صراحۃ مذکور ہے کہ مفتریوں کو مہلت دی جاتی ہے چنانچہ اس موقع پر متاع فی الحیوٰۃ الدنیا الخ صاف موجود ہے اور اس سے پہلے پڑھ چکے ہو کہ یہ مفتری عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور عذاب نازل نہیں ہوتا اور فرمایا جاتا ہے لکل امۃ اجل فاذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعۃ

ولا یستقدمون ؛ پس یہ استدلال مرزا و مرزائیان سراسر غلط اور خدا پر ایک مستقل افتراء ہے جس کی انہیں سزا ملے گی اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي
بِآيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً
ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ﴿۷۱﴾ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ
وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ
وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُنْذَرِينَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا إِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوا
لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا
مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوسٰى وَهٰرُونَ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِ بِآيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا
مُّجْرِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوسٰى أَتَقُولُونَ
لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ ۖ أَسِحْرٌ هٰذَا ۖ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُونَ ﴿۷۷﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا
عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ
ائْتُونِي بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوسٰى أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُّلْقُونَ ﴿۸۰﴾
فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ
عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ: اور آپ ان کو نوح (علیہ السلام) کا قصہ پڑھ کر سنایئے۔ جو کہ اس وقت واقع ہوا تھا) جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم کو میرا رہنا (یعنی وعظ گوئی) کی حالت میں) اور احکام خداوندی کی نصیحت کرنا بھاری (اور ناگوار) معلوم ہوتا ہے تو میرا تو خدا ہی پر بھروسہ ہے سو تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کر لو پھر تمہاری وہ تدبیر تمہاری گھٹن (اور دل تنگی) کا باعث نہ ہونا چاہئے پھر میرے ساتھ (جو کچھ کرنا ہے) کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو پھر بھی اگر تم اعراض ہی کئے جاؤ تو (یہ سمجھو کہ) میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا (اور میں تم سے کیوں مانگتا کیونکہ)

میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور چونکہ مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں میں رہوں سو وہ لوگ ان کو جھٹلاتے رہے پس (ان پر عذاب طوفان کا مسلط ہوا اور) ہم نے (اس عذاب سے) ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور ان کو (زمین پر آباد کیا اور (باقی جو لوگ رہ گئے تھے) جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو (اس طوفان میں) غرق کر دیا سو دیکھنا چاہئے کیسا (برا) انجام ہوا ان لوگوں کا جو (عذاب الٰہی سے) ڈرائے جا چکے تھے پھر نوحؑ کے بعد ہم نے اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ ان کے پاس معجزات لے کر آئے (مگر) پھر (بھی ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی کیفیت یہ تھی کہ) جس چیز کو انہوں نے اول (وہلہ) میں (ایکبار) جھوٹا کہہ دیا یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیتے (اور جیسے یہ لوگ دل کے سخت تھے) اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں پھر ان (مذکورین) پیغمبروںؑ کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنے معجزات (عصا) اور ید بیضا دے کر بھیجا سو انہوں نے) دعویٰ کے ساتھ ہی ان کی تصدیق کرنے سے) تکبر کیا اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے پھر جب (بعد دعویٰ کے) ان کو ہمارے پاس سے (نبوت موسویہ پر) صحیح دلیل پہنچی تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہے۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جبکہ وہ تمہارے پاس پہنچی ایسی بات کہتے ہو (کہ یہ جادو ہے) کیا یہ جادو ہے۔ حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے وہ لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو اس طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور (اس لئے آئے ہو کہ) تم دونوں کو دنیا میں ریاست (اور سرداری) مل جائے اور (تم خوب سمجھ لو کہ) ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے۔ اور فرعون نے (اپنے سرداروں سے) کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو (جو ہماری قلمرو میں ہیں) حاضر کرو (چنانچہ جمع کئے گئے سو جب وہ آئے (اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا) موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو (میدان میں) ڈالنا ہے سو جب انہوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ دلیل صحیح (یعنی معجزہ) کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کر دیتا ہے گو مجرم (اور کافر) لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔

واقعات نوح علیہ السلام

تفسیر: کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو پیغام مذکور پہنچا دیجئے) اور ان کو نوح (علیہ السلام) کی خبر سنا دیئے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر میرا یہاں رہنا اور میرا تمہیں خدا کی آیتوں کے ذریعہ سے نصیحت کرنا تم پر گراں ہے (اور تم یہ چاہتے ہو کہ میں یہاں نہ ہوں یا تمہیں نصیحت نہ کروں) تو میرا خدا پر بھروسہ ہے اب تم اپنے معبودوں سمیت (میرے خلاف) اپنی تدبیر کر لو پھر یہ بھی نہ ہو کہ کوئی بات تم پر مخفی رہے (بلکہ خوب سوچ سمجھ کر ایسی تدابیر اختیار کرو جس میں ناکامی کا تمہیں وہم بھی نہ ہو) پھر (جبکہ تم پورے طور پر سوچ سمجھ لو اور یہ جان لو کہ یہ تدبیر بے کار نہیں ہو سکتی تب اس کو) مجھ پر جاری کر دو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو (پھر دیکھو کہ تم کامیاب ہو سکتے ہو یا نہیں اگر تم کامیاب ہو جاؤ تو

تمہارا مقصود حاصل ہے اور اگر ناکام رہو تو سمجھ لو کہ میں جھوٹا نہیں ہوں بلکہ میری پشت پر وہ قوت ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور سمجھ لو کہ تمہارے معبود سب ہیچ ہیں یہ ایک کھلی ہوئی حجت ہے میری سچائی کی) اب اگر تم اس پر بھی روگردانی کرو تو میرا کوئی ضرر نہیں، کیونکہ میں نے اس پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگا (کہ اس کے نہ ملنے سے میرا نقصان ہوگا) میرا معاوضہ پروردگار عالم کے ذمہ ہے (سو وہ ہر حالت میں مجھے ملے گا خواہ تم مانو یا نہ مانو) اور مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں اس کا تابعدار رہوں (سو میں اس اطاعت پر قائم ہوں) سو (بجائے اس کے کہ وہ یہ معقول باتیں سن کر ان کی تصدیق کرتے) انہوں نے ان کی تکذیب کی اب ہم نے ان کو اور جو کشتی میں ان کے ساتھ تھے ان کو تو بچا لیا اور ان کو (غرق ہونے والی قوم کا) زمین میں جانشین بنایا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ڈبو دیا، اب (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تم دیکھو کہ ان تکذیب کرنے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا (اور ان لوگوں کو اسی نتیجہ سے مطلع کرو تا کہ وہ عبرت حاصل کریں۔

دوسرے انبیاء ورسل کی بعثت

اس کے بعد (جب پھر گمراہی پھیلی تو) ہم نے ان کی قوم کی طرف (مختلف اوقات میں یا مختلف مقامات میں) دوسرے رسول بھیجے (جن کی انہوں نے تکذیب کی جس کے اثر سے ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی، اور) اب وہ ایسے نہ تھے کہ جن باتوں کو وہ پیشتر جھٹلا چکے ہیں ان کو مان لیں (دیکھئے) ہم یوں حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر مہر کر دیتے ہیں (اور ان کو سنا دیجئے کہ اگر انہوں نے بھی تکذیب پر اصرار کیا تو ان کے دلوں پر بھی مہر کر دی جائے گی)۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی بعثت

پھر ان (رسولوں) کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارونؑ کو اپنے احکام دے کر فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا تو انہوں نے بھی ان کے ماننے سے تکبر کیا اور مجرم جماعت بن گئے چنانچہ جب ان کے پاس ہمارے یہاں سے ایک واقعی شے آتی (مثلاً اژدہا یا ید بیضاء) تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے اس میں تو واقعیت کا احتمال بھی نہیں) اب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا تم امر واقعی کی نسبت جبکہ وہ تمہارے پاس آیا (اور اس لئے اس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ تم اسے واقعی تسلیم کرتے) ایسا کہتے ہو (ذرا سمجھو تو سہی) کیا یہ جادو ہے (اور کیا جادو ایسا ہی ہوتا ہے اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ان کا خیال بالکل غلط ہے) اور (واقعہ یہ ہے کہ جادوگر کامیاب نہیں ہوتے (بلکہ ان کا جادو کھل جاتا ہے چنانچہ عنقریب جادو کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اس جملہ معترضہ کے بعد پھر قصہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

قوم موسیٰ کا سوال و جواب

اور فرماتے ہیں کہ یہ جواب سن کر انہوں نے دوسرا پہلو اختیار کیا اور) انہوں نے کہا کہ کیا تم اس لئے آئے ہو کہ ہم کو اس (طریق سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور تا کہ ملک میں تمہارے لئے ریاست حاصل ہو (ضرور یہی بات ہے) اور ہم تمہاری تصدیق کرنے والے نہیں ہیں (پس تم ہم سے اس کی توقع نہ رکھو کہ ہم تمہارے فریب میں آ کر تم کو اس مقصد میں کامیاب کریں گے) اور فرعون نے یہ بھی کہا کہ ہر ماہر فن جادوگر کو میرے پاس لاؤ (تا کہ میں اسے شکست دے کر اس کے دعوٰی کو جھوٹا ثابت کروں چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی اور جادوگر حاضر کئے گئے اور مقابلہ کے لئے دن اور مقام بھی طے ہو گیا) اب جبکہ جادوگر میدان میں آئے) تو (انہوں

نے کہا کہ آپ اپنا جادو پہلے ڈالیں یا ہم ڈالتے ہیں اس پر) موسیٰ نے کہا کہ ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے پس جب کہ انہوں نے ڈالا تو (ان کی رسیاں اور لاٹھیاں جو انہوں نے ڈالی تھیں سانپ بن گئیں پس (اول تو موسیٰ علیہ السلام ڈرے مگر حق تعالیٰ کے اطمینان دلانے پر) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جو تم لائے ہو یہ جادو ہے حق تعالیٰ ضرور اسے باطل کریں گے (کیونکہ) حق تعالیٰ (امتحان کے موقع پر مصلحین کے مقابلہ میں) مفسدین کے کام کو درست نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ اپنی باتوں سے حق کو حق ثابت کرے گا اگرچہ جرائم پیشہ لوگوں کو ناپسند ہوں (چنانچہ ایسا ہو گیا جس کی تفصیل دوسرے مقامات پر مذکور ہے۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ: پس (جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا تو) موسیٰ (علیہ السلام) پر) شروع شروع میں) ان کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں (ظاہر ہونے پر) ان کو تکلیف (نہ) پہنچاوے اور واقع میں (ڈرنا ان کا بے جا نہ تھا کیونکہ) فرعون اس ملک میں زور (سلطنت) رکھتا تھا اور یہی بات تھی

کہ وہ حد (انصاف) سے باہر ہو جاتا تھا اور موسیٰ نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اسی رب پر توکل کرو اگر تم (اس کی) اطاعت کرنے والے ہو انہوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافروں سے نجات دے اور موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے (بدستور) مصر میں گھر برقرار رکھو اور (نماز کے اوقات میں) تم سب اپنے ان ہی گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور (یہ ضروری ہے کہ نماز کے پابند رہو اور (اے موسیٰ) آپ مسلمانوں کو بشارت دے دیں اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (دعاء میں) عرض کیا کہ اے ہمارے رب (ہم کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ) آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں اے ہمارے رب اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے (لوگوں کو) گمراہ کردیں اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے جس سے ہلاکت کے مستحق ہو جاویں) سو یہ ایمان نہ لانے پاویں یہاں تک کہ عذاب الیم (کے مستحق ہو کر اس) کو دیکھ لیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی سو تم (اپنے منصبی کام یعنی تبلیغ پر) مستقیم رہو اور ان لوگوں کی راہ پر نہ چلنا جن کو علم نہیں اور ہم نے بنی اسرائیل کو (اس) دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے (دریا میں) چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا (اور ملائکہ عذاب کے نظر آنے لگے) تو (سراسیمہ ہو کر) کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہوں اور (معائنہ آخرت کے) پہلے سے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا (اب نجات چاہتا ہے) سو (بجائے نجات مطلوبہ کے) آج ہم تیری لاش کو (پانی میں تہ نشین ہونے سے) نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد (موجود) ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ (پھر بھی) بہت سے آدمی ہماری (ایسی ایسی عبرتوں سے غافل ہیں (اور مخالفت احکام الٰہیہ سے نہیں ڈرتے)

موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد

تفسیر: اس پر بھی موسیٰ کے (فرعون کی قوم میں سے) کسی نے تصدیق نہیں کی بجز اس کی قوم کے مختصر سے لوگوں کے (وہ بھی) فرعون اور اس کی جماعت سے ڈرتے ڈرتے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں تکلیف دیں اور (یہ ان کا خوف بالکل بجا تھا کیونکہ) واقعی فرعون زمین میں بڑے مرتبہ کا شخص تھا (کیونکہ بادشاہ تھا اور اسے رعایا پر پورا قابو حاصل تھا) اور وہ (اس کے ساتھ ناحق ستانے میں) حد سے متجاوز تھا (پھر ایسے شخص سے نہ ڈرنے کی کونسی وجہ ہے)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت اور اس کا اثر

اور موسیٰ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اے میری جماعت اگر تم خدا پر ایمان لا چکے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم اس کے مطیع ہو (کیونکہ اس کا

یہی حکم ہے کہ مؤمنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے اس پر انہوں نے کہا کہ ہم خدا ہی پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ ہمیں ان ظالموں کا تختۂ مشق ستم نہ بنایئے اور ہمیں ان کافر لوگوں سے نجات دیجئے (تا کہ ہم آزادی و بے فکری کے ساتھ آپ کی عبادت کر سکیں)۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی طرف وحی

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کی طرف یہ وحی بھیجی کہ تم مصر میں جو تمہاری قوم ہے ان کے گھروں میں رہو (اور ایک گھر میں بھی نہ رہو (کیونکہ لوگ تمہارے دشمن ہیں، ممکن ہے کہ وہ تمہیں خفیہ طور پر کوئی ضرر پہنچانے کی کوشش کریں اور گو حق تعالیٰ تمہارا محافظ ہے مگر باوجود اس کے احتیاط ضروری ہے) اور تم اور تمہاری قوم اپنے گھروں کو ہی قبلہ بناؤ اور (گھروں ہی میں) باقاعدہ نماز پڑھتے رہو اور مسلمانوں کو (ان کی اطاعت اور جانبازی پر (خوشخبری دیتے رہو (تا کہ ان کی ہمت بندھی رہے ہم نے تو انہیں یہ حکم دیا)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

اور موسیٰ نے یہ دیکھ کر کہ ہم گروہ فرعون کے ہاتھوں اس قدر ضیق میں ہیں کہ ہماری جان بھی خطرہ میں ہے اور ہم آزادی کے ساتھ خدا کی عبادت بھی نہیں کر سکتے ہم سے دعا کی اور (کہا اے ہمارے پروردگار آپ نے فرعون اور اس کی جماعت کو دنیوی زندگی میں آرائش (کا سامان جیسے حشم، خدم محلات فرش، فروش وغیرہ) اور بہت سے مال دیئے اے ہمارے پروردگار (یہ چیزیں آپ نے ان کو اس لئے دیں) تا کہ وہ (لوگوں کو ان کے ذریعہ سے) آپ کی راہ سے گمراہ کریں یعنی گو آپ کا مقصود ان نعمتوں کے دینے سے یہ نہ تھا مگر چونکہ اس پر ان کے سوء اختیار سے یہ نتیجہ مرتب ہوا اس لئے اس کو مجازاً غرض قرار دیدیا گیا جیسا کہ (التقطه ال فرعون ليكون لهم عدوا وحزنا میں ولیس هذا من قبيل ليزدادوا اثما كما توهمه البعض، پس) اے ہمارے پروردگار ان کو مالوں کا صفایا کر دیجئے اور ان کے دلوں کو مضبوط پکڑ لیجئے کہ وہ ایمان نہ لائیں تا آنکہ وہ تکلیف دہ عذاب آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔

دعا کی قبولیت: حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری درخواست منظور کی گئی پس تم سیدھے رہنا اور نادانوں کی راہ کی پیروی نہ کرنا (یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ ظہور اجابت میں تاخیر دیکھ کر وساوس میں مبتلا ہو یا اس کے ظہور کے لئے جلدی مچاؤ) اور (جب کہ اس دعا کی قبولیت کے ظہور کا وقت ہوا تو) ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے گذارا پس فرعون ان کی طلب میں اور دوڑ کر ان کے پیچھے لگ لیا (اور اب تک بھی دشمنی پر آمادہ رہا اور ایمان نہیں لایا) یہاں تک کہ جب اس کے کہ غرق نے آلیا (اور وہ ڈوبنے لگا) اس وقت اس نے کہا کہ میں نے مان لیا کہ واقعی کوئی معبود نہیں بجز اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اب ہم نے کہا کہ کیا اب (تو ایمان لایا) حالانکہ تو نے پہلے نافرمانی کی اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا (اب ایمان لانے سے کیا ہوتا ہے) پس آج ہم تجھے صرف تیرے جسم کے ذریعہ سے نجات دیں گے (یعنی تجھے مار کر تیری لاش دریا سے نکالیں گے) تا کہ تو اپنے پچھلوں کے لئے (ہماری الوہیت کی) ایک دلیل بنے (پس ہماری یہ دلیل بھی موجود ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل موجود ہیں) اور (باوجود اس کے) بہت سے لوگ ہمارے دلائل سے بے خبر ہیں) خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا کہنا یہ ہے کہ ہم نے فرعون کو مع لشکر کے ڈبو دیا)۔

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ فَمَا ٱخْتَلَفُوا۟ حَتَّىٰ
جَآءَهُمُ ٱلْعِلْمُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ فِيمَا كَانُوا۟ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٩٣﴾

فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ
جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ
كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿۹۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ
قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ ۖ لَمَّا اٰمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ
الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ إِلٰى حِينٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي
الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ
أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ
انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا
يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ
فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ اٰمَنُوا كَذٰلِكَ ۚ
حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾

ترجمہ: اور ہم نے (غرق فرعون کے بعد) بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانہ رہنے کو دیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں (نعمائے جنت وعیون وغیرہ) کھانے کو دیں سوانہوں نے (جہل کی وجہ سے) اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس (احکام کا) علم پہنچ گیا یقینی بات یہ ہے کہ آپ کا رب ان (اختلاف کرنے والوں) کے درمیان قیامت کے دن ان امور میں فیصلہ (عملی) کرے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے پھر اگر (بالفرض) آپ اس (کتاب) کی طرف سے شک (اور شبہ) میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ ان لوگوں سے پوچھ دیکھئے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے ہیں مراد توریت وانجیل ہیں تو وہ قرآن کو سچ بتلائیں گے بیشک آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں اور (نہ شک کرنے والوں سے بڑھ کر) ان لوگوں میں ہوں۔ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہیں آپ (نعوذ باللہ) تباہ نہ ہو جاویں۔ یقینا جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی (یہ ازلی) بات (کہ ایمان نہ لاویں گے) ثابت ہو چکی ہے وہ (کبھی) ایمان نہ لاویں گے گو ان کے پاس تمام دلائل (ثبوت حق کے) پہنچ جائیں جب تک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں (مگر اس وقت ایمان نافع نہیں ہوتا) کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا

اس کو نافع ہوتا ہاں مگر یونس (علیہ السلام) کی قوم جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر وخوبی کے ساتھ) عیش دیا اور ان اقوام وقری کی کیا تخصیص ہے اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے سو (جب یہ بات ہے تو) کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا بدون خدا کے حکم (یعنی مشیت) کے ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر (کفر کی) گندگی واقع کر دیتا ہے آپ کہہ دیجئے تم غور کرو (اور دیکھو) کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور جو لوگ (عناداً) ایمان نہیں لاتے ان کو دلائل اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں (یہ بیان ہوا ان کے عناد کا) سو وہ لوگ (بدلالت حال) صرف ان لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم (تو اس کے) انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ (اس کے) انتظار کرنے والوں میں ہوں پھر ہم (اس عذاب سے) اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے (جس طرح ان مومنین کو ہم نے نجات دی تھی ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں یہ (حسب وعدہ) ہمارے ذمہ ہے۔

بنی اسرائیل کے ساتھ انعام واکرام کا معاملہ

تفسیر: اور ہم نے بنی اسرائیل کو جس کی ذلت اور درماندگی کی حالت ابھی تمہیں معلوم ہو چکی ہے) ایسی رہنے کی جگہ میں رکھا جیسی ہونی چاہئے (یعنی مصر وشام) اور ہم نے انہیں عمدہ چیزیں کھانے کو دیں (یہ واقعات بنی اسرائیل کو بخوبی معلوم تھے اور معلوم ہیں اور ان کا مقتضیٰ یہ تھا کہ وہ سب متفقہ طور پر خدا کی پرستش کرتے مگر انہوں نے اختلاف کیا اور نئے نئے دین تراش لئے) سو انہوں نے اختلاف نہیں کیا تا آنکہ ان کے پاس صحیح علم آیا (یعنی ان واقعات سے معلوم ہوا کہ ان کا اختلاف جہل سے نہیں بلکہ بعد علم اور نفسانیت سے ہے اور جب (واقعہ یہ ہے) تو (دلائل سے ان کو سمجھنا مشکل ہے لہذا اب تو) ان کے درمیان ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں خدا ہی قیامت میں فیصلہ کرے گا۔

واقعہ فرعون اور بنی اسرائیل کی سچائی

(خیر یہ بنی اسرائیل کے اختلاف کا قصہ تو اس مقام پر استطراداً آ گیا ہم کو کہنا یہ ہے کہ یہ واقعات موسیٰؑ وفرعون اور بنی اسرائیل کے جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کئے ہیں بالکل سچ ہیں اور گو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے مگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید اطمینان دلانے کے لئے بطور انتہائی گفتگو کے کہتے ہیں کہ واقعہ یہی ہے) اب اگر تمہیں ان باتوں میں کچھ بھی شک ہو (اگرچہ وہ وسوسہ ہی کے درجہ میں ہو جس پر مواخذہ نہیں) جن کو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان واقعات کو) ان لوگوں سے دریافت کر لیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں (اس سے زیادہ اطمینان کی کیا صورت ہے) یقیناً اور بے شبہ تمہارے پاس تمہارے رب کے یہاں سے بالکل سچ آیا ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا اور ان لوگوں میں سے نہ ہونا جنہوں نے خدا کی آیتوں کی تکذیب کی کہ (ایسا کرکے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نقصان میں رہنے والوں میں سے ہو جاویں (یہ

اور انبیاء کے مکذبین کا انجام بدبخوبی ثابت ہیں۔
باتیں ایسی ہیں جن کو سن کر ہر شخص کو ایمان لے آنا چاہئے کیونکہ ان سے موجودہ نبی کی نبوت اور انبیاء کے مکذبین کا انجام بدبخوبی ثابت ہیں۔

ایمان سے گریز: مگر) جن لوگوں پر تمہارے رب کی یہ بات چسپاں ہوگئی ہے کہ وہ ایمان نہ لاویں گے (وہ اگرچہ ہر نشانی اپنی آنکھ سے دیکھ لیں تاوقتیکہ وہ تکلیف دہ عذاب کو آنکھ سے نہ دیکھ لیں لیکن اس وقت ایمان لانا کچھ نافع نہ ہوگا اور جب کہ رؤیت عذاب کے وقت ایمان نافع نہیں) تو جو بستیاں (تکذیب کی بدولت ہلاک کردی گئیں اور وہ عین رؤیت کے وقت ایمان لائیں کہ جو (ان کو نافع نہ ہو)۔ انہوں نے سخت نادانی کی کہ عذاب دیکھ کر ایمان لائیں اور پہلے ایمان نہ لائیں وہ پہلے) کیوں نہ ایمان لے آئیں کہ ان کا ایمان انہیں نافع ہوتا۔

قوم یونسؑ کا تذکرہ: بجز قوم یونسؑ کے کہ اس نے دانائی کی کہ وہ پہلے ایمان لے آئی چنانچہ) جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے حیات دنیا میں رسوائی کا عذاب (جس کا ان سے بشرط عدم ایمان وعدہ کیا گیا تھا) دور کر دیا اور ہم نے ایک وقت تک انہیں (حیات دنیا سے) بہرہ اندوز کیا (پس ان لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ عذاب سے پہلے ایمان لے آئیں جیسے قوم یونسؑ ایمان لے آئی تھی تاکہ ان کا ایمان ان کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں نافع ہو اور دوسری بستیوں کی طرح رؤیت عذاب کے منتظر نہ رہیں کہ اس وقت کا ایمان نہ دنیا میں فائدہ بخش ہے نہ آخرت میں یہ تو ان لوگوں کو خطاب تھا۔

اگر خدا چاہتا تو سب ایمان لے آتے

اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی ہدایت میں اتنا غلو کیوں کرتے ہیں) اگر خدا کو (بجبر مسلمان بنانا) منظور ہوتا تو کیا (یہ لوگ اس کے قبضہ سے باہر تھے کہ وہ ایمان نہ لاتے ہرگز نہیں بلکہ یہ تو کیا) روئے زمین کے تمام لوگ ایمان لے آتے پس (جب کہ خدا کو جبر منظور نہیں تو) کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہاں تک مجبور کرتے ہیں کہ وہ (خواہی نہ خواہی) مؤمن ہو جائیں (اس قدر غلو نا مناسب ہے) اور کسی شخص کو یہ بات حاصل نہیں ہے کہ وہ ازخود ایمان لے آئے ہاں خدا کے حکم سے (ایمان لاسکتا ہے اور خدا کا حکم عادۃً انہیں لوگوں کو ہوتا ہے جو ایمان لانے کے لئے اپنے اختیار کو کام میں لائیں) اور (جو عناد سے کام لیں ان کے لئے نہیں ہوتا اور) وہ (ان کے) بے سمجھ لوگوں پر نجاست (کفر کو مسلط) کر دیتا ہے (اس استطرادی مضمون کے بعد پھر اصل مضمون کی طرف عود فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ۔

مشرکین کو دعوت ایمان

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین سے کہئے کہ تم دیکھو تو سہی آسمانوں میں اور زمین میں کیا کیا چیزیں ہیں (ان کو دیکھنے سے تمہیں معبود حقیقی کا پتہ چلے گا اور تم سمجھو گے کہ معبود حقیقی وہ ہے جو کہ ان اشیاء عجیبہ کا خالق اور علیم وخبیر وقدیر اور مدبر عالم ہے نہ کہ یہ پتھر اور دوسری عاجز مخلوقات جن کو تم پوجتے ہو مگر یہ سب انہیں کے لئے ہے جو مانیں) اور جو نہ مانیں ان کے لئے دلائل اور ڈرانے والے کچھ بھی کارآمد نہیں (جیسے یہ جاہل اور ضدی لوگ ہیں) پس (جبکہ وہ ان باتوں پر بھی ایمان نہیں لاتے تو) کیا وہ کسی اور بات کے منتظر ہیں بجز ان لوگوں کے سے (مصیبت کے) دنوں کے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (ہرگز نہیں بلکہ ان کی شامت آئی ہے اور وہ ایسے ہی دنوں کے منتظر ہیں اچھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ (جب تم کو ویسے ہی دنوں کا انتظار ہے) تو تم منتظر رہو

میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (کیونکہ ممکن ہے کہ تم پر عذاب نازل ہو اگر چہ لازم نہیں ہے) پھر (ہمارا قاعدہ ہے کہ جب کسی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہے تو) ہم اپنے رسولوں کو اور جوان پر ایمان لے آئے ان کو بچا لیتے ہیں یوں ہی (اگر ان لوگوں پر عذاب نازل ہوا تو) ہم مؤمنین کو یوں بچائیں گے کہ وہ بچانا ہم پر بطور حق کے لازم ہوگا (پس عذاب کے نزول کی صورت میں ان ہی کا نقصان ہوگا جو تکذیب پر مصر ہیں اور مؤمنین کو اس سے ضرر نہ ہوگا یہ اس لئے جتلا دیا گیا کہ یہ لوگ اس سے خوش نہ ہوں کہ جب عذاب آ دے گا تو اگر ہم ہلاک ہوں گے تو مسلمان بھی ہلاک ہوں گے اور جب کہ مسلمان بھی نہ رہیں گے تو یہ ہماری عین خوشی ہے گو ہم بھی نہ رہیں' اس استطرادی مضمون کے بعد پھر اصل مقصود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِىْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ۝ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف شک (اور تردد) میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھ کو (منجانب اللہ) یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور یہ کہ اپنے آپ کو اس دین اندر کو (توحید خالص) کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ سب طریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ اور (مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ) کبھی مشرک مت بننا) اور (یہ حکم ہوا کہ خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ (عبادت کرنے کی حالت میں) کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ (ترک عبادت کی حالت میں) کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر (بالفرض) ایسا کیا تو تم اس حالت میں حق ضائع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور (مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ) اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچاوے تو بجز اس کے اور کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں (بلکہ) وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں مبذول فرماویں اور وہ بڑی مغفرت والے اور بڑی رحمت والے

ہیں آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس (دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (بدلیل) پہنچ چکا ہے سو (اس کے پہنچ جانے کے بعد) جو شخص راہ راست پر آجاوے گا سو وہ اپنے (نفع) کے واسطے راہ راست پر آوے گا اور جو شخص (اب بھی) بے راہ رہے گا تو اس کا بے راہ ہونا (یعنی اس کا وبال بھی) اسی پر پڑے گا اور میں تم پر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کیا گیا اور آپ اس کا اتباع کرتے رہیے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (ان کا) فیصلہ کردیں گے اور وہ سب فیصلہ کرنیوالوں میں اچھا (فیصلہ کرنے والا) ہے۔

معبودان باطل سے بیزاری کا اعلان

تفسیر: اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین (کی جہت) سے شک میں ہو تو (رہو مگر مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے میں صاف کہتا ہوں کہ) میں ان کی پرستش نہیں کرتا جن کی تم پرستش کرتے ہو بلکہ میں اس کی پرستش کرتا ہوں جو تم پر (سونے کی حالت میں اور موت کے وقت) قبضہ کرتا ہے (اور تم پر قابض ہونے کی وجہ سے تمہاری عبادت کا بھی مستحق ہے) اور مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں اس کے ماننے والوں میں سے ہوں (اس لئے میں اس کے ماننے پر مجبور ہوں) اور مجھ سے یہ بھی کہا گیا ہے) کہ (دوسرے ادیان سے رخ پھیر کر اپنا رخ سیدھا دین الٰہی کی طرف کرو اور خبردار ہرگز مشرکین میں سے نہ ہونا اور خدا کے سوا ایسی چیزوں کو نہ پکارنا جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں (کیونکہ یہ سراسر حماقت ہے اور جو ایسا کرتے ہیں وہ بالکل بے سمجھ ہیں) اب اگر تم (ایسا) کرو تو اس وقت (جبکہ تم ایسا کرو گے) ظالموں میں سے ہو گے اور (یہ سمجھ لو کہ) اگر خدا تمہیں کسی تکلیف کے ساتھ چھو بھی دے تو اس کو بھی اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تمہارے متعلق کسی بہتری کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی لوٹانے والا نہیں (کیونکہ) وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے (بلا مزاحمت) وہ (خیر پہنچا دیتا ہے) اور وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحمت والا ہے (اس لئے گو اس کے بندے اس کی نافرمانیاں کرتے ہیں مگر وہ انہیں معاف کردیتا ہے اور ان پر رحمت کرتا ہے اگر مشرکین بھی توبہ کرلیں تو وہ اب بھی انہیں معاف کرنے اور ان پر رحمت کرنے کو تیار ہے)۔

دین اسلام کی دعوت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) یہ بھی کہہ دیجئے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے سچی بات (دین اسلام) آچکی ہے اب جو راہ راست پر آوے تو وہ بھی اپنے ہی لئے آتا ہے اور جو گمراہ ہو وہ بھی اپنے ہی اوپر گمراہی کا وبال لیتا ہے (خدا کا نہ کسی کی ہدایت سے فائدہ ہے نہ کسی کی گمراہی سے ضرر) اور (خدا تو نفع نقصان سے بالاتر ہے خود میرا بھی تمہاری گمراہی سے کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میں صرف مبلغ ہوں اور) تم پر مسلط نہیں ہوں (کہ تمہاری گمراہی پر مجھ سے مواخذہ ہو اب تم اپنا نفع نقصان خود سمجھ لو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ پیغام پہنچا دیجئے) اور (ان کے افعال کی طرف سے بے فکر ہو کر جو بات تمہاری طرف وحی کی جاوے اس کی پیروی کرتے رہئے اور (اس اتباع وحی میں جو مزاحمتیں اور تکلیفیں پہنچیں ان پر) اس وقت تک صبر کیجئے جب تک کہ حق تعالیٰ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کے باب میں) کوئی فیصلہ کرے اور (وہ فیصلہ بہتر ہوگا کیونکہ) وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ل اشارۃ الی تقدیر العامل لدفع الاشکال الوارد علی عطف ان اقم علی قولہ ان اکون والاشکال مذکور فی الکشف مع جوابہ لکنہ سلک فیہ جرّبفاع ۱۲.

سُورَةُ هُودٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشَرَةُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

ترجمہ: (شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں) الر (کے معنے تو اللہ کو معلوم) یہ (قرآن ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں (دلائل سے) محکم کی گئی ہیں پھر (اس کے ساتھ) صاف صاف (بھی) بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں اور یہ (بھی ہے) کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک و کفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں) خوش عیشی دے گا اور (آخرت میں) پھر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا اور اگر (ایمان لانے سے) تم لوگ اعراض (ہی) کرتے رہے تو مجھ کو (اس صورت میں) تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے تم (سب) کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے یاد رکھو وہ لوگ دوہرا کئے دیتے ہیں اپنے سینوں کو تا کہ اپنی باتیں خدا سے چھپا سکیں یاد رکھو کہ وہ لوگ جس وقت اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹتے ہیں وہ اس وقت بھی سب جانتا ہے جو کچھ چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں اور جو کچھ وہ باتیں ظاہر کرتے ہیں (کیونکہ) بالیقین وہ (تو) دلوں کے اندر کی باتیں جانتا ہے۔

کتاب اللہ اور اس کی تعلیمات

تفسیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اے لوگو) ایک کتاب ہے جس کی آیتیں ایک بڑے حکمت والے باخبر (یعنی خدا) کی جانب سے خوب پختہ کر کے وضاحت کے ساتھ بدیں مضمون بیان کی گئی ہیں کہ تم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو (یہ خلاصہ ہے اس کی تعلیم کا پس تم (کتاب کو جس کی آیات میں نہ کوئی خامی ہے اور نہ کوئی گنجلک قبول کرو اور اس کی تعلیم پر عمل کرو اور اس کو رد نہ کرو) میں تم کو اس حکیم خبیر کی طرف سے (مخالفت کے نتائج بد سے) ڈرانے والا اور (اطاعت پر عمدہ نتائج کی خوشخبری

دینے والا ہوں' اور (اس کی آیتیں بدیں مضمون بھی بیان کی گئی ہیں کہ) تم اپنے رب سے (اپنے گذشتہ گناہوں) کی معافی چاہ کر (آئندہ
کے لئے) اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ (ایسا کرنے سے) وہ تمہیں ایک میعاد معین (یعنی موت) تک (دنیا میں) خوش عیشی دے گا اور
(آخرت میں) ہر عمدہ کام والے کو اس کا عمدہ کام (یعنی اس کا بدلہ) دے گا (پس تم کو چاہئے کہ خدا سے معافی چاہ کر اس کی طرف متوجہ
ہو جاؤ اور معبودان باطلہ کی پرستش چھوڑ دو اور منافع دنیویہ (واخرویہ سے بہرہ یاب ہو اب اگر تم ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے) اور اگر
تم (ان باتوں سے) روگردانی کرو تو مجھے تم پر ایک بڑے دن (روز قیامت) عذاب کا اندیشہ ہے (کیونکہ) خدا ہی کی طرف تمہاری واپسی
ہوگی (اور وہ تم کو اس واپسی پر سخت سزا دے گا) اور (تم اس کو مستبعد نہ سمجھو کیونکہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور اس کے نزدیک
مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا کچھ مشکل ہے اور نہ سزا دینا کچھ دشوار ہے' الغرض اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ پیغامات ان کو پہنچا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ سے کوئی اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتا

اب ہم کہتے ہیں کہ) دیکھو یہ لوگ اپنے سینے موڑتے ہیں تا کہ اس (خدا) سے چھپ جاویں (لیکن) واضح ہو کہ (یہ لوگ اس سے
چھپ نہیں سکتے کیونکہ) جس وقت یہ لوگ اپنے اوپر کپڑے ڈھکتے ہیں اس وقت بھی ان باتوں کو جانتا ہے جن کو یہ چھپاتے ہیں اور ظاہر
کرتے ہیں (کیونکہ) وہ تو سینوں کے اندر کی باتوں کو جاننے والا ہے (پھر اس پر کپڑے کے اندر یا باہر کی باتیں کیا مخفی رہ سکتیں تو ان کا
سینہ موڑنا موجب اخفا کیسے ہو سکتا ہے۔

فائدہ: اس مقام پر سمجھ لینا چاہئے کہ اس جگہ سینہ موڑنے سے مراد جھک کر اور سر جوڑ کر آپس میں باتیں کرنا ہے اور
اس سے ان لوگوں کا مقصود اصالۃً مسلمانوں سے اخفا ہوتا تھا لیکن چونکہ یہ مستلزم تھا اخفاء من اللہ کو اس لئے (لیستخفوا
منه 'فرمایا گیا ہے یہ کانا پھوسی خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس تبلیغ میں بھی ممکن ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی غیبت میں بھی اور اس کانا پھوسی میں کپڑا اوڑھنے کی قید مذکور نہیں' مگر اس کو حین لیتغشون ثیابھم سے نکالا جاتا
ہے مگر ہماری تقریر پر اس کی ضرورت نہیں' اور اس باب میں جو روایات ہیں سیاق قرآن ان کی تائید نہیں کرتا غالباً ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ آیات بالا کی تبلیغ کے وقت اس قسم کی کانا پھوسی واقع ہوئی ہوگی یا حق تعالیٰ کے علم میں واقع ہونے والی
ہوگی اس لئے اس مقام پر یہ مضمون بیان کیا گیا)۔

مع ہذا چونکہ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور واقعہ کی تحقیق نہیں اور نہ تحقیق کی ضرورت ہے کیونکہ اس پر
عمل موقوف ہے نہ اعتقاداً' اس لئے اس کی چنداں ضرورت نہیں اور نفس مقصود آیت واضح ہے کہ حق تعالیٰ
ہر چیز کو اور ہر حالت میں جانتا ہے واللہ اعلم اب ہم استطرادی مضمون کے بعد تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ اس جگہ حق تعالیٰ نے اپنا کمال علم بیان فرمایا تھا آگے اس کے مؤید مضمون بیان فرماتے ہیں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلٰٓى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝

ترجمہ: اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روزہ رہنے کی جگہ کو جانتا ہے سب چیزیں کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (بھی منضبط ومندرج) ہیں اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ سب آسمان اور زمین کو چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزماوے کہ (دیکھیں) تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے اور اگر آپ (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ یقیناً تم لوگ مرنے کے بعد (قیامت کے دن دوبارہ) زندہ کئے جاؤ گے تو (ان میں) جو لوگ کافر ہیں وہ (قرآن کی نسبت جس میں بعثت کی خبر ہے) کہتے ہیں کہ یہ تو نرا صاف جادو ہے اور اگر تھوڑے دنوں تک (مراد دنیوی زندگی ہے) ہم ان سے عذاب (موعود) کو ملتوی رکھتے ہیں (کہ اس میں حکمتیں ہیں) تو (بطور انکار واستہزاء کے) کہنے لگتے ہیں کہ اس عذاب کو کون چیز روک رہی ہے یاد رکھو جس دن (وقت موعود پر) وہ (عذاب) ان پر آ پڑے گا تو پھر کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور جس عذاب کے ساتھ وہ استہزاء کر رہے تھے وہ ان کو آ گھیرے گا۔

ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے

تفسیر: اور فرماتے ہیں کہ یہ تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ان کی وہ باتیں مخفی نہیں جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں یا چھپاتے ہیں) اور (صرف یہی نہیں بلکہ کوئی زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کا رزق خدا کے ذمہ نہ ہو بلکہ ہر ایک کا رزق اس کے ذمہ ہے اس لئے وہ ہر صاحب رزق اور اس کی حاجت وغیرہ کو بھی جانتا ہے) اور وہ (اس کی زندگی میں اس کے رہنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے اور اس جگہ کو بھی جہاں وہ (مرنے کے بعد) رہے گا (چنانچہ) سب باتیں کتاب مبین میں لکھی ہوئی ہیں (جو دلیل ہیں اس کے لکھنے والے کے علم کی)۔

زمین وآسمان کی پیدائش اور عرش کا حال

اور وہ وہ ہے جس نے چھ دن (کی قلیل مدت) میں تمام آسمانوں اور زمین کو ایسی حالت میں پیدا کیا کہ اس کا عرش پانی پر تھا (اور یہ دلیل ہے اس کے کمال علم اور کمال قدرت کی اور پیدا اس لئے کیا) تاکہ (ان کے بعد تم کو پیدا کرے اور اس ذریعہ سے) تمہارا امتحان کرے کہ تم میں کون کون اچھے کام کرتا ہے (اور اس کے بعد ان کو اس کی جزا دے پس اس سے ثابت ہوا کہ تم کو مرنے کے بعد جزا وسزا

کے لئے دوبارہ زندہ کیا جاوے گا اور یہ امر اس کی اس قدرت وعلم کے سامنے جس کا نمونہ تم کو اوپر بتلایا گیا ہے کچھ مشکل نہیں اس لئے تم کو اس کا انکار نہ کرنا چاہئے اس قدر عمدہ طریق سے بعث بعد الموت کو ثابت کر دیا گیا ہے مگر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ اب بھی نہ مانیں گے) اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان دلائل کی بناء پر) ان سے کہیں گے کہ مرنے کے بعد تم کو (قبروں سے) اٹھایا جاوے گا تو ضرور یہ کافر یہی کہیں گے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو (اور باطل حق نما) ہے۔

عذاب الٰہی: (اور چونکہ وہ ان باتوں کو محض بے حقیقت سمجھتے ہیں اس لئے) اگر ہم ان سے محض گنتی کے دانوں تک عذاب کو مؤخر کریں تو وہ کہیں گے کہ (کیوں جی وہ عذاب کیوں نہیں آتا آخر) کون سی چیز اسے روکے ہوئے تھے (مگر یہ ان کی سراسر جہالت ہے اور خوب سن لیں کہ جس روز وہ ان کے پاس آئے گا اس روز وہ ان سے پھیرا نہ جاوے گا اور جس چیز کے ساتھ یہ تمسخر کرتے رہے ہیں وہ انہیں گھیر ہی لے گا (اور نہ اس وقت یہ خود اسے ٹال سکیں گے اور نہ ان کا کوئی حمایتی دفع کر سکے گا خیر یہ تو ان لوگوں کی حالت تھی جو تمہیں معلوم ہوئی کہ جبکہ ہم نے ان کی بداعمالیوں پر انہیں فوراً سزا نہیں دی تو وہ ہماری قدرت کے ہی منکر ہیں اور ہماری وعیدوں کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں)۔

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ
بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿١٠﴾ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١١﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ
بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ
وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا
أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ
الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾
أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا
وَرَحْمَةً أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ فَلَا تَكُ
فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ

الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ

السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ

الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ ناامید اور ناشکرا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں تو ایسا اتراتا ہے کہ) کہنے لگتا ہے کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا (اب کبھی نہ ہوگا پس) وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر جو لوگ مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے ایسے لوگوں کے لئے بڑی مغفرت اور بڑا اجر ہے سو شاید آپ (تنگ ہوکر) ان احکام میں سے جو آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو (کہ وہ تبلیغ ہے) چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (اگر یہ نبی ہیں تو (ان پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا ان کے ہمراہ کوئی فرشتہ (جو ہم سے بھی بولتا جاتا) کیوں نہیں آیا آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور پورا اختیار رکھنے والا ہر شے پر (تو) اللہ ہی ہے کیا (اس کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ نے اس کو (اپنی طرف سے) خود بنالیا ہے آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ (اگر یہ میرا بنایا ہوا ہے) تو (اچھا) تم بھی اس جیسی دس سورتیں لے آؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا کہنا (کہ اس کی مثل بنالاؤ) نہ کرسکیں تو تم (ان سے کہہ دو کہ اب تو) یقین کرلو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم (اور قدرت سے) اترا ہے اور یہ (بھی یقین کرلو) کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں تو پھر اب بھی مسلمان ہوتے ہو (یا نہیں) جو شخص (اپنے اعمال خیر سے) محض حیات دنیوی (کی منفعت) اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے اعمال ان کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ (ثواب وغیرہ) نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب (کا سب) ناکارہ (ثابت) ہوگا اور (واقع میں تو) جو کچھ کر رہے ہیں وہ (اب بھی) بے اثر ہے کیا منکر

قرآن ایسے شخص کی برابری کرسکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ تو اسی میں موجود ہے اور (ایک) شخص اس سے پہلے (یعنی) موسیٰ کی کتاب سے کہ (احکام بتلانے کے اعتبار سے امام ہے اور رحمت ہے ایسے لوگ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور (کافر کا یہ حال ہے کہ) جو شخص دوسرے فرقوں میں سے اس قرآن کا انکار کرے گا تو دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہے سو (اے مخاطب) تم قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا۔ بلاشک وشبہ وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کے پاس سے (آئی ہے) لیکن (باوجود ان دلائل کے غضب ہے کہ) بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے ایسے لوگ (قیامت کے روز) اپنے رب کے سامنے پیش کئے جاویں گے اور (اعمال کے) گواہ فرشتے (علی الاعلان) یوں کہیں گے کہ یہ لوگ وہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں سب سن لو کہ ایسے ظالموں پر خدا کی (زیادہ) لعنت ہے جو کہ (اپنے کفر وظلم کے ساتھ) دوسروں کو بھی خدا کی راہ (یعنی دین) سے روکتے تھے اور (اس راہ میں) کجی (اور شبہات) نکالنے کی تلاش (اور فکر) میں رہا کرتے تھے (تاکہ دوسروں کو گمراہ کریں) اور وہ آخرت کے بھی منکر تھے یہ لوگ (تمام) زمین (کے تختہ) پر (بھی) خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکتے تھے اور نہ ان کا خدا کے سوا کوئی مددگار ہوا (کہ بعد گرفتاری کے چھڑا لیتا) ایسوں کو (اوروں سے) دونی سزا ہوگی یہ لوگ (مارے نفرت کے احکام الٰہی کو) سن نہ سکتے تھے اور نہ غایت عناد سے راہ حق کو) دیکھتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے اور جو معبود انہوں نے تراش کر رکھے تھے (آج) ان سے سب غائب (اور گم) ہوگئے (کوئی بھی تو کام نہ آیا بس) لازمی بات ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہوں گے بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اچھے کام کئے اور (دل سے) اپنے رب کی طرف جھکے ایسے لوگ اہل جنت ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے دونوں فریق (مذکورین یعنی مومن و کافر) کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا بھی اور ایک شخص ہو کہ دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی ہو (اس کو سمجھنا بہت آسان) کیا یہ دونوں شخص حالت میں برابر ہیں کیا تم (اس تفاوت کو نہیں سمجھتے)۔

انسان کی عجلت پسندی وناشکری

تفسیر: اور (یہ کچھ ان کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام طور پر یہ حالت ہے کہ) اگر ہم آدمی کو اپنی جانب سے رحمت کا مزہ چکھا کر پھر اسے اس سے چھین لیں (اور اسے تکلیف میں مبتلا کردیں) تو پھر وہ (آئندہ کے لئے رحمت سے) سراسر مایوس اور (پچھلی نعمتوں کی) سراسر ناقدری کرنے والا ہوتا ہے اور اگر ہم اسے اس تکلیف کے بعد جو اسے چھوگئی تھی راحت کا مزہ چکھادیں تو وہ کہے گا کہ مجھ سے تکلیفیں رخصت ہوگئیں (اور اب کوئی تکلیف مجھے لاحق ہی نہیں ہوسکتی لہذا) وہ بہت خوش اور بڑا اترانے والا ہوتا ہے۔ (پس انسان بھی عجیب چیز ہے کہ نہ اسے راحت راس ہے اور نہ تکلیف اس لئے وہ ہر حالت میں اپنے منعم کا نافرمان ہوتا ہے) مگر جو لوگ صابر ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں (وہ اس سے مستثنیٰ ہیں اور وہ ہر حالت میں خدا کے شکرگزار اور اس کے فرمانبردار ہیں) اور ان لوگوں کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے (برخلاف دوسرے لوگوں کے کہ ان کے لئے سخت سزا ہے)۔

کفار کی بکواس سے دل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں

خیر تو جبکہ ان کی عناد کی یہ حالت ہے تو وہ عناداً یہ بھی کہیں گے کہ ان پر خزانہ کیوں نہ نازل کیا گیا یا ان کے ساتھ تصدیق کے لئے فرشتہ کیوں نہ آیا) پس ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کہنے سے کہ ان پر خزانہ کیوں نہ آیا یا ان (کی تصدیق کے لئے ان) کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ آیا اس وحی کا کوئی حصہ (عملاً) چھوڑ دیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی گئی ہے (عملاً چھوڑنا یہ کہ اس پر آپ کا عمل نہ ہو مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے فکر میں نہ پڑیئے اور آپ فکر میں پڑ جائیں یعنی آپ اخیال کریں کہ آخر کیوں ان کی فرمائش پوری نہیں کر دی جاتی اور کیوں ان کا منہ بند نہیں کر دیا جاتا وغیرہ) اور (اس طرح) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس (حصہ وحی) سے دل تنگ نہ ہوں (اس لئے کہا جاتا ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ڈرانے والے ہیں (لہذا آپ کو مصالح الٰہیہ میں دخل دینے کا حق نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کئے جائیں) اور (اس معاملہ کو ہمارے سپرد کریں کیونکہ) اللہ ہی ہر چیز کا وکیل ہے (اور اس لئے ہر کام کے کرنے یا نہ کرنے کا اسی کو حق ہے) کیا (قرآن ان کے لئے حجت کافی نہیں ہے۔

قرآن کے سلسلے میں کافروں کو چیلنج

اور کیا) وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود گھڑ لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان معاندوں سے کہئے کہ اچھا تو تم بھی اس کی مثل (بنا کر اس میں سے دس گھڑی ہوئی سورتیں لے آؤ اور خدا کے سوا جس کو تم (اس کام کے لئے بلا سکو) اس کو بھی بلا لو اگر تم (اپنے اس دعوے میں) سچے ہو (کہ میں نے اسے از خود بنا لیا ہے اب اگر وہ (جن کو تم خدا کے سوا اس کام کے لئے بلاؤ اور وہ تمہاری درخواست قبول نہ کریں تو تم سمجھ لو کہ (یہ میرا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ) وہ خدا کے علم سے (اور اس کی نگرانی میں میری طرف) اتارا گیا ہے (اور اس لئے اس کا بنانا تو درکنار اس کے لانے والے نے بھی اس میں کوئی تصرف نہیں کیا) اور یہ بھی (جان لو) کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں (کیونکہ اگر اس کے سوا کوئی معبود ہوتا تو اس موقع پر ضرور تمہاری مدد کرتا (اس کے مقابلہ میں ضرور ایسی کتاب بناتا جس میں اس کی خدائی اور معبودیت کا ثبوت ہو) پس (جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ یہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو) کیا تم خدا کی اطاعت قبول کرنے والے ہو (کہہ دو کہ ہاں مگر یہ بدبخت ایسا کیوں کہیں گے انہیں تو دنیا کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں اس لئے اب ہم طالبین دنیا کا حکم سناتے ہیں۔

طالبین دنیا کا حال: اور کہتے ہیں کہ) جو کوئی[2] دنیاوی زندگی اور اس کی آرائش کا خواہاں ہو تو ہم ایسے لوگوں کو ان کے اعمال اسی میں پورے پورے دیدیں گے اور ان کے لئے ذرا کمی نہ کی جائے گی (الغرض) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں بجز آتش دوزخ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے اس دنیا میں کوئی نیک کام بھی کیا ہے وہ اکارت ہے اور جو کچھ وہ ہمیشہ کرتے رہتے ہیں (یعنی کفر و شرک) وہ سب لغو اور لایعنی ہے (اس لئے بجز دوزخ کے ان کو کیا مل سکتا ہے خیر یہ تو استطرادی مضمون تھا اب ہم کہتے ہیں کہ جس وقت قرآن کا کلام اللہ ہونا دلیل سے ثابت ہو گیا) تو کیا جو شخص (اس کے کلام) اللہ ہونے کے متعلق) حجت پر قائم ہو (یعنی مومنین) اور (اس

---

[1] یہ عمل نہ ہونا حقیقۃً نہیں بلکہ ماموربہ کے خلاف تمنائے طبعی کو ترک عمل سے تعبیر فرمایا ہے۔

[2] واضح ہو کہ ارادہ دنیا سے مراد عام ہے خواہ حقیقۃً یا حکماً اور جو کفار بصورت طالب آخرت ہیں وہ بھی طالب آخرت نہیں ہیں کیونکہ وہ اس کو اس کے قاعدے سے طلب نہیں کرتے اور مومنین ریاکار من کل الوجوہ طالب دنیا نہیں ہیں اس لئے یہ آیت کفار کے ساتھ مخصوص اور ان کے تمام افراد کو عام ہے ۱۲ منہ۔

کے ساتھ یہ بھی ہو کہ) اس (خدا) کی جانب سے ایک گواہ (یعنی رسول اسے پڑھتا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (لوگوں کے لئے) قابل اقتداء اور (اس کے اقتداء کی صورت میں ان کے لئے موجب) رحمت موجود ہو (جو کہ اس کی تصدیق کرتی ہو تو کیا وہ اس کا انکار کرسکتا ہے نہیں بلکہ) ایسے لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور جو کوئی مختلف جماعتوں میں سے (ان موجبات تصدیق کے ہوتے ہوئے) اس کا انکار کردے اس سے خدا کا دوزخ کا وعدہ ہے (اور جبکہ یہ صورت ہے) تو (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تم اس کی جانب سے ذرا بھی شک میں بھی نہ ہونا (کیونکہ) یہ تمہارے رب کی جانب سے بالکل حق ہے (گو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے شک کا احتمال نہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم تقویت یقین اور قطع وسوسہ کے لئے دیا جاتا ہے) اور (گو یہ تمہارے رب کی جانب سے بالکل ٹھیک ہے جس میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں) مگر بہت سے لوگ (اپنی جہالت سے ایسی سچی بات کو بھی) نہیں مانتے۔

خدا پر افتراء: (بھلا حد ہے اس جہل کی بس یہ لوگ اس کی تکذیب کر کے خدا پر افتراء کرتے ہیں) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو خدا کے ذمہ جھوٹ تراشے (کوئی نہیں تو یہ لوگ بڑے ہی ظالم ہیں) یہ لوگ (قیامت میں) اپنے رب کے سامنے (مجرمانہ حیثیت سے) پیش کئے جائیں گے اور (ان کو یوں رسوائی ہوگی کہ) حاضرین کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے ذمہ جھوٹ لگایا تھا' ارے لعنت خدا کی ان ظالموں پر یعنی ان لوگوں پر جو خدا کی راہ سے روکتے اور اس کی کجی کے خواہاں ہیں اور آخرت کے بالکل منکر ہیں اور قیامت میں مؤاخذہ سے کسی کو شبہ نہ ہو کہ ہم دنیا میں ان کا کچھ نہ کر سکتے تھے کیونکہ) یہ لوگ ہمیں دنیا میں خود بھی عاجز کرنے والے نہ تھے اور نہ ان کے خدا کے سوا کچھ یار و مددگار تھے جو انہیں بچا لیتے (بلکہ اس وقت سزا نہ دینا خود ہماری ہی مشیت وحکمت کی وجہ سے تھا خیر تو اب بعد ثبوت جرم) ان کو دونا عذاب دیا جاوے گا (ایک ان کے ضلال کا دوسرے ان کے اضلال کا کیونکہ) یہ لوگ (فرط عناد کے سبب بہرے اور اندھے ہو رہے تھے اور اس وجہ سے) نہ (حق کو) سن سکتے تھے اور نہ اسے دیکھتے تھے (اور چونکہ خود حق کو دیکھتے اور سنتے نہ تھے اس لئے دوسروں کو بھی اس سے باز رہنے کی کوشش کرتے تھے' اب) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کا نقصان اٹھایا (اور ہدایت کے بدلے گمراہی خرید کر خود اپنے ہی کو برباد کر دیا) اور جو باتیں یہ تراشا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب ہوگئیں (چنانچہ اب یہ قیامت کو بھی مانتے ہیں اور عذاب کو بھی اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس وقت ان کا کوئی سفارشی نہیں اور یہ بھی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ دنیا میں وہ ان باتوں کو بالکل نہ مانتے تھے' یہاں تک مضمون آخرت ختم ہوا اور اب بطور نتیجہ اور خلاصہ کے فرماتے ہیں کہ القصہ) یہ یقینی بات ہے کہ وہ ہی آخرت میں سب سے زیادہ گھاٹے میں ہوں گے۔

مسلمانوں کا حال: (کہ یہ تو کفار کی حالت تھی اور ان کے برخلاف مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اپنے رب کے سامنے پست ہوئے یہ لوگ جنت والے ہیں (بایں معنیٰ کہ) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (یہ تو ان کی امتیازی حالت نتیجہ کے لحاظ سے تھی اب ان کی ذاتی حالت کا امتیاز معلوم کرو' سو) ان دونوں گروہ کی حالت ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور بینا اور شنوا (اب تم بتلاؤ کہ) کیا یہ دونوں برابر ہیں) کبھی نہیں) تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے (اور اندھا اور بہرا ہی ہونا پسند کرتے ہو خدا کے بندو ذرا سوچو سمجھو اور اس بری حالت سے نکل کر اچھی حالت کو اختیار کرو)۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ

عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰی لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ

بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَیٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ

عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ

وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَیٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ

مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْٓ

اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا

بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ

بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ

اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ

فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر (یہ پیغام دیکر) بھیجا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو میں تم کو (درصورت عبادت غیر اللہ کے) صاف صاف ڈراتا ہوں میں تمہارے حق میں ایک بڑے تکلیف دینے والے کے دن عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں سو ان کی قوم میں جو کافر سردار تھے وہ جواب میں کہنے لگے کہ ہم تم کو اپنا ہی جیسا آدمی سمجھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع ان ہی لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں (جن کی عقل اکثر خفیف ہوتی ہے پھر) وہ (اتباع) بھی محض سرسری رائے سے اور ہم تم لوگوں میں (یعنی تم میں اور مسلمانوں میں) کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے بلکہ تم کو (بالکل) جھوٹا سمجھتے ہیں۔ نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں (جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے) اور اس

نے مجھ کو اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو پھر وہ نبوت یا اس کی حجت) تم کو نہ سوجھتی ہو تو (میں کیا کروں مجبور ہوں) کیا ہم اس کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور تم اس سے نفرت کئے چلے جاؤ اور اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ مال نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے اور میں تو ایمان والوں کو نکالتا نہیں (کیونکہ) یہ لوگ اپنے رب کے پاس (عزت و مقبولیت کے ساتھ) جانے والے ہیں لیکن واقعی میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ خواہ مخواہ جہالت کر رہے ہو اور (بالفرض والتقدیر) اگر میں ان کو نکال بھی دوں تو (یہ بتلاؤ) مجھ کو خدا کی گرفت سے کون بچا لے گا کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں (یہ کہتا ہوں کہ میں) تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں ذلیل ہوں میں ان کی نسبت (تمہاری طرح) یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو ثواب نہ دے گا ان کے دل میں جو کچھ ہو اس کو اللہ (ہی خوب جانتا ہے میں تو اگر ایسی بات کہہ دوں تو اس صورت میں ستم ہی کر دوں وہ کہنے لگے کہ اے نوح تم ہم سے بحث کر چکے پھر بحث بھی بہت کر چکے سو (اب ہم بحث وحث نہیں کرتے) جس چیز سے تم ہم کو دھمکایا کرتے ہو (کہ عذاب آ جاوے گا) وہ ہمارے سامنے لاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ بشرطیکہ اس کو منظور ہو تمہارے سامنے لاوے گا۔ اور (اس وقت پھر) تم اس کو عاجز نہ کر سکو گے اور میری خیر خواہی تمہارے کام نہیں آ سکتی گو میں تمہاری کیسی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو وہی تمہارا مالک ہے اور اسی کے پاس تم کو جانا ہے کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (نعوذ باللہ) یہ قرآن تراش لیا ہے۔ آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ اگر (بالفرض) میں نے تراشا ہوگا تو میرا یہ جرم مجھ پر (عائد) ہوگا (اور تم میرے جرم سے بری الذمہ ہو گے) اور میں تمہارے اس جرم سے بری الذمہ رہوں گا۔

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کا پیغام

تفسیر: اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یقین اور ہمت کو قوت پہنچانے کے لئے اور دوسرے لوگوں سے ان کی ہدایت کے لئے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے لئے نئے رسول نہیں ہیں اور نہ ان لوگوں کا یہ برتاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نیا ہے بلکہ ہم نے اس سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ان کی قوم نے ان کے ساتھ اس قسم کا معاملہ کیا جس طرح یہ لوگ آپ کے ساتھ کرتے ہیں چنانچہ) ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف یہ پیغام دیکر بھیجا کہ میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا ہوں (بدیں مضمون) کہ تم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو (کیونکہ) مجھے تم پر ایک تکلیف دہ دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

قوم کا جواب: اس پر ان کی قوم کے کافر سرداروں نے یہ کہا کہ ہم تمہیں اپنا ہی سا آدمی دیکھتے ہیں (پھر ہم نہیں سمجھتے کہ تم اس منصب کے لئے کیسے مستحق ہو) اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہارا کسی نے اتباع کیا ہو بجز ان لوگوں کے جو سرسری نظر[1] میں ہم میں ذلیل ہیں اور ہم

---

[1] سرسری نظر میں ذلیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ارذل ہونا بالکل کھلی ہوئی بات ہے جو سرسری نظر ہی سے معلوم ہو جاتا ہے۔ ۱۲۔

تمہارے لئے اپنے اوپر کوئی برائی نہیں دیکھتے (ان وجوہ سے ہم آپ لوگوں کو سچا نہیں سمجھتے) بلکہ ہم تمکو جھوٹوں میں کے جھوٹے خیال کرتے ہیں (خلاصہ ان کے جواب کا یہ ہے کہ اول تو تم ہی جیسے ایک آدمی ہو اور آدمی منصب رسالت کی اہلیت نہیں رکھتا اور جن لوگوں نے آپ کی تصدیق کی ہے وہ اہل الرائے نہیں بلکہ موٹی عقل کے آدمی ہیں لہذا ان کا مان لینا حجت نہیں پھر اگر تسلیم کرلیا جاوے کہ آدمی بھی اس منصب پر فائز ہوسکتا ہے تو ہم تمہاری خصوصیت کی وجہ نہیں سمجھتے کیونکہ تم ہم سے کسی بات میں زیادہ نہیں ہو پھر تمکو اس کام کے لئے کیوں منتخب کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ آپ لوگ بالکل جھوٹے ہیں۔

حضرت نوحؑ کا جواب: اس کے جواب) میں انہوں نے کہا کہ اے قوم تم بتاؤ تو سہی کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن حقیقت پر ہوں (جس کو میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں) اور اس نے مجھے اپنے یہاں سے رحمت دی ہے اور وہ (تمہاری آنکھ بند کرلینے کے سبب) تم سے چھپادی گئی ہے (تو میں اس سے کیسے آنکھ بند کرلوں اور تمہیں کس طرح دکھادوں اور ایسی حالت میں) کیا ہم اسے زبردستی تمہیں چپٹادیں حالانکہ تم اسے پسند نہیں کرتے (اور اس لئے اسے دیکھنا ہی نہیں چاہتے (اور اے میری قوم میں تم سے اس پر کچھ مال نہیں مانگتا (کہ تم کو اس کا دینا گراں ہو اور اس سے بچنے کے لئے تم حیلہ تراشو یا مجھ پر غرض کا شبہ کرو) میرا اجر خدا کے ذمہ ہے (وہی مجھے اس کا معاوضہ دے گا) اور (تم جو میرے متبعین کو رذیل کہہ کر یہ کہتے ہو کہ میں انہیں الگ کردوں تو) میں ان لوگوں کو نکالنے والا نہیں ہوں جو ایمان لائے (کیونکہ) وہ عزت (کے ساتھ) اپنے رب سے ملنے والے ہیں (اس لئے وہ تو ذلیل نہیں) ہاں میں تمکو ایسے لوگ دیکھ رہا ہوں کہ جہالت کی باتیں کرتے ہو (اور اہل عزت کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہو اور ناحق طعن کرتے ہو) اور اے میری قوم (تم مجھے یہ تو بتاؤ کہ اگر میں انہیں نکالدوں (اور اس کے عوض میں خدا مجھے سزا دینا چاہے تو وہ کون ہے جو خدا سے مجھے بچاوے گا (مجھے تو ایسا کوئی نظر نہیں آتا پھر میں ایسا کیونکر کرسکتا ہوں جب واقعات یہ ہیں) تو کیا تم یہ خیال نہیں کرتے اور میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (پھر یہ اعتراض کیسا کہ تم ہم ہی جیسے آدمی ہو کیونکہ میں نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جو بشریت کے منافی ہو اور نہ میں ان لوگوں کی نسبت جو تمہاری آنکھوں میں حقیر ہیں (جیسے میں اور میرے ساتھی) یہ کہوں گا کہ انہیں خدا کوئی دولت نہ دے گا خدا ان کے دلوں کی حالت کو خوب جانتا ہے (اور وہ سمجھتا ہے کہ کون اس دولت کا اہل ہے اور کون نہیں) ایسی حالت میں اگر میں ایسا کہوں تب تو میں بھی ظالموں میں سے ہو جاؤں گا (کہ خدا پر افتراء کروں گا اور اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہوگا پس تمہارا یہ اعتراض بھی ساقط ہے کہ ہم تمہیں اپنے اوپر کوئی فوقیت نہیں دیکھتے الغرض تمہارے جملہ اعتراضات لایعنی ہیں اور یہ صحیح ہے کہ جو میں کہتا ہوں وہ ٹھیک ہے۔

قوم نوحؑ کا مطالبہ: جب ان معقول جوابوں کی تردید نہ ہوسکی تو) انہوں نے کہا کہ اے نوحؑ تو نے ہم سے حجت کی اور بہت حجت کی (ہم تیری باتوں کو نہیں مانتے) اگر تو سچا ہے تو تو ہمارے پاس وہ (عذاب) لے آ جس کا تو (بصورت عدم ایمان) ہم سے وعدہ کرتا ہے (اس کے جواب میں) انہوں نے کہا کہ (یہ بات میرے قبضہ کی نہیں کہ جس وقت تم کہو اسی وقت عذاب لے آؤں ہاں) اگر خدا چاہے گا تو (جس وقت چاہے گا اس وقت) اسے تمہارے پاس لے آئے گا اور تم (اسے مجبور نہیں کرسکتے اور (عذاب لانا تو درکنار) میں تو اگر یہ چاہوں کہ تمکو نصیحت کروں تو میری نصیحت بھی تمہیں نافع نہیں ہوسکتی اگر خدا (تمہارے سوء اختیار کے سبب) تمہیں گمراہ رکھنا چاہے وہی تمہارا رب ہے (اور اس لئے نفع بھی تمہیں وہی پہنچا سکتا ہے اور نقصان بھی وہی پہنچا سکتا ہے) اور تمہاری واپسی بھی اسی کی طرف ہوگی (اور وہی تم سے

تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا اس قصہ کو یہاں پہنچا کر مشرکین مکہ کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔

کتاب اللہ گھڑی ہوئی کتاب نہیں ہے

کہ یہ باتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی نہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ علیم وخبیر ہیں وہ جانتے تھے کہ اس موقع پر مشرکین کی جانب سے یہ اعتراض ہوگا اس لئے اس کا جواب اسی موقعہ پر دیدیا گیا اسی قسم کا ایک مضمون مثنوی میں ہے چنانچہ فرماتے ہیں پیش ازاں کایں قصہ تا مخلص رسد، دود گندے آمد از اہل حسد، کایں سخن پست است یعنی مثنوی قصہ پیغمبر است و پیروی الیٰ آخر ما قال قدس سرہ خیر تو حق سبحانہ اس اعتراض کو رد فرماتے ہیں کہ اس نے یہ مضمون خود گھڑ لیا (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ (اس شبہ کا جواب استدلالی طور پر پیشتر دیدیا گیا ہے لیکن اگر اس پر بھی تم یہی کہتے ہو تو اس کا جواب[1] یہ ہے کہ) اگر میں نے اسے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے تو میرا جرم مجھ پر ہے (تم بری الذمہ ہو) اور اگر تم مجھ پر جھوٹا الزام لگاتے ہو تو خود تم اسے بھگتو گے اور) میں تمہارے جرم سے بری الذمہ ہوں (ان کے اعتراضات کا جواب دیکر پھر قصہ کی تکمیل فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ نوحؑ کی اور ان کی قوم کی گفتگو ختم ہوگئی)۔

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا
كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ
اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝۳۷ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ
قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝۳۸ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ
عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝۳۹ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ
قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ
وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۴۰ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا
وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۱ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰى نُوْحُ
ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۲ قَالَ سَاٰوِيْٓ
اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ
وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝۴۳ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ وَيٰسَمَاۗءُ

[1] یعنی یہ آخری جواب ہے اور اصل جواب وہ ہے کہ اس کا افتراء ہونا ثابت کردیا جائے جیسا کہ اس سورت کے دوسرے رکوع میں جواب دیا ہے (قل فاتوا بعشر سور مثله الخ لیکن جو شخص دلیل میں نہ رد و قدح سوچ نہ کرے اور نہ تسلیم کرے آخر درجہ یہی کہا جاتا ہے کہ بھائی جیسا میں نے کیا ہوگا میں بھگتوں گا جیسا تم کرو گے تم بھگتو گے اشرف علی ۱۲۔

اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۹﴾

ترجمہ: اور نوحؑ کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوا ان کے جو (اس وقت تک) ایمان لا چکے ہیں اور کوئی (نیا) شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہ لاوے گا سو جو کچھ یہ لوگ (کفر و ایذا و استہزاء) کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو اور تم اس طوفان سے بچنے کے لئے) ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو اور (یہ سن لو کہ) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارہ میں کچھ گفتگو مت کرنا (کیونکہ) وہ سب غرق کیے جاویں گے۔ اور وہ کشتی تیار کرنے لگے اور (اثناء تیاری میں) جب کبھی ان کی قوم میں سے کسی رئیس گروہ کا ان پر گزر ہوتا تو ان سے ہنسی کرتے آپ فرماتے کہ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا تم ہم پر ہنستے ہو سو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون وہ شخص ہے جس پر (دنیا میں) ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور (بعد مرگ) اس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے یہاں تک کہ جب ہمارا حکم (عذاب کا قریب) آ پہنچا اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا ہم نے (نوح علیہ السلام) سے فرمایا کہ ہر قسم (کے جانوروں) میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو عدد اس کشتی میں چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی (چڑھا لو) باستثنا اس کے جس پر (غرق ہونے کا) حکم نافذ ہو چکا ہے اور دوسرے ایمان والوں کو بھی اور بجز قلیل آدمیوں کے ان کے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا تھا اور نوحؑ نے فرمایا کہ (آؤ) اس کشتی میں سوار ہو جاؤ (اور کچھ اندیشہ مت کرو کیونکہ) اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا (سب) اللہ ہی کے نام سے ہے بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے اور وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے (ایک سگے یا سوتیلے) بیٹے کو پکارا اور وہ (کشتی سے) علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور (عقیدے میں) کافروں کے ساتھ مت ہو وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی (میں غرق ہونے) سے بچا لے گا نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آج

اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں لیکن جس پر وہی رحم کرے اور دونوں) (باپ بیٹوں) کے بیچ میں ایک موج حائل ہو گئی پس وہ (بھی مثل دوسرے کافروں کے) غرق ہو گیا اور (جب کفار سب غرق ہو چکے تو) حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی (جو کہ تیری سطح پر موجود ہے) نگل جا اور اے آسمان (برسنے سے) تھم جا (چنانچہ دونوں امر واقع ہو گئے) اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا اور کشتی (کوہ) جودی پر آ ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دور اور جب نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا کہ اے میرے رب میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور آپ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین (اور بڑی قدرت والے) ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح یہ شخص (ہمارے علم ازلی میں) تمہارے (ان) گھر والوں میں نہیں (جو ایمان لا کر نجات پاویں گے بلکہ) یہ (خاتمہ تک) تباہ کار (یعنی کافر رہنے والا) ہے سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست مت کرو جس کی تم کو خبر نہیں میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم (آئندہ) نادان نہ بن جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ (آئندہ) آپ سے ایسے امر کی درخواست کروں جس کی مجھ کو خبر نہ ہو اور (گذشتہ معاف کر دیجئے کیونکہ) اگر آپ میری مغفرت نہ فرماویں گے اور مجھ پر رحم نہ فرماویں گے تو میں بالکل تباہ ہی ہو جاؤں گا۔ کہا گیا کہ اے نوح (اب جودی پر سے زمین پر اترو ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہوں گی اور ان جماعتوں پر کہ تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ ہم ان کو (دنیا میں) چند روز عیش دینگے پھر (آخرت میں) ان پر ہماری طرف سے سزائے سخت واقع ہوگی یہ قصہ (آپ کے اعتبار سے) منجملہ اخبار غیب کے ہے جس کو ہم وحی کے ذریعہ سے آپ کو پہنچاتے ہیں اس (قصہ) کو اس (ہمارے بتلانے) کے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم سو صبر کیجئے یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کیلئے ہے۔

حضرت نوحؑ کو اللہ کی طرف سے اطلاع

تفسیر: اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ اب تمہاری قوم میں سے کوئی ایمان نہ لائیگا بجز ان لوگوں کے جو اب تک ایمان لا چکے ہیں پس جو کچھ وہ لوگ اب تک کرتے رہے ہیں ان پر تم کوئی غم نہ کرو۔

کشتی نوحؑ کی تیاری کا حکم

اور ہماری آنکھوں کے سامنے (اور ہماری نگرانی میں) اور ہمارے حکم سے کشتی بناؤ اور (ہم کہے دیتے ہیں کہ) ان ظالموں کے باب میں ہم سے کوئی گفتگو نہ کرنا (کیونکہ) یہ ڈبوئے جائیں گے (یہ وحی بھی ہو چکی) اور اب وہ (اس حکم کی بناء پر) کشتی بنا رہے ہیں (ان کا تو یہ معمول ہے کہ وہ برابر کشتی بنانے میں مصروف ہیں) اور ان کی قوم کی یہ حالت ہے کہ) جب ان کی قوم میں سے بڑے لوگوں کا ان پر گذر ہوا انہوں نے ان کی ہنسی اڑانی شروع کی۔ انہوں نے کہا کہ (نادانوں کیا ہنستے ہو) اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو (ایک روز) ہم بھی تم سے تمسخر کریں گے جیسا کہ تم ہم سے تمسخر کرتے ہو (اور کہیں گے کہ کیوں کہاں گیا وہ تمہارا تمسخر اب بھی تمسخر کرو) کیونکہ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے پاس وہ عذاب آئے گا جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر پائیدار عذاب وارد ہوگا۔

طوفان نوحؑ: (خیر یہ سلسلہ تمسخر جاری رہا) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم (عذاب) آ گیا اور تنور نے جوش مارا (جو مقدمہ تھا طوفان کا) تو ہم نے (نوحؑ سے) کہا کہ ہر قسم کے ضروری جانوروں میں سے) ایک نر اور دوسرا مادہ یعنی صرف دو عدد کو اور اپنے گھر کے لوگوں کو باستثنائے اس کے جس پر ہم نافذ ہو چکا ہے اور ان دوسرے لوگوں کو جو ایمان لے آئے ہیں (ان سب کو) اس میں سوار کر لو اور بجز تھوڑے سے لوگوں کے ان پر کوئی ایمان نہ لایا تھا (اس لئے وہ بہت آسانی سے کشتی میں آ سکتے تھے الغرض ہم نے انکو یہ حکم دیا) اور انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم اس میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا دونوں اللہ ہی کے نام پر ہیں (اور وہ ہر حالت میں ہمارا مددگار ہے (بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم والا ہے کہ اس نے ہمارے گناہوں پر نظر نہیں کی اور ہماری حفاظت کا ذمہ دار ہو گیا۔

کشتی نوحؑ کی روانگی اور پسر نوحؑ

اب سب لوگ مع ضروری جانوروں کے اس میں سوار ہو گئے) اور اب وہ (کشتی) ان کو ایسی موج میں لئے جاتی ہے جو (عظمت و رفعت میں) پہاڑوں کی مانند ہے اور (اس حالت میں یا اس سے قبل) نوحؑ نے اپنے بیٹے کو آواز دی اور وہ (کشتی اور محل آب سے) الگ تھا کہ بیٹا (ایمان لے آؤ) ہمارے ساتھ (کشتی میں) سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو اس نے کہا کہ (مجھے آپ کی کشتی کی ضرورت نہیں ہے) میں کسی ایسے پہاڑ پر چلا جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا انہوں نے کہا (بیٹا کیوں عقل ماری گئی ہے) آج کوئی کسی کو (اس کے حکم سے بچانے والا نہیں ہے بجز اسکے جس پر وہ رحم کرے (پس تو دیوانہ نہ ہو اور سوار ہو جا یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ طوفان بڑھا) اور ان دونوں (نوحؑ اور ان کے بیٹے) کے درمیان موج حائل ہو گئی اور (اس طرح ان کی گفتگو ختم ہو گئی) اور اس کو غرق کر دیا گیا۔

طوفان نوحؑ کی حدود: اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چونکہ حضرت نوحؑ اور حضرت آدمؑ کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں اس لئے اس زمانہ میں تمام زمین پر آبادی نہ تھی بلکہ وہ آبادی محدود تھی اور اس لئے اس کی ضرورت نہیں کہ یوں کہا جاوے کہ تمام روئے زمین پر طوفان آیا اور نہ نصوص دالہ علی العموم میں تاویل کی ضرورت ہے بلکہ یوں کہا جاوے گا کہ جہاں تک اس زمانہ میں آبادی تھی وہاں تک طوفان آیا اس صورت میں نہ یہ اشکال ہوگا کہ تمام روئے زمین کے جانور کشتی میں کیسے آ گئے اور نہ اس جواب کی ضرورت ہوگی کہ اس زمانہ کے تمام غیر ضروری جانوروں کو ڈبو دیا گیا تھا اور پھر ان کو دوبارہ پیدا کیا گیا یا وہ کشتی میں خرق عادت کے طور پر آ گئے ہونگے۔

کفار کے بچے نذر طوفان: دوسری بات یہ جاننا چاہئے کہ اس زمانہ میں کفار کے جو بچے تھے وہ بھی ڈبو دیئے گئے تھے اور اس پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ وہ ملحق بلآء تھے پس جو ان کے آباء کا حشر ہوا وہی ان کا بھی ہوا علاوہ ازیں دنیوی بلاؤں میں بچوں کا تو کیا خود صلحاء کا مبتلا ہو جانا کوئی قابل انکار بات نہیں چنانچہ قحط اور وبائیں جو گناہوں کے سبب سے نازل ہوتے ہیں ان کا اثر بچوں اور بڑوں اور نیکوں اور بدوں سب پر ہوتا ہے مگر وہ غیر مجرمین کے حق میں عقوبت کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان کے حق میں یا محض مالکانہ تصرف ہوتا ہے یا ان کیلئے رحمت ہوتا ہے بس اسکی ضرورت نہیں ہے کہ یوں کہا جاوے کہ اس وقت بچے تھے ہی نہیں اور چالیس برس پیشتر توالد و تناسل بند ہو گیا اور اس قسم کی روایتیں لایعبأ بہ ہیں۔

پسر نوحؑ کی تحقیق: تیسری بات یہ ہے کہ ڈوبنے والا لڑکا نوحؑ کا بیٹا تھا یا ان کی بیوی کا سوا اول تو یہ ایک محض غیر ضروری بحث ہے اور دوسرے ظاہر قرآن یہی ہے کہ وہ خود نوحؑ کا بیٹا تھا اور تواریخ کا اس باب میں کچھ اعتبار نہیں کیونکہ اس زمانہ کی صحیح تاریخ ملنی نہایت دشوار

---

[1] استثناء من المفعول المقدور ولا ادری لماذا حمله المفسرون علی الاستثناء من عاصم واجعلوه استثناء لفظوا وعاصما بمعنی المعصوم ۱۲ منہ

بلکہ قریب قریب غیر ممکن ہے اور اس زمانہ کے صرف وہ ہی واقعات قابل اعتبار ہیں جو حق سبحانہ کے ذریعے یا اس کے کسی رسول کے ذریعہ سے صحیح طور پر ہم تک پہنچے ہیں اور جن لوگوں نے اس مضمون کو ولیس من اہلک سے استنباط کیا ہے اور حضرت نوحؑ کی بیوی کو متہم قرار دیا ہے یہ ان کی سخت جرأت ہے گو وہ اجتہاد غلط کی وجہ سے معذور ہوں۔

طوفان نوحؑ کا خاتمہ: اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ طوفان کی آمد کا بیان تھا) اور (اس کے خاتمہ کا بیان یہ ہے کہ جب کفار کو فنا کیا جا چکا تو) کہہ دیا گیا کہ اے زمین تو اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان (تو مینہ برسانے سے (رک جا جس پر آسمان وزمین نے حکم کی تعمیل کی) اور پانی خشک کر دیا گیا اور قصہ ختم ہوا (یہ طوفان کا خاتمہ تھا) اور (نوحؑ اور ان کے ساتھیوں کا یہ حال ہوا کہ ان کی) کشتی جودی پر آٹھہری (اور وہ صحیح سلامت طوفان سے نجات پا گئے) اور ان کی قوم کا یہ انجام ہوا کہ) کہہ دیا گیا کہ دور ہوں یہ ظالم لوگ (یعنی ان کو نیست ونابود کر دیا گیا)۔

خدا کا عذاب اور پسر نوحؑ: اور (اس قصہ میں یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ) نوحؑ نے (اپنے بیٹے کے ڈوبنے سے پہلے) اپنے رب کو پکارا کہ (آپ نے میرے گھر کے لوگوں کے بچانے کا وعدہ کیا ہے اور) میرا بیٹا میرے گھر کے لوگوں میں سے یقیناً ہے اور آپ کا وعدہ یقیناً سچا ہے (پس آپ میرے بیٹے کو بچا لیجئے) اور (یوں) آپ احکم الحاکمین ہیں (آپ کو اب بھی ہر طرح کا اختیار حاصل ہے اور اس وعدہ کی بناء پر آپ مجبور نہیں کہ آپ خواہ مخواہ بچائیں اور نہ میرے آپ کو آپ کا وعدہ یاد دلانے کا یہ منشا تھا کہ میں آپ کو مجبور قرار دوں کیونکہ خود وعدہ وہ بھی آپ کا انعام اور تبرع اور آپ کا اختیاری تھا اور اس کے ایفاء کا التزام بھی آپ کا انعام اور تبرع اور اختیاری ہے اور کسی حالت میں آپ سے اختیار مسلوب نہیں اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہم کو یہ معلوم نہیں کہ نوحؑ نے یہ دعاء کس وقت کی ہے آیا کشتی میں سوار ہونے سے پہلے یا بعد اور جس وعدہ کا انہوں نے اپنی دعا میں ذکر کیا ہے وہ وعدہ کس وقت اور کن الفاظ میں کیا گیا تھا اور اس لئے اس کی تعین ہمارے لئے مشکل ہے' کہ حضرت نوحؑ کے اس سوال کا منشاء کیا ہے' بس بہتر یہی ہے کہ اس کو مجملاً تسلیم کیا جاوے کیونکہ اسلم یہی ہے اور اس میں نوحؑ کی عصمت پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ جب کوئی اشکال کرے تو اس سے اس کی وجہ پوچھی جائے گی اور وہ کوئی یقینی وجہ بیان نہیں کر سکتا' لہذا اشکال ندارد مفسرین نے وعدہ کا مصداق اس قول کو قرار دیا ہے (احمل فیھا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیه القول' مگر اس پر یہ اشکال ہے کہ اس میں صراحۃً استثناء موجود ہے اور گو عبارت میں تعین نہیں ہے مگر جب کہ اس کے سوا دوسرے گھر والے مومن تھے تو وہ اس استثناء کے لئے متعین تھا اس کا جواب اگر یوں دیا جاوے کہ ان کی بیوی بھی کافر تھیں اس لئے وہ متعین نہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا طوفان تک باقی رہنا اور غرق ہونا ثابت نہیں لہذا ظاہر یہی ہے کہ وہ مر چکی ہونگی لہذا اس قسم کے جوابات کا محصل صرف ابداء احتمالات ہے نہ کہ تعین حقیقت اس لئے اس گفتگو کا محصل بھی یہی نکلے گا کہ ہم وثوق کے ساتھ کوئی بات نہیں کہہ سکتے' لہذا اس کا نتیجہ یہ ہوا جو ہم نے بیان کیا ہے کہ نہ یہ متعین ہے کہ وہ وعدہ کیا تھا اور نہ یہ کہ کس وقت ہوا تھا اور نہ یہ کہ نوحؑ کے سوال کا منشاء کیا تھا' آیا انہیں غلط فہمی ہوئی' یا ذہول اور اگر غلط فہمی ہوئی تو اس کا منشا کیا تھا اس لئے اسلم وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے واللہ اعلم اب ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب نوحؑ نے یہ دعا کی تو) حق تعالیٰ نے فرمایا[1] کہ اے نوح (بیشک ہمارا وعدہ صحیح ہے مگر) یہ تمہارے (اس) اہل میں سے نہیں ہے (جن کے بچانے کا وعدہ کیا گیا تھا لہذا) یہ (تمہاری درخواست)

---

[1] ہذا التفسیر منقول عن ابن عباس وابراہیم ... ومجاہد ... [illegible]

نامناسب ہے (اور جبکہ وہ نامناسب ہے) تو اب تم ہم سے ایسی بات کی درخواست نہ کرنا جس کے متعلق تم کو (معقولیت کا) علم نہیں ہے میں تم کو اس سے نصیحت کرتا ہوں کہ (ایسی درخواست کرکے) تم نادانوں میں سے ہوجاؤ (جب انہیں اپنی غلطی کا علم ہوا تو) انہوں نے کہا کہ اے اللہ کہ میں آپ کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میں آپ سے ایسی درخواست کروں جس کا مجھے علم نہیں) پس میرے اس قصور کو معاف فرمادیجئے اور مجھ پر رحم فرمائیے) اور اگر آپ مجھے معاف نہ کریں گے اور مجھ پر رحم نہ کریں گے تو میں گھاٹے میں رہنے والوں میں سے ہوجاؤں گا۔

(خیر یہ مضمون جملہ معترضہ کے درمیان میں آگیا تھا اور اس سے پہلے کہا گیا تھا کہ کشتی جودی پر آٹھہری۔

کشتی سے اترنے کا حکم

اب کہا جاتا ہے کہ جب کشتی جودی پر آٹھہری تو ان سے کہا گیا کہ اے نوح آپ ہماری جانب سے خیر و عافیت اور برکتوں کے ساتھ (کشتی سے) اتریئے جو آپ پر بھی نازل ہوں گی اور ان آنے والی امتوں پر بھی جو آپ کے ساتھیوں کی جنس سے (یعنی مومن) ہوں (پس آپ کے ساتھیوں پر تو بالاولیٰ وہ برکتیں ہوں گی) اور (آئندہ نسلوں میں) کچھ ایسی جماعتیں بھی ہوں گی جنکو ہم (چندروز حیات دنیا سے) خوب نفع پہنچائیں گے اس کے بعد (ان کے کفر و طغیان کے سبب سے) ان کو ہماری جانب سے تکلیف دہ عذاب لاحق ہوگا (اس لئے نزول برکات میں آپ کے ساتھیوں کے جنس سے ہونے کی قید لگائی گئی' اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم یہ عبرت خیز قصہ سن چکے جس سے آپ کی قوم کو عبرت حاصل کرنا چاہئے' اب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ) یہ قصہ اخبار غیبیہ میں سے ہے جن کو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کرتے ہیں کیونکہ نہ اس کا اس سے پہلے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا اور نہ آپ کی قوم کو (کہ یہ شبہ ہو (کہ ان سے سن کر بیان کردیا ہوگا پس یہ دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً خدا کے رسول اور صاحب وحی ہیں اور منکرین کا انکار لغو ہے (پس آپ (ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کیے جائیے (کیونکہ) نتیجہ متقین ہی کے موافق ہوتا ہے (خواہ دنیا ہی میں اس کا ظہور ہوجاوے ورنہ آخرت میں ظہور تو لازم ہے یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بعض انبیاء اپنی امت کے ہاتھوں مقتول ہوئے ہیں پس ان سے اس آیت پر شبہ نہیں ہوسکتا خیر یہ تو نوح کا قصہ تھا)

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ
يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَيَا قَوْمِ
اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ
قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ۝ قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَن
قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝ إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ۗ قَالَ
إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ۝ مِن دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ
لَا تُنظِرُونِ ۝ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا

إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾

ترجمہ: اور ہم نے (قوم عاد کی طرف ان کے (برادری یا وطن کے) بھائی (حضرت) ہود (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں تم محض مفتری ہو اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اس (اللہ) کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو (عدم محض سے) پیدا کیا پھر کیا تم (اس کو) نہیں سمجھتے اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر و شرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف متوجہ ہو وہ تم پر خوب بارشیں برساوے گا اور (ایمان و عمل کی برکت سے) تم کو اور قوت دیکر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی دے گا (پس ایمان لے آؤ) اور مجرم رہ کر ایمان سے اعراض مت کرو ان لوگوں نے جواب دیا کہ اے ہود آپ نے ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش کی نہیں اور ہم آپ کے (مجرد) کہنے سے تو اپنے معبودوں (کی عبادت) کو چھوڑنے والے ہیں نہیں اور ہم کسی طرح آپ کا یقین کرنے والے نہیں۔ (اور) ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپ کو کسی خرابی میں (مثل جنون وغیرہ کے) مبتلا کر دیا ہے ہود (علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں (علی الاعلان) اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی (سن لو اور) گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے (بالکل) بیزار ہوں جن کو تم خدا کے سوا شریک (عبادت) قرار دیتے ہو سو تم (اور وہ) سب مل کر میرے ساتھ (ہر طرح کا) داؤ گھات کر لو (اور) پھر ذرا مجھ کو مہلت نہ دو میں نے اللہ پر توکل کر لیا ہے جو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہے۔ یقینا میرا رب صراط مستقیم پر (چلنے سے ملتا) ہے پھر اگر اس بیان بلیغ کے بعد بھی) تم (راہ حق سے) پھرے رہو گے تو میں تو (معذور سمجھا جاؤں گا کیونکہ) جو پیغام دے کر مجھ کو بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہنچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگوں کو زمین میں آباد کر دے گا اور اس کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے ہو بالیقین میرا رب ہر شے کی نگہداشت کرتا ہے اور (سامان عذاب شروع ہوا سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) پہنچا ہم نے ہود (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے (اس عذاب سے) بچا لیا اور ان کو (کیسی چیز سے بچا لیا) ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچا لیا اور یہ (جن کا ذکر ہوا) قوم عاد تھی جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا اور اس کے رسولوں

کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم (اور) ضدی تھے اور (ان افعال کا نتیجہ یہ ہوا کہ) اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی خوب سن لو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو رحمت سے دوری ہوئی (دونوں جہان میں) عاد کو جو کہ ہود (علیہ السلام) کی قوم تھی۔

قوم عاد میں حضرت ہودؑ کی نصیحتیں

تفسیر: اور (ہم نے) قوم عاد کی طرف ان کی ہم قوم ہود کو (رسول بنا کر بھیجا) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم تم (بتوں کو چھوڑ کر) خدا کی پرستش کرو تمہارا اس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور تم نے جو دوسروں کو معبود بنا رکھا ہے (اس میں) تم محض مفتری ہو (اور یہ صرف تمہاری بنائی ہوئی بات ہے جس کی کوئی اصل نہیں) اے میری قوم (اس نصیحت میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے چنانچہ) میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا (کیونکہ) میرا معاوضہ صرف خدا کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے (اور اس لئے وہ مجھ سے خدمت لینے کا بھی حق رکھتا ہے اور مجھے معاوضہ دینے کی بھی قدرت رکھتا ہے اور جب کہ واقعہ یہ ہے) تو کیا تم سمجھتے نہیں (جو مجھے بلا وجہ جھوٹ کے ساتھ متہم کرتے ہو اور خود (سراسر باطل پر جمے ہوئے ہو) اور اے میری قوم (میں تم سے خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ سراسر خدا کی مخالفت ہے) تم (اس سے) اپنے (حقیقی) پروردگار سے معافی چاہ کر (آئندہ کے لئے) اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ وہ تم پر دھواں دار مینہ برسائے گا اور تمہاری موجودہ قوت میں نئی قوت کا اضافہ کرے گا اور جرائم پیشہ ہونے کی حالت میں (میری نصیحت سے) پیٹھ نہ پھیرو (کہ اس کا برا نتیجہ ہوگا)

قوم عاد کا حضرت ہودؑ کو جواب اور حضرت ہودؑ کا وضاحتی بیان

انہوں نے (اس معقول تقریر کے جواب میں) کہا کہ اے ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں لائے اور نہ ہم تمہارے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ تمہاری تصدیق کرنے والے ہیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی معبود تم سے برائی سے پیش آیا ہے (اس کا یہ اثر ہے کہ تم دیوانہ ہو گئے ہو) انہوں نے کہا کہ (خیر اب تک تو میں نے نرم لفظوں میں کہا تھا مگر اب جبکہ تم نے یہ کہا کہ ہمارا کوئی معبود تم سے برائی سے پیش آیا ہے تو اب) میں خدا کو بھی گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے بالکل بے تعلق ہوں جن کو تم خدا کو چھوڑ کر اس کا شریک بناتے ہو اب تم اور تمہارے معبود سب کے سب میرے خلاف تدبیر کرو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو (دیکھوں تو تم میرا کیا کرتے ہو) میرا اس خدا پر بھروسہ ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے وہ ہر زمین پر چلنے والے کی موئے پیشانی پکڑے ہوئے ہے (اور اس کو اپنے قبضہ میں لئے ہوئے) ہے (اس لئے اس کے حکم کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور جب جاندار کچھ نہیں کر سکتے تو بے جان جیسے تمہارے بت وہ تو بالاولیٰ کچھ نہیں کر سکتے یہ تو وجہ تھی اس کی کہ میں نے کہا تھا کہ جو کچھ تم سے ہو کر لو اب میں اس کی وجہ بیان کرتا ہوں کہ میں تمہارے معبودوں سے کیوں بے تعلق ہوں) سو وجہ اس کی یہ ہے کہ میرے رب نے مجھے اس برائت کا حکم دیا ہے اور میرا رب[1] صحیح راستے پر ہے (اور جو وہ کہتا ہے بالکل ٹھیک ہے اس لئے ان سے بے تعلق ہونا ضروری ہے اور چونکہ یہ خدا کا حکم ہے اس لئے تم

[1] واختار شیخنا فی بیان القرآن توجیہا آخر لاسک فی لطافته فی نفسه ووقته ولکن اخترف ما اخترت لظهوره و کونه الصق بالمقام والله اعلم و علمه) اتم وا حکم وهذا من حسن ایجاز کلام الله انه یحتمل معانی کثیرة کلها صحیحة فی انفسها باختلاف التوجیهات و هذا کثیر فی القرآن ۱۲ منه.

کو اس کا ماننا ضروری ہے) اب اگر (اس سے) پیٹھ پھیرو تو (میرا کوئی نقصان نہیں کیونکہ میں اپنا فرض ادا کر چکا اور) جو احکام مجھے دیکر تمہاری طرف بھیجا گیا تھا وہ میں تمہیں پہنچا چکا اور (تمہارے نہ جاننے سے اس مقصد ہدایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے' کیونکہ) میرا پروردگار (تمہیں ہلاک کر کے) تمہاری جگہ اوروں کو دے دیگا (جو ہدایت قبول کریں گے) اور (اس نہ ماننے سے) تم خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے (تم کو واضح ہو کہ) میرا رب ہر چیز کی نگہداشت کرنے والا ہے (اس لئے تمہارے اعمال اس سے مخفی نہیں رہ سکتے اور وہ تمہیں ان کی سزا دے گا اور مجھے تمہارے شر سے محفوظ رکھے گا۔

قوم عاد پر عذاب الٰہی: ہودؑ نے ان کے سامنے یہ گفتگو کی مگر انہوں نے کسی طرح نہ مانا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر عذاب بھیجا گیا) اور جب کہ ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے ہودؑ کو اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے تھے' اپنی رحمت سے بچالیا اور (حقیقت یہ ہے کہ) ہم نے ان کو بڑے سخت عذاب سے نجات دی (یہ تو مسلمان تھے جنہوں نے خدا کی اطاعت کی تو اس کے صلہ میں انکو ایسے سخت عذاب سے نجات دی گئی) اور وہ عاد ہے کہ ان لوگوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا اور (اپنے رسول کی نافرمانی کر کے) خدا کے تمام رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر ایسے شخص کا کہنا مانتے رہے جو بڑا سرکش اور معاند تھا اور (اس کی سزا میں) دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگائی گئی اور آخرت میں بھی خوب سن لو کہ عاد نے اپنے رب کو نہیں مانا ارے دور ہو (غارب ہو یہ قوم عاد یعنی ہودؑ کی قوم (سخت نافرمان اور نہایت نالائق تھی ہودؑ اور ان کی قوم کی حالت بھی تم سن چکے)

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ۝ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝

ترجمہ: اور ہم نے (قوم) ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا (معبود ہونے کے قابل) نہیں۔ اس نے تم کو زمین (کے مادہ) سے پیدا کیا اور تم کو اس (زمین) میں آباد کیا۔ تو تم اپنے گناہ (شرک وکفر وغیرہ) اس سے معاف کراؤ یعنی ایمان لاؤ پھر ایمان لا کر (اس کی طرف) عبادت سے متوجہ ہو بیشک میرا رب اس شخص سے قریب ہے قبول کرنے والا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ اے صالحؑ تم تو اس کے قبل ہم میں ہونہار (معلوم ہوتے) تھے کیا تم ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں (یعنی تم اس سے منع مت کرو) اور جس دین کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو (یعنی توحید) واقعی ہم تو اس کی طرف سے بڑے (بھاری) شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے آپ نے (جواب میں) فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو سو (اس حالت میں) اگر میں خدا کا کہنا نہ مانوں تو (یہ بتلاؤ کہ) پھر مجھ کو خدا کے عذاب سے کون بچالے گا تو تم تو سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو اور اے میری قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو فوری عذاب آ پکڑے (کہ دیر بھی نہ لگے) سو انہوں نے اس (اونٹنی) کو مار ڈالا تو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا (خیر) تم اپنے گھروں میں تین دن اور بسر کر لو یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا جھوٹ نہیں سو جب ہمارا حکم (عذاب کیلئے) آ پہنچا تو ہم نے صالح (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے (اس عذاب سے) بچالیا اور اس دن کی بڑی رسوائی سے بچالیا بے شک آپ کا رب ہی بڑی قوت والا غلبہ والا ہے اور ان ظالموں کو ایک نعرہ نے آ دبایا جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (اور یہ حالت ہوگئی) جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ خوب سن لو (قوم) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو (کفر کا یہ خمیازہ ہوا کہ) رحمت سے ثمود کو دوری ہوئی۔

قوم ثمود کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت حق

تفسیر: اور (ہم نے) قوم ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح علیہ السلام کو (رسول بنا کر بھیجا) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم تم (بت پرستی چھوڑ کر) خدا کی پرستش کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا (نہ کہ بتوں نے لہٰذا وہی قابل پرستش ہے) پس تم اس سے (اپنے گذشتہ تقصیرات کی) معافی چاہ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ میرا رب (نہ دور ہے جو تمہاری درخواست معافی کو نہ سن سکے اور نہ وہ استغفار کو رد کرنے والا ہے بلکہ وہ) قریب اور درخواست کو منظور کرنے والا ہے۔

قوم ثمود کی طرف سے جواب

انہوں نے کہا کہ اے میرے صالح علیہ السلام اس سے پہلے تم ہم میں ایسے تھے کہ ہمیں تم سے بڑی بڑی امیدیں تھیں کہ تم اپنے آباء

کے دین کی خدمت کروگے اب تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے ہماری امیدوں پر پانی پھیر دیا) کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ ہم ان چیزوں کی پرستش نہ کریں جن کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے (تمہاری یہ بات ہمارے جی کو نہیں لگتی اور ہم اس بات کی طرف سے جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو (یعنی) توحید ایسے شک میں ہیں) جو ہم کو خلجان میں مبتلا کئے ہوئے ہے (اور ہمیں بالکل اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے اس کے جواب میں) انہوں نے کہا کہ (تمہاری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ تمہارا یہ بیان غلط ہے لہٰذا تم اس کو چھوڑ کر اپنے باپ دادا کی مذہب کی حمایت کرو جس کی ہمیں تم سے توقع تھی اور ہماری امیدوں کو خاک میں نہ ملاؤ۔

حضرت صالح علیہ السلام کا بیان

لیکن (تم یہ بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے ایک حقیقت واضح پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی جانب سے رحمت عطا کی ہو (جیسا کہ واقعہ ہے) تو (ایسی حالت میں) اگر (میں) تمہارے کہنے سے) اس کی مخالفت کروں اور وہ مجھے اس مخالفت کی سزا دینا چاہے تو مجھے خدا سے کون بچائے گا (آیا تم یا تمہارے معبود بچا سکتے ہیں اور جبکہ نہیں بچا سکتے) تو تم (اس مشورہ سے) سوا گھاٹا دینے کے کوئی چیز بڑھا نہیں رہے ہو (لہٰذا میں تمہارا مشورہ نہیں مان سکتا)۔

حضرت صالح علیہ السلام کی فہمائش اونٹنی کے متعلق

اور (ایک اونٹنی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ) اے میری قوم یہ خدا کی اونٹنی ہے اور تمہارے لئے بطور خدا کی نشانی کے موجود ہے سو تم اس کو خدا کی زمین میں چرنے دینا اور برائی کے ساتھ اسے ہاتھ بھی نہ لگانا کہ تمہیں فوری عذاب آ پکڑے سو انہوں نے (اتنی بات بھی نہ مانی اور) اسے مار ڈالا اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا تین دن اپنے گھروں میں رہ سہہ لو (اس کے بعد تم کو ہلاک کر دیا جاوے گا) یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں بولا گیا ہے۔

قوم ثمود پر عذاب الٰہی: پس جبکہ ہمارا حکم آیا تو ہم نے صالحؑ کو اور اس کے ساتھ ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے تھے ان سب کو اپنی رحمت سے اس عذاب سے اور اس روز کی رسوائی سے بچا لیا یقیناً تمہارا رب قوت والا اور قابو یافتہ ہے (اور اس لئے وہ ایسا کر سکتا ہے) اور ان ظالموں کو چیخ نے آ پکڑا پس وہ اپنے گھروں میں یوں اوندھے پڑے رہ گئے کہ گویا وہ کبھی ان میں رہے ہی نہ تھے (دیکھو ثمود نے اپنے رب کو نہ مانا، ارے دور ہو (اور غارت ہو) ثمود خبر یہ مضمون بھی ختم ہوا۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ
بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ
قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ
وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا
لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ

الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا

فِي قَوْمِ لُوطٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ

قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا

سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ

إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ

مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي

إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ

مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ

الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا

حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿٨٣﴾

ترجمہ: اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (بشکل بشر) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لے کر آئے اور (آنے کے وقت) انہوں نے سلام کیا۔ ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی سلام کیا پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا (فربہ) بچھڑا لائے سو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں خوف زدہ ہوئے وہ فرشتے کہنے لگے ڈرو مت ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور ابراہیم (علیہ السلام) کی بی بی (حضرت سارا کہیں) کھڑی (سن رہی تھیں پس ہنسیں سو ہم نے ان کو (مکرر) بشارت دی اسحاق (کے پیدا ہونے) کی اور اسحاق سے پیچھے یعقوب کی کہنے لگیں ہائے خاک پڑے اب میں بچہ جنوں گی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میاں (بیٹھے) ہیں بالکل بوڑھے واقعی یہ بھی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو (اور خصوصا) اے خاندان کے لوگو تم پر تو اللہ کی (خاص) رحمت اور اس کی (قسم قسم کی) برکتیں (نازل ہوتی رہتی ہیں) بیشک وہ (اللہ تعالیٰ) تعریف کے لائق (اور) بڑی شان والا ہے پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) کا وہ خوف زائل ہو گیا اور ان کو خوشی کی خبر ملی (کہ اولاد پیدا ہو گی) تو ہم سے لوط (علیہ السلام) کی قوم کے بارہ میں (جدال) کرنا شروع کیا واقعی ابراہیمؑ بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے اے ابراہیمؑ اس بات کو جانے دو تمہارے رب کا حکم (اس کے متعلق) آچکا ہے اور (اس کے سبب

سے) ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح سے ہٹنے والا نہیں اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط علیہ السلام) کے پاس آئے تو لوط (علیہ السلام) ان (کے آنے) کی وجہ سے مغموم ہوئے اور (اس وجہ سے) ان کے (آنے کے) سبب تنگدل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے اور ان کی قوم ان کے پاس دوڑی ہوئی آئی اور پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے لوطؑ فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے (نفس کی کامرانی کے) لئے (اچھی) خاصی ہیں۔ سو اللہ سے ڈرو۔ اور میرے مہمانوں میں مجھ کو فضیحت مت کرو کیا تم میں کوئی بھی (معقول آدمی اور) بھلا مانس نہیں وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو آپ کی ان (بہو) بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کو تو معلوم ہے (یہاں آنے سے) جو ہمارا مطلب ہے۔ لوط فرمانے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا (کہ خود تمہارے شر کو دفع کرتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا فرشتے کہنے لگے کہ اے لوط ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں آپ تک (بھی) ہرگز ان کی رسائی نہیں ہوگی سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے باہر) چلے جایئے۔ اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے ہاں مگر آپ کی بیوی (بوجہ مسلمان نہ ہونے کے) نہ جاوے گی اس پر بھی یہی آفت آنے والی ہے جو اور لوگوں پر آوے گی ان کے (عذاب کے) وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہے کیا صبح کا وقت قریب نہیں سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آ پہنچا تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اس کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی تھا اور یہ بستیاں (قوم لوط کی) ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں۔

فرشتے حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں

تفسیر: اور ہمارے فرستادہ (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے (جب وہ ان کے پاس پہنچے تو) کہا کہ ہم سلام کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میری طرف سے بھی سلام ہے (خیر سلام علیک کر کے بیٹھ گئے) ابراہیمؑ (ان کو مہمان سمجھ کر ان کے کھانے کے لئے) بلا توقف ایک بھنا ہوا بچھڑا لائے (مگر انہوں نے اسکی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے) پس جب انہوں نے ان کے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس تک نہیں پہنچتے تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل ہی دل میں ڈرے (کہ یہ مہمان تو ہیں نہیں خدا جانے کون ہیں اور کیوں آئے ہیں اس کے بعد انہوں نے اپنے خوف کو ان پر ظاہر کیا تو) انہوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں (ہم فرشتے ہیں اور) ہم کو قوم لوط کی طرف بھیجا گیا ہے۔

بشارت اسحاقؑ و یعقوبؑ

ان کی بیوی بھی کھڑی ہوئی تھیں وہ (کسی بات پر) ہنسیں تو انہوں نے ان کو اول اسحاقؑ کی اور اسحاق کے بعد یعقوبؑ کی خوشخبری دی تو انہوں نے کہا کہ ہائے خاک پڑے اب میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرے خاوند ہیں (جو کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے) بڑھاپے کی حالت میں موجود ہیں غرض نہ مجھ میں بچہ جننے کی صلاحیت نہ ان بڑے میاں میں جنانے کی صلاحیت اور تم کہتے ہو بچہ ہوگا) یہ تو ایک بڑی عجیب بات ہے انہوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کام سے تعجب کرتی ہو (بھلا خدا کا بھی کوئی کام قابل تعجب ہے ہمیں تمہارے ہی تعجب

پر تعجب ہے بڑی بی تعجب کی کوئی بات نہیں) اے گھر والو تم پر خدا کی رحمت اس کی برکتیں ہیں (اور وہ رحمت و برکات کا منشا ہیں اس بے وقت اولاد دینے کا تا کہ تمہیں اندازہ ہو کہ حق تعالیٰ کو تمہارا کتنا پاس خاطر ہے) واقعی وہ بہت قابل حمد اور بڑی شان والا ہے (اور قابل حمد ہونے کی وجہ سے صفات رذیلہ عجز وغیرہ سے منزہ ہے اور مجید ہونے کے سبب وہ کرم وغیرہ کے ساتھ موصوف ہے جو مجد کی شاخیں ہیں)۔

قوم لوطؑ کے متعلق بحث

اب جبکہ ابراہیمؑ سے خوف رخصت ہوا (اور خوشخبری ملی تو اب وہ ہم سے قوم لوط کے باب میں جھگڑتے ہیں (مگر یہ جھگڑا مخالفانہ اور مخاصمانہ نہ تھا کیونکہ) یقیناً ابراہیمؑ بڑے دانا اور بڑے دعا کرنے والے اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے (پس ان سے ایسی نادانی کی بات جو کہ ان اوصاف کے منافی تھی کیونکر صادر ہو سکتی تھی بلکہ وہ عرض معروض تھی جو عین دانائی اور دعا اور انابت الی الحق تھی خیر ان کی عرض معروض پر فرشتوں نے ان سے کہا کہ) اے ابراہیمؑ یہ باتیں چھوڑو (اب عرض و معروض سے کچھ نہیں ہو سکتا) تمہارے رب کا حکم آچکا اور ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ ان کے پاس ایسا عذاب آنیوالا ہے جو لوٹایا نہ جائے گا (یہ قصہ تو ابراہیمؑ کے ساتھ پیش آیا)

فرشتے حضرت لوطؑ کی خدمت میں اور قوم کا حال زار

اور (لوطؑ کا قصہ یہ ہے کہ) جب ہمارے فرستادہ فرشتے (بے ریش لڑکوں کی صورت میں) لوطؑ کے پاس آئے تو (اپنی قوم کی حالت اور ان لڑکوں کی حالت پر نظر کر کے) انہیں ان سے تکلیف ہوئی اور وہ ان سے دل تنگ ہوئے (کہ اگر ان کو نہیں رکھتا ہوں تو مہمان نوازی کے خلاف ہے اگر رکھتا ہوں تو مجھ پر حرف آتا ہے کہ اچھی مہمانوں کی خاطر کی) اور (یہ خیال کر کے) کہا کہ یہ بڑا سخت دن ہے (خدا ہی آبرو بچائے ادھر تو ان کی یہ حالت تھی) اور (ادھر ان کی قوم کو خبر لگی کہ لوط کے یہاں بڑے خوبصورت لونڈے ٹھیرے ہوئے ہیں اور یہ سن کر) ان کی قوم ان کے پاس دوڑتی ہوئی آئی اور (وجہ یہ تھی کہ وہ (پہلے سے بدکاریوں کے عادی تھے (اس لئے ان کی خواہش تھی کہ وہ ان لڑکوں کے ساتھ بدکاری کریں جب وہ ان کے پاس آئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان لڑکوں کو ہمارے حوالہ کر دو تو) انہوں نے کہا کہ (لڑکوں سے تعرض نہ کرو) یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمہارے لئے پاک (اور حلال ہیں تم بخوشی ان سے شادی کر لو) پس تم خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی معقول آدمی نہیں جو یہ سمجھے کہ یہ بات دین سے قطع نظر کر کے خود انسانیت اور شرافت کے بھی خلاف ہے اور تمہیں سمجھائے) انہوں نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی بیٹیوں کی ضرورت نہیں اور آپ وہ بھی جانتے ہیں جو ہمارا مقصد ہے اب (جب انہوں نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہیں مانتے تو) انہوں نے کہا کہ کاش مجھے تم پر ذاتی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط پایہ کی پناہ میں ہوں (پھر تمہیں سمجھوں اور بتلاؤں کہ ناحق ظلم اور تعدی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے مگر کیا کروں بے کس ہوں اس لئے کچھ نہیں کر سکتا۔

فرشتوں کا افشاءِ راز: جب فرشتوں نے یہ حالت دیکھی تو ان کو تسلی دی اور) انہوں نے کہا کہ ہم (آدمی نہیں ہیں بلکہ) آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں (لہذا آپ پریشان نہ ہوں) آپ تک ان کی رسائی نہیں ہو سکتی (ہم ان کو عذاب دینے کے لئے آئے ہیں) پس آپ اپنے گھر کے لوگوں کو ساتھ لیکر رات کے کسی حصہ میں یہاں سے نکل جایئے اور تم میں سے کوئی منہ پھیر کر پیچھے نہ دیکھے (خیر آپ اپنے گھر کے سب لوگوں کو لیجایئے) بجز اپنی بیوی کے (کیونکہ) اسے بھی وہی عذاب پہنچنے والا ہے جو اوروں کو پہنچے گا

(انہوں نے کہا کہ ہم ابھی چلے جاتے ہیں ابھی انہیں سزا دیدی جائے انہوں نے کہا کہ) ان کے وعدہ کا وقت صبح (مقرر) ہے (اس سے پہلے نہیں ہوسکتا آپ اتنی جلدی کیوں کرتے ہیں) کیا صبح قریب نہیں ہے۔ (صبح اب ہوئی)

قوم لوطؑ پر عذاب الٰہی: پس جب کہ (صبح ہوگئی اور) ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے اس زمین کو تلپٹ کردیا اور ہم نے اس پر کھنگرے پتھر برسائے جو کہ خدا کے یہاں اوپر تلے چنے ہوئے اور نشان لگائے ہوئے (ان کے لئے تیار) تھے (مطلب یہ ہے کہ جو پتھر ان پر برسائے گئے وہ خدا کے قبضۂ قدرت اور اس کے علم میں اس طرح تھے جیسے کوئی کسی کام کے لئے پہلے سے پتھروں پر نشان لگا کر اور ایک خاص ترتیب کے ساتھ ان کو چن کر تیار رکھے کہ بوقت ضرورت نہ ان کے مہیا کرنے کی دقت ہو اور نہ اس کی کہ اس کو کس جگہ کام میں لیا جاوے اور اس کو کس جگہ واللہ اعلم خیر یہ تو قوم لوطؑ کا انجام ہوا) اور وہ بستی ان ظالموں (مشرکین مکہ) سے کچھ دور نہیں (اگر چاہیں تو اسے دیکھ آویں کہ اس کی کیا حالت ہے اور ان میں سے شام کے آنے جانے والے اسے دیکھتے بھی ہیں)

ایک علمی اشکال اور اس کا حل

اس واقعہ کے متعلق یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت لوطؑ نے جو ھؤ لاء بناتی ھن اطھر لکم فرمایا تھا تو اس سے ان کی حقیقی بیٹیاں ہی مراد تھی اور مفسرین نے جو اس سے مجازی بیٹیاں یعنے امت کی عورتیں مراد لی ہیں میں اسے صحیح نہیں سمجھتا کیونکہ اول تو ان لوگوں کے مقابلہ میں جو نہ ان کو نبی جانتے تھے اور نہ اپنے کو ان کا بیٹا بیٹی یہ عنوان مناسب نہیں تھا دوسرے انبیاء کی بیویوں کو تو امہات المومنین کہنا معہود ہے اس بناء پر کہ (امت کو ان سے شادی کی اجازت نہیں مگر نبی کو ان کا باپ یا امت کو ان کی اولاد کہنا معہود نہیں اور غالباً مصلحت اس میں یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت ہی کی عورتوں سے شادی کرتے ہیں اس لئے اس کو پسند نہیں کیا گیا کہ ان کو اپنی بیٹیاں اور اپنے کو ان کا باپ کہہ کر پھر ان سے شادی کریں چنانچہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ طعن کیا گیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی تو صاف کہا گیا کہ وہ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں حالانکہ معترضین بھی جانتے تھے کہ زید ان کے نسبتی بیٹے نہ تھے بلکہ صرف انہیں منہ بولا بیٹا جانتے تھے پس چونکہ کسی کو بیٹا بیٹی کہہ کر پھر اس سے شادی کرنا عرفاً ناپسند ہے اس لئے اس مجاز میں احتیاط کی جاتی ہے پھر ان کی قوم کا یہ جواب کہ مالنافی بناء تک من حق یہ بھی اسی کو بتلاتا ہے' کہ حقیقی بیٹیاں مراد ہیں اور جو استدلال اس مجاز پر کیا جاتا ہے کہ ان کی بیٹیاں اتنی نہ تھیں کہ سب سے ان کی شادی کرسکیں یہ اس لئے کمزور ہے کہ اس جواب سے ان کی ضرورت کا دفع کرنا مقصود نہ تھا کیونکہ وہ ان مجازی بیٹیوں سے بھی دور نہ ہوتی تھی چنانچہ انہوں نے اس کا یہی جواب دیا کہ جو ہم چاہتے ہیں وہ مقصد تمہاری بیٹیوں سے کیسے پورا ہوسکتا ہے بلکہ مطلب صرف یہ تھا کہ میں تمہاری مخالفت کی وجہ سے تمہاری مزاحمت نہیں کرتا بلکہ عذر کی وجہ سے ایسا کرتا ہوں اور اس کا ثبوت یوں دیا کہ میں جائز طور پر تمہیں اپنی بیٹیاں تک دینے کو موجود ہوں اور ان کے حوالہ کرنے سے مجھے اس لئے انکار ہے کہ یہ بری بات ہے دوسری بات اس جگہ یہ سمجھنی چاہئے کہ زمین کے الٹنے میں اور پتھر برسانے میں کسی ترتیب کا ذکر نہیں اور اس لئے نہ اس میں کوئی اشکال ہے اور نہ کسی جواب کی ضرورت ہے اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قصہ کو ختم کر کے اہل مدین کا قصہ بیان فرماتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ' کہ یہ قصہ بھی ختم ہوا)۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا
الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾
وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوا
يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ
إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي
وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ
إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿٨٨﴾ وَيَا قَوْمِ
لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ
صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ
وَدُودٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا
رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ
وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٩٢﴾ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ
سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ
رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ
ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ
كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾

ترجمہ: اور ہم نے مدین (والوں) کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے (اہل مدین سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں اور تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو (کیونکہ) میں تم کو فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو

انواع مصائب کا جامع ہوگا اور اے میری قوم تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور (شرک اور نقص حقوق کر کے) زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید وعدل) سے مت نکلو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کی کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آوے (تو مان لو) اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں وہ لوگ (یہ تمام نصائح سن کر) کہنے لگے کہ اے شعیبؑ کیا تمہارا (مصنوعی اور وہمی) تقدس تم کو (ایسی ایسی باتوں کی تعلیم کر رہا ہے کہ ہم ان چیزوں (پرستش) کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے شعیب علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں نے آپ کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت) دی ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے اور مجھ کو جو کچھ (عمل واصلاح کی) توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف (تمام امور میں) رجوع کرتا ہوں اور اے میری قوم میری ضد (اور عداوت) تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جاوے کہ تم پر بھی (اسی طرح کی مصیبتیں آ پڑیں جیسے قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور قوم لوط تو (ابھی) تم سے (بہت) دور (زمانہ میں) نہیں ہوئی اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ (یعنی شرک و ظلم) معاف کراؤ پھر (اطاعت وعبادت کے ساتھ) اس کی طرف متوجہ ہو۔ بلاشک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیبؑ بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تم کو اپنے (مجمع) میں کمزور دیکھ رہے ہیں اور اگر تمہارے خاندان کا (کہ ہمارے ہم مذہب ہیں ہم کو) پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو (کبھی کا) سنگسار کر چکے ہوتے اور ہماری نظر میں تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں شعیب (علیہ السلام) نے (جواب میں) فرمایا کہ اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک (نعوذ باللہ) اللہ سے بھی زیادہ باتوقیر ہے اور اس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) تم نے پس پشت ڈال دیا یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو اپنے علم میں (احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں۔ (سو) اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا اور تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں اور جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آ پہنچا (تو) ہم نے (اس عذاب سے) شعیب (علیہ السلام) کو اور جو ان کی ہمراہی میں اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت (خاص) سے بچا لیا اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز نے (کہ نعرہ جبرئیل تھا) آ پکڑا سو اپنے گھروں کے اندر اوندھے گرے رہ گئے (اور مر گئے) جیسے کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔ خوب سن لو (اور عبرت پکڑ لو) مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے۔

قوم مدین میں حضرت شعیبؑ کا پیغمبرانہ وعظ

تفسیر: اور (قوم مدین کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے) کہ اہل مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیبؑ کو رسول بنا کر بھیجا) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم (بت پرستی چھوڑ دو اور) اللہ کی پرستش کرو خدا کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور تمہارا دوسروں کو معبود سمجھنا سراسر غلطی ہے) اور ناپ تول میں بھی کمی نہ کرو میں تمہیں مالدار دیکھتا ہوں (پھر میں نہیں سمجھتا کہ اس کمی کی کون ضرورت ہے) اور ان کے احکام نہ ماننے کی صورت میں) مجھے تم پر ایک گھیرے میں لینے والے (اور مہلک) عذاب کا اندیشہ ہے اور (اس لئے میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ) تم انصاف کے ساتھ ناپ تول کر پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور (فساد پیشہ ہونے کی حالت میں زمین میں فساد نہ کرو خدا کی جانب سے جو کچھ تمہارے پاس جائز طور پر رہ جائے وہ ہی تمہارے لئے بہتر ہے (اور ناجائز طور پر زیادہ رکھنا ٹھیک نہیں) بشرطیکہ تم مانو اور (یوں) میں تمہارا نگران نہیں (کہ) تمہیں مجبور کروں صرف کہہ دینا میرا کام تھا سو میں کر چکا اب اس میں تمہیں اختیار ہے مانو یا نہ مانو)۔

قوم مدین کا اصرار حضرت شعیبؑ سے

انہوں نے کہا کہ کیا تمہاری نماز تم سے کہتی ہے کہ ہم ان چیزوں کی پرستش چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے یا یہ کہ ہم اپنے مالوں مین اپنی حسب منشا تصرف کرنا چھوڑ دیں آپ تو دانا اور سنجیدہ آدمی ہیں (کیا آپ ان باتوں کی معقولیت کو نہیں سمجھتے) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن حقیقت پر ہوں (اور میں ان باتوں کی بھلائی جو میں کہتا ہوں اور ان کی برائی جو تم کرتے ہو اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں) اور خدا نے مجھے عمدہ اور حلال رزق کھانے کو دیا ہے (تو میں تمہاری باتیں کیسے مان سکتا ہوں غرض کہ میں ان باتوں کو نہیں مان سکتا) اور میرا مقصود یہ نہیں ہے کہ جن کاموں سے میں تمہیں روکتا ہوں (تم سے چھوڑا کر) تمہارے خلاف انہیں خود کرنے لگوں (تاکہ تمہیں مجھ پر خود غرضی کے شبہ کا موقع ہو) میرا مقصود صرف جہاں تک مجھ سے ہو سکے اصلاح کرنا (اور مفاسد کو دور کرنا ہے اور میرے یہ توفیق بھی (میری ذاتی نہیں بلکہ) محض حق تعالیٰ سے ہے میرا اسی پر بھروسہ ہے اور میں اسی کی طرف توجہ رکھتا ہوں)۔

حضرت شعیبؑ کا عذاب الٰہی کے متعلق بیان

اور اے میری قوم (دیکھو) میری عداوت تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جاوے کہ تم پر ایسی ہی مصیبت پڑے جیسی قوم نوح یا قوم ہود پر ہو یا قوم صالح پر پڑی تھی اور قوم لوط تم سے (زمانا یا مکانا) دور نہیں ہے اس لئے تم ان کی حالت سے اوروں کی بہ نسبت زیادہ آسانی سے عبرت حاصل کر سکتے ہو پس تم میری مخالفت نہ کرو) اور (جیسا کہ میں تم سے کہتا ہوں) تم اپنے رب سے معافی چاہ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ میرا رب (ایسا نہیں ہے کہ تمہیں معافی نہ دے کیونکہ وہ) بڑا رحم والا اور نہایت محبت والا ہے (اس کو اپنے بندوں سے بہت محبت ہے اس لئے وہ معذرت سے فوراً معاف کر دیتا ہے۔

قوم کا جواب اور حضرت شعیبؑ کی نصیحت

اس کے جواب میں انہوں نے کہا اے شعیب تمہاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں (اور ہم نہیں سمجھتے کہ وہ کسی درجہ میں صحیح ہیں اس لئے ہم ان باتوں کو نہیں مان سکتے) اور ہم تمہیں اپنے اندر کمزور پاتے ہیں (اس لئے اگر بہت زیادہ اس قسم کی باتیں کرو گے تو ہم

سزا دیں گے) اور اگر تمہاری قوم نہ ہوتی (جس کا ہمیں پاس ہے) تو ہم تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے (صرف ان کے خیال سے اب تک چھوڑ رکھا ہے) اور خود تمہاری ہمارے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہے انہوں نے کہا کہ اے میری قوم کیا میری قوم تمہارے نزدیک خدا سے زیادہ باوقعت ہے کہ تم میری قوم کے لحاظ سے کچھ نہیں کہتے اور خدا کا تمہیں کچھ پاس نہیں جس کا رسول ہوں اور تم نے اس کو پس پشت ڈال رکھا ہے (یاد رکھو کہ) میرا پروردگار ان تمام کاموں کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو تم کرتے ہو (اور اس لئے نہ تم مجھ پر قابو پا سکتے ہو) اور نہ سزا سے بچ سکتے ہو اور اے میری قوم (جب تم میری بات نہیں مانتے تو بہتر ہے) تم اپنی اسی حالت پر کام کرتے رہو اور میں بھی کام کر رہا ہوں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے پاس وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے اور کون ہے جو جھوٹا ہے اور تم بھی انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

عذابِ الٰہی کی آمد اور قوم کی تباہی

(الغرض وہ لوگ اسی حالت پر رہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ عذاب آیا) اور جبکہ ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے شعیبؑ کو اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے تھے (ان سب کو) بچا لیا اور جن لوگوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی ان کو ایک چیخ نے (اور زلزلہ نے) آ پکڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ اپنے گھروں میں یوں اوندھے منہ پڑے رہ گئے کہ گویا وہ کبھی ان میں رہے ہی نہ تھے، ارے دور ہوں اہل مدین بھی جیسے ثمود دور ہوئے (خیر یہ قصہ بھی ختم ہوا)۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ ﴿۹۷﴾ یَقْدُمُ قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآىِٕمٌ وَّحَصِیْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا

دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو (بھی) اپنے معجزات اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا سو وہ لوگ (بھی) فرعون (ہی) کی رائے پر چلتے رہے اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر ان (سب) کو دوزخ میں جا اتارے گا اور وہ دوزخ بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی جس میں یہ لوگ اتارے جاویں گے اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا یہ ان (غارت شدہ) بستیوں کے بعض حالات تھے جس کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں (سو) بعضی بستیاں تو ان میں (اب بھی) قائم ہیں اور بعض کا بالکل خاتمہ ہوگیا اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا سو ان کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر پوجتے تھے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے جب آپ کے رب کا حکم (عذاب کیلئے) آپہنچا (کہ ان کو عذاب سے بچالیتے) اور الٹا ان کو نقصان پہنچایا اور آپ کے رب کی دارو گیر ایسی ہی (سخت) ہے جب وہ کسی بستی والوں پر دارو گیر کرتا ہے جبکہ وہ ظلم (و کفر) کیا کرتے ہوں بلاشبہ اس کی دارو گیر بڑی الم رساں (اور) سخت ہے ان واقعات میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو وہ (آخرت کا دن) ایسا ہوگا کہ اس میں تمام آدمی جمع کئے جائیں گے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہے اور ہم اس کو صرف تھوڑی مدت کے لئے (بعض مصلحتوں سے) ملتوی کئے ہوئے ہیں (پھر) جس وقت وہ دن آوے گا کوئی شخص بدون خدا کی اجازت کے بات تک (بھی) نہ کر سکے گا پھر (آگے) ان میں (یہ فرق ہوگا کہ) بعضے تو شقی (یعنی کافر) ہوں گے اور بعض سعید (یعنی مومن) ہوں گے سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑی رہے گی (اور) ہمیشہ (ہمیشہ) کو اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے (اور) وہ اس میں (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ (ہمیشہ) کو رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا سو (اے مخاطب) جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہیں اس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا یہ لوگ بھی اسی طرح (بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل) عبادت (غیر اللہ کی) کر رہے ہیں جس طرح ان کے قبل ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور ہم یقیناً (قیامت کو ان کا حصہ (عذاب کا) ان کو پورا پورا بے کم و کاست پہنچا دیں گے۔

حضرت موسیٰؑ اور آل فرعون

تفسیر: اور ہم نے موسیٰؑ کو اپنے احکام اور ایک واضح حجت (رسالت) دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا سو (فرعون نے تو مانا ہی نہیں اور) ان لوگوں نے (بھی) فرعون ہی کے کام کا اتباع کیا حالانکہ فرعون کا کام بالکل معقول نہ تھا (چنانچہ) وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہوگا اور ان کو دوزخ میں جا اتارے گا اور بہت بری اترنے کی جگہ وہ ہے جس پر وہ اتارے جائیں گے اے کاش وہ سمجھتے اور اس کا اتباع نہ کرتے) اور اس (دنیا میں) بھی لعنت ان کے پیچھے لگائی گئی اور قیامت کے دن بھی (یہ انعام تھا ان کے کفر کا) بہت برا انعام تھا جو ان کو دیا گیا (الغرض) یہ خبریں ہیں ان بستیوں کی جن کو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں ان میں سے بعض اب تک موجود ہیں اور بعض بالکل تباہ کر دی گئیں اور (ان واقعات سے تم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا (کیونکہ ہم نے ان کو بہت فہمائش کی اور بہت مہلت دی) ہاں انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا (کہ برابر کفر و عناد پر جمے رہے اور ذرا ڈھیلے نہ ہوئے) سو (کیا نتیجہ ہوا) جس وقت ہمارا حکم پہنچا ان کے معبود جن کو وہ خدا کے سوا پکارتے تھے کچھ بھی ان کے کام نہ آئے اور سوائے تباہ کرنے کے اور کچھ بھی نہ بڑھایا اور (ان واقعات سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ) جس وقت تمہارا رب بستیوں کو ایسی حالت میں پکڑتا ہے کہ وہ ظلم پر کمربستہ ہوں تو اس کی گرفت ایسی ہوتی ہے کہ جس کا نمونہ تم ابھی دیکھ چکے ہو) واقعی اس کی گرفت سخت تکلیف دہ اور بہت سخت ہے۔

اقوام گذشتہ سے عبرت و بصیرت اور یوم آخرت

ان واقعات میں بہت بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو عذاب آخرت سے ڈریں (کیونکہ جو خدا اس طرح دنیا میں عذاب دے سکتا ہے وہ آخرت میں بھی دے سکتا ہے اور جس طرح یہ عذاب ڈرنے کی چیز ہے یونہی عذاب آخرت بھی ڈرنے کی چیز ہے کیونکہ) وہ وہ دن ہے جس کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا جا رہا ہے (چنانچہ جس کو موت دی جاتی ہے وہ اسی لئے دی جاتی ہے کہ اس کو قیامت میں لایا جاوے پس یہ مارنا اسی دن کی حاضری کا انتظام ہے) اور وہ وہ دن ہے جو سب[1] پر آئے گا اور ہم اس کو صرف تھوڑی مدت کے لئے ملتوی کئے ہوئے ہیں (لہٰذا جن لوگوں نے اس کی تاخیر سے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ آئے گا ہی نہیں یہ ان کی غلطی ہے۔

یوم قیامت اور انسانوں کا حال

وہ دن ایسا ہوگا کہ) جس روز وہ آئے گا اس روز کوئی شخص بات بھی نہ کر سکے گا مگر خدا کی اجازت سے (بات کرنا مستثنیٰ ہے) پھر کچھ ان میں اہل شقاوت ہوں گے اور کچھ اہل سعادت ہوں گے۔

اشقیا کا حال: سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو ایسی حالت میں دوزخ میں ہوں گے کہ وہ اس میں گدھوں کی طرح[2] چیختے ہوں گے اور ایسی حالت میں کہ وہ اس میں اس وقت تک رہنے والے ہوں گے جب تک آسمان[3] و زمین قائم ہیں (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور وہ اس میں

---

[1] وقول هذا من قبيل قوله فمن شهد منكم الشهر ولا ارتضى بما قاله الزمخشرى وغيره ۱۲۔
[2] الزفير والشهيق اسمان لصوتى الحمار اطلقا على اصوات اهل النار تشبيهاً لها باصوات الحمار فى كونهما انكر الاصوات ۱۲۔
[3] مادامت السمٰوات والارض میں آسمان و زمین دنیا ہی کے مراد ہیں مگر عرفاً اس سے توقیت مراد نہیں بلکہ تابید مراد ہے جیسے اردو میں کہتے ہیں کہ میں تو قیامت تک بھی نہ کروں گا ۱۲۔

سے کبھی نہ نکالے جائیں گے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر خدا بھی چاہے تو انہیں نہیں نکال سکتا یا وہ ان کو داخل کرنے پر مجبور ہے' بلکہ) جو خدا چاہے (وہ ہر وقت کرسکتا ہے اور کسی بات میں عاجز نہیں' اس لئے نہ خدا کو مجبور سمجھا جاوے اور نہ کفار کی دائمی سزا پر کسی قسم کا شبہ کیا جاوے کیونکہ آپ کا رب جو ارادہ کرے اس کو بخوبی کرنے والا ہے (اور کوئی اس کو اس سے روک نہیں سکتا لہٰذا وہ اپنے اختیار سے ان کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے گا نہ کہ کسی مجبوری سے یہ تو اشقیاء کی حالت تھی۔

نیک بختوں کا حال: اور رہے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ یوں جنت میں رہیں گے کہ وہ اس میں اس وقت تک رہیں گے جب تک کہ آسمان و زمین قائم ہیں (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور کبھی اس سے نہ نکالے جائیں گے) مگر (اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اب ان کا نکالنا خدا کے قبضہ سے باہر ہے یا ان کا جنت میں داخل کرنا اس پر اس طرح ضروری ہے کہ وہ اس کے خلاف کر ہی نہیں سکتا بلکہ) جو خدا چاہے (وہ اسے ہر وقت کرسکتا ہے مگر وہ اپنے اختیار سے ان کو جنت (اس طرح دے گا) کہ وہ عطا غیر منقطع ہوگی)۔

کفار دائمی عذاب جہنم میں

واضح ہو کہ اس آیت کی تفسیر سے آپ کو واضح ہو گیا ہوگا کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ کفار کسی وقت میں دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائیں گے مگر چودھویں صدی کے مرتدین یعنی غلام احمد قادیانی کے پیرو دعویٰ کرتے ہیں کہ کفار کو جہنم میں عذاب دائمی نہ ہوگا بلکہ وہ محدود عرصہ تک سزا پا کر جنت میں داخل ہو جائیں گے اور منجملہ دوسری آیتوں کے وہ اس آیت کو بھی اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

عذاب دوزخ کے دائمی نہ ہونے کا غلط دعویٰ اور اس کی وجوہ

اور وجوہ استدلال حسب ذیل ہیں۔

وجہ اول: یہ حق تعالیٰ نے **خالدین فیھا ما دامت السمٰوات والارض** کے ساتھ **الا ما شاء اللّٰہ** لگایا اھ مگر یہ وجہ محض غلط ہے کیونکہ یہی **الا ما شاء اللّٰہ** جنتیوں کے لئے بھی ہے اگر اس سے انقطاع عذاب مفہوم ہوتا تو جنتیوں کے لئے انقطاع نعیم مفہوم ہونا چاہئے تھا حالانکہ خود قرآن میں **الا ما شاء اللّٰہ** کے ساتھ عطاء "**غیر مجذوذ**" موجود ہے اور خود ان مرتدین کو بھی یہ امر تسلیم ہے کہ دخول جنت دائمی ہے تو ثابت ہوا کہ **الا ما شاء اللّٰہ** نہ انقطاع پر دلالت کرتا ہے نہ دوام کے منافی ہے۔

وجہ دوم: یہ کہ اس جگہ لفظ رب استعمال کیا ہے تا کہ استثنا کی تفسیر کرتے وقت ربوبیت الٰہی مدنظر رہے اور ربوبیت کا کام ہے ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ کو ترقی دینا' اگر دوزخی ابدالآباد دوزخ میں رہیں گے تو ان کی ربوبیت کب ہوگی' اھ لیکن یہ سراسر جہل اور عین بے ایمانی ہے کیونکہ اول تو خدا نے کہا ہے کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تیرا رب جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ دوزخیوں کا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے بس یہاں دوزخیوں کی ربوبیت کا ذکر ہی نہیں جو یہ سوال ہو کہ ان کی ربوبیت کب ہوگی' دوسرے ربوبیت کے وہ معنی جو قادیانی سمجھتے ہیں نہ خدا نے قرآن میں بیان کئے نہ رسول نے حدیث میں پس وہ سراسر تحریف ہے' تیسرے کفار کی ربوبیت کا بیان قرآن میں یوں ہے' کلما نضجت جلودھم بدلنا ھم جلودا غیرھا الٰی غیر ذلک' پس کیا ان کو دوزخ میں زندہ رکھنا اور بار بار ان کی کھالیں بدلنا ان کو کھانا پانی دینا کفر پر سزا دینا وغیرہ وغیرہ' یہ ربوبیت نہیں ہے؟ پھر اگر خدا دنیا میں ان کا رب تھا جب کہ وہ قادیانیوں کی طرح کفر و شرک عداوت خدا اور رسول میں منہمک تھے تو

آخرت میں سزا کے وقت بھی ان کا رب ہے جرم کے وقت رب ہو اور سزا کے وقت نہ ہو یہ بے معنی ہے اور جب کہ وہ جرم کے وقت بھی کا رب تھا تو ہم کو بتلایا جاوے کہ اس وقت وہ انہیں کون سے ادنیٰ سے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا رہا تھا کیا ترقی کفر بھی اعلیٰ مرتبہ ہے کہہ دو کہ ہاں کیونکہ اگر یہ اعلیٰ مرتبہ نہ ہوتا تو ہم لوگ اس کی ترقی کے در پے کیوں ہوتے' استغفر اللہ پس جیسی ربوبیت اس نے کفر کے وقت کی تھی ویسی ہی وہ سزا کے وقت کر رہا ہے یعنی جیسا انہوں نے کیا تھا اب ان کو اس کا مزہ چکھا رہا ہے الغرض مجرم کو سزا دینا منافی ربوبیت نہیں ہے جیسا کہ یہ مرتدین سمجھے ہوئے ہیں اور تعذیب کفار کو سزا نہ کہنا بلکہ اس کو علاج کہنا یہ دوسری بے ایمانی اور افتراء علی اللہ ہے جیسا کہ یہ مرتدین کہتے ہیں۔

وجہ سوم: یہ حق تعالیٰ نے دوزخیوں کے حق میں الا ماشاء اللہ ربک کے بعد ان ربک فعال لما یرید فرمایا اور جزاء غیر مجذوذ نہیں فرمایا اور جنتیوں کے حق میں الا ماشاء اللہ ربک کے بعد عطاء غیر مجذوذ فرمایا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کا عذاب منقطع ہے' اھ لیکن یہ وجہ بھی سراسر جہالت ہے کیونکہ ان ربک فعال لما یرید جیسا کہ ہماری تفسیر سے معلوم ہوتا ہے پہلے دونوں دعووں کی دلیل ہے اور اس لئے جس طرح عطاء غیر مجذوذ جنتیوں کے خلود کی تاکید کرتا ہے یوں ہی ان ربک فعال لما یرید دوزخیوں کے خلود کی تاکید کرتا ہے اور تاکید بھی دلیل کے ساتھ نہ کہ محض دعوے کے طور پر اس لئے وہ جزاء غیر مجذوذ کے مضمون پر بھی مشتمل ہے اور اس کے ثبوت پر بھی لہٰذا وہ دلالت علی الخلود میں عطاء غیر مجذوذ کی بہ نسبت بڑھا ہوا ہے پس جب کہ جزاء غیر مجذوذ سے بڑھ کر عبارت موجود ہے تو جزاء غیر محدود کا نہ ہونا کچھ مضر نہیں بلکہ ہمارے لئے سراسر مفید ہے چونکہ یہ مضمون علمی ہے اور عام فہم نہیں ہے اس لئے ہم اس کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے اور صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ان ربک فعال لما یرید سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دوزخیوں کا عذاب ختم ہو جاوے گا کیونکہ یہی مضمون جنتیوں کے حق میں بھی صادق اور دلالۃً موجود ہے کیونکہ وہ دو دعوے جس طرح دوزخیوں کیلئے کئے گئے ہیں جن کی یہ دلیل ہے بعینہ وہ دونوں دعوے جنتیوں کے لئے بھی موجود ہیں اس لئے جو دلیل ان کی ہے وہ ان کی بھی ہے اور جبکہ وہاں اس سے انقطاع مفہوم نہیں تو یہاں بھی نہ ہوگا۔

وجہ چہارم: یہ کہ فعال لما یرید خود اپنی تفسیر آپ کر رہا ہے' کیونکہ یہ کلمہ ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں کوئی کام سننے والوں کے نزدیک مشکل ہو فرمایا تیرے رب کے نزدیک کوئی کام مشکل نہیں وہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اھ مگر یہ بھی غلط ہے کیونکہ اول تو یہی غلط ہے کہ یہ کلمہ ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جہاں کوئی کام سننے والوں کے نزدیک مشکل ہو پھر اگر یہ بھی مان لیا جاوے تو اس سے بھی ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے نہ کہ ان مرتدین کا کیوں کہ ہمارے نزدیک نہ خدا کے لئے کفار کو دائماً عذاب دینا مشکل ہے اور نہ بخشنا اور ہم جو تعذیب ابدی کو مانتے ہیں تو صرف اس کے بتلانے سے نہ اس لئے کہ اس کے لئے ان کا بخشنا مشکل ہے اور ان کفار مرتدین کے نزدیک کفار کی تعذیب ابدی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے کیونکہ ان کے نزدیک ابدی کی صورت میں خدا کفار کا رب نہ رہے گا پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا رب جو چاہے کر سکتا ہے چاہے کفار کو دائماً عذاب دے اور چاہے انہیں معاف کرے اور ہم دونوں حالتوں میں رب ہیں اور قادیانی مرتدین جھوٹے جو کہتے ہیں کہ خدا کفار کو دائماً عذاب نہیں دے سکتا ورنہ وہ رب نہ رہے گا پس اس تمام تقریر سے ثابت ہوا کہ ان مرتدین کا اس آیت سے استدلال سراسر غلط ہے اور صحیح یہی ہے کہ کفار کو عذاب دائمی ہوگا چنانچہ قرآن وحدیث میں جا بجا اس کی تصریحات موجود ہیں چنانچہ ایک جگہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وما هم بخارجين من النار یعنی وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں دوسری جگہ فرماتے ہیں ونادی اصحاب النار

اصحاب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم الله قالوا ان الله حرمهما علی الکافرین غرض کہ اس قسم کی تصریحات قرآن وحدیث میں باکثرت ہیں اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے جو کوئی اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے۔

دائمی عذاب کا انکار اسلام کی ضرورت کا انکار ہے

مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے کفریہ عقیدوں سے ہوشیار رہیں اس عقیدہ کا سب سے بڑا ضرر یہ ہے کہ اس سے اسلام کی ضرورت باطل ہوتی ہے کیونکہ جب کفار کو بھی ناجی مان لیا گیا تو پھر اسلام کی ضرورت ہی کیا رہی بہت سے بہت یہ کہ کفار کو کچھ عرصہ تک دوزخ میں رہنا پڑے گا سو مسلمانوں کے لئے بھی ایسا ہوگا کیونکہ جو مسلمان فاسق فاجر ہیں اگر ان کو معاف نہ کیا گیا تو وہ بھی دوزخ میں جائیں گے پھر اسلام کی ضرورت ہی کیا ہے' خوب کفر کرو' شرک کرو' جنت تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ' مسلمانو! انصاف کرو کہ کیا یہ شرائع کا ابطال نہیں ہے اور کیا کوئی مسلمان جو خدا اور رسول پر اور قرآن پر ایمان رکھتا ہے ایسے کافروں کو مسلمان کہہ سکتا ہے جو اس طرح اسلام کی' کنی پر کمر بستہ ہوں۔

قادیانیوں کا ایک دوسری آیت سے عدم دوام پر غلط استدلال

آخر میں میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان مرتدین نے انقطاع عذاب کفار پر اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے **لابثین فیها احقابا** اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ احقاب جمع قلت ہے جس کا اطلاق زیادہ سے زیادہ دس تک پر ہوتا ہے اور حقبہ جس کی یہ جمع ہے اس سے مراد اسی سال سے کسی طرح زیادہ نہیں ہو سکتے تو اب کل مدت کفار کے دوزخ میں رہنے کی زیادہ سے زیادہ آٹھ سو برس ہوئی اور چونکہ حقبہ کا اطلاق ایک سال پر بھی ہوتا ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ دس برس اور کم سے کم تین برس ہوئی پس جب کہ کفر کی یہ سزا ہے تو اب اسلام کی کیا ضرورت ہے خوب مزہ سے کفر کرو خدائی کے دعوے کرو' نبوت کے دعوے کرو' شرک کرو' تمام دنیا کے فسق وفجور کرو اور تین برس سے آٹھ سو برس تک جیل خانہ بھگت کر مزے سے ابد الآباد کے لئے چین کرو' ذوق نے کہا تھا رات بھر خوب اڑی' صبح کو توبہ کر لی + رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی' مگر ان مرتدین نے توبہ کی بھی ضرورت نہ رکھی خدا بچاوے ایسے کفر سے غالباً غلام احمد کے تمام دعاوے کی بناء یہی خیال ہے کہ کافر بھی ہوں گے تو کیا ضرر ہے' آخر جنت تو ہاتھ سے جاتی ہی نہیں پھر اسلامی بندشوں کا کیوں قصہ رکھا جاوے (نوٹ) یہ مضمون نور الدین بھیروی کے ایماء سے فضل دین بھیروی نے لکھا ہے اور ریویو آف ریلیجز لاء کے اپریل ۱۹۰۸ء پرچہ میں مرزا کے مرنے سے چند روز پیشتر شائع ہوا ہے۔ اور مضمون مذکور کی تمہید کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مضمون اسی قسم کا جنوری ۱۹۰۶ء میں شائع ہو چکا تھا یعنی مرزا کے مرنے سے تقریباً ڈھائی برس پہلے اس اسطر اوی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ مضامین تعذیب کے بعد فرماتے ہیں)۔

کفار ومشرکین کی بے فائدہ اصنام پرستی

بس (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ آپ کو پہلے قوموں کی بت پرستی کے نتائج معلوم ہو گئے) تو جن کی یہ لوگ (یعنی آپ کی قوم) عبادت کرتے ہیں آپ ان کی طرف سے کسی شبہ میں نہ ہونا (اور وہم کے درجہ میں اور وسوسہ کے طور پر بھی یہ خیال نہ کرنا کہ شاید ان میں کوئی بات ہو کیونکہ ان میں قابل پرستش ہونے کی کوئی بات نہیں اور) وہ ان کی یونہی (کورانہ اور مجرمانہ) پرستش کرتے ہیں جیسے ان سے

پہلے ان کے آباء واجداد کرتے تھے (جن کو دنیا میں بھی ان کا نتیجہ مل گیا اور آخرت میں بھی ملے گا) اور (جس طرح ہم نے ان کے حق میں کمی نہیں کی اور ان کو قرار واقعی سزا دی یوں ہی) ہم ان کو (بھی) ان کا حصہ بے کم وکاست دیں گے)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ
اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ
النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ
وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ
الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا
مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ
اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ
رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الرُّسُلِ
مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاۗءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی تو اس میں (بھی مثل قرآن کے) اختلاف کیا گیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو ان کا (قطعی) فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے اور بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہیں کہ آپ کا رب ان کو ان کے اعمال (کی جزا) کا پورا پورا حصہ دے گا وہ بالیقین ان کے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے تو آپ جس طرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے (راہ دین پر) مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی (مستقیم رہیں) جو کفر سے توبہ کر کے آپ کی ہمراہی میں ہیں اور دائرہ (دین) سے ذرا مت نکلو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے اور اے مسلمانو ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے اور (اس وقت) خدا کے سوا تمہارا کوئی رفاقت کرنے والا نہ ہو

پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہ ہو اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونوں سروں پر (یعنی اول و آخر میں) اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیک کام (نامہ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو یہ بات ایک (جامع) نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے اور صبر کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے تو جو امتیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں ان میں ایسے سمجھدار لوگ نہ ہوئے جو کہ (دوسروں کو) ملک میں فساد (یعنی کفر و شرک) پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے کہ جن کو ان میں سے ہم نے (عذاب سے) بچالیا تھا اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی کے پیچھے پڑے رہے اور جرائم کے خوگر ہو گئے اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور ان کے رہنے والے (اپنی اور دوسروں کی اصلاح میں لگے ہوں اور اللہ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا اور (آئندہ بھی) ہمیشہ اختلاف (ہی) کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگی کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں سے بھر دوں گا اور ہم پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایسے مضمون پہنچا ہے جو خود ہی راست (اور واقعی) ہے اور مسلمانوں کے لئے نصیحت ہے اور یاد دہانی ہے اور جو لوگ (باوجود ان حجج قاطعہ کے (بھی) ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ (میں تم سے الجھتا نہیں) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی (اپنے طور پر عمل کر رہے ہیں اور (ان اعمال کے نتیجہ کے) تم بھی منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں عنقریب حق و باطل کھل جائے گا) اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے اور سب امور آپ کی طرف رجوع ہوں گے تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اسی کی عبادت کیجئے (جس میں تبلیغ بھی داخل ہے) اور اسی پر بھروسہ رکھیئے اور آپ کا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو۔

قرآن کے انکار پر خلجان کی ضرورت

تفسیر: اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کافروں کے قرآن کے نہ ماننے سے کسی خلجان میں واقع نہ ہوں کیونکہ) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو اس کو بھی سب نے نہیں مانا بلکہ) اس میں اختلاف کیا گیا (اور کسی نے نہ مانا) اور اگر حق تعالیٰ کی جانب سے ایک بات نہ ہو چکی ہوتی (کہ وہ ان کو کسی حکمت کی بناء پر جس کا اس کو علم ہے فوری سزا نہ دے گا) تو (پہلے لوگوں کی طرح ان کے درمیان (بھی) فیصلہ کر دیا گیا ہوتا (لیکن حکمت کی بناء پر اس کو ملتوی رکھا ہے سو منشاء تاخیر تو حکمت ہے) اور یہ لوگ اس کی جانب سے خلجان میں مبتلا کرنے والے شک میں مبتلا ہیں (اور یقین ہی نہیں کرتے کہ ان کو عذاب دیا جاوے گا) اور (واقعہ یہ ہے کہ) تمہارا رب سب کو ان کے اعمال پورے دے گا کیونکہ وہ ان تمام کاموں (سے) باخبر ہے جو وہ کرتے ہیں (اس لئے پورے اعمال دینے میں کوئی تردد کی بات نہیں۔

دین پر استقامت کی تاکید

اور جبکہ واقعہ یہ ہے کہ ان سب کو سزا دی جائے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حق کی طرف رجوع

کیا ہے وہ ٹھیک اسی طرح رہیں جس طرح رہنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ذرا حد سے نہ بڑھیں (کیونکہ) جو تم لوگ کرتے ہو خدا ان کو دیکھتا ہے اور جن لوگوں نے (سرکشی کرکے) ظلم کیا ہے ان کی طرف ذرا نہ جھکنا کہ تمہیں دوزخ کی آگ لگے اور (یہ واضح ہو کہ) خدا کے سوا تمہارا کوئی یار و مددگار نہیں پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی (کیونکہ مدد کرنا مبنی ہے یار و مددگار کے ہونے پر اور وہ ہیں نہیں تو مدد کیسے ہوگی)۔

نماز اور اس کے اثرات

اور اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دن کے دو طرفوں (یعنی اول و آخر) میں اور رات کے حصوں میں ٹھیک ٹھیک نماز پڑھتے رہو (کیونکہ) نیکیاں برائیوں کو چپت کر دیتی ہیں (کبھی یوں کہ برائیاں ہو چکی ہیں وہ ان کی وجہ سے معاف ہو جاتی ہیں جیسے ایمان سے کفر اور نماز وں سے صغائر اور کبھی یوں کہ وہ گناہوں سے مانع ہو جاتی ہیں اور چونکہ نماز بھی نیکی ہے اس لیے اس کا اہتمام کرنا چاہیئے) یہ نصیحت ہے ان سب لوگوں کے لئے جو نصیحت مانیں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں پس سب کو چاہیئے کہ اس پر عمل کریں) اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے احکام کی تعمیل میں جو تکلیفیں یا زحمتیں پیش آئیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر صبر کریں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا اجر ملے گا) کیونکہ اللہ نیک کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

فساد سے باز نہ آنے کا نتیجہ

پس (جبکہ امم ماضیہ کے حالات معلوم ہو چکے تو اب ہم کہتے ہیں کہ) تم سے پہلی امتوں میں سے باستثناء چند لوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے (ان کی نہی عن الفساد کے سبب) نجات دی ایسے بڑے آدمی کیوں نہ ہوئے کہ وہ (خود فساد سے باز رہ کر اپنے ماتحتوں کو) زمین میں خرابی سے روکتے (تاکہ وہ ہلاکت سے محفوظ رہتے مگر ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا) اور جس عیش میں ڈوبے ہوئے تھے اسی کے پیچھے پڑے رہے اور جرائم پیشہ رہے (اس لئے ان کو ہلاک کر دیا گیا پس یہ خود ان کے فساد کے سبب ہوا) اور تمہارا رب ایسا نہ تھا کہ ان بستیوں کو ایسی حالت میں ناحق ہلاک کر دے کہ ان کے رہنے والے اصلاح کرنے والے (اور فساد پیشہ نہ) ہوں (خیر خدا کو حکمت کی بناء پر یوں ہی منظور تھا) اور اگر خدا چاہتا تو ان کو (بجبر خفی یا جلی) ایک جماعت بنا دیتا (جو حق پر متفق ہوتی مگر اسے بحکمت یہ منظور نہیں تھا اس لئے اس نے ایسا نہ کیا) اور (جس طرح پہلے لوگ اہل حق کے ساتھ اختلاف کرتے رہے یوں ہی) لوگ آئندہ بھی ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے) باستثناء ان کے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب رحم کرے اور حق تعالیٰ نے ان کو اسی (اختلاف) کے لئے پیدا کیا ہے (جو وہ اپنی اختیار سے بلا جبر و اکراہ کر رہے ہیں) اور (اس طرح) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی یہ بات پوری ہوئی کہ میں سب (نافرمان) جنوں اور آدمیوں سے دوزخ بھر دوں گا (اور چونکہ یہ کفر و اختلاف اختیاری ہے جیسے تفسیر سے ظاہر ہے اس لئے **ولذلک خلقهم** پر کوئی شبہ نہیں۔

انبیاء سابقین کے حالات بیان کرنے کی وجہ

اس تنبیہ کے بعد ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں) اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ہم رسولوں کی خبروں میں سے اس قدر واقعات پورے بیان کرتے ہیں جن سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو جمائے رکھیں (تاکہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر تبلیغ میں سستی نہ پیدا ہو) اور ان واقعات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امر حق اور سراسر نصیحت اور ماننے والوں کی

نصیحت آ چکی ہے (پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے لوگ ان کے مقتضیٰ پر کار بند ہوں) اور جو لوگ نہ مانیں ان سے کہہ دو کہ (اچھا) تم اپنی حالت پر کام کرتے رہو (اور نتیجہ کے منتظر رہو) ہم بھی منتظر ہیں اور (ہم یہ نہیں بتلا سکتے کہ اس کا نتیجہ کب برآمد ہوگا کیونکہ) آسمان اور زمین کے مغیبات اللہ کے (قبضہ میں) ہیں اور اسی کی طرف تمام معاملات لوٹائے جاتے (پس وقت کا بھی اسی کو علم ہے اور لانے نہ لانے کا بھی اسی کو اختیار ہے اور جب وہی مختار کل ٹھہرا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عبادت کرتے رہئے اور اس پر بھروسہ رکھیئے اور (ان کے نتیجہ یا ان کی مخالفت کے متعلق کسی فکر میں نہ پڑیئے کیونکہ) آپ کا رب ان کاموں سے غافل نہیں ہے جو وہ کرتے ہیں (لہٰذا وہ ان کو جس وقت مصلحت ہوگی ان کے اعمال کی سزا دے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سے ہر قسم کی حفاظت کرے گا) سورہ ختم ہوئی۔

سُورَةُ يُوسُفَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً وَّ اِثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۞ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۞ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۖ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۞ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞

ترجمہ: شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الرٰ یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم (بوجہ اہل لسان ہونے کے اولاً) سمجھو (اور تمہارے واسطے سے اور لوگ سمجھیں) ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اس (کے بھیجنے) کے ذریعہ سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس (ہمارے بیان کرنے) کے قبل آپ (اس سے) محض بے خبر تھے۔ (وہ وقت قابل ذکر ہے) جب کہ یوسف (علیہ السلام نے اپنے والد یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ابا میں نے (خواب میں) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں ان کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے (جواب میں فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا پس (یہ سمجھ کر) وہ تمہارے (ایذا رسانی کے) لئے کوئی خاص تدبیر کریں گے بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کرے گا اور (تم کو علوم دقیقہ بھی دے گا مثلاً) تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا اور (اور نعمتیں دیگر بھی) تم پر اور یعقوب

کے خاندان پر اپنا انعام کامل کرے گا جیسا اس کے قبل تمہارے دادا پڑدادا یعنی ابراہیم و اسحاق (علیہما السلام) پر اپنا انعام کامل کر چکا ہے واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے۔

قرآن کی حقانیت اور اس کی زبان

تفسیر: یہ (آیتیں جو تمہارے سامنے پڑھی جارہی ہیں خدا کی) روشن کتاب کی آیتیں ہیں (اور کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہیں) ہم نے اس کو ایسی حالت میں نازل کیا ہے کہ وہ قرآن عربی ہے (تاکہ تم اس کی عبارت اور اس کے معنی معلوم کرو کہ یہ انسان کا کلام نہیں ہوسکتا) امید ہے کہ تم سمجھو گے (اور اس کی تکذیب پر اصرار نہ کرو گے)

حقانیت قرآن پر ایک اور شہادت

یہاں تک منکرین سے خطاب کر کے آگے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی طرف اس (حصہ) قرآن (سورۃ یوسف) کو وحی کر کے نہایت[1] خوبی سے ایک قصہ بیان کرتے ہیں اور (یہ دلیل ہے اس کے وحی الٰہی ہونے کی کیونکہ (یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے (اس قصہ سے) بے خبر تھے۔

قصہ حضرت یوسفؑ اور یعقوبؑ

(تفصیل اس قصہ کی یہ ہے کہ) جس وقت یوسفؑ نے اپنے باپ (یعقوبؑ) سے کہا کہ اے ابا میں نے خواب میں گیارہ ستارہ اور چاند سورج دیکھے ہیں (چنانچہ) میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ بیان کر بیٹھنا کہ وہ تیرے لئے کوئی خطرناک کارروائی کریں تم یہ خیال نہ کرنا کہ وہ میرے بھائی ہیں وہ ایسا کیوں کرنے لگے' کیونکہ) شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (اس لئے وہ اس قسم کی تدبیریں کرتا رہتا ہے اور انسان کا اس کے فریب میں آجانا کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے احتیاط لازمی ہے یہ تو نصیحت تھی) اور (تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ جس طرح تم نے انہیں سجدہ کرتے دیکھا ہے) یوں تیرا رب تجھے برگزیدہ بنائے گا اور علم تعبیر خواب کی تعلیم کرے گا اور (تجھ کو معزز منصب دیکر) تجھ پر اور (تیرے توسط سے) یعقوبؑ کے گھرانے پر یوں ہی اپنے انعام کی تکمیل کرے گا جیسے اس نے اس سے پہلے تیرے پردادا اور دادا ابراہیمؑ و اسحٰقؑ پر اپنے انعام کی تکمیل کی تھی (اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی تمہارا رب بڑا جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے (اس لئے اس نے اپنے علم و حکمت کی بناء پر ان لوگوں کو تکمیل انعام کے لئے منتخب کیا اور اسی تکمیل کی یہ شاخ ہے کہ تم کو منصب رسالت عطا کیا کیونکہ اولاد ابراہیمؑ میں تم کو اتنا بڑا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنانا یہ بھی ابراہیم پر تکمیل انعام ہے چونکہ اس جگہ ابراہیمؑ پر تکمیل انعام کا ذکر آگیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی اسی تکمیل کا ایک شعبہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر مشرکین دلائل مانگتے ہیں اس لئے استطراداً کہا جاتا ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ
اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ

[1] جعلت احسن القصص مفعولا مطلقا وهو الا وجه عندی ۱۲.

اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝٩ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝١٠

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝١١ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ

وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝١٢ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ

وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝١٣ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝١٤

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ

هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١٥ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝١٦ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا

يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝١٧

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۚ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۚ

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝١٨ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۚ قَالَ

يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۚ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝١٩ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ

دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝٢٠

ترجمہ: یوسف (علیہ السلام) اور ان کے (علاتی) بھائیوں کے قصے میں دلائل موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو (آپ سے ان کا قصہ) پوچھتے ہیں وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ ان کے (علاتی) بھائیوں نے (باہم بطور مشورہ کے) یہ گفتگو کی کہ (یہ کیا بات ہے کہ) یوسفؑ اور ان کا (حقیقی) بھائی (بنیامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت کی جماعت ہیں واقعی ہمارے باپ (اس مقدمہ میں) کھلی غلطی میں ہیں یا تو یوسف کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی (دور دراز) سرزمین میں ڈال آؤ تو (پھر) تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاوے گا اور تمہارے سب کام بن جاویں گے ان ہی میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو قتل مت کرو (اور) (اس کی صورت یہ ہے کہ) ان کو کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دو تاکہ ان کو کوئی راہ چلتا نکال لے جائے۔ اگر تم کو (یہ کام) کرنا ہے سب نے (مل کر باپ سے) کہا کہ ابا اس کی کیا وجہ ہے کہ یوسف کے بارے میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم ان کے (دل و جان) سے خیر خواہ ہیں۔ آپ ان کو کل کے روز ہمارے ساتھ (جنگل کو) بھیجئے کہ ذرا وہ کھاویں کھیلیں اور ہم ان کی پوری محافظت

رکھیں گے۔ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات غم میں ڈالتی ہے کہ اس کو تم لے جاؤ اور (خوف یہ کہ) میں یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جاوے اور تم (اپنے مشاغل میں) اس سے بے خبر رہو وہ بولے کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جاوے اور ہم ایک جماعت کی جماعت (موجود) ہوں تو ہم بالکل ہی گئے گزرے ہوئے سو جب ان کو لے گئے اور سب نے پختہ عزم کرلیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ (ایک دن وہ ہوگا کہ) تم ان لوگوں کو یہ بات جتلاؤ گے اور وہ تم کو پہچانیں گے بھی نہیں اور (ادھر) وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہنچے کہنے لگے کہ ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے میں لگ گئے اور یوسفؑ کو ہم نے اپنی چیز بست کے پاس چھوڑ دیا بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا (آیا اور) ان کو کھا گیا اور آپ تو ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے (کیوں نہ) ہوں اور یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو (خیر) صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا اور جو باتیں تم بناتے ہو ان میں اللہ ہی مدد کرے اور ایک قافلہ آ نکلا (جو مصر کو جاتا تھا) اور انہوں نے اپنا آدمی پانی لانے کے واسطے (یہاں کنویں پر) بھیجا اور اس نے اپنا ڈول ڈالا کہنے لگا کہ ارے بڑی خوشی کی بات ہے یہ تو بڑا اچھا لڑکا نکل آیا اور ان کو مال (تجارت) قرار دے کر چھپالیا اور اللہ کو ان سب کی کارگزاریاں معلوم تھیں اور (بھائیوں نے) ان کو بہت ہی کم قیمت کو بیچ ڈالا یعنی گنتی کے چند درہم کے عوض اور وہ لوگ کچھ ان کے قدردان تو تھے ہی نہیں۔

دلائل واقعۂ یوسفؑ میں

تفسیر: بلاشبہ یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں بہت سے دلائل ہیں (ان دلائل[1] کے) درخواست کرنے والوں کے لئے (کیونکہ یہ سارا قصہ (من اولہ الی آخرہ اخبار غیبیہ پر مشتمل ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ناواقف تھے پس وہ اور کون سے دلائل چاہتے ہیں اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر اصل قصہ کی طرف عود کرتے ہیں کہ یہ خواب کا قصہ تو ہو چکا اب یہ سمجھو کہ یعقوبؑ کو یوسف سے بہ نسبت دوسری اولاد کے زیادہ محبت تھی اس پر ان کے بھائیوں کو رشک ہوا۔

بھائیوں کی تنقید محبت پدری پر اور حضرت یوسفؑ کے خلاف اسکیم

اور اس بناء پر انہوں نے آپس میں ان کے خلاف مشورہ کیا' چنانچہ) جب انہوں نے کہا کہ یوسفؑ اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ (وہ صرف دو ہیں اور) ہم ایک جماعت ہیں (اور اس بناء پر ان کو چاہئے تھا کہ وہ ہم سے محبت کرتے نہ کہ ان سے اور اس لئے یقیناً) ہمارے باپ کھلی غلطی میں ہیں (لہٰذا تم کو چاہئے کہ یا تو یوسفؑ کو مار ڈالو یا اسے کسی دور زمین میں پھینک دو (اس تدبیر سے) تمہارے باپ کا رخ تمہارے لئے فارغ ہوجاوے گا اور (اس کے بعد) تم (باپ کی محبت کے) قابل لوگ ہوجاؤ گے (جب) انہوں نے یہ گفتگو کی) تو ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو مت مارو اور اسے کسی (خالی) کنویں کی گہرائی میں

---

[1] اشارۃ الی ان متعلق السوال ھو الایات لا قصۃ یوسف والسائلون ھم المنکرون لا المسلمون ۱۲ منہ

ڈالدو اسے کوئی قافلے والا اٹھا لے جائے گا اگر تمہیں کرنا ہی ہے (تو یہ صورت مناسب ہے کیونکہ اس سے تمہارا مقصد بھی حاصل ہو جاوے گا اور تم خون ناحق سے بھی بچ جاؤ گے۔

برادران یوسفؑ کا باپ کو فریب

انہوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اس پر اتفاق کر کے) انہوں نے (باپ سے کہا کہ ابا جان یہ کیا بات ہے کہ آپ یوسفؑ کے متعلق ہم پر اطمینان نہیں رکھتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں (اور آپ نے اب تک اس کے متعلق ہماری کوئی بدخواہی نہیں دیکھی آپ اس بدگمانی کو چھوڑ دیئے اور کل اسے ہمارے ساتھ بھیجئے کہ (آخر وہ بھی تو بچہ ہی ہے اور وہ بھی کھاوے کھیلے اور (آپ اس کے متعلق کچھ اندیشہ نہ کریں کیونکہ) ہم اس کے محافظ ہیں (اور اسے کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچ سکتا) انہوں نے کہا کہ (اول تو) مجھے اسی سے رنج ہوگا کہ تم اسے لے جاؤ گے (اور وہ میری نظر سے غائب ہوگا) اور (دوسرے) مجھے اس کا بھی اندیشہ ہے کہ آسے کوئی بھیڑیا کھالیوے اور تم اس سے بے خبر ہو انہوں نے کہا کہ اگر ایسی حالت میں بھی بھیڑیا کھالے کہ ہم ایک جماعت ہیں تب تو ہم بالکل ہی گئے گذرے ہوئے (یہ سب آپ کے خیالات ہیں بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے۔

باپ کی اجازت اور حضرت یوسفؑ کنویں میں

اس پر انہوں نے بادل نخواستہ کہہ دیا کہ اچھا بھائی لے جاؤ اللہ مالک ہے) پس جب وہ اسے لے گئے اور انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اسے کنویں کی گہرائی میں ڈال دیں (چنانچہ وہ اس ارادہ کو عمل میں بھی لے آئے) اور (اس حالت میں اس کے اطمینان کے لئے) ہم نے اسے وحی کی کہ (گھبرانے کی کوئی بات نہیں تم مرو گے نہیں بلکہ زندہ رہو گے اور زندہ رہ کر) ان کے اس واقعہ کو ان کے منہ پر بجاؤ گے اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی (کہ تم وہی یوسفؑ ہو جن کے ساتھ انہوں نے یہ برتاؤ کیا تھا)

برادران یوسفؑ کی باپ کے سامنے غلط بیانی

اور (یہ کارروائی کر کے) وہ عشاء کے وقت اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے (غرض جب یہ تمام واقعات ہو چکے تو انہوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہم تو سب آپس میں دوڑ لگاتے چلے گئے اور یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے جس پر اسے بھیڑیے نے کھالیا اور گو ہم سچے ہیں (چنانچہ یہ خون میں ڈوبا ہوا کرتا موجود ہے) مگر آپ ہماری تصدیق نہ کریں گے (کیونکہ آپ پیشتر سے ہم سے بدگمان ہیں) اور وہ اس کے کرتہ پر (جس کو انہوں نے اپنے باپ کے سامنے پیش کیا) جھوٹا خون لگالائے تھے (جو کسی اور چیز کا تھا اور یوسفؑ کا نہ تھا۔

پدر یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کی طرف سے تردید

اور انہوں نے کہا (کہ واقعہ یہ نہیں ہے) بلکہ تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے ایک بات بنائی ہے خیر اب تو صبر ہی بہتر ہے اور تمہارے بیان پر جو تم کرتے ہو خدا سے مدد چاہتا ہوں (کہ وہ اسے غلط ثابت کردے۔

حضرت یوسفؑ ایک قافلہ کے ہاتھ کنویں سے بازار مصر میں

ادھر تو یہ ہوا) اور (ادھر یوسفؑ کا یہ حشر ہوا کہ) ایک قافلہ آنکلا انہوں نے پانی کے لئے اپنا آدمی بھیجا تو اس نے (اسی کنویں میں جس میں یوسفؑ تھے) ڈول ڈالا (تو اسے معلوم ہوا کہ اس میں لڑکا ہے اس نے انہیں نکالا اور) کہا ارے خوشی کی بات ہے یہ تو لڑکا ہے اور انہوں نے اسے ایک مال تجارت کے طور پر چھپالیا اور (گو انہوں نے اسے چھپالیا مگر) خدا خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے ہیں (اس لئے وہ ان کے پاس نہ رہنے دیگا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور انہوں[1] نے (مصر لے جاکر) اسے معمولی قیمت یعنی چند درہموں میں بیچ ڈالا (وجہ اس کی یہ کہ) وہ اس سے بے رغبت تھے (اور وجہ بے رغبتی کی یہ تھی کہ وہ چوری کا مال تھا اس لئے وہ اس کو نکالنا چاہتے تھے۔

وقال الذي اشتراه من مصر لامرأته أكرمي مثواه عسى أن ينفعنا أو نتخذه
ولدا وكذلك مكنا ليوسف في الأرض ولنعلمه من تأويل الأحاديث والله
غالب على أمره ولكن أكثر الناس لا يعلمون ولما بلغ أشده آتيناه حكما وعلما
وكذلك نجزي المحسنين وراودته التي هو في بيتها عن نفسه وغلقت الأبواب
وقالت هيت لك قال معاذ الله إنه ربي أحسن مثواي إنه لا يفلح الظالمون
ولقد همت به وهم بها لولا أن رأى برهان ربه كذلك لنصرف عنه السوء
والفحشاء إنه من عبادنا المخلصين واستبقا الباب وقدت قميصه من دبر
وألفيا سيدها لدى الباب قالت ما جزاء من أراد بأهلك سوءا إلا أن يسجن أو عذاب
أليم قال هي راودتني عن نفسي وشهد شاهد من أهلها إن كان قميصه
قد من قبل فصدقت وهو من الكاذبين وإن كان قميصه قد من دبر فكذبت
وهو من الصادقين فلما رأى قميصه قد من دبر قال إنه من كيدكن إن كيدكن
عظيم يوسف أعرض عن هذا واستغفري لذنبك إنك كنت من الخاطئين

ترجمہ: اور جس شخص نے مصر میں ان کو خریدا تھا (یعنی عزیز مصر) اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو خاطر سے رکھنا کیا

[1] اس جگہ یہ عام غلطی کی جارہی ہے کہ بیچنے والا اخوان یوسف کو اور خریدنے والا قافلہ والوں کو بتایا جارہا ہے مگر یہ سیاق قرآن کے خلاف ہے اور دوسری روایات کا اعتبار نہیں اس لئے ہم نے بیچنے والا قافلہ والوں کی اور خریدنے والا عزیز مصر کو قرار دیا ہے' میں نے یہاں تک نظم قرآنی پر نظر کرتے ہوئے لکھا تھا اس کے بعد ابن جریر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قتادہ نے یہی تفسیر کی ہے اور ابن جریر نے اسے محض اس بناء پر رد کیا ہے کہ اس تقدیر پر واسروہ بضاعة اور کانوا فیه من الزاهدین میں تعارض ہو جاویگا کیونکہ کلام اولی سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس کو قابل قدر سمجھ کر چھپایا اور دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اس سے رغبت نہ تھی مگر یہ اعتراض بالکل ساقط ہے کیونکہ انکے یوسف کو چھپانے کا منشا یہ تھا کہ کوئی اس کا مدعی پیدا نہ ہو جاوے اور تھوڑے داموں میں بیچنے کی یہی وجہ تھی چنانچہ چوری کا مال بہت تھوڑے میں دیدیا جاتا ہے۔

عجب ہے کہ (بڑا ہو کر) ہمارے کام آوے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں اور ہم نے اسی طرح یوسف (علیہ السلام) کو اس سرزمین (مصر) میں خوب قوت دی (مراد اس سے سلطنت ہے) اور تا کہ ہم ان کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے (چاہے ہوئے) کام پر غالب (اور قادر) ہے (جو چاہے کرے) لیکن اکثر آدمی (اس بات کو) جانتے نہیں اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں اور جس عورت کے گھر میں یوسف (علیہ السلام) رہتے تھے وہ (ان پر مفتون ہو گئی اور) ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کو ان کو پھسلانے لگی اور (گھر کے) سارے دروازے بند کر دیئے اور (ان سے) کہنے لگی کہ آ جاؤ تم ہی سے کہتی ہوں۔ یوسف نے کہا اللہ بچائے وہ (یعنی تیرا شوہر) میرا مربی (اور محسن) ہے کہ مجھ کو کیسی اچھی طرح رکھا ایسے حق فراموشوں کو فلاح نہیں ہوا کرتی اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا اگر اپنے رب کی دلیل کو انہوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہو جانا عجب نہ تھا (مگر) ہم نے اسی طرح ان کو علم دیا تا کہ ہم ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو دور رکھیں وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے اور دونوں آگے پیچھے دروازہ کی طرف کو دوڑے اور اس عورت نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور دونوں نے (اتفاقاً) اس عورت کے شوہر کو دروازے کے پاس (کھڑا) پایا عورت بولی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا (ہو سکتی) ہے کہ وہ جیل خانہ بھیجا جاوے یا اور کوئی دردناک سزا ہو یوسف (علیہ السلام) نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کے لئے مجھ کو پھسلاتی تھی اور (اس موقعہ پر) اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی کہ ان کا کرتہ (دیکھو کہاں سے پھٹا ہے) اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور یہ جھوٹے اور اگر وہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو (عادۃً یقینی ہے کہ) عورت جھوٹی اور یہ سچے سو جب (عزیز نے) ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا (عورت سے) کہنے لگا کہ یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں اے یوسف اس بات کو جانے دو (اس کا چرچا مت کیجیو) اور (عورت سے کہا کہ) تو (یوسف سے) اپنے قصور کی معافی مانگ۔ بیشک سرتاسر تو ہی قصوروار ہے۔

حضرت یوسفؑ کے لئے قدرتی سامان عیش

تفسیر: اور مصر کے جس شخص نے اسے خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ (دیکھو) اس کو خاطر سے رکھنا کیا بعید ہے کہ یہ ہمیں نفع پہنچاوے (بایں معنی کہ اگر ہمیں اس کے بیچنے کی خواہش ہو تو اس کے معقول دام انہیں یا ہم بادشاہ کو ہدیۃً پیش کریں تو ہمیں وہاں سے معتدبہ نفع ہو وغیرہ وغیرہ) یا ہم اسے بیٹا بنالیں (یہ تمہید تھی یوسفؑ کو زمین میں قوت دینے کی) اور اس طرح ہم نے (بتدریج) یوسفؑ کو زمین میں قوت دی (اور اس کا حاکم بنا دیا جس کا ذکر آئندہ آئے گا) اور (یہ اس لئے بھی کہا تا کہ) ہم اسے علم تعبیر عطا کریں (کیونکہ وہی ان کے اس مرتبہ پر پہنچنے کا ذریعہ ہو گا) اور اللہ اپنے ہر کام پر قابو رکھتا ہے (اور اس لئے وہ جو کرنا چاہتا ہے اور جس طرح کرنا چاہتا ہے اسے کرتا ہے) مگر بہت سے لوگ (ان باتوں کو) نہیں جانتے (اور اس لئے بہت سے تو خود خدا ہی کو نہیں مانتے اور بہت سے اس کی خدائی

میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور بہت سے اس کے تصرف کو اسباب کے ساتھ مقید کرتے ہیں غرض وہ قدرت مطلقہ سے بے خبر ہونے کی وجہ سے طرح طرح کی جہالتیں کرتے ہیں خیر یہ واقعہ بھی ہو چکا اور جب کہ وہ جوانی کی حد کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا کیا (کیونکہ وہ نیکوکار تھے) اور ہم نیک کام کرنے والوں کو یونہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

حضرت یوسفؑ پر مالکہ کا پھندہ

(خیر یہ بھی ہوا) اور (عطائے علم و حکمت سے پہلے یا بعد ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ) جس عورت کے گھر میں وہ تھے اس نے ان پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کی (اور اپنا مطلب نکالنے کے لئے انہیں خوب منایا پرچایا) اور دروازے بھی بند کرا دیئے اور کہا کہ لو آؤ۔

حضرت یوسفؑ کا جواب مالکہ کو

انہوں نے کہا کہ (اس کام سے) خدا کی پناہ (مجھ سے اس کی توقع نہ رکھو کیونکہ وہ (تمہارا شوہر) میرا مربی ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے (ایسی حالت میں سراسر ظلم ہوگا کہ میں اس کے احسانات کا اس طرح بدلہ دوں اور اگر میں ایسا کروں تو مجھے کیا فلاح ہوگی کیونکہ) ظالم فلاح نہیں پاتے۔

احسان خداوندی

(یہ حق تعالیٰ کی حجت تھی جو اس نے ان کو بجھائی) اور وہ تو برائی کے ساتھ ان کا قصد کر ہی چکی تھی (چنانچہ اس نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ لو آؤ) اور انہوں نے بھی اس کے ساتھ[1] برائی کرنے کا قصد کر ہی لیا تھا اگر ان کو اپنے رب کی حجت[2] (مذکورہ) نہ سوجھ گئی ہوتی (کیونکہ دواعی تمام موجود تھے اور موانع کل مرتفع تھے پھر رکنے کی کونسی وجہ تھی مگر حق تعالیٰ نے انہیں حجت بجھا دی اس لئے بچ گئے دیکھو) یوں انہیں ہم نے حجت بجھائی تا کہ ہم ان سے چھوٹے اور بڑے گناہ کو دور رکھیں (کیونکہ) وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں (اور ہم اپنے برگزیدہ بندوں کی اسی طرح مدد کرتے ہیں۔

دروازہ کی طرف بھاگ دوڑ قمیص کا پھٹنا اور آقا کا سامنا

خیر جبکہ ان میں توافق نہ ہوا اور یوسفؑ اپنے بچانے کے لئے بھاگے تو وہ انہیں پکڑنے کے لئے پیچھے بھاگے) اور (اس طرح) وہ دونوں دروازہ کو دوڑے اور (اس دوڑنے میں) اس نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا (کیونکہ اس نے جو انہیں پکڑنا چاہا تو کرتہ ہاتھ میں آیا اور وہ رکے نہیں اس لئے کرتہ پیچھے سے پھٹ گیا مگر اب بھی وہ باز نہ آئی اور برابر ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی چلی گئی) اور (اس طرح) دونوں دروازہ تک پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر) دونوں نے دروازہ کے قریب اس عورت کے شوہر کو کھڑا پایا۔

حضرت یوسفؑ پر مالکہ کی طرف سے الزام

(اب وہ سخت شرمندہ ہوئی اور اپنے کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے یوسفؑ پر الزام لگایا کہ اس کا ارادہ میرے ساتھ بدی کا تھا اور میں

---

[1] هذا يرشدك الى معنى العصمته ولا ينبئك مثل خبير ۱۲. [2] اقول هذا هو الصحيح و ما قال المفسرون فی تفسيره فليس من حجة بل كلها اسرائيليات او ظنون وقد فسره القرآن نفسه والحجته فی القرآن لا فی غيره ۱۲.

آبرو بچانے کے لئے بھاگی تھی اور یہ میرے پیچھے مجھے پکڑنے بھاگا تھا اور یہ کہہ کر) اس نے کہا کہ (اب) جس نے آپ کی بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کیا اس کی اس کے سوا کوئی سزا نہیں کہ اسے جیل خانہ بھیجا جاوے یا اسے سخت تکلیف دی جائے (یہ واقعہ صاف بتلاتا ہے کہ زلیخا کے عشق کے قصے جو زبان زد ہیں ہیں وہ سراسر مبالغہ ہیں اور حقیقت ان سے بہت کم ہے۔

حضرت یوسف کا بیان آقا کے سامنے

خیر جب عورت نے اپنا جرم ان کے سر ڈالا تو انہوں نے (صحیح صحیح واقعہ بیان کیا اور) کہا کہ اسی نے مجھ پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کی (اب حقیقت مشتبہ ہوگئی) اور (چونکہ یوسف کے بیان سے وہ عورت بھی اسی قدر متہم ہوگئی تھی جس قدر اس کے بیان سے یوسف اور اس کے لوگوں کو اس پر شبہ نہ تھا کیونکہ اس سے پہلے کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا تھا جس سے اس کے چال چلن پر کوئی دھبہ آتا اور یہ ایک طبعی امر بھی ہے کہ ایسے معاملات میں پیش دستی مردوں کی جانب سے ہوتی ہے ان وجوہ سے عورت کی صفائی کے لئے) اس کے لوگوں میں[1] ایک بیان[2] دینے والے نے یوں بیان دیا کہ (کرتہ کو دیکھا جاوے) اگر کرتہ آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے (اور یوسف جھوٹے) اور اگر وہ پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے (اور یوسف سچے ہیں یہ فیصلہ خود عورت کے آدمیوں کا تجویز کیا ہوا تھا اور خود یوسف کو بھی تسلیم تھا اور بات بھی بظاہر قرین قیاس تھی اس لئے منظور کیا گیا اور کرتہ دیکھا گیا) پس جبکہ عورت کے خاوند نے کرتہ کو دیکھا کہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو کہا کہ یقیناً تم عورتوں کی شرارت ہے واقعی تمہارا مکر بہت زبردست ہے (کہ جرم خود کیا اور نہایت صفائی اور جرأت کے ساتھ بے گناہ پر رکھ دیا خیر) یوسف اس بات کو جانے دو (اور کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا کیونکہ بدنامی کی بات ہے) اور (اے عورت) تو بھی اپنے قصور سے معافی مانگ (کیونکہ یہ ثابت ہوگیا کہ) تو ہی قصوروار تھی (یہ قصہ طے ہوگیا مگر مخفی نہ رہ سکا)۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۞ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۞ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۞ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ

---

[1] وروایۃ کونہ صبیاً فی المھد لم یثبت عن النبی و ماروی عن ابن عباسؓ مرفوعاً انما نماز نافعہ عطاء ابن السائب ولیس بحجہ لا نہ لیس ھذاک فی الحفظ وھو یرویہ موقوفاً ایضاً وروی سماک عن عکرمۃ عن ابن عباس انہ کان رجلاً ذولحیتہ فتعارضت روایتاہ وسقط الاحتجاج بھما و ظاھر القرآن یشھدبانہ کان رجلا فھو الحجتہ ۱۲۔ [2] شاہد کے ساتھ جو من اہلہا کا لفظ بڑھایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بچہ نہ تھا بلکہ بڑا آدمی تھا اور اس نے فیصلہ کی یہ صورت عورت کی برائت کے لئے پیش کی تھی کیونکہ اس واقعہ میں ان کی بدنامی تھی اور وہ اپنی آبرو کیلئے اس کی صفائی کرنا چاہتا تھا اور منشاء اس تجویز کا وہی ہے جو ہم متن میں بیان کر چکے ہیں کہ عورت پر اعتماد تھا اور ایسے موقعہ پر عادۃً مرد ہی کی جانب سے دست درازی ہوتی بھی ہے' واللہ اعلم۔

عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ۝

ترجمہ: اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں یہ بات کہی کہ عزیز کی بی بی اپنے غلام کو اس سے اپنا (ناجائز) مطلب حاصل کرنے کے واسطے پھسلاتی ہے اس کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں سو جب اس عورت نے ان عورتوں کی بدگوئی (کی خبر) سنی تو کسی کے ہاتھ ان کو بلا بھیجا (کہ تمہاری دعوت ہے) اور ان کے واسطے مسند تکیہ لگایا اور ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چاقو (بھی) دیدیا اور کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ سو عورتوں نے جو ان کو دیکھا تو (ان کے جمال سے) حیران رہ گئیں اور (اس حیرت میں) اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں حاش للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے وہ عورت بولی تو (دیکھ لو) وہ شخص یہی ہے جس کے بارے میں تم مجھ کو برا بھلا کہتی تھیں (کہ اپنے غلام کو چاہتی ہے) اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کرے گا (جیسا اب تک نہیں کیا) تو بیشک جیل خانہ بھیجا جاوے گا اور بے عزت بھی ہوگا یوسف (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے رب جس (واہیات) کام کی طرف یہ عورتیں مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے اور اگر آپ ان عورتوں کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی (اصلاح کی) طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا سو ان کی دعا ان کے رب نے قبول کی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ کو ان سے دور رکھا بیشک وہ (دعاؤں کا) بڑا سننے والا (اور ان کے احوال کا) خوب جاننے والا ہے پھر مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کو (یعنی عزیز اور اس کے متعلقین کو) بھی مصلحت معلوم ہوا کہ ان کو ایک وقت (خاص) تک قید میں رکھیں۔

مالکہ پر خواتین اہل شہر کی طرف سے تنقید اور مالکہ کی طرف سے ضیافت کا انتظام

تفسیر: اور شہر کی کچھ عورتوں نے (جو کہ معزز طبقہ کی تھیں کیونکہ معمولی آدمیوں کی اتنی ہمت نہیں ہو سکتی اور ان کی دعوت کا اہتمام کرنا یہ خود بھی دلیل ہے کہ وہ معمولی عورتیں نہ تھیں کہا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے (کیونکہ) اس کی محبت اس کے دل میں اتر گئی ہے ہم اسے کھلی غلطی میں (مبتلا) سمجھتے ہیں (کیونکہ) اول تو خود یہ کام ہی برا ہے پھر بیبیوں کے غلاموں کے ساتھ یہ برتاؤ اور بھی برا ہے) یہ خبر عزیز کی بیوی کو پہنچی کہ عورتیں آپس میں اس قسم کی کھچڑیاں پکاتی ہیں) پس جب اس نے ان کی یہ شرارت سنی تو ان کے پاس بلاوا بھیجا اور ان کی مہمانداری) کے لئے مسند تکیہ لگایا اور (جب وہ آئیں تو) ان میں سے ہر ایک کو ایک چھری دی (ادھر تو یہ کیا ادھر یوسف کے پاس گئی) اور (اس سے) کہا کہ (یہ عورتیں جو مہمان ہیں) ان کے پاس آجاؤ (شاید کوئی کام ہو) پس وہ ان کے پاس آئے۔

خواتین شہر کا حال حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر

اور) جبکہ انہوں نے ان کو دیکھا تو (ان کے ذہن میں جو نقشہ ان کا بیشتر جما ہوا تھا کہ وہ عزیز مصر کے ایک معمولی غلام ہیں وہ ان سے رخصت ہوا

اور) انہوں نے ان کو بڑی چیز سمجھا اور (ان کو دیکھنے میں کچھ ایسی مصروف ہوئیں کہ چھریوں سے) اپنے ہاتھوں کو زخمی کر ڈالا اور جب اپنی اصلی حالت پر آئیں تو) کہا کہ حاش للہ یہ آدمی نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے (کیونکہ آدمیوں میں یہ حسن کہاں جب اس عورت نے ان کی یہ حالت دیکھی تو) کہا کہ جب اس کے حسن کا تم کو یہاں تک اعتراف ہے کہ تم اس کو انسانی حد سے بالا سمجھتی ہو) تو (اب میں کہتی ہوں کہ) یہ یہی ہے وہ جس کے باب میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں (اب بتلاؤ کیا اب بھی میں قابل ملامت ہوں الغرض میں اس میں معذور تھی اور (یہ یقینی بات ہے کہ میں نے اس پر قابو پانے کی کوشش کی جس پر اس نے اپنے کو بچایا (اس کا مجھے سخت ملال ہے) اور (تم سے کوئی پردہ کی بات نہیں میں صاف کہتی ہوں کہ) اگر وہ یہ کام نہ کرے گا جو میں کہتی ہوں تو اسے جیل خانہ بھیج دیا جاوے گا اور یہ بہت ذلیل ہوگا (اس پر ان عورتوں نے بھی ان کو نشیب و فراز سمجھائے اور یہ بھی کہا کہ تم کو ان کی خواہش پوری کرنی چاہئے۔

حضرت یوسفؑ کی دعا: اب) یوسفؑ نے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے اس کام کی نسبت جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں جیل خانہ زیادہ پسند ہے (آپ مجھے ان میں سے نکال کر جیل خانہ بھیج دیجئے) اور اگر آپ[1] ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دور نہ کریں گے تو میں ان کی طرف مائل ہو کر نادان بن جاؤنگا (جب انہوں نے یہ دعا کی) تو ان کے پروردگار نے ان کی درخواست قبول فرمالی اور ان کے داؤ پیچ دور کردیئے (کیونکہ وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے (اس لئے اس نے ان کی دعا سنی اور ان کے خلوص اور دفع کید کی ضرورت کو جانا اور اس کا انتظام فرمایا خیر یہ تمام واقعات ہو چکے اور یوسف کی برائت خود اس عورت کے بیان سے بھی اور کرتہ کو دیکھنے سے بھی خوب ظاہر ہوگئی اس کے بعد چونکہ یوسف کی دعا قبول ہو چکی تھی اور ان کو جیل خانہ بھیجنا تھا اس لئے اس کا یہ انتظام کیا گیا کہ) اس کے بعد (یوسف کی براءت کے) دلائل دیکھ لینے کے بعد بھی ان کو یہی مصلحت معلوم ہوا کہ ان کو کچھ دنوں تک ضرور قید کرنا چاہئے (ورنہ الزام عورت کے ذمہ آئے گا اور لوگ کہیں گے کہ اگر عورت قصوروار نہ تھی تو غلام کو کیوں نہ سزا دی گئی اور اب جبکہ سزا دیدی جاوے گی تو سمجھیں گے کہ اب تک ثبوت نہ ہوا تھا اس لئے سزا نہ دی گئی تھی اب جبکہ ثبوت ہو گیا سزا دے دی گئی اس لئے بدنامی مٹ جاوے گی پس انہوں نے ان کو جیل خانہ بھیج دیا۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

---

[1] هذا يرشدك الى معنى عصمة الانبياء والناس قدا فرطوا فيها.

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: اور یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ (یعنی اسی زمانہ میں) اور بھی دو غلام (بادشاہ کے) جیل خانہ میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے کو خواب میں (کیا) دیکھتا ہوں کہ (جیسے شراب نچوڑ رہا ہوں دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو اسی طرح دیکھتا ہوں کہ (جیسے) اپنے سر پر روٹیاں لئے جاتا ہوں (اور) اس میں سے پرندے (نوچ نوچ کر) کھاتے ہیں ہم کو اس خواب کی تعبیر بتلائیے۔ آپ ہم کو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں حضرت یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (دیکھو) جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے (جیل خانہ) میں ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے میں نے تو ان لوگوں کا مذہب (پہلے ہی سے) چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں۔ اور میں نے اپنے ان (بزرگوار) باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کا اور یعقوبؑ کا اور ہم کو کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک (عبادت) قرار دیں (اور) یہ (عقیدہ توحید) ہم پر اور (دوسرے) لوگوں پر (بھی) خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے (کہ اس کی بدولت دنیا اور آخرت کی فلاح ہے) لیکن اکثر لوگ (اس نعمت کا) شکر (ادا) نہیں کرتے اے قید خانہ کے رفیقو! کیا متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا تم خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھہرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (نقلی یا عقلی) نہیں بھیجی (اور) حکم (دینے کا اختیار صرف) خدا ہی کا ہے (اور) اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو (پس اسی حکم پر عمل کرنا چاہئے) یہی (توحید) سیدھا طریقہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اے قید خانہ کے رفیقو تم میں ایک تو (جرم سے بری ہو کر) اپنے آقا کو (بدستور) شراب پلایا کرے گا اور دوسرا (مجرم قرار پا کر) سولی دیا جائے گا اور اس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ)

کھاویں گے جس بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اس سے یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا پھر اس کو اپنے آقا سے (یوسف علیہ السلام) کا تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا تو (اس وجہ سے) قید خانہ میں اور بھی چند سال ان کا رہنا ہو۔

حضرت یوسفؑ جیل خانہ میں اور تعبیر خواب

تفسیر: اور (جب وہ جیل خانہ گئے تو) ان کے ساتھ دو آدمی اور بھی جیل خانہ گئے (جن کو اس واقعہ سے کچھ تعلق نہ تھا بلکہ وہ کسی دوسری علت میں بھیجے گئے تھے خیر یہ لوگ جیل خانہ میں رہے ایک روز) ان دونوں شخصوں میں سے ایک نے کہا کہ میں خواب میں اپنے کو شراب نچوڑتے دیکھتا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹی لئے ہوئے ہوں جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں (یوسفؑ) تم ہمیں اس کی تعبیر بتاؤ ہم آپ کو نیک آدمی سمجھتے ہیں (اور اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ آپ ضرور جانتے ہوں گے)۔

حضرت یوسفؑ کا انداز تبلیغ

انہوں نے کہا کہ (واقعی یہ تمہارا خیال ٹھیک ہے کہ میری حالت یہ ہے کہ خواب تو خواب بیداری میں) جو کھانا بھی تمہارے پاس اسے جو تم کو کھانے کو دیا جاوے میں اس کے تمہارے آنے سے پہلے تمہیں اس کی حقیقت بتلا دونگا یہ بات ان باتوں ہی سے ہے جن کو میرے رب نے مجھ کو سکھایا ہے (کیونکہ) میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ رکھا ہے جو خدا کو بھی نہیں مانتے اور آخرت کے بھی منکر ہیں اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوبؑ کے دین کا پیرو ہوں ہمارے لئے یہ نئی بات نہیں ہے کہ ہم خدا کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک کریں یہ ہم پر بھی خدا کی مہربانی ہے اور لوگوں پر بھی (کہ اس نے ہمیں اس طرف رہنمائی کی) مگر بہت لوگ (اس رہنمائی کی) قدر نہیں کرتے (اور غلطی پر جمے ہوئے ہیں) اچھا میرے قید خانہ کے ساتھیو (تمہیں بتاؤ) کیا بہت سے متفرق رب اچھے ہیں یا ایک خدا جو سب کو دبائے ہوئے ہے (ظاہر ہے کہ خدائے واحد قہار اچھا ہے کیونکہ اس کی اطاعت بھی ممکن ہے اور چونکہ وہ سب کو دبائے ہوئے ہے اس لئے وہ نفع نقصان بھی پہنچا سکتا ہے اور ارباب متفرقین کی اول تو اطاعت ہی مشکل پھر اطاعت بھی ہو تو وہ چونکہ خود مغلوب ہیں اس لئے وہ بدوں خدا کے حکم کے کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے پھر ان کو رب بنانے سے کیا فائدہ اسی کو رب نہ بنایا جاوے جو سب پر غالب ہے میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کا راستہ بالکل غلط ہے اور) آپ لوگ صرف ان ناموں کو پوجتے ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اپنی طرف سے رکھ چھوڑے ہیں خدا نے ان کے متعلق کوئی حجت نہیں اتاری (یہ نام رکھ چھوڑنا سراسر باطل ہے کیونکہ) حکم صرف اللہ کا ہے (اور اس نے یہ حکم دیا نہیں لہٰذا باطل ہے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی پرستش کرو (اور کسی کی نہ کرو لہٰذا اسی کی پرستش ہونی چاہئے نہ کہ دوسروں کی) یہی بالکل صحیح دین ہے مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے (اور غلط عقیدوں پر جمے ہوئے ہیں یہ گفتگو میں نے تمہاری بہتری کے لئے کی ہے پس تم اس میں غور کرو اور اس کے مطابق عمل کرو۔

تعبیر خواب: اب میں تمہارے خواب کی تعبیر بتلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ) اے جیل کے ساتھیو تم اس میں ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا رہا دوسرا سو وہ سولی دیا جاوے گا اور پرند اس کے سر میں سے کھاویں گے جس کے باب میں تم سوال کرتے ہو وہ طے شدہ امر ہے (اور اس کے خلاف نہیں ہو سکتا الغرض انہوں نے ان کے خواب کی تعبیر بتلا دی اور جس کے متعلق ان کو خیال تھا کہ (موت) سے بچنے والا

ہے اس سے کہہ دیا کہ (جب تم چھوٹ کر اپنے آقا کے یہاں آ جاؤ تو) اپنے آقا کے یہاں میرا بھی تذکرہ کر دینا (کہ ایک بے گناہ جیل خانہ میں پڑا ہوا ہے' آپ انصاف کیجئے' خیر وہ رہا ہوا اور اپنے آقا کے پاس پہنچ گیا) اب شیطان نے اسے اپنے آقا سے یوسف کا ذکر کرنا بھلا دیا اس لئے کئی برس انہیں جیل خانہ میں رہنا پڑا (خیر اب ان کی رہائی کا وقت آیا)

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾

ترجمہ: اور بادشاہ (مصر) نے کہا کہ میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات گائیاں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیں سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں اے دربار والو اگر تم (خواب کی) تعبیر دے سکتے ہو تو میری اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو وہ لوگ کہنے لگے کہ یونہی پریشان خیالات ہیں اور (دوسرے) ہم لوگ (کہ صرف امور سلطنت میں ماہر ہیں) خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے اور ان (مذکورہ) دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا (وہ مجلس میں حاضر تھا) اس نے کہا اور مدت کے بعد اس کو خیال آیا میں اس کی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہوں آپ لوگ مجھ کو ذرا جانے کی اجازت دیجئے اے یوسف اے صدق مجسم آپ ہم لوگوں کو اس (خواب) کا جواب (یعنی تعبیر) دیجئے کہ سات گائیاں موٹی ہیں ان کو سات دبلی گائیں کھا گئیں اور سات بالیں ہری ہیں اور ان کے علاوہ (سات) خشک بھی ہیں تاکہ میں ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں تاکہ ان کو بھی معلوم ہو جائے آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر (خوب) غلہ بونا پھر جو فصل کاٹو تو اس کو بالوں میں رہنے دینا (تاکہ گھن نہ لگ جائے) ہاں اگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے پھر اس (سات برس) کے بعد سات برس اور ایسے سخت (اور قحط کے) آویں گے جو کہ اس (تمام تر) ذخیرہ کو کھا جاویں گے جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر کے رکھا ہوگا ہاں مگر تھوڑا سا جو

(بیج کے واسطے) رکھ چھوڑو گے پھر اس (سات برس) کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ بھی نچوڑیں گے اور شرابیں پیوینگے)۔

بادشاہ کا عجیب وغریب خواب اور تعبیر کی فکر

تفسیر: اور (سبب ظاہری اس کا یہ ہوا کہ) بادشاہ نے (اہل دربار سے) کہا کہ میں سات موٹی گائیں جن کو سات دبلی گائیں کھاتی ہیں اور سات ہری بالیں اور دوسری (سات) خشک (بالیں) خواب میں دیکھتا ہوں اے ارکان دولت میرے خواب کے بارے میں جواب دو اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو انہوں نے کہا کہ (اول تو یہ خواب نہیں بلکہ) پریشان خیالات ہیں اور اگر خواب ہی ہے تو) ہمیں خوابوں کی تعبیر کا علم نہیں (ان لوگوں نے یہ جواب دیا)۔

حضرت یوسفؑ کی طرف بادشاہ کی رہنمائی

اور ان دو قیدیوں میں سے (جن کا ذکر پہلے آچکا ہے) وہ قیدی جو بچ گیا تھا اور جس کو ایک عرصہ کے بعد یاد آیا (کہ یوسفؑ نے کہا تھا کہ اپنے آقا کے یہاں میرا بھی تذکرہ کرنا) اس نے کہا کہ میں تمہیں اس کی تعبیر کی خبر دونگا تم مجھے (یوسفؑ کے پاس) بھیجو (انہوں نے کہا کہ اچھا جاؤ وہ یوسفؑ کے پاس پہنچا اور کہا کہ) اے یوسفؑ اے نہایت سچے آپ ہمیں سات موٹی گائیوں کے باب میں جن کو سات دبلی گائیں کھاتی ہیں' اور سات ہری بالوں اور دوسری سات خشک بالوں کے باب میں جواب دیجئے امید[1] ہے کہ آپ مجھے جواب دیں گے اور) میں (آپ سے جواب لے کر) بدین توقع ان کے پاس واپس ہوں گا کہ وہ بھی جان لیں گے۔

بادشاہ کے خواب کی تعبیر: انہوں نے کہا کہ (اس کی تعبیر مع تدبیر یہ ہے کہ) تم (بروقت اور مناسب بارش کے سبب) پے در پے سات برس کھیتی کرنا پھر جو کچھ تم کاٹو اس کو باستثناء اس تھوڑے سے غلہ کے جس کو تم کھاؤ کل غلہ کو اس کی بالوں میں چھوڑ دینا (پھر ان سات سال کے بعد سات سال سخت آئیں گے جن میں تم وہ غلہ کھانا جو تم نے ان کے لئے رکھ چھوڑا ہے' باستثناء تھوڑے سے غلہ کے جس کو تم آئندہ کھیتی کے لئے محفوظ رکھو اس کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کی فریاد سنی جائے گی یا خوب بارش ہوگی اور وہ خوب شراب نچوڑیں گے (یہ تعبیر ہے اس خواب کی مع اس کی تدبیر کے اب تم جاؤ اور بادشاہ سے کہو وہ یہ تعبیر لے کر بادشاہ کے پاس گیا اور اس کو بادشاہ سے بیان کیا' بادشاہ اس کو سن کر خوش ہوا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿٥٠﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْــٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٥١﴾

---

[1] اقول فاذکره المفسرون فی توجیه لعل من احتمال الخزام المنیته فلا یصفی الیه فالتوجیه اماماذکرنا او یقال ان لعل الاولی لیست بداخلة علی الرجوع فقط بل علی مجموع الکلام و لعل الثانیة تاکید لا ولی دخلت علی العلم التنبیه علی انه المقصود بالترجی کالاستفهام فی قوله تعالیٰ ائذا متنا وکنا ترابا انا لفی خلق جدید فافهم ۱۲.

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ

ترجمہ: اور بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ چنانچہ یہاں سے قاصد چلا) پھر جب ان کے پاس (وہ) قاصد پہنچا (اور پیغام دیا تو) آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اس سے دریافت کر کہ (کچھ تم کو خبر ہے) ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے میرا رب ان عورتوں کے فریب کو خوب جانتا ہے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف (علیہ السلام) سے اپنے مطلب کی خواہش کی عورتوں نے جواب دیا کہ حاش للہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی عزیز کی بی بی (جو کہ حاضر تھی) کہنے لگی کہ اب تو حق بات (سب پر) ظاہر ہی ہوگئی (اب اخفاء بیکار ہے سچ یہی ہے کہ) میں نے ہی ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی اور بیشک وہی سچے ہیں یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام (جو میں نے کیا) محض اس وجہ سے تاکہ عزیز کو (زائد) یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو میں دست اندازی نہیں کی اور یہ (بھی معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

بادشاہ کی طرف سے بلاوا اور حضرت یوسفؑ کا تقاضا

تفسیر: اور بادشاہ نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ (یہ تو بہت قابل قدر شخص ہے ایک قاصد یوسفؑ کے پاس پہنچا کہ آپ کو بادشاہ سلامت یاد فرماتے ہیں) پس جبکہ (قاصد ان کے پاس پہنچا (اور جا کر پیغام دیا) تو انہوں نے کہا کہ (میں یوں نہ آؤں گا پہلے) تم اپنے آقا کے پاس جاؤ اور ان سے دریافت کرو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے (اور جن کے سامنے اس عورت نے اپنے جرم کا اقرار کیا تھا آیا وہ میری صفائی پیش کرتی ہیں اور اپنے جرم کا اقرار کرتی ہیں یا اب بھی وہ مجھی کو قصور وار قرار دیتی ہیں) میرا رب ان کی شرارت سے بخوبی واقف ہے (اور میری بے گناہی کو بھی بخوبی جانتا ہے) ابھی یوسف کا کلام پورا نہیں ہوا بیچ میں جملہ معترضہ کے طور پر تحقیقات کا مضمون بیان فرما کر ان کی تقریر کو پورا کریں گے۔

بادشاہ کی طرف سے تحقیقات اور بے گناہی کا اعتراف

اب تحقیقات کا مضمون بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قاصد یہ پیغام لے کر بادشاہ کے پاس گیا' بادشاہ نے ان عورتوں کو طلب کیا اور) کہا کہ تمہارا کیا حال تھا جبکہ تم نے یوسفؑ پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کی تھی (آیا ان کی طرف سے بھی کوئی بات پائی گئی تھی انہوں نے کہا حاش للہ ہمیں ان کی کوئی برائی معلوم نہیں ہوئی عزیز کی بیوی نے بھی کہا کہ اب تو بات کھل ہی گئی (چھپانے سے کیا ہوتا ہے' واقعہ درحقیقت یہی تھا کہ) میں نے ہی ان پر قابو پانے کی کوشش کی تھی اور وہ یقیناً سچے ہیں (یہ واقعہ تو بادشاہ کے سامنے ہوا اور یوسفؑ نے اپنی تقریر میں جو انہوں نے بادشاہ کے قاصد کے جواب میں کہی تھی یہ بھی کہا تھا کہ) یہ (میں اس لئے کہتا ہوں) تاکہ عزیز کو معلوم ہو جاوے کہ میں نے اس کی خفیہ خیانت نہیں کی اور وہ یہ (بھی جان لے کہ اللہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا غرض اس سے مقصود عزیز کا اطمینان ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖٓ اَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْہَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ: اور (باقی) میں اپنے نفس کو (بالذات) بری (اور پاک) نہیں بتلاتا (کیونکہ) نفس تو (ہر ایک کا) بری ہی بات بتلاتا ہے بجز اس (نفس) کے جس پر میرا رب رحم کرے بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے اور (یہ سن کر) بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ میں ان کو خاص اپنے (کام کے) لئے رکھوں گا پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو بادشاہ نے (ان سے) کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کر دو میں (ان کی) حفاظت (بھی) رکھوں گا (اور) خوب واقف ہوں اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف (علیہ السلام) کو ملک میں بااختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھ کر ہے ایمان اور تقویٰ والوں کے لئے

احسانات خداوندی کا اعلان

تفسیر: اور (یوں) میں اپنے[1] نفس کو بری نہیں کرتا (کہ مجھ سے گناہ صادر ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ) یہ یقینی بات ہے کہ نفس (اپنی جبلی خصلت سے) برائی کا بڑا حکم کرنے والا ہے (خواہ وہ میرا نفس ہو یا کسی دوسرے کا اس بناء پر میرا گناہ میں مبتلا ہو جانا ناممکن امر نہیں) مگر جب تک میرا رب رحم کرے (اور گناہ سے بچائے جیسا کہ اس واقعہ میں اس نے مجھ پر رحم کیا اور بچائے رکھا یہ تتمہ تھا تقریر یوسفؑ کا گو ترتیب میں اس کو قال ما خطبکن پر مقدم ہونا چاہئے تھا مگر تحقیقات کی تکمیل کے بعد اس کے بیان کرنے میں یہ لطافت پیدا ہوگئی کہ اب یہی کلام جس طرح اس تحقیقات سے پہلے اس کی علت غائیہ تھا اب وہی اس کی غایت بن گیا یعنی عورتوں نے برائت کی شہادت دیدی اور زلیخا نے اقرار کر لیا تو گویا اب یوسفؑ کہتے ہیں کہ یہ بات تھی جس کی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ اول تحقیقات ہو جاوے تاکہ عزیز کو اطمینان ہو جاوے وھذا امھا انعم علی ربی ولم اولا یغری فانظر الی لطافته ھذا الترتیب ثم انظر ھل یقدر احد علی رعایته امثال ھذا اللطائف التی یعجز عن فیھما' الفضلاء الذین بذنوا اعمارھم فی الخوض فی کلام اللہ لا واللہ ثم لا واللہ ثم رایت فی الکشاف انه قال بعضھم انه من لتمة کلام یوسفؑ لکنه لم یبین النکتة فیه.

---

[1] وھذا یرشدک ایضا الی حقیقته العصمته ۱۲.

بادشاہ کی طرف سے طلبی

خیر استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تمام واقعات ہو چکے) اور (جب بادشاہ کو ان کی برائت کا علم ہو گیا اور یوسفؑ کی شرط بھی متحقق ہو گئی تو اب) بادشاہ نے کہا کہ ان سے یہ واقعہ کہہ دو اور) انہیں میرے پاس لے آؤ میں انہیں خاص اپنے لئے رکھوں گا (اور عزیز وغیرہ سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو گا یہ پیغام لے کر قاصد دوبارہ پہنچا اور سارا واقعہ بیان کیا (یوسفؑ جیل سے بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ نے ان سے خواب وغیرہ کے معاملہ میں گفتگو کی)۔

بادشاہ کی پیش کش

پس جب کہ اس نے ان سے گفتگو کی تو (اس کو ان کی قابلیت وغیرہ کا علم ہوا اور) اس نے کہا کہ آپ کل تک قیدی تھے مگر) آج ہمارے یہاں معزز اور معتمد ہیں (لہٰذا سلطنت کا جو عہدہ تمہیں پسند ہو لے سکتے ہو)۔

وزارت غذا کا انتخاب

انہوں نے کہا کہ آپ اپنی ملکی پیداوار پر مجھے افسر بنا دیجئے (کیونکہ) میں خوب حفاظت کرنے والا اور خوب جاننے والا ہوں (بادشاہ نے اسے منظور کیا اور اب وہ وزیر مال ہو گئے اب حق تعالیٰ نے ان کو حکومت کی کرسی پر بٹھا کر فرماتے ہیں کہ یہ ترتیب تھی یوسفؑ کے اس منصب پر پہنچنے کی)۔

درجہ بدرجہ عنایات ربانی

اور یوں ہم نے یوسفؑ کو زمین میں قوت عطا کی کہ اب وہ اس میں جہاں چاہیں رہیں (اور ان پر کوئی قید اور بندش نہیں ہے جیسے اس سے پیشتر جیل خانہ کی قید اور اس سے پہلے عزیز اور اس کی بیوی کی قید تھی یہ ہماری رحمت تھی جو ہم نے ان پر کی اور) ہم جسے چاہتے ہیں اسے اپنی رحمت پہنچاتے ہیں (اور اس میں ہمارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں) اور (اس آزادی کے ساتھ ہی) ہم نیکوں کا معاوضہ بھی ضائع نہیں کرتے (پس کسی کو یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ جب ہمارے آزادانہ تصرف کی یہ حالت ہے تو ایسا نہ ہو کہ ہمارا معاوضہ بھی اس آزادی کی زد میں نہ آ جاوے خیر یہ یوسفؑ کی نیکی کا بدلہ تھا جو ان کو دیا گیا) اور (تم کو دنیاوی معاوضوں کے لئے نیکیاں نہ کرنی چاہئیں کیونکہ) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور (خدا کی نافرمانی سے) پرہیز کرتے رہے ان کے لئے آخرت کا اجر (دنیا کے اجر سے) بہتر ہے (اور چونکہ یوسفؑ کو بھی اپنی نیکیوں سے دنیا کا اجر مقصود نہ تھا بلکہ وہ صرف ہماری جانب سے انعام تھا اس لئے آخرت میں ان کو اس سے کہیں بہتر معاوضہ دیا جاوے گا خیر یہ مضمون تو استطرادی تھا اب ہم قصہ کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یوسفؑ نے زمین کی پیداوار کا انتظام شروع کیا اور اس کے بعد قحط سالی کا زمانہ آیا جس میں لوگ بہت پریشان ہوئے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا۠ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ

أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا
إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا
الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا
كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا
فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا
رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ
أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ
مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ
وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ
إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ
أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ
لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾

ترجمہ: اور (کنعان میں بھی قحط ہوا تو) یوسف کے بھائی آئے پھر یوسف کے پاس پہنچے سو یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا اور انہوں نے یوسفؑ کو نہیں پہچانا اور جب یوسفؑ نے ان کا سامان (غلہ کا) تیار کر دیا تو (چلتے وقت) فرمایا کہ اپنے علاتی بھائی کو بھی (ساتھ) لانا (تا کہ اس کا حصہ بھی دیا جا سکے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں اور اگر تم (دوبارہ آئے اور اسکو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا وہ بولے (دیکھئے) ہم (اپنے حد امکان تک تو) اس کے باپ سے اس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کریں گے اور یوسف (علیہ السلام) نے اپنے نوکروں سے کہہ دیا کہ ان کی جمع پونجی ان (ہی) کے اسباب میں (چھپا کر) رکھ دو تا کہ جب اپنے گھر جاویں تو اس کو پہچان لیں شاید کہ (یہ احسان و کرم دیکھ کر) پھر دوبارہ آویں غرض جب لوٹ کر اپنے باپ (یعقوب علیہ السلام) کے پاس پہنچے کہنے لگے اے ابا ہمارے لئے (مطلقاً) غلہ کی بندش کر دی گئی ہے سو آپ ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تا کہ ہم (پھر) غلہ لا سکیں اور ہم ان کی پوری حفاظت رکھیں گے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بس (رہنے دو) میں اس کے بارہ میں بھی تمہارا ویسے

ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسفؑ) کے بارے میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں سو (اللہ کے سپرد ہے) وہی سب سے بڑھ کر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اور اس گفتگو کے بعد جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو (اس میں) ان کو ان کی جمع پونجی (بھی) ملی کہ ان ہی کو واپس کر دی گئی کہنے لگے کہ اے ابا (لیجئے) اور ہم کو کیا چاہئے یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی اور اپنے گھر والوں کے واسطے (اور) رسد لا دیں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ لا دیں گے یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا اس وقت تک ہرگز اس کو تمہارے ہمراہ نہ بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھ کو پکا قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور لے ہی آؤ گے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے (چنانچہ سب نے اس پر قسم کھائی) سو جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دے چکے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہیں یہ سب اللہ ہی کے حوالے ہے اور (چلتے وقت) یعقوب (علیہ السلام) نے (ان سے) فرمایا کہ اے میرے بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازے سے مت جانا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا اور خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا (چلتا) ہے (باوجود اس تدبیر ظاہری کے دل سے) اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے اور جب (مصر پہنچ کر) جس طرح ان کے باپ نے کہا تھا (اسی طرح شہر کے) اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہو گیا (باقی) ان کے باپ کو ان سے (یہ تدبیر بتلا کر) خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا لیکن یعقوب (علیہ السلام) کے جی میں (درجہ تدبیر میں) ایک ارمان (آیا) تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے ان کو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔

زمانہ قحط میں برادرن یوسفؑ حضرت یوسفؑ کی خدمت میں

تفسیر: اور (جب معلوم ہوا کہ مصر میں غلہ کی افراط ہے اور لوگوں کو وہاں سے بقیمت غلہ ملتا ہے تو (یوسفؑ کے بھائی (مصر) آئے اور (یوسفؑ کے پاس پہنچے (جب وہ ان کے پاس پہنچے) تو یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا اور وہ ان سے ابھی ناشناس ہیں (وہ ان سے مہربانی سے پیش آئے اور ان کے حالات پوچھے کہ آپ لوگ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں وغیرہ وغیرہ انہوں نے ان کے سوالات کے جوابات دیئے اور اسی سلسلہ میں انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ہمارا ایک علاتی بھائی ہے جو مکان پر ہے یہ تمام واقعات ہو چکے اور ان کے لئے غلہ کا انتظام کرا دیا گیا) اور جبکہ انہوں نے ان کا سامان تیار کرا دیا تو ان سے کہہ دیا کہ اب کے اپنے علاتی بھائی کو بھی لانا کیا آپ نہیں دیکھتے کہ میں غلہ پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں بہتر مہمان نواز ہوں (یہ میری ہدایت ہے)۔

بھائی کے لانے کا مطالبہ

اب اگر تم اسے میرے پاس نہ لاؤ تو نہ میرے پاس تمہارے لئے غلہ ہے اور نہ تم میرے پاس آ کر پھٹکنا (کیونکہ[1] اس سے ثابت ہوگا کہ تم آدمیوں کی تعداد غلط بتلا کر دھوکے سے زیادہ غلہ لینا چاہتے ہو) انہوں نے کہا کہ ہم اس کے باپ سے اسے لینے کی کوشش کریں

---

[1] یہ مضمون یوسف علیہ السلام نے جھوٹ ہونے کی وجہ سے صرحۃً نہیں بیان کیا بلکہ ایسے انداز سے بیان کیا کہ وہ اپنے ذہن میں یہ وجہ سمجھیں اور راز نہ کھلے ورنہ اگر انہیں بلاوجہ بھائی کے لانے پر مجبور کرتے تو انہیں شبہ ہوتا کہ آخر انہیں اس اصرار کی کیا ضرورت ہے اور انہیں شبہ ہو جاتا ۱۲۔

گے (اس کو آپ چلتی ہوئی بات نہ سمجھیں بلکہ) ہم ضرور ایسا کرنے والے ہیں (غرض ان سے بھائی کے لانے کا پکا وعدہ لے لیا)۔
مال کی واپسی: اور اپنے نوکروں سے کہہ دیا کہ ان کا مال (جو یہ غلہ خریدنے کے لئے لائے تھے) ان کے سامان میں رکھ دو[1] ممکن ہے جب یہ لوگ اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائیں تو اسے پہچانیں او پہچان کر پھر آئیں (چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور واپس ہو گئے جب کہ وہ اپنے باپ کے پاس واپس گئے تو انہوں نے کہا کہ اور غلہ ہمیں مل سکتا ہے پس (اگر اور غلہ مطلوب ہے تو) آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیجئے ہم غلہ لے آئیں گے (کیونکہ اول مرتبہ غلہ دیتے وقت ہم سے کہہ دیا گیا تھا کہ اگر تم اپنے بھائی کو نہ لائے تو غلہ نہیں دیا جائے گا) اور (ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ) ہم اس کی ضرور حفاظت کریں گے انہوں نے کہا کہ (جب تم اس کے بھائی کو لے گئے تھے تو اس وقت بھی تم نے یہ ہی کہا تھا تو) کیا اب میں تم پر کسی قسم کا اطمینان کروں بجز اس اطمینان کے جیسا کہ میں نے پہلے تم پر اس کے بھائی کے متعلق کیا تھا (نہیں بلکہ مجھے تم پر اسی قسم کا اطمینان ہے مطلب یہ ہے کہ میں تم پر اطمینان نہیں کرسکتا) پس (تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں کیونکہ) خدا بہتر حافظ ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (یہ گفتگو تو پہنچتے ہی ہوئی) اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو انہوں نے معلوم کیا کہ ان کا مال انہیں واپس کر دیا گیا ہے اب انہوں نے کہا کہ ابا اور ہمیں کیا چاہئے لیجئے یہ ہمارا مال ہے جو کہ ہمیں واپس کر دیا گیا ہے (ہم مال اپنے پاس رکھیں گے) اور اپنے گھر والوں کے لئے کھانا لا دیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور (بھائی کے حصہ کا) ایک اونٹ غلہ اور لا دیں گے (پس آپ اسے ضرور ہمارے ساتھ بھیجئے) یہ غلہ بہت تھوڑا ہے (اس سے کیا گذارہ ہوگا۔

بھائی کو ساتھ کرنے سے بغیر ضمانت باپ کا انکار

انہوں نے کہا کہ میں اسے تمہارے ساتھ کبھی نہ بھیجوں گا تا وقتیکہ تم خدا کو ضامن نہ دو کہ تم ضرور لاؤ گے بجز اس کے خود تم ہی گھیر لئے جاؤ (انہوں نے خدا کو ضامن دے کر عہد کیا) پس جبکہ وہ ان سے عہد کر چکے تو انہوں نے کہا کہ ہم جو کہہ رہے ہیں سب خدا کی نگرانی میں ہے (اس لئے اگر تم بدعہدی کرو گے تو خدا تم سے سمجھ لے گا۔

روانگی کے وقت باپ کی ہدایات

الغرض اس قول وقرار کے بعد اس کو ان کے ساتھ کر دیا) اور (چلتے وقت) ان سے کہہ دیا کہ میرے بیٹو ایک دروازہ سے نہ جانا (شاید کسی کی نظر لگے کیونکہ نظر حق ہے) اور مختلف دروازوں سے جانا (یہ صرف ظاہری تدبیر ہے) اور (یوں اگر خدا کو تمہیں کوئی ضرر پہنچانا مقصود ہو تو) خدا سے بچانے میں میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا (کیونکہ) حکم صرف اللہ کا ہے (اور جو وہ چاہے وہی ہو سکتا ہے) اسی پر بھروسہ ہے (اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بھروسہ بالکل صحیح ہے) اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے (خیر یہ گفتگو بھی ہو چکی اور وہ سب روانہ ہو گئے) اور جب وہ وہاں سے داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا (یعنی مختلف دروازوں سے) تو (واقعی ویسا ہی ہوا جیسا انہوں نے کہا کہ وہ **وما اغنی عنکم من اللہ من شیء** چنانچہ) وہ ان کو خدا سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے (اور وہ نظر بد سے بچے تو دوسری بلا میں گرفتار ہوئے چنانچہ آگے آئے گا) لیکن (اگر یہ سوال ہو کہ پھر انہوں نے

---

[1] اقول لعل الاولی داخلۃ علی مجموع الکلام ای العرفتہ والرجوع دون المعرفتہ فقط ولعل الثانیۃ تاکید لھا اعبدت للدلالتہ علی ان المقصود بالترجی ھو الرجوع دون المعرفتہ فافھم ۱۲۔

ایسا کیوں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ) صرف یعقوبؑ کے دل میں ایک خواہش تھی جس کو انہوں نے پورا کرلیا (اور وہ اس کو خدا سے بچانے والا نہ جانتے تھے چنانچہ انہوں نے اسی وقت صفائی سے اس مضمون کو بیان کردیا تھا) اور یقیناً وہ ہماری تعلیم کے سبب صاحب علم ہیں (پھر وہ ایسا جاہلانہ خیال کیونکر کرسکتے تھے) مگر بہت سے لوگ علم نہیں رکھتے (اس لئے وہ ایسی جاہلانہ باتیں کرتے ہیں (خیر یہ مضمون استطرادی تھا اب قصہ سنو! وہ لوگ شہر میں اپنے باپ کی ہدایت کے موافق مختلف دروازوں سے داخل ہوئے۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىْٓ اَنَا اَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىْ رَحْلِ اَخِيهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿۷۰﴾ قَالُوا وَاَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُونَ ﴿۷۱﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿۷۳﴾ قَالُوا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِينَ ﴿۷۴﴾ قَالُوا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيهِ ۚ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۚ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِينِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۚ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوسُفُ فِىْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿۷۷﴾ قَالُوا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُونَ ﴿۷۹﴾

ترجمہ: اور جب یہ لوگ (برادران یوسفؑ) یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے (تو) انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا (اور تنہائی میں ان سے) کہا کہ میں تیرا بھائی یوسفؑ ہوں سو یہ لوگ جو کچھ (بدسلوکی) کرتے رہے ہیں اس کا رنج مت کرنا پھر جب یوسف (علیہ السلام) نے ان کا سامان تیار کردیا تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ والو تم ضرور چور ہو وہ ان (تلاش کرنے والوں) کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہوگئی ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو بادشاہی کا پیمانہ نہیں ملتا (وہ غائب ہے) اور جو شخص اس کو لا کر حاضر کرے اس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اس (کے دلوانے) کا ذمہ دار ہوں یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے

کہ ہم لوگ ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں ان ڈھونڈنے والے) لوگوں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے نکلے تو اس (چور) کی کیا سزا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جس شخص کے اسباب میں ملے پس وہی شخص اپنی سزا ہم لوگ ظالموں (یعنی چوروں) کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں پھر یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائی (کے اسباب) کے تھیلے سے قبل تلاشی کی ابتدا اول دوسرے بھائیوں کے (اسباب کے) تھیلوں سے کی پھر (آخر میں) اس (برتن) کو اپنے بھائی (کے اسباب) کے تھیلے سے برآمد کر لیا ہم نے یوسفؑ کی خاطر سے اس طرح تدبیر فرمائی یوسف اپنے بھائی کو اس بادشاہ (مصر) کے قانون کے رو سے نہیں لے سکتے تھے مگر یہ ہے کہ اللہ ہی کو منظور تھا ہم جس کو چاہتے ہیں (علم میں) خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں اور تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک بڑا علم والا ہے کہنے لگے کہ (صاحب) اگر اس نے چوری کی تو (تعجب نہیں کیونکہ) اس کا ایک بھائی (تھا وہ) بھی (اسی طرح) اس سے پہلے چوری کر چکا ہے پس یوسفؑ نے اس بات کو (جو آگے آتی ہے) اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے (زبان سے ظاہر نہیں کیا یعنی (دل میں) یوں کہا کہ اس (چوری کے) درجہ میں تو تم (اور بھی زیادہ) برے ہو اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کی حقیقت کا اللہ ہی کو خوب علم ہے کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کے ایک بہت بڑھا باپ ہے سو آپ (ایسا کیجئے) اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لیجئے (اور اپنا مملوک بنا لیجئے) ہم آپ کو نیک مزاج دیکھتے ہیں یوسف (علیہ السلام) نے کہا کہ ایسی (بے انصافی کی) بات سے خدا بچاوے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لیں اس حالت میں تو ہم بڑے بے انصاف سمجھے جاویں گے۔

برادران یوسفؑ کی دوبارہ حاضری اور حضرت یوسفؑ کی اپنے سگے بھائی سے ملاقات

تفسیر :اور یوسفؑ کے پاس پہنچے) جبکہ وہ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو (کسی موقع سے) انہوں نے اپنے بھائی کو (تنہائی میں بلا کر اپنے پاس جگہ دی (اور بٹھا کر) کہا کہ میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں اب تم (مطمئن رہو اور) جو کچھ یہ لوگ کرتے رہے ہیں اس کا غم نہ کرنا (الغرض ان کو تسلی دے کر کہہ دیا کہ اب تم جاؤ ہم تمہیں اپنے پاس رکھنے کی تدبیر کریں گے۔

سگے بھائی کے روکنے کی تدبیر

اب جبکہ ان کو غلہ دے کر ان کا سب سامان تیار کیا تو غالباً اپنے ہاتھ سے) پانی پینے کا پیالہ (چپکے سے) اپنے بھائی کے ظرف میں رکھ دیا (اب کسی کو بھی اس کارروائی کی خبر نہیں وہ سب غلہ لاد کر خوش خوش روانہ ہو گئے) پھر (جبکہ پیالہ کی ڈھونڈ پڑی اور کہیں نہ ملا تو لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید قافلہ والے لے گئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت یوسفؑ نے حکم دیا ہو کہ قافلہ والوں کی تلاشی لی جاوے تو) کسی پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو (ٹھیرو کہاں جاتے ہو) انہوں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا تمہاری کیا چیز جاتی رہی انہوں نے کہا کہ ہمیں شاہی پیمانہ نہیں ملتا اور جو اسے لاوے اسے ایک بار شتر غلہ دیا جاوے گا اور میں اس کا ذمہ دار ہوں انہوں نے کہا کہ بخدا تم کو معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہیں آئے (چنانچہ) تم نے ہماری کوئی ایسی حرکت نہیں دیکھی جس سے ہمارے اس ارادہ کا پتہ چلے) اور نہ ہم چور تھے (کہ چوری کرتے ہوں) انہوں نے کہا کہ اچھا (جس نے چوری کی ہے) اس کی کیا سزا ہے اگر تم سچے ہو کہا

اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں وہ پیانہ ملے بس (اسی کو رکھ لیا جاوے اور) وہی اس کا معاوضہ ہے ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں (جب یہ طے ہو چکا تو انہوں نے کہا کہ اچھا سرکار میں چل کر تلاشی دو چنانچہ وہ یوسفؑ کے پاس لائے گئے اور تلاشی شروع ہوئی) پس یوسفؑ نے اپنے بھائی کے ظرف سے پہلے ان کے ظروف کی تلاشی لینی شروع کی اس کے بعد اپنے بھائی کے ظرف میں سے اسے نکال لیا (اور ان کے تجویز کردہ فیصلہ کی بناء پر اس کو لے لیا گیا اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) ہم نے یوسفؑ کے لئے یوں تدبیر کی اور (وجہ اس تدبیر کی یہ تھی کہ) وہ بادشاہ کی مقرر کی ہوئی جزا میں اپنے بھائی کو نہیں لے سکتے تھے بجز اس صورت کے کہ خدا چاہے (چنانچہ اس نے قانونی فیصلہ کی نوبت نہ آنے دی اور خود ان ہی سے سزا تجویز کرائی تاکہ حکومت مزاحم نہ ہو یہ تدبیر ہم نے یوسفؑ کو سجھائی تھی اور) ہم جس کو چاہتے ہیں (علمی و غیر علمی) مراتب کے لحاظ سے بلند کرتے ہیں (لیکن یہ ترقی ہر حالت میں محدود ہے) اور ہر صاحب علم کے اوپر (خواہ وہ علم میں کتنا ہی بڑا ہو) ایک بڑا علم والا (یعنی خدا) ہے (اور اس علم کے سامنے سب کے علم ہیچ ہیں خیر یہ مضمون استطرادی تھا۔

بھائیوں کا حضرت یوسفؑ پر طنز اور ان کی خاموشی

اب پھر قصہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب یوسفؑ کے بھائی کے ظرف میں سے پیالہ برآمد ہوا تو) انہوں نے (جوش غضب میں جوان کو اپنے بھائی کے اس ظاہری فعل سے پیدا ہوا جس سے انہیں رسوا ہونا پڑا یہ) کہا کہ اگر یہ چوری لیوے تو (کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ) اس کے ایک بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی (مگر ہم نہ سمجھتے تھے کہ یہ بھی اپنے بھائی پر ہوگا) پس (حضرت یوسفؑ نے یہ طعن سنا تو) یوسفؑ نے اسے اپنے دل میں رکھا اور اسے ان پر ظاہر نہیں کیا (یعنی اس کا کوئی جواب نہیں دیا مگر دل میں) کہا کہ (حقیقت میں) تم خود برے ہو اور خدا خوب جانتا ہے جو تم بیان کر رہے ہو (کہ وہ بالکل غلط ہے نہ میں چور ہوں اور نہ میرا بھائی یہ بھی ہو چکا۔

حضرت یوسفؑ سے درخواست اور باپ کا واسطہ

اب انہیں یہ فکر لاحق ہوئی کہ باپ کو کیا جواب دیں گے (اس لئے) انہوں نے کہا کہ (یہ ضرور چور ہے اور اس کی یہی سزا ہے کہ اس کو رکھ لیا جاوے لیکن) اے عزیز اس کا ایک بہت بڈھا باپ ہے (وہ اس کے غم میں مر جائے گا) پس آپ (اس بڈھے پر رحم کیجئے اور) اس کے بجائے ہم میں سے ایک کو لے لیجئے ہم آپ کو نیک کردار دیکھتے ہیں (اس لئے ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری اس درخواست کو منظور کریں گے) انہوں نے کہا کہ خدا کی پناہ اس سے کہ ہم کسی کو لیں بجز اس کے جس کے پاس سے ہمیں ہمارا مال ملا ہے تو (اگر ہم ایسا کریں) تب تو ہم ظالم ہیں۔

فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۞ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۞ وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۞ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَتَوَلّٰى
عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓأَسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝
قَالُوا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتّٰى تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهٰلِكِينَ ۝
قَالَ إِنَّمَآ أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى اللّٰهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوا
فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُّوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَاْيْـَٔسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يَاْيْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ
إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُونَ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يٰٓأَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا
بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ۝
قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جٰهِلُونَ ۝ قَالُوٓا أَءِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ
قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهٰذَآ أَخِي قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ
لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٔينَ ۝
قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ۝ اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي
هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

ترجمہ: پھر جب ان کو یوسفؑ سے تو بالکل امید نہ رہی (کہ بنیامین کو دینگے تو (اس جگہ سے) علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے ان سب میں جو بڑا تھا اس نے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ تم سے خدا کی قسم کھلا کر پکا قول لے چکے ہیں اور اس سے پہلے یوسفؑ کے بارے میں کس قدر کوتاہی کر ہی چکے ہو سو میں تو اس زمین سے ٹلتا نہیں تاوقتیکہ میرے باپ مجھ کو (حاضری کی) اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھائے اور وہی خوب سلجھانے والا ہے تم واپس اپنے باپ کے پاس جاؤ اور (جا کر ان سے) کہو کہ اے ابا آپ کے صاحبزادے (بنیامین) نے چوری کی (اس لئے گرفتار ہوئے) اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو (مشاہدہ سے) معلوم ہوا ہے اور ہم غیب کی باتوں کے تو حافظ تھے نہیں اور اس بستی (یعنی مصر) والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم (اس وقت) موجود تھے اور اس قافلے والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر (یہاں) آئے ہیں اور یقین جانیے ہم بالکل سچ کہتے ہیں یعقوبؑ فرمانے لگے بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنا لی ہے سو صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا مجھ کو) اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو مجھ تک پہنچا دے گا (کیونکہ) وہ خوب واقف ہے بڑی حکمت والا ہے اور ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے

ہائے یوسفؑ افسوس اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے بیٹے کہنے لگے بخدا (معلوم ہوتا ہے) تم سدا کے سدا یوسفؑ کی یادگاری میں لگے رہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کے دم بلب ہو جاؤ گے یا یہ کہ (بالکل) مر ہی جاؤ گے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسفؑ اور ان کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں پھر جب یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو (قحط کی وجہ سے) بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ پورا غلہ دے دیجئے اور ہم کو خیرات (سمجھ کر) دے دیجئے بیشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزائے خیر) دیتا ہے یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا (کہو) وہ بھی تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ (برتاؤ) کیا تھا جبکہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا کہنے لگے کیا سچ مچ تم ہی یوسف ہو انہوں نے فرمایا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ (بنیامین) میرا (حقیقی) بھائی ہے ہم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے وہ کہنے لگے کہ بخدا کچھ شک نہیں تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی بیشک ہم (اس میں) خطاوار تھے یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ نہیں تم پر آج کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اب تم میرا یہ کرتہ (بھی) لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو (اس سے) ان کی آنکھیں روشن ہو جاویں گی اور اپنے (باقی) گھر والوں کو (بھی) سب کو میرے پاس لے آؤ۔

برادران یوسفؑ میں باہمی بات چیت

تفسیر: پس جب وہ اس کی طرف سے ناامید ہوئے تو علیحدہ ہو کر گفتگو شروع کی ان میں جو بڑا تھا اس نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے خدا کو ضامن کرا کے تم سے عہد لیا تھا (اول تو خود یہ ہی کیا کم ہے) اور (دوسرے) اس سے پہلے تم یوسفؑ کے باب میں کوتاہی کر چکے ہو لہٰذا میں تو یہاں سے جا نہیں سکتا بجز ان دو صورتوں کے یا تو میرا باپ مجھے اس جگہ کے چھوڑنے کی اجازت دے یا میرے لئے خدا فیصلہ کرے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

برادران یوسفؑ کا فیصلہ

تم لوگ اپنے باپ کے پاس جاؤ اور کہو کہ اے ہمارے باپ آپ کے صاحبزادہ نے چوری کی (جس کی سزا میں قید کر لئے گئے) اور ہم نے اسی چیز کا اقرار کیا تھا جس کا ہمیں علم تھا اور غیب کے محافظ نہ تھے (اس لئے ہمیں کیا خبر تھی کہ یہ چوری کرے گا اور اس میں گرفتار ہوگا اگر ہمیں یہ خبر ہوتی تو ہم کبھی ذمہ داری نہ کرتے) اور (اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ یہ ان کی بنائی ہوئی بات ہے تو) آپ اس شہر میں تحقیق کرا لیجئے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے دریافت کر لیجئے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں (اس میں ذرا جھوٹ نہیں غرض یہ سبق پڑھا کر ان کو باپ کے پاس بھیجا اور انہوں نے باپ کے پاس آکر یہی آموختہ دہرا دیا)

باپ کا جواب اور یوسفؑ کا غم

انہوں نے (اسے سن کر) کہا (کہ یہ بات نہیں ہوسکتی اس نے ہرگز چوری نہیں کی) بلکہ یہ بھی (بظاہر) تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے ایک بات بنائی ہے خیر صبر ہی بہتر ہے کیا بعید ہے کہ خدا ان سب کو لے آئے بے شک وہ بڑا جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے (یہ کہا) اور ان کے پاس سے چلے گئے اور کہا کہ ہائے غم یوسفؑ اور (گو) غم سے ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں (مگر) وہ اس پر بھی غم سے پر و ہیں (اور غم نہیں چھوڑتی) ان لوگوں نے (ان کی یہ حالت دیکھ کر ایک مرتبہ جھلا کر) کہا کہ تم یوسفؑ کی یاد نہ چھوڑو گے تا آنکہ تم ... الرگ ہو جاؤ یا بالکل ہی مر جاؤ انہوں نے کہا کہ (تم کیوں بگڑتے ہو میں تم سے تو کچھ نہیں کہتا) میں تو خدا سے اپنا رنج و غم بیان کرتا ہوں اور میں حق تعالیٰ کی جانب سے یا حق تعالیٰ کے متعلق دو باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (پس تمہیں کیا معلوم کہ اس نے میرے دل میں کیا بات ڈال رکھی ہے جس کی بناء پر یوسفؑ کو نہیں بھولتا۔

باپ کا حکم بیٹوں کو کہ یوسفؑ کو تلاش کرو

بات یہ ہے کہ منجانب اللہ میرے قلب میں یہ بات واقع ہوگئی ہے خواہ خواب یوسفؑ کی بناء پر یا کسی اور وجہ سے کہ یوسفؑ زندہ ہے اور وہ ضرور ملے گا اور اب یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس کے ملنے کا زمانہ بہت قریب ہے لہٰذا) اے بیٹو! تم جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو کیونکہ خدا کی رحمت سے کافر ناامید ہیں (کیونکہ آخرت میں ان کو کچھ ملنے والا نہیں ہے خلاصہ یہ کہ اگر بجا طور پر کوئی خدا کی رحمت سے فی الجملہ ناامید ہوسکتا ہے تو کافر ناامید ہوسکتا ہے کیونکہ امت میں ان کو حصہ نہ ملنا طے شدہ ہے اور مسلمانوں کو تو کسی حال میں بھی ناامیدی کی گنجائش نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں پھر تم کیوں ناامید ہوتے ہو خیر وہ باپ کے کہنے سے پھر مصر کو روانہ ہوئے کہ بھائی کو لانے کی کوئی تدبیر کریں گے، پھر یوسفؑ کی خبر لیں گے)۔

حضرت یوسفؑ کے پاس تیسری بار بھائیوں کی حاضری

پس جبکہ وہ یوسفؑ کے پاس گئے تو کہا کہ اے عزیز ہم اور ہمارے گھر والے تکلیف میں ہیں اور ہم بے حقیقت مال لائے ہیں (جو آپ کی نظر میں کچھ وقعت نہ رکھے گا) پس آپ (ہمارے مال پر نظر نہ کیجئے بلکہ ہماری ضرورت پر نظر کر کے) ہمیں پورا غلہ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے (آپ کو اس کا اجر ملے گا کیونکہ) اللہ خیرات کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے۔

حضرت یوسفؑ کی طرف سے گذشتہ واقعات کی یاد دہانی

انہوں نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے اس وقت جبکہ تم جاہل تھے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا' (اب تو ان کے کان کھڑے ہوئے اور انہوں نے بغور ان کو دیکھا تو صورت یوسف کی صورت ملتی ہوئی پائی اس پر) انہوں نے کہا کہ کیا تم ہی یوسفؑ ہو انہوں نے کہا کہ ہاں میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے ہم پر خدا نے احسان کیا ہے (کہ مجھے اس مرتبہ پر پہنچایا اور میرے بھائی کو مجھ سے ملایا اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان پر یہ انعام اس لئے کیا گیا کہ یہ متقی اور صابر تھے اور) جو متقی اور صابر ہو تو (اس پر انعام کیا جاتا ہے کیونکہ) اللہ نیکیوں کا عوض برباد نہیں کرتے۔

بھائیوں کا اعتراف جرم اور حضرت یوسفؑ کا حکم

(اس کے بعد پھر قصہ بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس پر) انہوں نے کہا کہ بخدا یہ سچ ہے کہ اس نے آپ کو ہم پر ترجیح دی اور واقعی ہم خطا کار تھے (جو ہم نے حسد سے تمہارے ساتھ وہ برتاؤ کیا جب بھائیوں کو منفعل پایا تو) انہوں نے (اس خیال سے کہ شاید وہ سمجھیں کہ اب یہ حاکم ہیں ایسا نہ ہو کوئی سزا دیں) کہا کہ (جو ہو چکا سو ہو چکا تم کچھ خیال نہ کرو) آج تمہیں میری جانب سے کوئی سزا نہ دی جائے گی (میں نے تو معاف کر ہی دیا) خدا بھی تمہیں معاف کردے گا اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (پس جب میں نے تم پر رحم کیا تو وہ کیوں نہ رحم کرے گا، اچھا) تم یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور میرے باپ کے منہ پر ڈال دو وہ بینا ہو جائیں گے (اور اس طرح جس طرح میں ان کی نابینائی کا ذریعہ ہوا ہوں یوں ہی ان کی بینائی کا ذریعہ بھی بن جاؤں گا) اور تم اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ (اب وہ مصر سے خوش خوش روانہ ہوئے)۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ اَبُوهُمْ اِنِّي لَاَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُونِ ﴿۹۴﴾ قَالُوا تَاللّٰهِ
اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۚ
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّي اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا يٰاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕينَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى
يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِينَ ﴿۹۹﴾ ؕ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ
عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا
رَبِّي حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِي اِذْ اَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ
اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِي وَبَيْنَ اِخْوَتِي ۭ اِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۱۰۰﴾
رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَاْوِيلِ الْاَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ
اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِينَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ
اَنْۢبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿۱۰۲﴾
وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ
اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ ﴿۱۰۴﴾ ۧ

ترجمہ: اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو (تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے وہ پاس والے کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں پس جب خوشخبری لانے والا آ پہنچا تو (آتے ہی) اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لا کر ڈال دیا پس فوراً ہی (ان کی) آنکھیں کھل گئیں آپ نے (بیٹوں) سے فرمایا کیوں نہیں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے سب بیٹوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لئے (خدا سے) ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے بیشک ہم خطاوار تھے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا بیشک وہ غفور و رحیم ہے پھر جب یہ سب کے سب یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو پاس (تعظیماً) جگہ دی اور کہا سب مصر میں چلئے (اور) خدا کو منظور ہے) وہاں) امن چین سے رہئے اور اپنے والدین کو تخت (شاہی) پر اونچا بٹھایا اور سب کے سب یوسف کے آگے سجدے میں گر گئے اور یہ حالت (دیکھ کر) یوسف نے کہا اے میرے ابا یہ ہے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا جس کو میرے رب نے سچا کر دیا اور خدا نے میرے ساتھ احسان فرمایا کہ (ایک تو) اس نے مجھے قید سے نکالا اور (دوسرا یہ کہ) تم سب کو جنگل سے یہاں لایا (یہ سب کچھ) بعد اس کے ہوا کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی عمدہ تدبیر کرتا ہے بلاشبہ وہ بڑے علم اور حکمت والا ہے اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا (جو کہ علم عظیم ہے) اے خالق آسمانوں کے اور زمین کے آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر لیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم (ہی) نے وحی کے ذریعہ سے آپ کو بتایا اور آپ ان کے (یوسف کے بھائیوں) کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کر لیا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے اور اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو اور آپ ان سے اس پر کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے

بوئے یوسفؑ اور پھر بشارت

تفسیر: اور جب قافلہ نے اپنی جگہ چھوڑی اور روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا کہ مجھے تو یوسفؑ کی بو آتی ہے اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو انہوں نے کہا کہ بخدا تم تو اسی اپنی پرانی غلطی میں ہو (تمہارے دماغ میں یوسفؑ کا خیال بسا ہوا ہے اس کا اثر ہوگا بھلا آج یوسف کہاں یہ قصہ ہو چکا) اب جبکہ خوشخبری دینے والا آیا (اور اس نے کہا کہ لو مبارک ہو یوسفؑ کا پتہ چل گیا) تو (یہ خوشخبری دے کر) اس نے ان کا کرتہ ان کے منہ پر ڈالا اور وہ بینا ہو گئے اب (ان کی بن آئی اور) انہوں نے کہا کیوں میں نہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی جانب سے یا اس کے متعلق وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (اب بتاؤ میں غلطی میں تھا یا تم اور میں بہکا ہوا تھا یا تم)۔

باپ سے استغفار کی درخواست

انہوں نے کہا کہ (واقعی اس معاملہ میں ہم سے بڑی بے اعتدالیاں اور بڑی گستاخیاں ہوئی) آپ ہمارے لئے خدا سے معافی مانگئے یقیناً ہم قصور وار تھے انہوں نے کہا کہ ہاں میں ضرور تمہارے لئے اپنے رب سے معافی چاہوں گا (اور مجھے امید ہے کہ وہ معاف بھی کر دے گا۔ کیونکہ) یقیناً وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (یہ قصہ بھی ہو چکا۔

مصر کے لئے روانگی اور بچھڑے ہوئے باپ بیٹے کی ملاقات

اب مصر چلنے کی تیاری ہوئی اور سب کے سب مصر کو روانہ ہوئے) پس جبکہ وہ یوسفؑ کے پاس گئے تو انہوں نے اپنے والدینؑ[1] کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ اگر خدا کو منظور ہے تو مصر[2] میں چین سے رہو (اب ان شاء اللہ کوئی خطرہ کی بات نہیں) اور انہوں نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب[3] کے سب ان کے سامنے سجدہ میں بھی گر گئے (اب ان کو اپنا خواب یاد آیا) اور انہوں نے کہا کہ یہ ہے تعبیر میرے پہلے خواب کی (جو بہت دن ہوئے بچپن میں میں نے دیکھا تھا) خدا نے اسے سچا کر دیا (یہ اس کا احسان ہے) اور اس نے مجھ پر اس وقت بھی احسان کیا جبکہ اس نے مجھے جیل خانہ سے نکالا (جو کہ عین اس منصب پر پہنچانا تھا) اور بعد اس کے شیطان نے میرے بھائیوں کے درمیان شوشہ چھوڑ کر فساد ڈلوایا تھا تمہیں باہر سے لے آیا واقعی میرا رب جو چاہتا ہے اس کو بڑی خوبی سے کرتا ہے (کیونکہ) وہ بڑا جاننے والا اور نہایت حکمت والا ہے۔

انعامات خداوندی کا استحضار

(اب حق تعالیٰ کے انعامات کے استحضار سے حق تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ) اے میرے پروردگار آپ نے مجھے حکومت کا ایک معتدبہ حصہ دیا اور تعبیر خواب کا بھی ایک معقول حصہ تعلیم کیا (اور یہ آپ کا انعام ہے جس کا مجھے اقرار ہے لیکن) اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے آپ ہی دنیا و آخرت میں میرے سرپرست ہیں لہٰذا (میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر یہ انعام بھی کیجئے کہ) آپ اطاعت کی حالت میں مجھے وفات دیجئے اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ شامل کیجئے (کیونکہ اصل مطلوب یہی ہے) یہاں قصہ یوسف ختم ہوا۔

نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال

اب حق تعالیٰ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر استدلال کرتے ہیں جو کہ اس بیان سے اصل مقصد ہے اور جس کی طرف تمہید میں بھی اشارہ کیا گیا ہے اور قصہ کے ضمن میں بھی اور فرماتے ہیں کہ) یہ (قصہ) اخبار غیبیہ میں سے ہے اور ہم اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کر رہے ہیں اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا نہیں کیونکہ) آپ ان کے پاس موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے (یوسفؑ کے خلاف) تدبیر کرتے ہوئے ایک بات طے کی تھی (جو کہ مبنی ہے اس قصہ کا پس جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بغیر وحی کے کیونکر اطلاع ہو سکتی تھی اور یہ احتمال کہ کسی سے سن کر بیان کیا ہو اس لئے ساقط ہے کہ یہ سورت مکی ہے مکہ کے رہنے والے مشرک تھے اور ان قصوں سے واقف ہی نہ تھے اور بالفرض اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہوتا تو جس

---

[1] لم يتحقق فى المرادسنة ولاادرى وكانت امه حيته ام لا وعلى الثانى فلا ادرى من هى ۱۲۔ [2] الظاهر وهذا القول كان فى مصر الا خارجيا عنها كما توهموامن قوله ادخلوا ۱۲۔ [3] الظاهر ان سجودهم كان مقدما على رفعهما على العرش عندو قولهم عليه ۱۲۔

وقت یہ سورت پڑھی گئی تھی وہ فوراً کھڑے ہوکر کہہ دیتا کہ خود میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا ہے اور اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا نے مجھ پر وحی کیا ہے لیکن ایسا بالکل ثابت نہیں پس ضرور ہے کہ آپ سے یہ قصہ کسی نے بیان نہیں کیا اور محض عقلی احتمالات وواقعات کے ثبوت میں مخل نہیں ہوسکتے ورنہ دنیا میں کوئی واقعہ ثابت نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ مشاہدات بھی باطل قرار پا دیں گے الغرض واقعات کو واقعات کی حیثیت سے جانچنا چاہئے اور لایعنی احتمالات سے واقعات کا ابطال نہیں ہوسکتا اور جبکہ ہم واقعات کی حیثیت سے اسے جانچتے ہیں تو وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔

استدلال کی وجہ: اور دلیل اس کی یہ ہے کہ میرے پاس اس کے علم کا بجز وحی کے اور کوئی ذریعہ نہیں اب ہم واقعات پر نظر کرتے ہیں تو وہ یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امی محض ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم امی ہے جن لوگوں کو اس قصہ کا علم تھا یعنی اہل کتاب وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں پھر جس وقت یہ سورت نازل ہوئی اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل کتاب سے اختلاط بھی نہ تھا پھر وہ کونسا ایسا شخص تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کان میں آ کر یہ قصہ کہہ گیا اور اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہوتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی تکذیب کرسکتا تھا مگر کسی نے ایسا نہیں کیا پس یہ تمام واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی صدق کے شاہد عدل ہیں لیکن اگر اب بھی کوئی دعویٰ کرے کہ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے سن کر ایسا کہا تو اس کو بتلانا چاہئے کہ وہ کون تھا اور اس نے کیوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کی بغیر ان باتوں کے محض احتمالات سے اس دعوے کے صدق پر کوئی اثر نہیں پڑتا نیز اگر تھوڑی دیر کے لئے فرض کیا جاوے کہ آپ کو کسی ذریعہ سے اطلاع ہوسکتی تھی تو جب بیان کرنے والا یہ نہیں کہتا کہ میں نے بیان کیا اور نہ اس کے بیان پر کوئی شہادت ہے تو اب یہ دعویٰ سراسر مدعی سست گواہ چست کا مصداق اور سراسر باطل ہے اس کے بعد ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم کو ابھی معلوم ہوچکا ہے کہ یہ قصہ بذریعہ وحی کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہے) اور (گو یہ صحیح ہے اور اس پر دلائل بھی قائم ہیں مگر بہت سے لوگ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنا ہی چاہیں ماننے والے نہیں ہیں اور (اگر وہ نہ مانیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نقصان نہیں) آپ ان سے اس پر کسی معاوضہ کے خواہاں نہیں (کہ اس کے نہ ملنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقصان ہو) یہ صرف تمام دنیا کے لئے نصیحت ہے (جس کو نصیحت حاصل کرنی ہو مانے جس کو حاصل کرنی نہ ہو نہ مانے' آپ اس کا خمیازہ بھگتے گا' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی فکر میں نہ پڑیئے۔

وَكَأَيِّنْ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾ وَمَا
يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾ أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ
عَذَابِ اللّٰهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا
إِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٨﴾
وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرٰى ۗ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١١١﴾

ترجمہ: اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں جن پر ان کا گزر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف (اصلاً) توجہ نہیں کرتے اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ وہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں سو کیا پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں کہ ان پر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی آفت آ پڑے جو ان کو محیط ہو جائے یا ان پر اچانک قیامت آ جاوے اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہو آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی اور اللہ (شرک سے) پاک ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب آدمی ہی تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا اور یہ لوگ جو بے فکر ہیں) تو کیا یہ لوگ ملک میں (کہیں) چلے پھرے نہیں کہ (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا جو ان سے پہلے (کافر ہو گزرے) ہیں اور البتہ عالم آخرت ان لوگوں کے لئے نہایت بہبودی کی چیز ہے جو احتیاط رکھتے ہیں سو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے یہاں تک کہ میرا پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے اور ان (پیغمبروں) کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی ان کو ہماری مدد پہنچی پھر (اس عذاب سے) ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا ان (انبیاء وامم سابقین) کے قصے میں سمجھدار لوگوں کے لئے (بڑی) عبرت ہے یہ قرآن (جس میں یہ قصے ہیں) کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں (کہ اس سے عبرت نہ ہوتی) بلکہ اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں ہو چکی ہیں یہ ان کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت ورحمت ہے۔

کفار ومشرکین کی ضد کا حال

تفسیر: اور (کچھ ایک یہی بات نہیں بلکہ ان کی ضد کی تو یہ حالت ہے کہ) آسمانوں میں اور زمین میں بہت سے ایسے دلائل (توحید) ہیں جن پر وہ ایسی حالت میں گذرتے ہیں کہ منہ پھیرے ہوئے ہیں (اور انہیں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے) اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو رسول ہیں) ان میں سے بہت سے خدا کو بھی نہیں مانتے بجز اس حالت کے کہ وہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں (جو کہ حقیقۃً خدا کا نہ ماننا ہے بھلا ایسے ضدی لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا توقع رکھ سکتے ہیں اور جبکہ ان کے عناد کی یہ حالت ہے) تو کیا وہ (کسی معقول وجہ سے) اس سے بے فکر ہیں کہ ان کے پاس عذاب الٰہی کے قسم سے کوئی (ان پر) چھا جانے والی آفت ان کے

پاس آئے یا ایسی حالت میں اچانک قیامت آجاوے کہ انہیں خبر بھی نہ ہو (ان کے پاس اس بے فکری کی کوئی معقول وجہ نہیں تو ان کی یہ بے فکری نامعقول اور حماقت ہے) خیر آپ کہہ دیجئے کہ (لوگو!) یہ ہے میرا راستہ کہ میں ایسی حالت میں (غیر اللہ سے روکتا اور) خدا کی طرف بلاتا ہوں کہ میں بھی بصیرت پر ہوں اور میرے متعلقین بھی (اور غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں کی طرح کورانہ تقلید میں مبتلا نہیں اور (میں کہتا ہوں کہ) خدا پاک ہے شرک وغیرہ سے اور میں شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں (یہ ہے میرا دین اور یہ ہے میرا مذہب اب جس کا جی چاہے اسے قبول کرے اور جس کا جی چاہے قبول نہ کرے بہر حال میں اس پر قائم ہوں اور کسی راہ اس سے نہیں ہٹ سکتا جس کی ایک دلیل ابھی گذر چکی ہے)۔

رسالت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط اعتراض اور اس کا جواب

اور (ان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یہ اعتراض کہ آپ آدمی ہیں لہٰذا رسول نہیں ہو سکتے، محض غلط ہے کیونکہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی ہم نے (فرشتوں کو رسول بنا کر نہیں بھیجا بلکہ) صرف آدمیوں کو رسول بنا کر بھیجا ہے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے (جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہیں اور) جو کہ ان ہی بستیوں والوں میں سے تھے (جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بستی والوں میں سے ہیں، پس ان کا یہ اعتراض محض لغو ہے وہ جو اس قسم کے لغو اعتراضات کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں) تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں، کہ وہ دیکھیں کہ ان سے پہلے کے لوگوں کا اسی تکذیب کی بدولت کیا حشر ہوا (ارے نادانو! دنیا کے پیچھے نہ پڑو دنیا کوئی چیز نہیں) اور پچھلا گھر متقین کے لئے بہتر ہے (پس تم متقی بنو اور اس گھر کی بہتری کی کوشش کرو) پس کیا تم بالکل ہی نہیں سمجھتے (کہ اتنی واضح بات تمہارے سمجھ میں نہیں آتی تم یہ نہ خیال کرو کہ اگر یہ باتیں صحیح ہوتیں تو ان کے نہ ماننے سے عذاب آچکا ہوتا کیونکہ ہماری عادت ہے کہ ہم ڈھیل دیتے ہیں۔

کفار کو ڈھیل دینے کی انتہا

چنانچہ بعض اوقات) یہاں تک (ڈھیل دی گئی کہ جب عوام تو در کنار اپنے تخمینہ کے موافق عذاب نہ آنے سے رسول ناامید ہو گئے[1] اور انہیں (وسوسہ کے درجہ میں) یہ خیال ہوا کہ ان سے غلط کہا گیا تھا اس وقت ان کے پاس ہماری مدد پہنچی اب جس کو ہم بچانا چاہتے ہیں اسے بچالیا گیا اور (ہمارا قانون ہے کہ آنے کے بعد) مجرمین سے ہمارا عذاب نہیں لوٹایا جاتا (اس لئے جو مجرم تھے ان کو ہلاک کر دیا گیا) ان لوگوں کے قصہ میں عقل والوں کے نزدیک عبرت ہے (لہٰذا ان کو ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے آخر میں ہم تم سے پھر کہتے ہیں کہ) یہ (قرآن) بنائی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ تصدیق ہے امور متقدمہ کی اور بیان ہے ہر (ضروری) بات کا اور سراپا ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو مانیں (پس اس پر ایمان لا کر اس سے ہدایت اور رحمت حاصل کرنی چاہئے اور افتراء اور اختراع بنا کر اپنے کو گمراہ اور مغضوب نہ بنانا چاہئے۔

فائدہ: اس سورۃ کے نزول میں مختلف روایات ہیں مگر قرآن کے الفاظ سے ان کی تائید نہیں ہوتی قرآن سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مقصود مشرکین پر احتجاج ہے جو آیات مانگا کرتے تھے اور بس، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

---

[1] یہ بیان ہے ناامیدی کا اور عطف تفسیری ہے اور وسوسہ ایک طبعی اور غیر اختیاری امر ہے لہٰذا یہ ناامیدی اور یاس موجب اشکال نہیں خوب سمجھ لو ۱۲۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاٰيَاتُهَا ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ وَفِيْهَا سِتُّ رُكُوْعَاتٍ

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا یُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ
لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ
وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ③ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ
وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ
فِی الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ④ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا
تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ
وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ⑤ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ
وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ
رَبَّكَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ⑥ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ
اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ⑦

ترجمہ: (سورۂ رعد مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں) شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ الٓمّٓرٰ یہ (جو آپ سن رہے ہیں) آیتیں ہیں ایک بڑی کتاب (یعنی قرآن) کی اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اور لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے اللہ ایسا (قادر) (ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدوں ستون کے اونچا کھڑا کر دیا چنانچہ تم ان (آسمانوں) کو (اسی طرح) دیکھ رہے ہو پھر عرش پر قائم ہوا اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا دیا ہر ایک ایک وقت معین پر چلتا رہتا ہے وہی (اللہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے (اور) دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کرلو اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس (زمین) میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے

پھلوں سے دو دو قسم کے پیدا کئے شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو چھپا دیتا ہے ان امور (مذکورہ) میں سوچنے والوں کے (سمجھنے کے) واسطے (توحید پر) دلائل (موجود) ہیں اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں جن میں بعضی تو ایسی ہیں کہ ایک تنہ سے اوپر جا کر دو تنے ہو جاتے ہیں اور بعضے میں دو تنے نہیں ہوتے سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور (مذکورہ) میں (بھی) سمجھداروں کے واسطے (توحید کے) دلائل (موجود) ہیں اور (اے محمدؐ) اگر آپ کو تعجب ہو تو (واقعی) ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم خاک ہو گئے کیا پھر ہم از سر نو (قیامت کے روز) پیدا ہوں گے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور ایسے لوگوں کی گردنوں میں (دوزخ میں) طوق ڈالے جاویں گے اور ایسے لوگ دوزخی ہیں ا(ور) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ عافیت (کی ختم میعاد) سے پہلے آپ سے مصیبت (کے نزول) کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے (اور کفار پر) واقعات عقوبت گزر چکے ہیں اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود ان کی بے جا حرکتوں کے معاف کر دیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے اور یہ کفاریوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے خاص معجزہ (جو ہم چاہتے ہیں) کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ صرف ڈرانے والے (نبی) ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں۔

سورہ رعد مدنیہ ہے اور بعض نے مکیہ بھی کہا ہے والظاہر ہو الاول اور اس میں تینتالیس ۴۳ آیتیں ہیں

تفسیر: بسم اللہ الرحمن الرحیم 'یہ (جو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سناتے ہیں) کتاب (الٰہی) کی آیتیں ہیں (جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کی گئی ہیں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے بالکل صحیح ہے (جس کا ماننا ضروری ہے) مگر بہت سے لوگ (اسے ضد سے) نہیں مانتے (اور کہتے ہیں کہ بنایا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ

اس تمہید کے بعد ہم اصل مقصد شروع کرتے ہیں کہ) خدا وہ (کامل القدرت کامل العلم) ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے جن کو تم دیکھو اتنا اونچا بنایا اس کے بعد وہ تخت پر بیٹھا (اور عنان حکومت ہاتھ میں لی) اور سورج چاند کو اپنا مطیع بنایا (چنانچہ) ہر ایک (خاص انداز سے) ایک وقت معین تک برابر چلتا رہے گا (اور مجال نہیں کہ ذرا بے اعتدالی کرے) اب وہ اپنی سلطنت کا کام (بلا شرکت و مزاحمت) کر رہا ہے (بس جس خدا کی کمال علم' کمال قدرت' کمال انتظام' کمال قہر کی یہ حالت ہے اس کے نزدیک مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے پس یہ دلائل ہیں بعث کے اور) وہ یہ دلائل بدیں توقع بیان کرتا ہے کہ تم لوگ اپنے رب کے ملنے پر یقین لاؤ گے (اور بعث کا ناحق انکار نہ کرو گے یہ دلائل تم سن چکے۔

زمین کے مختلف حصوں سے مختلف چیزوں کی پیداوار

(اچھا اور سنو) اور خدا وہ ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور جس نے اس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور اس میں تمام پھلوں میں سے دو

قسمیں بنائیں (مثلاً بعض خوش مزہ' بعض بدمزہ یا بعض چھوٹے' بعض بڑے وغیرہ وغیرہ) نیز وہ رات سے دن کو چھپاتا رہتا ہے ان باتوں میں بھی ان لوگوں کے لئے جو سوچیں (بعث کے) بہت سے دلائل ہیں (اگر مزید دلائل کی ضرورت ہو تو اور سنو) اور زمین میں (جو شخص واحد ہے) مختلف ٹکڑے ہیں جو ایک دوسرے کے پاس ہیں (لیکن اثر کے لحاظ سے مختلف ہیں کوئی شوردار اور بنجر ہے اور کوئی قابل پیداوار کسی میں پتھر پیدا ہوتے ہیں' کسی میں چاندی' کسی میں سونا' الی غیر ذلک) اور زمین میں مختلف قطع میں جو کہ آپس میں ملے ہوئے ہیں اور باغات ہیں انگوروں کے اور کھیتی ہے اور کھجوروں کے درخت ہیں جو کہ دوتنوں کے بھی ہیں اور ایک تنہ کے بھی یہ سب ایک پانی سے سینچے جاتے (اور ایک زمین سے پیدا ہوئے) ہیں اور باوجود ان باتوں کے) ہم ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں (چنانچہ جب تم ان میں غور کرو گے تو ہر ایک کو دوسرے سے مختلف پاؤ گے' پس جبکہ ہم ایسے صانع ہیں تو کیا ہمارے نزدیک آدمیوں کو دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے ہرگز نہیں' پس) ان میں بھی ان لوگوں کے لئے بہت سے دلائل (بعث) ہیں جو سمجھیں (الغرض یہ قطعی دلائل ہیں بعث کے)۔

کفار کی حیرت انگیز بات

اور ایسی (حالت میں اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم (کسی بات سے) تعجب کرو تو ان کا یہ قول قابل تعجب ہے کہ کیا جب ہم (مر جائیں گے اور) مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے (کیونکہ اس سے بڑھ کر تعجب کی کیا بات ہو گی کہ اس پر ہزاروں قطعی دلائل قائم ہیں اور وہ باوجود ان کے اس پر تعجب اور اس کا انکار کرتے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کو نہیں مانتے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہ لوگ دوزخی ہیں (بایں معنی کہ) وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے (خیر ایک جہالت تو ان کی یہ تھی)۔

عذاب کے لئے جلدی

اور (دوسری جہالت ان کی یہ ہے کہ وہ عافیت کی قدر نہیں کرتے اور عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اس طرح) وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشگوار حالت سے پہلے (جو کہ مطلوب ہونی چاہئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناگوار بات (عذاب چاہتے ہیں (جو کہ مکروہ ہونی چاہئے لہٰذا یہ بھی ان کی جہالت ہے) حالانکہ ان سے پہلے سزائیں گذر چکی ہیں (اور ان کو دیکھ کر بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور وہ اب تک یہی سمجھتے ہیں کہ یہ محض جھوٹ ہے اور بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے لہٰذا یہ ان کی ایک اور جہالت ہے) اور یہ یقینی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب لوگوں کو ان کے ظلم پر بھی معاف کرنے والا ہے (اور اس لئے وہ ایک وقت تک درگذر کرتا ہے اور ان کو مہلت دیتا ہے کہ وہ توبہ کرلیں تو انہیں معاف کردے جس سے لوگ مغالطہ کھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خدا انہیں سزا نہ دے گا یا نہیں دے سکتا) اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ وہ بہت سخت سزا دینے والا ہے (اور جب سزا دینے پر آتا ہے تو سخت سزا دیتا ہے)۔

ایک اور جہالت

اور (ایک جہالت ان کی یہ ہے کہ) یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ (اگر یہ واقعی رسول تھے تو) ان پر کوئی آیت (جس کو ہم آیت سمجھیں) کیوں نہ نازل کی گئی (مگر یہ ان کی جہالت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ڈرانے والے ہیں (نہ آیات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار ہے اور نہ منذر کے لئے ایسی آیات کی ضرورت ہے) اور (دلیل اس کی یہ ہے کہ) ہر قوم کا ایک ہادی ہے (تو کیا ان کے پاس وہ

آیتیں تھیں جن کو یہ تم سے طلب کرتے ہیں اگر نہ تھیں تو تمہارے پاس ان کا نہ ہونا کیا ضرور ہے یہاں تک بعث وغیرہ کے متعلق گفتگو کی گئی ہے اب مستقل طور پر مضمون توحید کو بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ)۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَىْءٍ عِنْدَهٗ
بِمِقْدَارٍ ﴿٨﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ
وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا
مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿١١﴾
هُوَ الَّذِىْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ ۚ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ
بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ
يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿١٣﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَىْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا
دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ ﴿١٤﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا
وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿١٥﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ
اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى
الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ
فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ اَنْزَلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ
فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا
الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا

فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَّمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے اور ہر شے اللہ کے
نزدیک ایک خاص انداز سے (مقرر) ہے وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے سب سے بڑا (اور) عالیشان ہے
تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جاوے اور جو دن میں چلے
پھرے یہ سب برابر ہیں ہر شخص (کی حفاظت) کے لئے کچھ فرشتے (مقرر ہیں) جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اس کے
آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا
جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت نہیں بدل دیتے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے
کی کوئی صورت ہی نہیں اور کوئی خدا کے سوا ان کا مددگار نہیں رہتا وہ ایسا ہے کہ تم کو بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور
امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلوں کو (بھی) بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد (فرشتہ) اس کی تعریف کے
ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور (دوسرے فرشتے بھی اس کے خوف سے (تسبیح و تحمید کرتے ہیں) اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے
پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے اور وہ لوگ اللہ کے باب میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا اشدید القوت ہے سچا پکارنا اسی کے لئے
خاص ہے اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے جتنا پانی اس شخص کی
درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوتا ہے کہ وہ اس کے منہ تک (اڑ کر) آ جاوے وہ
(اس کے منہ تک از خود) آنے والا نہیں اور کافروں کی درخواست (ان معبودان باطلہ سے کرنا) محض بے اثر ہے اور اللہ ہی
کے سامنے سب سر تسلیم خم کئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور ان کے سائے
بھی صبح اور شام کے وقتوں میں آپ کہے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے آپ (ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ ہے پھر آپ
یہ کہئے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں
رکھتے آپ یہ (بھی) کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے یا کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے یا انہوں نے
اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی (کسی چیز کو) پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے پھر ان کو پیدا کرنا
ایک سا معلوم ہوا ہو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد ہے غالب ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی
نازل فرمایا پھر نالے (بھر کر) اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے پھر وہ سیلاب خس و خاشاک کو بہا لایا جو اس (پانی) کے اوپر
(آ رہا) ہے اور جن چیزوں کو آگ کے اندر زیور یا اور اسباب بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی میل کچیل
ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی اسی طرح مثال بیان کر رہا ہے سو جو میل کچیل تھا وہ تو پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے
کارآمد ہے وہ دنیا میں (نفع رسانی کے ساتھ) رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح (ہر ضروری مضمون میں) مثالیں بیان کیا کرتے
ہیں جن لوگوں نے اپنے رب کا کہا مان لیا ان کے واسطے اچھا بدلہ ہے اور جن لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا ان کے پاس اگر تمام

دنیا بھر کی چیزیں (موجود) ہوں اور (بلکہ) اس کے ساتھ اسی کے برابر بھی ہو تو وہ سب اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا قرارگاہ ہے۔

تفسیر: اللہ تعالیٰ کا کمال علم: اللہ تعالیٰ (کی کمال علم کی یہ حالت ہے کہ وہ) ہر اس چیز کو جانتا ہے جس کو ہر مادہ اپنے رحم میں اٹھائے ہوئے ہو (کہ وہ نر ہے یا مادہ یا کچھ اور الیٰ غیر ذلک) اور اس کو بھی جو رحم کم کریں اور اس کو جو وہ زیادہ لیں (کی مثلاً یہ کہ نو مہینے کی جگہ سات مہینے میں بچہ جنیں اور بیشی یہ کہ نو مہینے کی جگہ دس مہینے لے لیں یہ بطور تمثیل کے ہے ورنہ مقصود احاطہ جمیع امور متعلقہ رحم ہے اور مقصود یہ ہے کہ وہ رحم کے متعلق کل احوال کو جانتا ہے خواہ بچہ سے متعلق ہوں یا زمان ولادت وغیرہ سے) اور (کچھ رحم کی تخصیص نہیں بلکہ) ہر چیز اس کے یہاں ایک خاص انداز سے ہے وہ ہر چھپی اور ظاہر چیز کا جاننے والا ہے جو کہ بہت بڑا اور نہایت عالی شان ہے اور اس کے نزدیک وہ بھی جو تم میں سے چپکے سے بات کرے اور وہ بھی جو زور سے بات کرے اور (اسی طرح) وہ بھی جو رات میں چھپا ہوا ہو اور وہ بھی جو دن میں چلتا ہو سب برابر ہیں (اور اسے سب کا یکساں علم ہے یہ تو کمال علم کی حالت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کمال انتظام

اور کمال انتظام کی یہ حالت ہے کہ) ہر شخص (کی حفاظت) کے لئے آگے پیچھے کچھ باری باری سے آنے والے (فرشتے مقرر) ہیں جو اس کو (بحکم خدا) خدا کے حکم میں یعنی[1] عذاب سے (جو کہ بصورت عدم حفاظت اس کو پہنچ سکتا تھا اور جس کا پہنچانا ابھی منظور نہیں ہے) بچاتے ہیں (اور یہ حفاظت اس لئے ہے کہ) حق تعالیٰ (کی عادت ہے کہ وہ) اس وقت تک اس (عمدہ) حالت کو جو لوگوں کو (اس کی جانب سے) حاصل ہے (بری حالت سے) نہیں بدلتا جب تک وہ اس (استعداد قبول حق) کو جو ان میں ہے نہ بدل دیں (اس لئے وہ اس وقت تک عذاب سے ان کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لئے فرشتے مقرر کرتا ہے) اور (تغیر کے بعد بھی جب تک چاہتا ہے حفاظت کرتا ہے لیکن) جب خدا کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس وقت اس کے دفع کرنے کی کوئی صورت نہیں اور (اس وقت) خدا کے سوا ان کا کوئی والی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا کمال عظمت وہیبت

اور (کمال عظمت وہیبت کی یہ حالت ہے کہ) وہ (خدا) وہ ہے کہ جو تم کو ایسی طرح بجلی دکھاتا ہے کہ وہ تمہارے لئے سراسر خوف اور سراسر طمع ہوتی ہے (اور کبھی تم اس سے ڈرتے ہو اور کبھی اس سے بارش کی امید کرتے ہو) اور جو کہ (پانی سے بھری ہوئی اور) بوجھل گھٹاؤں کو پیدا کرتا ہے اور جس کے خوف سے گرج[2] اور فرشتے اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور جو کہ کڑک بجلیوں

---

[1] حملنا امر الله على عذا به بقرينته المقام وعجاورة القرآن فانه يريد به ذلك كما لا يخفى و هذالا بناتى ان يحفظوه من موذيات اخر ۱۲۔

[2] ترجمت الرعد بما يتعارفه اهل اللسان فيما بينهم ولم اتعرض لحقيقته لعدم الضرورة ولعدم ثبوت فى هذا الباب عن صاحب الوحى وما روى الترمذى عن ابن عباسؓ مرفوعا انه ملك وقال انه حديث حسن صحيح غريب فليس بصحيح ولا حسن بل هو غريب تفرد به بكير بن شهاب وهو كا المجهول لانه لم يتكلم فيه احد بالجرح والتعديل من الائمة المتقدمين نعم وثقه ابن حبان وهو بتساهل فى هذا الباب وقد صح عن ابن عباسؓ انه كتب الى ابى الخلد يسأله عن الرعد والبرق فاجابه عنهما بان الرعد ملك اوريح والبرق ماء اخرج هذه الروايات ابن جريرؒ باسانيده صحيحة عن موسىٰؒ بن سالم مولى ابن عباسؓ و حسنؒ بن فرات عن ابيه فعلم انه لم يكن عند ابن عباسؓ شىء فى هذا الباب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فتدبر فيه ولا تغتر بقول الترمذى فيما اخرجه عنه مرفوعا انه حسن صحيح فانه يتساهل كثير فى التحسين والتصحيح كما هو معروف عند اهل العلم ۱۲.

کو چھوڑتا اور جس کو چاہتا ہے اس کو ان سے صدمہ پہنچاتا ہے (اس کی تو یہ حالت ہے جو کہ مشاہد اور ناقابل انکار ہے) اور یہ (مشرکین اپنی جہالت سے خدا کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں (اور اس کے عذاب کے وعدوں کو جھوٹا جانتے اور اسے ناممکن سمجھتے ہیں جس کا منشا محض تاخیر عذاب ہے) حالانکہ وہ بڑی زبردست چال[1] والا ہے (اور اس نے ان کو مغالطہ میں ڈال رکھا ہے تاکہ اپنی حماقت سے کفر میں ترقی کریں اور اس طرح انہیں خوب سزا دی جاوے اور اس میں خدا پر کوئی الزام نہیں کیونکہ یہ ان کی سرکشی اور عناد کا نتیجہ ہے جو ان کا اختیاری فعل ہے لہٰذا اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں بالخصوص جبکہ ان کو بار بار بتلایا بھی جا رہا ہے کہ دیکھو تم تاخیر عذاب سے دھوکا نہ کھاؤ یہ تاخیر تمہارے لئے زیادہ مضر ہے اور اس پر بھی وہ نہیں مانتے تو یہ سراسر ان کا قصور ہے خدا پر کیا الزام ہو سکتا ہے خیر یہ تو استطرادی مضمون تھا اب اصل مضمون کی طرف انتقال فرماتے ہیں۔

صحیح پکار خدا کا پکارنا ہے

اور فرماتے ہیں کہ) صحیح طور پر پکارنا اسی کے ساتھ مخصوص ہے (کیونکہ وہ علیم وقدیر متصرف ومختار ہے) اور (اس کے سوا) جن کو لوگ پکارتے ہیں (یہ پکارنا سراسر باطل اور محض لایعنی ہے کیونکہ) وہ ان کی درخواست کو ذرا بھی قبول نہیں کرتے، بجز ایسی قبولیت کے جیسے کوئی پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے (اسے اس غرض سے پکارتا) ہو کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جاوے حالانکہ (یہ کتنا ہی چلائے) وہ (قیامت تک) اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں (پس جیسے قبولیت دعا پانی کی جانب سے ہے ویسی ہی ان کے معبودوں کی جانب سے ہے یعنی جس طرح سے پانی پیاسے کی درخواست کو قبول نہیں کر سکتا اور اس کی درخواست عبث ہے یوں ہی معبودان باطلہ بھی کسی درخواست کو منظور نہیں کر سکتے) اور کافروں کا (ان کو) پکارنا محض رائیگاں ہے (پس ایک وجہ تو لغویت دعاء غیر اللہ کی یہ ہوئی) اور (دوسری وجہ یہ ہے کہ) جتنے (آدمی جن فرشتے وغیرہ) تمام آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ بھی خواہی نخواہی اللہ ہی کے لئے سرفگندہ (اور محکوم ومنقاد) ہیں ان کے سائے بھی جو صبح وشام ہوتے ہیں (اور جبکہ تمام مخلوقات اس کے سامنے سرفگندہ ہیں جن میں ان کے معبود بھی داخل ہیں تو ان کا ایسے خدا کو چھوڑ کر اپنے معبودوں کو پکارنا سراسر باطل ہے۔

مشرکین سے مندرجہ ذیل سوالات

خیر یہاں تک توحید کی حقیقت اور شرک کا بطلان بطور خود ثابت کر کے اب مشرکین پر اتمام حجت کے لئے اان سے مناظرہ کا حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان مشرکین سے) کہئے کہ (اچھا یہ بتاؤ کہ) آسمانوں کا اور زمین کا مالک کون ہے (اس کا جواب وہ بھی یہ دیں گے کہ اللہ ہے لہٰذا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہئے کہ اللہ (ان کا مالک ہے اور اس کا تم کو بھی انکار نہیں) اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہئے کہ (جب اللہ کی مالکیت سمٰوات وارض مسلم ہے جس کا مقتضا یہ ہے کہ وہ ہی ان میں سیاہ وسفید کا مختار ہے اور اس کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں) تو (اب تم بتلاؤ کہ) کیا تم نے اس کے سوا دوسرے ایسے سرپرست بنائے جو (بوجہ مملوک ہونے کے بھی اور حسی طور پر بھی) خود اپنے لئے بھی نہ نفع پہنچانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ ضرر پہنچانے کا (ذرا سوچو تو سہی کتنی نامعقول بات ہے) آپ (ان

---

[1] چال کے لفظ سے دھوکا نہ کھایا جاوے کیونکہ ہر چال بری نہیں رہزنوں اور ڈاکوؤں کو چال سے گرفتار کیا جاتا ہے اور اس کو بھی چال دھوکا وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے مگر اس کو کوئی عاقل برا نہیں سمجھتا بلکہ اس کو ہوشیاری، دانائی قابلیت سمجھا جاتا ہے پس حق تعالیٰ نے بھی اسے ایسے ہی موقع پر استعمال کیا ہے اس لئے یہ اس کا نقص نہیں بلکہ کمال ہے اور چونکہ اہل زبان اس کو کید مکر چال وغیرہ کہتے ہیں اور قرآن عربی زبان میں تھا اس لئے اس نے بھی انہیں کا استعمال کیا اور جبکہ خدا نے خود ان کو استعمال کیا ہے تو ہمیں ان کا ماننا ضروری ہوا لیکن ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ خدا کو نعوذ باللہ چال باز، مکار یا چالاک یا فریبی کہنا جائز نہیں کیونکہ یہ الفاظ برے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں اور خدا نے اپنے لئے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے ۱۲۔

ہے) کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہیں یا کیا (تہ بتہ) تاریکیاں اور روشنی دونوں برابر ہیں (جبکہ ایسا نہیں ہے تو تم کیوں اندھے بنے ہوئے اور تہ بتہ تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہو۔

دیدہ ودانستہ شرک وکفر

یہاں تک گفتگو کر کے حق تعالیٰ اسلوب کلام کو بدل کر فرماتے ہیں کہ آخر انہیں کیا مار آئی اور یہ کس بنا پر شرک کی بلا میں گرفتار ہیں) کیا انہوں نے خدا کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے خدا کی طرح کوئی مخلوق پیدا کی ہو اور اس لئے ان پر تخلیق مشتبہ ہوگئی ہو اور انہوں نے غلطی سے ان کو اپنا خالق مان لیا ہو اگر ایسا ہوتا تو بھی وہ ایک حد تک معذور ہو سکتے تھے لیکن یہاں تک یہ بات بھی نہیں پھر ان پر کیا آفت آئی کہ وہ شرک کی بلا میں گرفتار ہیں اور جبکہ کوئی غلطی کا منشا ہی موجود نہیں تو بجز اندھے پن کے اس کا کیا منشا ہو سکتا ہے (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ (اے نادان مشرکو!) اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ایک ہے جو کہ اپنی تمام مخلوق پر غالب اور ان کو پورے طور پر دبائے ہوئے ہے (پھر تمہیں کیا مار ہوئی کہ تم اس کے سوا دوسروں کو معبود بنائے ہوئے ہو یہاں تک مناظرانہ انداز سے گفتگو تھی۔

ایک مثال کے ذریعہ دعوت توحید

اب دوسرے انداز سے گفتگو کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) حق تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا جس سے اپنی حیثیت کے موافق ندی نالے بہے اب سیلاب نے اپنے اوپر خس وخاشاک کو اٹھا لیا' اور (جس طرح پانی پر خس وخاشاک ہوتے ہیں اسی طرح) ان چیزوں میں سے بھی اسی قسم کا میل کچیل نکلتا ہے جن کو تم آگ میں رکھ کر ان پر زیور یا کوئی دوسرا سامان بنانے کی غرض سے آگ دھونکاتے ہو (ابھی مضمون تمام نہیں ہوا اور اس کے تمام ہونے سے پہلے ہم اس پر متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ) اس طرح اللہ تعالیٰ حق وباطل کی شان بیان کرتے ہیں (اور یہ تنبیہ اس جگہ اس لئے کر دی گئی کہ تم آئندہ مضمون کو جو اصل مقصود ہے مثال کی حیثیت سے سمجھو جب یہ معلوم ہو گیا تو مضمون سابق کا تتمہ سنو! یہ تو معلوم ہو چکا کہ پانی پر خس وخاشاک ہوتے ہیں اور سونا چاندی وغیرہ میں میل کچیل ہوتا ہے) اب (سمجھو کہ) جو خس و خاشاک اور میل کچیل ہے' وہ تو پھنک کر رخصت ہو جاتا ہے اور جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہے وہ دنیا میں باقی رہتا ہے (پس گو حق کے ساتھ دنیا میں باطل بھی موجود ہے لیکن جس طرح تم پانی اور سونے چاندی وغیرہ کو نافع سمجھ کر ان کی قدر کرتے ہو اور خس وخاشاک اور میل کچیل کی پرواہ نہیں کرتے یوں ہی تم حق کی قدر کرو کیونکہ وہ نافع ہے اور باطل کو دور ہونے دو اور اس کی پرواہ نہ کرو ایک لغو اور غیر مفید بلکہ مضر چیز کے پیچھے پڑ کر نافع شے کو کھو دینا سراسر نادانی ہے دیکھو) یوں حق تعالیٰ مثالیں بیان کرتے ہیں (تاکہ تم حق کو سمجھو اور اسے قبول کر و دیکھو) جو لوگ اپنے پروردگار کی دعوت کو قبول کریں' (اور اس کی صدا پر لبیک کہیں) ان کے لئے (اس نیکی کے بدلہ) نیکی ہے اور جو اس کی بات نہ مانیں (ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر ان کے پاس دنیا بھر کا مال متاع ہو اور اتنا ہی اور بھی ہو تو وہ (سزا سے بچنے کے لئے اس کو بھی دے ڈالیں اور اس کو دے کر اپنی جان چھڑا لیں (لیکن وہ اس سے بھی نہیں چھوٹ سکتے اور اول) ان سے سخت حساب ہوگا اور (حساب کے بعد) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور (دوزخ کوئی معمولی چیز نہیں جس کی پرواہ نہ کی جائے بلکہ) وہ بڑی قرارگاہ ہے (اللہ بچاوے۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾
الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ
يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ
وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ
بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ
وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ
اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اس
کی طرح ہو سکتا ہے جو کہ اندھا ہے پس نصیحت تو سمجھدار لوگ ہی قبول کرتے ہیں اور یہ (سمجھدار) لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے
جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں اور عہد کو توڑتے نہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے
کا حکم کیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ
اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے
اس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں اس جہان میں نیک
انجام ان لوگوں کے واسطے ہے یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں
اور اولاد میں جو (جنت کے) لائق ہوں گے وہ بھی داخل ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس (ہر سمت کے) دروازے سے
آتے ہوں گے اور یہ کہتے ہوں گے کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم (دین حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس
جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے معاہدوں کو ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں خدا تعالیٰ نے جن
علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ان کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور ان کے
لئے اس جہان میں خرابی ہوگی اللہ جس کو چاہے زیادہ رزق دیتا ہے اور (جس کیلئے چاہتا ہے) تنگی کر دیتا ہے اور یہ (کفار)
لوگ دنیوی زندگی پر اتراتے ہیں اور یہ دنیاوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک متاع قلیل کے اور کچھ بھی نہیں۔

عقل والے خداترس کے اوصاف

تفسیر: اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب تمہیں مستجیب اور غیر مستجیب دونوں کی حالت معلوم ہوگئی تو اب (تم بتاؤ) کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے بالکل صحیح ہے ایسا ہی ہے جیسا وہ شخص جو (اس سے) اندھا ہے (اور اسے یہ حقیقت دکھلائی نہیں دیتی اور اس لئے وہ اس کو نہیں مانتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کہیں گے کہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے تو پھر یہ لوگ کیوں نہیں مانتے) اصل بات یہ ہے کہ مانتے وہی ہیں جنہیں عقل ہو (پھر یہ بے عقل جو ڈھوروں کی طرح ہیں یہ کس طرح مانیں اب) جو لوگ اللہ کے عہد کو پورا کرتے اور عہد کو نہیں توڑتے اور جس (رشتہ) کے متعلق خدا نے حکم دیا ہے کہ اسے جوڑا جائے اسے جوڑتے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے۔ اور محاسبہ کی سختی سے اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی رخ کے طلب میں (ناگوار باتوں پر) صبر کرتے اور باقاعدہ نمازیں پڑھتے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں خفیہ بھی اور علی الاعلان بھی دونوں طرح خرچ کرتے اور بدسلوکی کو اچھے برتاؤ سے دفع کرتے ہیں (جو کہ تقاضا ہے عقل کا یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اس جہان کا عمدہ نتیجہ یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بھی جو ان کے آباؤ اجداد اور ان کی بیوی بچوں میں سے اس قابل ہوں (اگرچہ اختلاف اعمال کی وجہ سے درجات[1] مختلف ہوں مگر ہوں گے سب جنت میں اور اس وجہ سے بے تکلف ایک دوسرے سے مل سکیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوں گے) اور فرشتہ ان کے پاس ہر دروازہ سے یہ کہتے ہوئے آئیں گے کہ سلامتی ہو تم پر اس سبب سے کہ تم (دین پر) جمے رہے (یہ نتیجہ تھا اس گھر کا) پس کیا کہنے ہیں اس گھر کے نتیجہ کے۔

بے عقلوں کا انجام اور ان کے کرتوت

اور (برخلاف اس کے) جو لوگ خدا کے عہد کو اس کی پختگی کے توڑتے اور اس (رشتہ) کو توڑتے ہیں جس کے متعلق خدا نے حکم دیا ہے کہ اس کو جوڑا جائے اور زمین میں فساد کرتے ہیں (جو محض بے عقلی ہے) یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے (بجائے رحمت کے) لعنت ہے اور ان کے لئے اس گھر کی سراسر برائی ہے (اور اس کی کوئی بھلائی ان کے حصہ میں نہیں) حق تعالیٰ (کی عادت ہے کہ وہ) جس کے لئے چاہتے ہیں رزق کو فراخ اور تنگ کرتے ہیں (اس میں کفر و ایمان اور اطاعت و معصیت کا امتیاز نہیں اسی بناء پر اس نے ان لوگوں پر رزق فراخ کیا) اور وہ اس حیات دنیا پر اترا گئے (اور آخرت کی فکر چھوڑ دی) حالانکہ حیات دنیا آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک نہایت حقیر سامان کے اور کچھ بھی نہیں (پس یہ ان کی سراسر بے عقلی اور محض نادانی ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝۲۷ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝۲۹ كَذٰلِكَ

[1] وما روی فی ھذا الباب عن سعید بن جبیرؒ فلا دلیل علیہ فی القرآن ۱۲۔

اَرْسَلْنٰكَ فِیْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَیْهِمُ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَهُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ مَتَابِ ۞ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰی ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ اَفَلَمْ یَایْـَٔسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۞

ترجمہ: اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں اور جو شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت کر دیتے ہیں مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے خوشحالی ہے اور نیک انجامی ہے (اور) اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس (امت) سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں تا کہ آپ ان کی وہ کتاب پڑھ کر سنا دیں جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور وہ لوگ ایسے بڑے رحمت والے کی ناسپاسی کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ میرا مربی اور نگہبان ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ سے مردوں کے ساتھ کسی کو باتیں کرا دی جاتیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے کیا یہ سن کر پھر بھی کیا ایمان والوں کو اس بات میں دل جمعی نہیں ہوئی کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام (دنیا بھر کے) آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور یہ (مکہ کے) کافر تو ہمیشہ (آئے دن) اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے (بد) کرداروں کے سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا ان کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ جاوے گا یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے۔

کافروں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض

تفسیر: اور (منی اس بے عقلی کا ایک دوسری بے عقلی ہے وہ یہ کہ) یہ کافر کہتے ہیں کہ (اگر فی الحقیقت یہ نبی تھے اور جو باتیں یہ کہتے ہیں وہ خدا کی باتیں تھیں تو) ان پر کوئی آیت کیوں نہ نازل کی گئی (جس کو ہم بھی آیت مان لیں) آپ (ان نادانوں سے) کہہ دیجئے حق تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے (یعنی ان لوگوں کو جو خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور ضد پر اڑے ہوئے ہیں جیسے تم)

مؤمنوں کے لئے ہدایت

اور جو اس کی طرف متوجہ ہو (اور حق کو سمجھنے کی کوشش کرے اور اس کی اطاعت پر آمادہ ہو) اس کو اپنی طرف رہنمائی کرتا ہے (پس چونکہ تم میں شرط ہدایت تمہارے اختیار سے مفقود ہے اس لئے تم کو ہدایت نہیں ہوتی او یہ الٹی الٹی باتیں سوجھتی ہیں ورنہ اس کا جواب بارہا ہو چکا ہے کہ ثبوت رسالت کے لئے اس آیت کی ضرورت ہی نہیں ہے جو تم چاہتے ہو اور مطلق آیت خود یہ قرآن ہی موجود ہے خیر) یہ لوگ (جو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور جن کے دلوں کو خدا کے ذکر (قرآن وغیرہ) سے سکون ہوتا ہے (اور وہ ان بے عقلوں کی طرح اس میں لایعنی شبہات نہیں کرتے ان کو خدا نے ان کی سلامت روی کے سبب ہدایت دی ہے)۔

ذکر اللہ کا اثر: خوب سن لو کہ واقعی اللہ کے ذکر میں (یہ خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو سکون ہوتا ہے (لیکن اس شرط سے کہ وہ بیمار نہ ہوں اور اگر مرض کی وجہ سے کسی کے قلب کو سکون نہ ہو تو یہ ذکر اللہ کی خاصیت کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس کا منشاء وجود مانع ہے خیر) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے خوشحالی اور حسن انجام ہے۔

دوسرے انبیاء اور دوسری امتیں

(اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمہیں ایک ایسی جماعت میں جس سے پہلے دوسری امتیں ہو چکی ہیں (انہی کے قاعدہ کے موافق) یوں[1] بھیجا تھا کہ آپ ان کو وہ (قرآن) پڑھ کر سنا دیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے (تا کہ ان کو ہدایت ہو تو یہ ان کے ساتھ ہمارا برتاؤ تھا) اور برعکس اس کے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ رحمٰن ہی کو نہیں مانتے (اور کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کون رحمٰن ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ (تم اس کو نہیں مانتے نہ مانو میں اسے جانتا بھی ہوں اور مانتا بھی ہوں) وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میرا اسی پر بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میری توجہ ہے۔

خواہ کچھ ہو جائے مشیت الٰہی کے بغیر ایمان ممکن نہیں

اور (مسلمانوں کا جو یہ خیال ہے کہ اگر کوئی نشانی ایسی ظاہر ہو جاتی جس سے ان کا عذر قطع ہو جاتا اور وہ ایمان لے آتے تو بہتر تھا اس کا جواب یہ ہے کہ فرض کرو) اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس سے پہاڑوں کو چلایا جاتا یا اس سے زمین کو ٹکڑے کیا جاتا یا اس کے ذریعہ سے مردوں سے گفتگو کی جاتی (تو کیا یہ لوگ بلا مشیت حق سبحانہ کے ایمان لے آتے ہرگز نہیں) بلکہ اس وقت بھی حق تعالیٰ کی مشیت کی ضرورت تھی کیونکہ) تمام کام حق تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں (اور بلا اس کی منشاء کے کوئی بات نہیں ہو سکتی اور حق تعالیٰ کو ان کے عناد کے سبب ان کا ہدیت کرنا منظور نہیں تو پھر آیات کا کیا نتیجہ اور جبکہ واقعہ یہ ہے) تو کیا اب تک مسلمان (ان کے ایمان کی امید لگائے بیٹھے ہیں اور وہ اس سے) اس سبب سے مایوس[2] نہیں ہوئے کہ اگر خدا چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کر سکتا تھا (اور اس بناء پر وہ ان کی ہدایت سے عاجز نہیں تھا اور ایسی حالت میں اس کا ان کو ہدایت نہ کرنا دلیل ہے اس کی کہ اس کو ان کی ہدایت منظور نہیں جس کا منشاء خود ان کا سوء اختیار اور ضد اور عناد ہے اور جب اس کو منظور نہیں تو کوئی آیت ان کے لئے کیا نافع ہے)۔

---

[1] فیہ اشارۃ الی ان الکاف فی کذلک للتعلیل لا لتشبہ وقولہ تستلو بیان لہ ھذا ما فتح ربی علی ۱۲۔ [2] اقول ظھر بھذا التفسیر ان الیاس مستعمل فی معناہ المتعارف ولا حاجتہ الی اخراجہ الی الغیر ماھو المتعارف ۱۲۔

کافروں پر مصائب

اور (چونکہ یہ مؤمن نہ ہوں گے اس لئے) ہمیشہ ان کافروں کو ایک نہ ایک مصیبت پہنچتی رہے گی یا ان کے گھر کے قریب نازل ہوتی رہے گی جس سے یہ ہمیشہ خوف زدہ اور سہمگین رہیں گے) تا آنکہ خدا کا وعدہ آ جاوے (اور ان کا خاتمہ کردے اور ایسا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور) یقیناً اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا (خواہ وہ وعدہ نعمت ہو یا وعدہ نقمت چنانچہ اس موقع پر یہ حکم وعدہ نقمت سے متعلق ہے اور یہ صاف دلیل ہے اس بات کی کہ غلام احمد قادیانی اور اس کے گروہ کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹا ہے کہ خدا کی وعیدیں ٹل جاتی ہیں خیر یہ یقینی ہے کہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور اس لئے جو ان سے وعدہ کیا گیا ہے اس کا واقع ہونا ضروری ہے)۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ أَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٣٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ أُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهٖ إِلَيْهِ أَدْعُوْا وَإِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿٣٦﴾ وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾

ترجمہ: اور بہت سے پیغمبروں کے ساتھ جو آپ کے قبل ہو چکے ہیں استہزا ہو چکا ہے پھر میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر میں نے ان پر دار و گیر کی سو میری سزا کس طرح کی تھی پھر (بھی) کیا جو (خدا) ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو وہ اور ان لوگوں کے شرکاء برابر ہو سکتے ہیں اور ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کیے ہیں آپ کہیے کہ (ذرا) ان (شرکاء) کا نام تو لو کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا (بھر) میں اس (کے وجو) کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو یا محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو بلکہ ان کافروں کو اپنے مغالطہ کی باتیں مرغوب معلوم ہوتی ہیں اور (اسی وجہ سے) یہ لوگ راہ (حق) سے محروم رہ گئے ہیں اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں رکھے اس کا کوئی ان کے لئے

دنیوی زندگانی میں (بھی) عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بدر جہاز یادہ سخت ہے اور اللہ (کے عذاب) سے ان کا کوئی بچانے والا نہیں ہوگا (اور) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس (کی) (عمارت و اشجار) کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اس کا پھل اور اس کا سایہ دائم رہے گا یہ تو انجام ہوگا متقیوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کتاب سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور ان ہی گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اس کے بعض حصہ کا انکار کرتے ہیں آپ فرمائیے کہ مجھ کو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھ کو جانا ہے اور اسی طرح ہم نے اس کو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے عربی زبان میں اور اگر آپ (بفرض محال) ان کے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم (صحیح) پہنچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں کوئی نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

انبیاء کے ساتھ استہزاء اور خدا کی طرف سے ڈھیل

تفسیر: اور تم سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا تھا پس (اول تو) ہم نے ان کافروں کو ڈھیل دی (جس سے مقصد یہ تھا کہ اس عرصہ میں اگر کوئی ایمان لانا چاہے تو ایمان لے آئے اور جو ایمان نہ لائے اس پر پورے طور پر حجت تمام ہو جاوے اور وہ اپنے کفر و سرکشی پر کمال اصرار کی وجہ سے پورے طور پر مستحق عذاب ہو جاوے) اس کے بعد (جب وہ باز ہی نہ آئے تو) میں نے انہیں پکڑا پھر دیکھو میری سزا کیسی تھی (اور کس بری طرح میں نے ان کو ہلاک کیا' پس کیا[1] جو (خدا) ہر شخص (کے سر پر) اس کے اعمال لئے کھڑا ہو (اور ان کو ان کی جزا سزا دینے کے لئے تیار ہو اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جا سکتا ہے) اور (کیا ایسی حالت میں) ان لوگوں نے (خلاف مقتضائے عقل) خدا کے لئے شریک بنائے (اللہ اکبر کس قدر جرأت اور کس قدر حماقت ہے) آپ ان سے کہئے کہ ذرا ان کے نام تو لو (کہ وہ کون ہیں ہم بھی تو دیکھیں کہ وہ کس بات میں اس کے شریک ہیں ارے نادانو!) کیا تم خدا کو ایسی شے کی خبر دیتے ہو جس کو وہ زمین میں نہیں جانتا کیا (خبر بھی) ایسے لفظوں جن کا محض بات ہونا ظاہر ہے (اور ان کے تحت میں کوئی معنی اور کوئی حقیقت نہیں' پس اول تو خدا کو بتلانا ہی خود حماقت ہے اور بے معنی الفاظ سے بتلانا اس سے بڑھ کر ہے الغرض جن کو یہ خدا کے شریک کہتے ہیں وہ واقع میں خدا کے شریک نہیں) بلکہ ان کافروں کے لئے ان کی شرارت خوشنما بنا دی گئی ہے (اور اس لئے وہ اس پر جمے ہوئے ہیں) اور (اس طرح) وہ خدا کی راہ سے روک دیئے گئے ہیں اور (چونکہ یہ ہدایت چاہتے ہی نہیں اس لئے خدا بھی انہیں ہدایت نہیں دیتا اور) جسے خدا گمراہ رکھے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں' ان لوگوں کو دنیا میں بھی سزا دی جائے گی (آخرت میں بھی) اور آخرت کا عذاب (اس سے) زیادہ سخت ہے (جو انہیں دنیا میں دیا جاوے گا) اور ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا نہیں (یہ تو ان کے عذاب کا بیان تھا۔

---

[1] قال الزمخشری هذا الاحتجاج و اسا لیبها العجیبه التی ور دعلیها مناد علی نفسه بلسان طلق ذلق انه لیس من کلام البشر لمن عرف و انصف من نفسه اه اقول و ما من الیه به علی الزمخشری فی هذا المقام من کشف اعجاز کلامه ذو فامن به علی فی کثیر من المقامات فلله الحمد علی انعامه و اساله الزیاده ۱۲.

متقیوں کے لئے انعامات

اب متقین کے انعام کا بیان سنو) اس جنت کی (مختصر) کیفیت جس کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اس کی غذا اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے یہ نتیجہ ہے ان لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور (ان کے برخلاف کافروں کا انجام دوزخ ہے (یہ تو مشرکین کا بیان تھا جس سے تم کو معلوم ہو گیا کہ وہ قرآن سے سخت نفرت کرتے ہیں) اور جن کو ہم نے صحیح معنیٰ میں) کتاب دی ہے (یعنی وہ اس کو حرفاً حرفاً قبول کرتے ہیں (ان کی حالت مشرکین کے خلاف ہے اور) وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کیا ہے اور ان ہی گروہوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو (سب کا تو نہیں بلکہ) اس کے ایک حصہ کا انکار کرتے ہیں (یعنی ان مضامین کا جو ان کے غلط خیالات کے خلاف ہیں)۔

عبادت خداوندی کا حکم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ (تم مانو یہ نہ مانو) مجھے تو یہی حکم کیا گیا ہے کہ میں خدا کی پرستش کروں اور اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ کروں اور خدا ہی کی طرف میں (دوسروں کو بھی) بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے (اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے اس لئے میں اس حکم کے خلاف نہیں کر سکتا الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ کہہ دیجئے) اور (ہم تصدیق کرتے ہیں کہ) ہم نے وہ حکم اسی طرح اور ایسی حالت میں نازل کیا ہے کہ وہ ایک عربی زبان کا حکم ہے (جس کے سمجھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلط فہمی کا احتمال نہیں) اور باوجود (ان باتوں کے بھی) اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم آچکا ہے (اس علم کو چھوڑ کر) ان کی خواہشات کا اتباع کریں گے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ بچانے والا جو آپ کو خدا سے بچا دے یہاں تک ضمناً اہل کتاب کے متعلق گفتگو کر کے پھر مشرکین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان کے بعض شبہات کا جواب دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مشرکین کے ایسے اعتراضات بالکل لغو ہیں جن کا منشاء ان کا یہ خیال ہے کہ بشریت منافی رسالت ہے)۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور بچے بھی دیئے اور کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں ہوا کہ ایک آیت بھی بدوں خدا کے حکم کے لا سکے ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوئے ہیں خدا تعالیٰ (ہی) جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب انہیں کے پاس ہے اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھلا دیں خواہ ہم آپ کو وفات دے دیں پس آپ کے ذمہ تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے اور دارو گیر کرنا تو ہمارا کام ہے کیا اس امر کو نہیں دیکھ رہے کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے اور ان سے پہلے جو (کافر) لوگ ہو چکے ہیں انہوں نے تدبیریں کیں سو اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہے اس کو سب خبر رہتی ہے جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہے اور ان کفار کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصہ میں ہے اور یہ کافر لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہیں آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں۔

پہلے رسولوں کے بال بچے اور مسئلہ عذاب

تفسیر: اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی رسول بھیجے ہیں اور ان کو ہم نے بیویاں بھی دیں اور اولاد بھی (جس سے ثابت ہے کہ وہ فرشتے نہ تھے بلکہ بشر تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت منافی رسالت کیوں ہے) اور (ان کا یہ سوال بھی لغو ہے کہ اب تک عذاب کیوں نہیں آیا کیونکہ) کسی رسول کو بھی یہ بات حاصل نہ تھی کہ بجز خدا کے حکم کے کوئی آیت لے آوے (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی خواہش کے مطابق عذاب نہ لانا نبوت میں کیا رخنہ انداز ہوسکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ) ہر میعاد کے لئے ایک نوشتہ ہے (اور اس میعاد تک وہی حکم رہتا ہے جو اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے، جب وہ ختم ہو جاتی ہے تب دوسرا حکم ہوتا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ایسا لازم ہے کہ خدا بھی اس کے خلاف نہیں کرسکتا کیونکہ) خدا (کو اب بھی اختیار ہے کہ) جس کو چاہے مٹائے اور جس کو چاہے باقی رکھے اور اصل کتاب (جس میں یہ تمام نوشتے درج ہیں) اسی کے پاس ہے (اور اس کو اس میں ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے پس خلاصہ جواب یہ ہے کہ عذاب کا لانا رسول کا کام نہیں خدا کے اختیار میں ہے اور خدا نے اب تک اس لئے نہیں بھیجا کہ جو وقت اس نے اس کے لئے مقرر کر رکھا ہے وہ ابھی نہیں آیا تو یہ جواب تھا مشرکین کا) اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جاتا ہے کہ) خواہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عذاب کا کوئی حصہ دکھلا دیں جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اور خواہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دیدیں (اور اس کے بعد دنیا میں یا آخرت میں انہیں عذاب دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ سے کوئی سروکار نہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ صرف احکام پہنچانا ہے اور محاسبہ صرف ہم سے متعلق ہے (لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق کوئی فکر نہ ہونی چاہئے)۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

اور (یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ عذاب کیوں نہیں آتا) کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم برابر ان کی زمین کو اس کے ہر طرف سے گھٹاتے آتے ہیں

(اور یہ باوجود اپنی تمام کوشش کے اس کو نہیں بچا سکتے تو خود اپنے اوپر سے یہ عذاب کو کیسے دفع کر سکتے ہیں لہٰذا ان کا یہ خیال غلط ہے کہ عذاب نہیں آسکتا) اور (حقیقت یہ ہے کہ) حق تعالیٰ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کی مزاحمت کرنے والا نہیں (پس اسے عذاب بھیجنا کیا مشکل ہے) اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے (اس لئے اس قسم کی باتیں کرنے والوں کو ہوشیار رہنا چاہئے) اور (ان کو جان لینا چاہئے کہ) ان سے پہلے لوگوں نے بھی خلاف تدبیر کی تھیں تو (ان سے کیا ہوا کچھ بھی نہیں کیونکہ) جملہ تدابیر حق تعالیٰ کی (ملک اور اس کے قبضہ میں) ہیں نیز وہ ہر شخص کے کام کو جانتا ہے جو وہ کرتا ہے (پھر اس کے مقابلہ میں ان کی تدبیریں کیا چلتیں پس اس طرح ان کی تدبیریں بھی بیکار ہوں گی یہ تو دنیا کی حالت ہے) اور آئندہ ان کافروں کو یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ اس جہان (آخرت) کا نیک انجام کس کا حصہ ہے۔

رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی

اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم خدا کے بھیجے ہوئے نہیں ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کے لئے) خدا اور وہ لوگ جن کو پہلی کتابوں (توراۃ وانجیل) کا علم ہے کافی گواہ ہیں (اور یہ دونوں میری تصدیق کرتے ہیں چنانچہ حق تعالیٰ کی تصدیق قرآن اور دوسرے دلائل سے ہے اور علماء کتاب کی تصدیق صراحۃً موجود ہے پس میرا صدق ثابت ہے اگر اب بھی تم نہ مانو تو تم جانو) واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ

لَشَدِيدٌ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝

ترجمہ: (سورۃ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں باون (۵۲) آیتیں اور سات رکوع ہیں)

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ الٓر یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے تا کہ آپ تمام لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے تاریکیوں سے روشنی کی طرف یعنی خدائے غالب ستودہ صفات کی راہ کی طرف لاویں وہ ایسا خدا ہے کہ اسی کی ملک ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بڑی خرابی یعنی بڑا سخت عذاب ہے ان کافروں کو جو دنیوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور (بلکہ) اللہ کی راہ (مذکور سے) روکتے ہیں اور اس میں کجی (یعنی شبہات) کے متلاشی رہتے ہیں ایسے لوگ بڑی دور کی گمراہی میں ہیں اور ہم نے تمام (پہلے) پیغمبروں کو (بھی) ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تا کہ ان سے (احکام الٰہیہ کو) بیان کریں پھر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گمراہ کرتے ہیں اور جس کو چاہیں ہدایت کرتے ہیں اور وہی (سب امور پر) غالب ہے حکمت والا ہے اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) کی روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات یاد دلاؤ بلاشبہ ان معاملات میں عبرتیں ہیں ہر صابر شاکر کے لئے اور اس وقت کو یاد کیجئے کہ جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم کو فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے

تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے تم کو اطلاع فرمادی کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یہ (سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (یہ بھی) فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے آدمی سب کے سب مل کر بھی ناشکری کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ (کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ وہ) بالکل بے احتیاج ستودہ صفات ہیں (اے کفار مکہ) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی قوم نوح اور عاد (قوم ہود) اور ثمود (قوم صالح) اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں جن کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ان کے پیغمبران کے پاس دلائل لے کر آئے سو ان قوموں نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دیدیے اور کہنے لگے کہ جو حکم دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم اس کے منکر ہیں اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہم تو اس کی جانب سے بڑے شبہ میں ہیں جو (ہم کو) تردد میں ڈالے ہوئے ہیں ان کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے وہ تم کو بلا رہا ہے تاکہ تمہارے گناہ معاف کردے اور معین وقت تک تم کو (خیر و خوبی کے ساتھ) حیات دے انہوں نے کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں تم یوں چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جس چیز کی عبادت کرتے تھے (یعنی بت) اس سے ہم کو روک دو سو کوئی صاف معجزہ دکھلاؤ ان کے رسولوں نے (ان کے جواب میں) کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرمائے اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلاسکیں بغیر خدا کے حکم کے اور اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہئے اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہوسکتا ہے حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) رستے بتلا دیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے۔

نزول قرآن کا مقصد

تفسیر: (ہم تصدیق کرتے ہیں کہ) یہ وہ کتاب ہے جس کو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس غرض سے نازل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو (انواع کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (حق کی) روشنی کی طرف لائیں یعنی ذات غالب ستودہ کے راستہ کی طرف جو کہ خدا ہے جس کی یہ حالت ہے کہ جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں سب اسی کی ہیں (اور کوئی دوسرا ان میں اسکا شریک نہیں لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس کتاب کو مانیں اس کے مطابق عمل کریں)۔

کافروں کا انجام اور ان کے حالات

اور بری خرابی ہے منکرین کے لئے ایک سخت عذاب کے سبب[1] (جو ان کے انکار پر ان کو دیا جاوے گا) یعنی ان (منکروں) کے لئے جو حیات دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں پسند کرتے اور (دوسروں کو) خدا کی راہ سے روکتے اور اس کی کجی کے خواہاں ہیں یہ لوگ بڑی دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

---

[1] جعلها کلمة من بنیه لا بیانیه لان البیان لایطرد ولا یستقیم فی قوله فویل للهم مما کتبت ایدیهم فویل للذین کفروا من یومهم الذی یوعدون ۱۲۔

قرآن کے زبان عربی میں ہونے کی وجہ

اور (ان کا یہ اعتراض محض لغو ہے کہ اگر ان پر وحی آتی تو کسی اور زبان میں آتی تا کہ اس پر خود ساختہ ہونے کا شبہ نہ ہوتا اور اس کا عربی زبان میں ہونا دلیل ہے اس کی کہ وہ خود بناتے ہیں کیونکہ) ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں پیغام دے کر بھیجا ہے تا کہ وہ ان پر (حق تعالیٰ کے مقاصد کو) خوب واضح کر دے (یہ تو نبی کا کام ہے) اب خدا (کو اختیار ہے کہ) جس کو چاہے گمراہ رکھے اور جس کو چاہے ہدایت دے اور وہ ہر بات پر قابو یافتہ (ہے اس لئے وہ ایسا کر سکتا ہے اور) حکمت والا ہے (اس لئے جس کو گمراہ رکھنا حکمت ہوتا ہے اسے گمراہ رکھتا ہے اور جسے ہدایت دینا حکمت ہوتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے لیکن گمراہ انہیں کو رکھتا ہے جو خود ہدایت نہیں چاہتے اور عناد سے کام لیتے ہیں' کما قال الله تعالیٰ وما یضل به الا الفاسقین الذین ینقضون عهد الله من بعد میثاقه ' پس اس میں خدا پر کوئی اشکال نہیں اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ وحی کی زبان وہی ہوتی ہے جو رسول کی مادری زبان ہو کیونکہ رسول ان ہی قوموں میں سے ہوتے ہیں جن کی اصلاح اولاً و بالذات حق تعالیٰ کو مقصود ہوتی ہے اگر چہ حلقۂ تبلیغ میں دوسری قومیں بھی داخل ہوں اور چونکہ اس کی اصلاح اسی کی زبان میں آسان ہے اس لئے وحی کی زبان وہی ہوتی ہے۔

غلام احمد کے دعویٰ کی حقیقت

اب جب ہم غلام احمد قادیانی کو اس معیار پر پرکھتے ہیں تو وہ اس آیت سے بھی جھوٹا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں عیسائیت کے ستون کو توڑنے آیا ہوں اس لئے اس قاعدہ سے اسے عیسائیوں میں پیدا ہونا چاہئے تھا اور اس کی وحی کی زبان وہی ہونی چاہئے تھی جو عیسائیوں کی ہے مگر نہ وہ عیسائی ملک میں پیدا ہوا' نہ عیسائی قوم میں' نہ اس کی وحی کی وہ زبان ہے جو عیسائیوں کی ہے بلکہ خود اس کی مادری زبان بھی نہیں' بلکہ ایک غیر ملکی زبان ہے یعنی عربی کیونکہ عام طور پر اس کے الہامات عربی ہی میں ہیں' اور بھولے چوکے کوئی الہام پنجابی میں یا اور کسی زبان میں ہو گیا تو وہ قابل اعتبار نہیں پھر ہر نبی پر ایک زبان میں وحی آتی ہے چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ تمام دنیا کی طرف مبعوث ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام وحی صرف عربی زبان میں ہے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادری زبان تھی مگر مرزا پر مختلف زبانوں میں آئی یہ بھی دلیل ہے اس کے کذب کی۔ پھر وحی بھی انہیں زبانوں میں آئی جن کو مرزا جانتا تھا۔ کسی ایسی زبان میں نہیں آئی جس کو وہ نہ جانتا ہو۔ یہ بھی ایک دلیل ہے اُس کذب کی۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا اس آیت کی رو سے بھی جھوٹا ہے اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ہر رسول کو اس کی قومی زبان میں اسی قسم کے پیغام دے کر بھیجا ہے جس قسم کے پیغام دے کر اس نبی کو بھیجا ہے اور انہوں نے اپنی قوم کو وہی تعلیم دی ہے جو یہ نبی دیتے ہیں)۔

حضرت موسیٰؑ کی بعثت اور ان کا پیغام

اور (ایک بڑی مثال اس کی یہ ہے کہ) ہم نے موسیٰؑ کو (ان کی قوم کی طرف ان کی زبان میں) یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو (کفر و جہالت) کی تاریکیوں سے نکال کر (حق کی) روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو حق تعالیٰ کے (وہ) دن یاد دلا کر نصیحت کرو (جو ان پر اس کی طرف سے آچکے ہیں کیونکہ) ان میں (ہر بڑے صبر کرنے والے اور بڑے شکر کرنے والے کے لئے (حق تعالیٰ کی اطاعت کے

وجوب کے۔) بہت سے دلائل ہیں اور یہ (ہمارا بھیجنا اس وقت تھا) جب کہ موسیٰ نے (اس حکم کی تعمیل کی تھی کہ) اپنی قوم سے کہا تھا کہ (اے میری قوم) تم لوگ (حق تعالیٰ کی اطاعت کرو اور (خدا کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر اس وقت ہوئی تھی جب کہ اس نے تم کو گروہ فرعون سے ایسی حالت میں نجات دی تھی جب کہ وہ لوگ تم کو بری طرح تکلیف دیتے اور تمہاری اولاد کو ذکور کو ذبح کرتے اور تمہاری جنس اناث کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی جانب سے ایک بڑا امتحان تھا اور جب کہ تمہارے رب نے صاف صاف مطلع کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور (نعمتیں) بھی دوں گا اور اگر (اس کے برخلاف) تم ناشکری کرو گے تو (واضح رہے کہ) میرا عذاب بہت سخت ہے (پس یہ تنبیہ بھی ایک خاص انعام تھی اور یہ اس وجہ سے بھی شکر کو مقتضی ہے کہ اس میں شکر پر مزید نعمت کا وعدہ اور ناشکری پر عذاب کی دھمکی ہے اور اس جہت سے بھی کہ خود یہ تنبیہ بھی ایک انعام ہے) اور (ساتھ ہی) موسیٰ نے ان سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تم بھی کفران نعمت کرو اور جو زمین بھر میں ہیں وہ سب بھی تو (خدا کا ذرہ بھر ضرر نہیں' کیونکہ) خدائے تعالیٰ بالکل بے نیاز اور (اپنی ذات سے) محمود ہے (پھر اسے کسی کی حمد وشکر کی کیا پرواہ ہے اور ان کے نہ ہونے سے اس کا کیا نقصان ہے اب تم ان واقعات کو دیکھو کہ موسیٰ کو اسی طرح ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا ہے جس طرح موجودہ رسول کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا علی ہذا ان کو اسی طرح ان کی قوم کی زبان میں بھیجا گیا جس طرح موجودہ رسول کو ان کی قومی زبان میں بھیجا گیا' علی ہذا' موسیٰ کو اسی طرح ان کی قوم کو تاریکیوں سے روشنی میں لانے کے لئے بھیجا گیا جس طرح موجودہ رسول کو اسی غرض سے بھیجا گیا علی ہذا انہوں نے اپنی قوم کو اسی طرح تبشیر وانذار کے ذریعہ سے خدا کی طرف دعوت دی جس طرح موجودہ رسول دیتے ہیں' پھر ان کو کیوں نہیں مانا جاتا اور کیوں خواہ مخواہ کے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔

پہلی قوموں کا اپنے انبیاءؑ کے ساتھ سلوک اور اس کا انجام

اے معترضو) کیا تمہارے پاس اپنے سے پہلی قوموں قوم نوحؑ اور قوم عاد اور قوم ثمود اور ان کے بعد کی قوموں کی جن کو خدا ہی جانتا ہے خبر نہیں آئی (کہ انہوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا اور اس پر ان کا کیا انجام ہوا اچھا ہم سے سنو!) ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی باتیں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں دے لئے (اور کوئی جواب[1] نہیں دیا) اور (دیا بھی تو یہ کہ) کہا کہ جو پیغام تم کو دے کر بھیجا گیا ہے ہم اسے نہیں مانتے اور ہم ان باتوں کی طرف سے جن کی طرف تم ہم کو دعوت دیتے ہو ایک بڑے بھاری شبہ میں ہیں جو ہمیں تردد میں ڈالے ہوئے ہے (اور اس لئے ہم بوجہ تمہاری باتوں پر اطمینان نہ ہونے کے ان کے نہ ماننے پر مجبور ہیں) ان کے رسولوں نے کہا کہ (ہماری باتوں میں شبہ کی گنجائش نہیں ہم تمہیں خدا کی طرف بلاتے ہیں بس) کیا خدا میں بھی شک ہوسکتا ہے جو کہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا (پس تم اس شک کو چھوڑو اور حق تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرو) وہ تم کو اس لئے دعوت دیتا ہے تاکہ تمہارے گناہ معاف کرے اور تمہیں ایک میعاد معین تک مہلت دے (اور اس وقت خاص سے پہلے جو بصورت

---

[1] اضطربت الاقوال فی معنی قوله فرد و ایدیهم فی افواههم ولا وجه ما قلنا انه کنایته عن عدم الاجابة نقل هذا المعنی ابن جریرؒ عن بعضهم و نقل عنه ان العرب تقول کلمت فلانا فی حاجته فردیده فی فمه اذا سکت عنه فلم یجب ورده ابن جریرؒ لقوله تعالیٰ وقالو انا کفرنا بما ارسلتم به وقال انهم لم یسکتوا وا جالوا بالتکذیب واشرنا الیٰ جوابه فی المتن و محصل الجواب انه اولا جعل جوابهم هذا کلا جواب فقال ردوا ایدیهم فی افواههم ثم نقل جوابهم الذی هو کا لعدم وقال وقالوا الخ الا یری ابن جریرؒ ان الله تعالیٰ جعل الکفار بکما مع انه ینقل عنهم انواع التکذیب فاذا صح البکم مع التکذیب فکیف لا یصح السکوت معه فتدبر فلعل الحق لا یتجاوز عنه والله اعلم و علمه اتم و احکم ۱۲۔

ایمان تمہارے لئے معین ہے تم کو عذاب کے ذریعے سے ہلاک نہ کرے)۔

انبیاء کی بشریت پر اعتراض اور اس کا جواب

انہوں نے کہا کہ تم ہمیں جیسے آدمی ہو نیز تمہارا مقصود (ایسے دعووں سے) یہ ہے کہ تم ہمیں ان چیزوں سے روک دو جن کی ہمارے آباو اجداد پرستش کرتے تھے (لہٰذا ہم تمہاری بات بلا حجت نہیں مان سکتے) پس تم کوئی واضح حجت لاؤ (جس سے تمہارا رسول ہونا اور ہمارے آباء واجداد کے طریقہ کی برائی معلوم ہو مطلب یہ ہے کہ کوئی معجزہ ایسا ظاہر ہونا چاہئے جس سے ہم بھی سمجھ لیں کہ واقعی تم رسول ہو) ان کے رسولوں نے کہا کہ یہ تو مسلم ہے کہ ہم بھی تم ہی جیسے آدمی ہیں لیکن (تمہاری یہ غلطی ہے) کہ تم بشریت کو منافی رسالت سمجھتے ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بشریت رسالت کے منافی نہیں کیونکہ جیسے خدا کے اور انعامات ہیں یوں ہی یہ بھی خدا کا ایک انعام ہے اور حق تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے انعام کرتا ہے (چنانچہ وہ ایک کو حاکم بناتا ہے دوسروں کو محکوم ایک کو باپ بناتا ہے دوسرے کو بیٹا ایک کو مریض بناتا ہے دوسرے کو طبیب حالانکہ سب آدمی یکساں ہیں بس اسی طرح وہ ایک کو رسول اور معلم اور متبوع اور حاکم اور طبیب روحانی بناتا ہے اور دوسروں کو متعلم اور تابع اور محکوم اور مریض روحانی پس اس میں استبعاد کی کیا بات ہے)۔

طلب حجت اور معجزہ کا جواب

اور (حجت کے متعلق ہمارا یہ جواب ہے کہ یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں اور) ہم تمہارے پاس بلا خدا کے حکم کے کوئی خارق عادت) حجت نہیں لا سکتے (ہاں ہمارا خدا پر بھروسہ ہے کیا عجب ہے کہ وہ تمہارے لئے کوئی ایسی کھلی حجت بھی ظاہر کردے جس کو تم بھی حجت ماننے پر مجبور ہو) اور ایمان والوں کا خدا ہی پر بھروسہ ہونا بھی چاہئے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم خدا پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہمیں اپنی راہیں دکھلائی ہیں (جن میں سے ایک راہ توکل بھی ہے پس جبکہ اس نے ہمیں وہ راہیں دکھلا دی ہیں تو ہم انہیں پر چلیں گے اور خدا پر بھروسہ رکھیں گے) اور تمہاری ایذاء دہی پر صبر کریں گے اور جو بھروسہ کرنے والے ہیں انہیں خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ط
فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ط
ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾
مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ
مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ط وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ط لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
عَلٰى شَيْءٍ ط ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

بِالْحَقِّ ۚ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۙ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۞ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۞

ترجمہ: اوران کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کواپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ پس ان رسولوں پر ان کے رب نے (تسلی کے لئے) وحی نازل فرمائی کہ ہم ہی ان ظالموں کوضرور ہلاک کردیں گے اوران کے (ہلاک کرنے کے) بعد تم کو اس سرزمین پر آباد رکھیں گے (اور) یہ ہر اس شخص کے لئے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے اور کفار فیصلہ چاہنے لگے اور جتنے سرکش (اور) ضدی (لوگ) تھے وہ سب بے مراد ہوئے اس کے آگے دوزخ ہے اوراس کو (دوزخ میں) ایسا پانی پینے کودیا جائے گا جو کہ پیپ لہو کے مشابہ ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیوے گا اور گلے سے آسانی کے ساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور ہر (چہار) طرف سے اس پر (سامان) موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مرے گا نہیں اوراس کو سخت عذاب کا سامنا ہوگا جولوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کی حالت باعتبار عمل کے یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن میں تیزی کے ساتھ ہوا اڑا لے جائے اسی طرح ان لوگوں نے جو کچھ عمل کئے تھے اس کا کوئی حصہ ان کو حاصل نہ ہوگا یہ بھی بڑی دور دراز کی گمراہی ہے کیا (اے مخاطب) تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کواورزمین کو بالکل ٹھیک پیدا کیا ہے اس سے اس کا قادر ہونا بھی معلوم ہوگیا پس اگر وہ چاہے تو تم سب کوفنا کردے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کردے اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں اور خدا کے سامنے سب پیش ہوں گے پھر چھوٹے درجہ کے لوگ (یعنی عوام وتابعین) بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جزو ہم سے ہٹا سکتے ہو وہ (جواب میں) کہیں گے کہ اگر اللہ ہم کو کوئی راہ بتلاتا تو ہم تم کو بھی (وہ) راہ بتلا دیتے (اوراب تو) ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

کافروں کی طرف سے رسولوں کو دھمکی اور جواب میں عذاب الٰہی

تفسیر: اوران کافروں نے اپنے رسولوں سے یہ بھی کہا کہ ہم تمہیں اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے اس پر حق تعالیٰ نے ان (رسولوں) کی طرف وحی کی کہ (یہ کیا تمہیں نکالیں گے ہم ہی انہیں نکال دیں گے چنانچہ) ہم ان ظالموں کو ہلاک کریں گے اوران کے بعد تمہیں اس سرزمین میں رکھیں گے یہ (انعام) ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے اور میری دھمکی سے ڈرتے ہوں (اس لئے تمہارے مطیعین بھی اس انعام میں داخل ہیں اور صرف تمہارے ساتھ خاص نہیں اوران (کافر) لوگوں

نے (انبیاء کے مقابلہ میں) فیصلہ بھی چاہا (جس پر فیصلہ کر دیا گیا) اور ہر سرکش معاند ناکام ہوا (یعنی ہر ایک کو ہلاک کر دیا گیا مگر تم یہ نہ سمجھنا کہ بس ہلاک ہو گیا قصہ ختم ہوا نہیں بلکہ) اس کے آگے (ایک نہایت بری بلا) دوزخ ہے اور (اس میں) اس کو پانی پلایا جاوے گا جو کچ لہو ہوگا جس کو وہ تھم تھم کر پئے گا اور اس کو گلے سے بدقت اتار سکے گا اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی (یعنی موت کے بہت سے سبب جمع ہوں گے) حالانکہ وہ مرنے والا نہ ہوگا اور اس کے سوا سخت عذاب بھی ہوگا (اور ان کے اعمال حسنہ مثلاً خیر خیرات صلہ رحم وغیرہ بھی ان کے کام نہ آئیں گے)۔

اعمال کفار کی بربادی: کیونکہ یہ عام قانون ہے کہ) جن لوگوں نے اپنے رب کو (باقاعدہ نہیں مانا ان کی حالت یہ ہے کہ ان کے اعمال یوں برباد ہیں جیسے وہ راکھ جس کو اس دن میں جس میں ہوائے تند چلتی ہو تیز ہوا اڑا لیجاوے (اور اس کا پتہ بھی نہ چلے کہ کہاں گئی اور اس لئے) وہ اپنے کیے ہوئے کاموں میں سے کچھ بھی نہ پاسکیں گے۔ (حقیقت یہ ہے کہ) یہ ہی (گمشدگی اعمال) بڑی گمشدگی ہے (کیونکہ اس سے بڑھکر اور کیا گمشدگی ہوگی کہ کرنے والے کے ہاتھ ان کا کوئی حصہ بھی نہ لگے گا لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ کفر سے توبہ کر کے اپنے اعمال کو ایسی گمشدگی سے بچاویں تم کو ان اعمال کے ضائع ہونے کا انکار نہ کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نئی مخلوقات پیدا کرنے پر قادر ہے

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں کو اور زمین کو بجا طور پر پیدا کیا ہے (جن کی پیدائش میں ہزاروں حکمتیں اور ہزاروں صنعتیں ہیں اور ان کو لغو اور فضول نہیں پیدا کیا پس ایسے قادر کامل القدرۃ والحکمۃ کے لئے کفار کے اعمال کو کھو دینا کیا مشکل ہے اعمال تو اعمال) وہ اگر چاہے تو خود تم کو فنا کر دے اور تمہارے بجائے نئی مخلوق لے آئے اور یہ خدا کے نزدیک کوئی مشکل کام نہیں (پھر اعمال کفار کو فنا کر دینا کیا مشکل ہے خیر یہ تو اعمال کفار کی حالت تھی جس سے تبعاً امکان قیامت بھی ثابت ہو گیا کیونکہ جب وہ ہر چیز کے بنانے بگاڑنے پر پوری قدرت رکھتا ہے تو پھر قیامت کے وجود میں کیا اشکال ہے)۔

کفار کا اپنے لیڈروں سے سوال

اور (خود کفار کی یہ حالت ہے کہ) وہ سب (اپنے اپنے مقام سے نکل کر) حق تعالیٰ کے سامنے آئیں گے اب کمزور لوگ ان لوگوں سے جو بڑے بنے ہوئے تھے (اور لیڈران قوم کہلاتے تھے) کہیں گے کہ (آپ لوگ ہمارے لیڈر اور) ہم آپ لوگوں کے پیرو تھے سو کیا آج آپ حضرات خدا کے عذاب سے بچانے میں ہمارے کچھ کام آسکتے ہیں وہ (لیڈر) کہیں گے کہ (ہمیں خود اس سے بچنے کا طریق معلوم نہیں) اگر خدا ہمیں کوئی راستہ بتلا دیتا تو ہم تم کو بتلا دیتے (لیکن ایسی صورت میں ہم مجبور ہیں اور آپ صاحبان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے) اب تو خواہ ہم چیخیں چلائیں خواہ صبر کریں ہمارے لئے دونوں برابر ہیں (کیونکہ) کسی صورت سے ہمیں رہائی نہیں ہو سکتی۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ

إِنَّ الظّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ﴿٢٣﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٤﴾ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ ﴿٢٧﴾

ترجمہ: اور (جب قیامت میں) تمام مقدمات فیصل ہوچکیں گے تو شیطان (جواب میں) کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر اور تو کچھ زور نہ چلتا تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا سو تم نے (باختیار خود) میرا کہنا مان لیا تو تم مجھ پر (ساری) ملامت مت کرو اور (زیادہ) ملامت اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہارا مددگار (ہوسکتا) ہوں اور نہ تم میرے مددگار (ہوسکتے) ہو میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس کے قبل (دنیا میں) مجھ کو (خدا کا) شریک قرار دیتے تھے یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب (مقرر) ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ ایسے باغوں میں داخل کئے جاویں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور) وہ ان میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ رہیں گے (اور) وہاں ان کو سلام اس لفظ سے کیا جاوے گا السلام علیکم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ (یعنی کلمہ توحید) کی وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی مثالیں لوگوں کے لئے اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھ لیں اور گندہ کلمہ کی (یعنی کلمہ کفر و شرک کی) مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اس کو کچھ ثبات نہ ہو اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے اور ظالموں کو بچلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

شیطان کا اپنے متعلق جھوٹ اور خدا کے متعلق سچائی کا اعتراف

تفسیر: اور جس وقت معاملہ طے ہو جائے گا (اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کر دیا جاوے گا اور شیطان پر ہر طرف سے حملہ ہوگا اور اس کے تابعین کی جانب سے اس کے لئے لعنت کے ووٹ پاس ہوں گے) تو شیطان (نہایت صفائی سے) کہہ دے گا کہ واقعی خدا

نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے تم سے وعدہ کیا تھا تو جھوٹا کیا تھا۔

شیطان کی صفائی: اور (اگر مجھ پر یہ اعتراض ہو کہ میں نے تم سے جھوٹا وعدہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ) میرا (آپ صاحبوں پر کوئی زور نہ تھا ہاں یہ ضرور ہے کہ میں نے تمہیں دعوت دی تھی جس پر تم نے میری دعوت کو منظور کیا (جو کہ خود تمہارا قصور تھا) پس (براہ مہربانی) آپ صاحبان مجھے ملامت سے معاف رکھیں اور خود اپنے کو ملامت کریں (کہ آپ لوگوں نے آنکھیں کیوں بند کرلیں اور کیوں میری آواز پر میرے ساتھ ہوئے) اب نہ میں آپ صاحبان کی کوئی مدد کرسکتا ہوں اور نہ آپ صاحبان میری مدد کرسکتے ہیں (لہٰذا شکوہ وشکایت کو ختم کرکے اپنے اپنے کئے کی سزا بھگتنا چاہئے) اور (یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہم نے آپ کو خدا کی اطاعت میں حصہ دار بنایا تو) میں آپ لوگوں کے اس فعل کی بالکل ناقدری کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے (خدا کی اطاعت میں) پہلے شریک بنایا تھا (اور اس لئے میں اس کا بالکل ممنون نہیں ہوں) یقیناً یہ ظالم (جنھوں نے مجھے خدا کی اطاعت میں شریک کیا سخت سزا کے مستحق ہیں اور) ان کے لئے سخت تکلیف دہ عذاب ہے۔

مؤمنوں کے لئے انعام واکرام: (خیر یہ تو کفار کی حالت تھی) اور (برخلاف ان کے جو لوگ ایمان لے آئے اور (ایمان لاکر) اچھے کام کئے ان کو ان کے رب کے حکم سے ایسے باغات جس کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی یوں داخل کیا جاوے گا کہ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ان میں ان کی آپس کی دعا سلام ہوگی (جو دلیل ہے ان کی آپس کی محبت اور خیر خواہی کی جو کہ مستقل طور پر ایک نعمت ہے یہ حالت تھی مؤمنوں کی پس لوگوں کو چاہئے کہ ان دونوں حالتوں کا موازنہ کرکے بہتر حالت کو اختیار کریں اور کفر سے تائب ہوکر ایمان لے آویں)۔

کلمہ توحید اور ایمان کی مثال

دیکھو تو سہی اللہ نے کلمہ[1] طیبہ (کلمہ توحید وایمان) کو مثال کے لحاظ سے کس طرح (خوبی سے) بیان کیا ہے (چنانچہ اس نے کہا ہے کہ) وہ ایک ایسے درخت کی مانند ہے جس کی جڑ پائیدار ہے اور اس کی شاخیں آسمان کو جارہی ہیں (اور) ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے (پس جس طرح یہ درخت نہایت مضبوط اور عالی شان ہے اور ہر وقت فائدہ بخش ہے یوں ہی کلمہ طیبہ اپنی ذات سے نہایت پائدار اور مضبوط ہے کہ اسے کوئی دلائل سے ہلا بھی نہیں سکتا اور اپنی رفعت شان کے لحاظ سے بھی اتنا بڑا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کلمہ نہیں اور فائدہ کے لحاظ سے بھی یہ حالت ہے کہ اپنے ماننے والوں کو ہر وقت نفع پہنچاتا ہے) لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ اس کو قبول کریں اور اس کے دائمی اور غیر منقطع فوائد سے بہرہ ور ہوں کیونکہ اس مثال سے یہی مقصود ہے) اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے اس لئے مثالیں بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ نصیحت قبول کریں (اور یہ اس کی انتہائی رحمت ہے کہ وہ لوگوں کے نفع کے لئے بجز جبر کے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرتا ہے اور جبر خفی یا جلی کو جو اختیار نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے مقصد امتحان فوت ہوتا ہے۔

کفر وشرک کی مثال: خیر یہ مثال تو کلمہ طیبہ کی تھی) اور (اس کے برعکس) بری بات (یعنی کلمہ کفر وشرک) کی ایسی مثال ہے جیسے ایک نہایت برا درخت (جو نہایت بدمزہ اور بدبو ہونے کی وجہ سے قابل نفرت ہو اور) جس کو زمین پر سے اکھاڑ لیا گیا ہو جس کے لئے کوئی جماؤ نہ ہو (پس جس طرح درخت مذکور اپنے خبث کی وجہ سے قابل نفرت اور تکلیف دہ اور نہایت کمزور ہے یوں ہی کلمہ کفر بھی سخت قابل نفرت اور تکلیف دہ اور اتنا کمزور ہے کہ دلائل کے سامنے ذرا نہیں ٹھہر سکتا لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ ایسے کمزور اور قابل نفرت وتکلیف دہ چیز سے احتراز کریں۔

---

[1] كلمة طيبه مفعول يضرب و مثلا تميز عن النسبته التعليقيته اى نسبته الفعل الى المفعول اى نسبته ضرب الى كلمة طيبته' والمعنى كيف ضرب الله مثل كلمة طيبته ١٢.

فائدہ: اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بعض احادیث مرفوعہ میں آیا ہے کہ مؤمن کی مثال ایسی ہے جیسے کھجور کا درخت اس کو بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر قرار دے کر شجر طیبہ سے کھجور کا درخت مراد لیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیثیں آیت کی تفسیر نہیں بلکہ علیحدہ مثال ہیں کیونکہ آیت میں ممثل لہ کلمہ طیبہ ہے اور حدیث میں مؤمن' نیز آیت میں تشبیہ پائداری رفعت شان اور دائماً نافع ہونے میں ہے اور حدیث میں تشبیہ سراء وضراء' رنج وراحت' خوشی وغمی ہر حالت میں خوش ہونے میں پس دونوں تشبیہیں جداگانہ ہیں ہاں بعض دوسری روایات میں خود کلمۂ طیبہ کی کھجور سے تشبیہ ہے لیکن وہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں بلکہ موقوفاً صحیح ہے کیونکہ ابن علیہ مہدی ابن میمون اور معمر نے اس کو شعیب سے موقوفاً علی انس روایت کیا ہے اور اسی کے موافق شعبہ نے معاویہ بن قرہ سے موقوفاً علی انسؓ سے روایت کیا ہے اور حماد بن سلمہ کبھی اس کو شعیب سے دوسرے راویوں کے موافق موقوفاً روایت کرتے ہیں اور کبھی مرفوعاً' لیکن چونکہ حماد بن سلمہ آخر میں مختلف ہوگئے تھے اس لئے ان کی وہی روایت صحیح ہے جو دوسروں کے موافق ہو اور جس میں یہ منفرد ہیں وہ صحیح نہیں لہٰذا یہ تفسیر حجت نہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہاں مشبہ بہ ایک فرضی درخت ہے ورنہ کھجور کو کلمہ طیبہ سے نہ استواری میں نسبت ہے نہ نافعیت میں نہ رفعت میں پھر اس کو مشبہ بہ کیسے مانا جاسکتا ہے اس کے علاوہ تو تی اکلھا کل حین بھی اس تفسیر سے آبی ہے کیونکہ کھجور سال بھر یا چھ مہینے میں پھل دیتی ہے اور کلمہ طیبہ ہر وقت اور حین کی تفسیر ستۃ اشھر باسنتہ سے بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔

کلمہ ایمان اور کلمہ کفر کے اثرات

اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کلمہ ایمان اور کلمہ کفر کی مثال بیان کر کے اب ان دونوں کا اثر بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم کو کلمہ ایمان وکلمہ کفر کی مثالیں معلوم ہوگئیں اب ان کا اثر سنو) جو لوگ ایمان لائے ان کو اللہ تعالیٰ اس پائیدار بات کے ذریعہ سے دنیا میں بھی جمائے رکھے گا اور آخرت میں بھی (کہ وہ دونوں جہان میں اس پر ثابت قدم رہیں گے اور متزلزل نہ ہونگے) اور جو لوگ ظلم پر کمربستہ ہیں (اور کفر سے باز ہی نہیں آنا چاہتے) ان کو (ان کے عناد کے سبب) گمراہ رکھے گا اور جو خدا چاہتا ہے کرتا ہے (اس کے فعل میں نہ کسی کو مزاحمت کا حق ہے اور نہ کوئی مزاحمت کرسکتا ہے اے نبی) کیا تم نے ان (ظالمون) کو نہیں دیکھا جنہوں نے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلُّوا عَن سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ﴿٣١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝

ترجمہ: کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچا دیا وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے ساجھی قرار دیئے تا کہ (دوسروں کو بھی) اس کے دین سے گمراہ کریں آپ کہہ دیجئے کہ چندے عیش کر لو کیونکہ اخیر انجام تمہارا دوزخ میں جانا ہے ا) جو میرے خالص ایمان والے بندے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور آشکارا خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی (یعنی مینہہ) برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی (اور جہاز) کو مسخر بنایا تا کہ وہ خدا کے حکم (قدرت) سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو (اپنی قدرت) کا مسخر بنایا اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا جو ہمیشہ چلتے ہی رہتے ہیں اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا اور جو جو چیز تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر (ان کو) شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے (مگر) سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف بڑا ہی ناشکر ہے۔

نعمت خداوندی کی ناقدری اور اس کا انجام

تفسیر: ناقدری سے حق تعالیٰ کی نعمت کو بدل دیا (مثلاً ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کیا الیٰ غیر ذلک) اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں جا اتارا (ذرا دیکھو تو سہی کہ ان لوگوں نے کس قدر نادانی کی یقیناً بہت سخت نادانی کی کیونکہ اب) وہ سب اس (دوزخ) میں داخل ہوں گے (اور اسی میں رہیں گے) اور یہ (رہنا) نہایت برا رہنا ہے (خدا بچاوے) اور (یہ کس قدر غضب کی بات ہے کہ) انہوں نے خدا کے شریک بنائے تا کہ (لوگوں کو ان میں پھنسا کر) اس کی راہ سے بھٹکائیں (اچھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ کچھ دنوں مزے کر لو (انجام کار) تمہیں دوزخ کو جانا ہوگا (یہ کہہ کر انہیں تو چھوڑ دیئے۔

ایمان والوں کو پیغام خداوندی

اور) میرے ان بندوں سے جو ایمان لے آئے ہیں یہ کہہ دیجئے کہ وہ اس دن سے پہلے جس میں (نہ نیکیوں کی) خرید و فروخت ہوگی نہ دوستانہ (لین دین جس قدر بھی ہو سکے خوب (باقاعدہ نماز پڑھ لیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خفیہ طور پر اور ظاہراً طور (خدا کی راہ میں) خوب خرچ کر لیں (یہ تخصیص بطور تمثیل اور اہتمام کے لئے ہے اور مقصود یہ ہے کہ جو کچھ عبادات بدنیہ و مالیہ ہو سکیں کر لیں ورنہ وقت ہاتھ سے نکل جانے کے بعد پچھتانا ہوگا اور کفار کی طرح آخرت سے بے پروا ہو کر اپنا نقصان نہ کریں اور قطع نظر نفع نقصان سے خود حق تعالیٰ کا منعم ہونا بھی اس کی اطاعت کا مقتضی ہے بس اس جہت سے بھی تمہیں اس کی اطاعت میں مصروف رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے انسانوں پر احسانات

دیکھو) حق تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمانوں سے مینہ برسایا اور اس سے تمہیں رزق دینے کے لئے مختلف قسم کے پھل پیدا کئے اور تمہاری خاطر کشتیوں کو مسخر کیا تا کہ اس کے حکم سے (دریا میں) چلیں (اور تم ان سے اپنا کام نکالو) اور تمہاری خاطر دریاؤں کو مسخر کیا (تا کہ وہ اس کے حکم سے کشتیوں کو ڈبوئیں نہیں) اور تمہاری خاطر آفتاب و ماہتاب کو ایسی حالت میں مسخر کیا کہ وہ ہمیشہ چلتے رہتے ہیں (تا کہ ان سے تم کو مختلف قسم کے منافع پہنچیں) اور تمہاری خاطر رات اور دن کو مسخر کیا (تا کہ وہ تمہارے کاروبار اور راحت و آرام میں کار آمد ہوں) اور ان کے علاوہ وہ سب چیزیں بھی تم کو دیں (جو اپنے مناسب حال) تم نے اس سے مانگیں (اور جن کا دینا خلاف حکمت نہ تھا یہ مختصر سانمونہ ہے حق تعالیٰ کے انعامات کا)۔

اللہ تعالیٰ کے بیشمار انعامات اور ان کا تقاضا

اور اگر تم خدا کی کل نعمتوں کو گنوتو (وہ اتنی ہیں کہ) تم ان کو شمار نہ کر سکو گے (پس کیا اتنا بڑا منعم قابل شکر نہیں ہے اور کیا کسی کو گنجائش ہے کہ ایسے منعم کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرے یا کم از کم اس کی نافرمانی کرے) یقیناً آدمی نہایت ہی بے انصاف اور بڑا ناقدردان ہے) جو ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے اس کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرتا یا اس کی اطاعت میں کوتاہی کرتا ہے یہاں تک استطرادی مضامین بیان فرما کر پھر اصل مضمون کی طرف عود فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں)

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ
رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ
الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ
شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ ۗ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ
دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اور جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجئے اور مجھ کو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھیئے۔ اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس بات میں) میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت (اور)

کثیر الرحمت ہیں اے رب ہمارے میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک (کف دست) میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں اے رب ہمارے تا کہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے اور ان کو (محض اپنی قدرت سے) پھل کھانے کو دیجئے تا کہ یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر کریں اے ہمارے رب آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو ہم اپنے دل میں رکھیں اور جو ظاہر کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے (تو) کوئی چیز بھی مخفی نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں تمامی حمد (وثنا) خدا کے لئے (سزاوار) ہے جس نے مجھ کو بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ (دو بیٹے) عطا فرمائے حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا (خاص) اہتمام رکھنے والا رکھئے اور میری اولاد میں بھی بعضوں کو اے ہمارے رب اور میری (یہ) دعا قبول کیجئے اے ہمارے رب میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مومنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن۔

شہر مکہ کے لئے اور اپنی اولاد کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی دعاء

تفسیر: اور (کیا تمہارے پاس ابراہیمؑ کی خبر نہیں آئی) جبکہ ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ اے رب اس شہر (مکہ) کو بے خطر بنا دے (تا کہ یہاں خونریزی وغیرہ نہ ہو جس پر احترام حرم کا قانون مقرر کر کے اس کو بے خطر بنا دیا گیا) اور (جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ اے میرے رب) آپ مجھے اور میرے بیٹوں کو اس سے دور رکھئے کہ ہم بتوں کی پوجا کریں اے میرے رب انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے (اس لئے خطرہ ہے کہ کہیں خدانخواستہ میری اولاد بھی اس گمراہی میں نہ پھنس جاوے) سو (میں صاف اعلان کرتا ہوں کہ) جو میرا اتباع کرے وہ تو میرا ہے اور جو میری مخالفت کرے تو (آپ اسے ہدایت فرمایئے اور ہدایت فرما کر اس کے گناہ معاف کیجئے کیونکہ) آپ نہایت بخشنے والے اور بڑی رحمت والے ہیں (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ کو بت پرستی سے کیسی نفرت تھی اور وہ اپنی اولاد کو کس حال میں دیکھنا پسند کرتے تھے۔

وادی غیر ذی زرع میں آبادی کی وجہ اور فراوانی رزق کی التجا

خیر انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ) اے ہمارے رب میں نے اپنے بال بچوں کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک ایسی وادی میں آباد کیا ہے جو نا قابل زراعت ہے (اور) اے ہمارے رب (میں نے انہیں اس لئے آباد کیا ہے) تا کہ وہ (خاص آپ کی عبادت کریں اور بالخصوص) باقاعدہ نماز پڑھیں پس آپ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کیجئے اور انہیں پھل (غلہ وغیرہ) کھانے کو دیجئے امید ہے کہ وہ (آپ کی نعمتوں کا) شکر کریں گے اے ہمارے رب آپ سب جانتے ہیں جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں (اس لئے آپ جانتے ہیں کہ جو باتیں میں نے عرض کی ہیں وہ ہی میرا مقصود ہیں اور کوئی بات بناوٹ کی نہیں ہے پس آپ میری ان درخواستوں کو قبول فرمایئے یہ ابراہیمؑ کا بیان ہے) اور (یہ بیان ان کا بالکل صحیح ہے اور حقیقت یہی ہے کہ) اللہ تعالیٰ سے نہ زمین میں کوئی چیز مخفی ہے نہ آسمان میں (خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا اب ہم ابراہیمؑ کے بیان کو پورا کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبولیت دعاء پر شکرانہ

اور کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا تھا کہ) قابل حمد ہے وہ خدا جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ (دو بیٹے)

دیجئے' واقعی میرا رب بڑا دعا کا سننے والا ہے (کہ اس نے اولاد کی بابت میری دعاء قبول کرلی) اے میرے رب (جس طرح آپ نے میری درخواست پر مجھے اولاد دی یوں ہی) آپ مجھے بھی نماز پڑھنے والا رکھیئے اور میری اولاد میں سے بھی (ایسے لوگ پیدا کیجئے) اے ہمارے رب (آپ ضرور ایسا کیجئے اور میری دعا کو قبول فرمالیجئے' اے[1] ہمارے پروردگار آپ اس روز جس روز حساب برپا ہو مجھے بھی بخش دیجئے اور میرے ماں باپ کو بھی اور تمام مؤمنین کو بھی پس ابراہیمؑ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ ان کو بت پرستی سے سخت نفرت تھی اور ان پر توحید کا رنگ چڑھا ہوا تھا اور وہ اپنی اولاد کو بھی اسی رنگ میں دیکھنا چاہتے تھے پس ان مشرکین کو جو کہ ان کی اولاد ہیں اور اپنے کو ان کے مذہب پر کہتے ہیں ان کے اسی بیان سے سبق لینا چاہئے الغرض آپ کی قوم کی روش بالکل حق تعالیٰ کے خلاف ہے جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوا)۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۥ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾

مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾ وَاَنْذِرِ

النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ

دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَّسَكَنْتُمْ

فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿٤٥﴾

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا

تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ

وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ﴿٤٩﴾

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

ترجمہ: اور (اے مخاطب) جو کچھ یہ ظالم (کافر) لوگ کر رہے ہیں اس سے خدائے تعالیٰ کو بے خبر مت سمجھ (کیونکہ) ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی نگاہیں پھٹی رہ جاویں گی دوڑتے ہوں گے اپنے سر اوپر اٹھا رکھے ہوں گے (اور) ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آوے گی اور ان کے دل بالکل بدحواس ہوں گے اور

---

[1] الظاهر ان هذا الدعاء كان فى حياة والديه و يلزم من ذكر الا دعيته معا تحققها فى وقت واحد فلا يتوجه الاشكال على دعائه لابيه بالمغفرة بعد موت ابيه على الكفر ۱۲.

آپ ان لوگوں کو اس دن سے ڈرایئے جس دن ان پر عذاب آپڑے گا پھر یہ ظالم لوگ کہیں گے اے ہمارے رب ایک مدت قلیل تک ہم کو اور مہلت دیدیجئے ہم آپ کا سب کہنا مان لیں گے اور پیغمبروں کا اتباع کریں گے کیا تم نے اس کے قبل قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تم کو کہیں جانا ہی نہیں ہے حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا اور تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں اور ان لوگوں نے بہت سی اپنی بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں اور ان کی تدبیریں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جاویں پس اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست پورا بدلہ لینے والا ہے جس روز دوسری زمین بدل دی جاوے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے اور تو مجرموں (یعنی کافروں) کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا (اور) ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوگی تا کہ اللہ تعالیٰ ہر (مجرم) شخص کو اس کے کیے کی سزا دے یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے یہ (قرآن) لوگوں کے لئے احکام کا پہنچانا ہے اور تا کہ اس کے ذریعہ سے (عذاب سے) ڈرائے جاویں اور تا کہ اس بات کا یقین کرلیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے اور تا کہ دانشمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔

ظالموں سے خدا بے خبر نہیں

تفسیر: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ سمجھیں[1] کہ خدا ان ظالموں کے افعال سے جو وہ کرتے ہیں بے خبر ہے (کیونکہ واقعہ یہ نہیں ہے بلکہ) بات صرف اتنی ہے کہ وہ ان کو اس دن کے لئے مہلت دے رہا ہے جس میں (حیرت و دہشت سے) آنکھیں کھلی رہ جائیں گی بحالیکہ وہ منہ اٹھائے (موقف کی طرف بلانے والی کی آواز پر) یوں دوڑتے ہوں گے کہ ان کی پلک نہ جھپکے گی اور ان کے دل ہوا[2] ہوں گے (پس اس روز ان کو ان کے ان افعال کی قرار واقعی سزا دی جائے گی کیونکہ فیصلہ کے لئے یہی دن مقرر ہے اور اس سے پہلے جو دنیا میں سزا دی جاتی ہے وہ اصل سزا نہیں ہے بلکہ وہ ایک انتظامی اور وقتی کارروائی ہوتی ہے جو کہ مصلحت پر موقوف ہے)۔

عذاب الٰہی سے ڈرایا جائے: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اس دن سے ڈرایئے جس میں ان کے پاس عذاب آئے گا اور ظالم لوگ یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ ہمیں تھوڑے دنوں اور مہلت دیجئے ہم آپ کی دعوت قبول کریں گے اور آپ کے رسولوں کا اتباع کریں گے (اس پر ان سے کہا جاوے گا کہ اب یہ درخواست کیوں ہے) اور کیا تم اس سے پہلے قسمیں نہ کھاتے تھے کہ تمہارے لئے دنیا سے انتقال نہیں ہے (کیونکہ تم کہتے تھے کہ ہم مریں گے ضرور مگر مر کر مٹی ہو جاوینگے اس لئے ہم مر کر بھی دنیا ہی میں رہیں گے اور یہاں سے کہیں نہیں جاسکتے) حالانکہ تم اپنے سے پہلے ظالموں کے گھروں میں رہتے تھے (جو کہ انہیں باتوں کی بدولت ہلاک کردیئے گئے تھے) اور تم کو معلوم ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا (جس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ تم ان سے عبرت حاصل

---

[1] ليس المقصود منه النهي عن الحسبان حقيقته بل المقصود المبالغة في الوعيد بحسب المعرف ۱۲.

[2] هذه محاورة الهند وهي ماخوذة من العربية فلاحاجة الى ترجمة الهواء ۱۲.

کرتے اور ہم نے تمہارے سامنے مثالیں بھی بیان کی تھیں (جن سے تم کو سمجھایا گیا تھا کہ جن باتوں کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے وہ ناممکن نہیں ہے مگر باوجود ان باتوں کے تم نے ایک نہ سنی الغرض ان کی یہ درخواست نامنظور ہوگی اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ جائیں گے۔

اہل مکہ کی خوفناک تدبیریں

اور ان لوگوں پر (اہل[1] مکہ) نے (اسلام کے خلاف) تدبیریں کیں اور ان کی جملہ تدبیریں (جو وہ کر چکے ہیں یا آئندہ کریں) حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اگرچہ ان کی تدبیریں ایسی (ایسی زبردست کیوں نہ) ہوں کہ ان سے پہاڑ ٹل جائیں لہٰذا (وہ لوگ ان تدبیروں سے کامیاب نہیں ہوسکتے اور خدا ان کو ضرور پکڑے گا کیونکہ حق تعالیٰ نے جو اپنے رسولوں سے تعذیب کفار کا وعدہ کیا ہے وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا اور) تم یہ نہ سمجھو[2] کہ خدا اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا یقیناً اللہ تعالیٰ کوئی اس کے حکم کی مزاحمت کرنے والا نہیں) پس اسے عذاب بھیجنا کیا مشکل ہے) اور وہ[3] بہت جلد حساب لینے والا ہے (اس لئے اس قسم کی باتیں کرنے والوں کو ہوشیار رہنا چاہئے) اور (ان کو جان لینا چاہئے کہ) ان سے پہلے لوگوں نے بھی خلاف تدبیریں کی تھیں تو (ان سے کیا ہوا کچھ بھی نہیں کیونکہ) جملہ تدابیر حق تعالیٰ کی (ملک اور اس کے قبضہ میں) ہیں نیز وہ ہر شخص کے ہر کام کو جانتا ہے جو وہ کرتا ہے (پھر اس کے مقابلہ میں ان کی تدبیریں کیا چلتیں پس اس طرح ان کی تدبیریں بھی بے کار ہوں گی یہ تو دنیا کی حالت ہے) اور آئندہ ان کافروں کو یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ اس جہان (آخرت) کا نیک انجام کس کا حصہ ہے اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم خدا کے بھیجے ہوئے نہیں ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کیلئے) خدا اور وہ لوگ جن کو پہلی کتابوں (توراۃ و انجیل کا علم ہے کافی گواہ ہیں (اور یہ دونوں میری تصدیق کرتے ہیں چنانچہ حق تعالیٰ کی تصدیق قرآن اور دوسرے دلائل سے ہے اور علماء کتاب کی تصدیق صراحۃً موجود ہے پس میرا صدق ثابت ہے اگر اب بھی تم نہ مانو تو تم جانو واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۞

ترجمہ: سورۂ حجر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ننانوے (۹۹) آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ الٓر یہ آیتیں ہیں ایک کامل کتاب اور قرآن واضح کی۔

آیات قرآنی کتاب الٰہی میں

تفسیر: (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ہم شہادت دیتے ہیں کہ) یہ (آیتیں جو آپ کے سامنے پڑھی جارہی ہیں) کتاب (الٰہی) اور قرآن مبین کی آیتیں ہیں (اور آپ کی بنائی ہوئی نہیں ہیں اور جو لوگ ان کے منکر ہیں وہ یقیناً غلطی پر ہیں۔

---

[1] کذا قال الشاہ عبدالقادر الدھلوی قدس سرہ وھو الظاھر عندی ۱۲ [2] ھذا کلام یستعمل بحسب العرف لتاکید الصدق لیس المقصود النھی عن الحسان حقیقۃً ۱۲۔ [3] یہاں معلوم ہوتا ہے کہ متعلقہ آیتوں کی تفسیر رہ گئی ہے اور کہیں اور کا حصہ خلط ملط ہو کر آ گیا ہے ۱۲ ظفیر۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ۝

ترجمہ: کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کیا خوب ہوتا اگر وہ (یعنی ہم دنیا میں) مسلمان ہوتے آپ ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے کہ وہ (خوب) کھالیں اور چین اڑالیں اور خیالی منصوبے ان کو غفلت میں ڈالے رکھیں ان کو ابھی حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے اور ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں ان سب کے لئے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے کوئی امت اپنی میعاد مقرر سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے اور نہ پیچھے رہی ہے اور ان کفار (مکہ) نے یوں کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تم مجنون ہو (اور نبوت کا غلط دعویٰ کرتے ہو) (ورنہ) اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے ہم فرشتوں کو صرف فیصلہ ہی کے لئے نازل کیا کرتے ہیں اور اگر ایسا ہوتا تو اس وقت ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ اور نگہبان ہیں اور ہم نے آپ کے قبل بھی پیغمبروں کو اگلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو اسی طرح ہم یہ استہزاء ان مجرمین کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں (جس کی وجہ سے) یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور یہ دستور (پہلوں) سے ہی ہوتا آیا ہے (پس آپ غمگین نہ ہوں اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں پھر یہ دن کے وقت اس میں (سے آسمان پر) چڑھ جاویں تب بھی یوں کہہ دیں کہ ہماری نظر بندی کردی گئی تھی بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے۔

کافروں کا پچھتاوا

تفسیر: چنانچہ ایک روز ایسا آئے گا کہ) یہ منکر لوگ بہزار جان یہ چاہیں گے کہ کاش وہ (ان کے ماننے والے اور ان کے سامنے

سرخم کرنے والے ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے انکار کی پرواہ نہ کیجئے اور) انہیں چھوڑ یئے کہ یہ خوب کھائیں اور خوب مزے اڑائیں اور (ہمیشہ دنیا میں رہنے کی) لایعنی توقع انہیں غافل رکھے عنقریب انہیں (اسکا نتیجہ) معلوم ہو جائے گا اور (ان کو اس سے دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ ہم نے اب تک ان پر مواخذہ نہیں کیا' کیونکہ) ہم نے (پہلے بھی) جس بستی کو ہلاک کیا ہے ایسی ہی حالت میں کیا ہے کہ اس کے لئے ایک معلوم نوشتہ تھا کہ (وہ فلاں وقت تک باقی رکھی جاوے گی اور اس کے بعد ہلاک کر دی جاوے گی پس اسی قسم کا نوشتہ ان کے لئے بھی ہے اور ان کے اب تک ہلاک نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ابھی ان کا وقت نہیں آیا کیونکہ) کوئی جماعت نہ اپنے وقت معین سے سبقت کرتی ہے (کہ اس سے پہلے ہلاک ہو جاوے) اور نہ اس سے پیچھے ہو سکتی ہے (کہ وقت آنے کے بعد بھی باقی رہے)۔

کافروں کی طرف سے دیوانگی کا الزام اور عذاب کا مطالبہ

اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اے وہ شخص جس پر (ان کے زعم میں) وعظ اتارا گیا ہے تو یقیناً دیوانہ ہے اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس (اپنی شہادت کے لئے یا عذاب کے لئے فرشتہ کیوں نہیں لاتا (لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا قاعدہ ہے کہ) ہم فرشتے صرف ایک ہونے والی بات (یعنی نہ ٹلنے والے عذاب) کے ساتھ لاتے ہیں اور (جب ہم فرشتے لاویں گے تو عذاب کے ساتھ لاویں گے اور) اس وقت ان کو مہلت نہ دی جاوے گی (پس یہ درخواست ان کی محض احمقانہ ہے غرض یہ تو ان کے اس قول کا جواب تھا کہ تم ہمارے پاس فرشتے نہیں لاتے۔

نزول قرآن اور اس کی حفاظت

اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر وعظ نازل کیا گیا ہے) جس سے مقصود طنز اور انکار و استہزاء ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ) واقعی ہمیں نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کو (علی زعم انہم قیامت تک) محفوظ رکھیں گے (کہ نہ اس میں تحریف ہو سکے گی اور نہ وہ ضائع ہوگا بلکہ ہمیشہ کفار کے دلوں کے لئے داغ اور ان کے لئے موجب غبطہ رہے گا) اور (ان کے استہزاء کا جواب یہ ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ) ہم نے تم سے پہلے اگلی جماعتوں میں بھی رسول بھیجے تھے اور (ان کی حالت بھی یہی تھی کہ) ان کے پاس کوئی رسول نہ آتا تھا جس کے ساتھ وہ (یوں ہی) تمسخر نہ کرتے ہوں سو (جس طرح یہ لوگ آپ کے ساتھ کرتے ہیں' دیکھئے) ہم جرائم پیشہ لوگوں کے دلوں میں یوں ہی (استہزاء) داخل کر دیتے ہیں (جس طرح سے ہم نے ان لوگوں کے دل میں اسے داخل کر دیا تھا' الغرض) یہ لوگ اس پر ایمان نہ لاویں گے اور (نہ لائیں کوئی مضائقہ کی بات نہیں کیونکہ) پہلوں کا معاملہ گذر ہی چکا ہے (وہی ان کا ہوگا)۔

نہ ماننے کے لئے ہزار بہانے

اور (وہ جو کہتے ہیں کہ تم ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے تو یہ بھی ان کی محض ایک ضد اور معاندانہ کارروائی ہے ورنہ وہ نزول ملائکہ پر تو کیا ایمان لاتے ان کی تو یہ حالت ہے کہ) اگر ہم خود ان کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیتے اور دن کے وقت جب کہ نیند یا اونگھ کا احتمال بھی نہیں) اس میں چڑھتے تب بھی وہ نہ مانتے اور یہی کہتے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے (اور نظر بندی کیسی) بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے (اور ہماری عقل بھی درست نہیں ہے)۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾
اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا
رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ
لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾
وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾
وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ
عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: اور بیشک ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے پیدا کئے اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو آراستہ کیا اور اس کو ہر شیطان مردود سے محفوظ فرمایا ہاں مگر کوئی بات (فرشتوں کی) چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہو لیتا ہے اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے اور اس میں ہر قسم کی (ضرورت کی نباتی) چیز ایک معین ومقدار سے اگالی اور ہم نے تمہارے واسطے اس مین معاش کے سامان بنائے اور ان کو بھی معاش دی کہ جن کو تم روزی نہین دیتے اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے سب خزانے کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں اور ہم اس کو ایک معین مقدار سے اتارتے رہتے ہیں ہم اپنی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو کہ بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں پھر ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں پھر وہ پانی تم کو پینے کو دیتے ہیں اور تم اتنا پانی جمع کر کے نہ رکھ سکتے تھے اور ہم ہی ہیں کہ زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور (سب کے مرنے کے بعد) ہم ہی (باقی) رہ جائیں گے اور ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں اور بے شک آپ کا رب ہی ان سب کو (قیامت میں) محشور فرمائے گا بیشک وہ حکمت والا ہے علم والا ہے۔

شیطان سے حفاظت اور اس کی سزا

تفسیر: اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معلوم ہونا چاہئے) کہ یقینا ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور ہم نے (ان سے) اس کو مزین کیا اور ہم نے اس کو ہر مردود شیطان سے محفوظ کیا بجز اس کے جو چوری سے کچھ سنے جس پر اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ[1] ہو (پس حاصل یہ ہوا کہ آسمان ہر طرح شیاطین سے محفوظ ہے کیونکہ اول تو وہاں جا کر سننے کی کسی کو اجازت ہی نہیں اور اگر کوئی شامت کا مارا چوری چھپے چلا بھی گیا تو شعلہ اس کی خبر لیتا ہے اور اس لئے وہ کچھ نہیں سن سکتا خیر ہم نے آسمانوں کے متعلق تو یہ کیا جو ابھی تم سن چکے۔

[1] قرآن میں اس کی تصریح نہیں کہ یہ جو ستارے ٹوٹتے دیکھے جاتے ہیں یہی وہ شہاب ہیں جن سے طرد شیاطین ہوتا ہے فلا اشکال۔

زمین اور اس کے فوائد

اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں مضبوط پہاڑ قائم کئے اور ہم نے اس میں ہر قسم کی چیزیں پیدا کیں جو کہ (ہمارے نزدیک) نپی تلی ہیں اور ہم نے تمہاری خاطر اس میں تمہاری معیشت کے سامان پیدا کئے اور (تمہاری خاطر[1] اس میں) ان کو بھی (پیدا کیا) جن کو تم غذا نہیں دیتے (بلکہ صرف ہم دیتے ہیں) اور (یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہم اتنی مخلوق کو کھانا پینا وغیرہ کیسے دیتے ہیں کیونکہ) کوئی ایسی چیز نہیں جس کے ہمارے یہاں غیر متناہی خزانہ نہ ہوں اور یہ جو دنیا میں بھیجتے ہیں، یہ تو صرف ایک خاص اندازہ سے بھیجتے ہیں (یعنی جتنی ضرورت ہوتی ہے اس قدر بھیجتے ہیں اس لئے یہ خزائن مخزونہ کے لحاظ سے بہت تھوڑا ہے اور اس کو ان سے کچھ نسبت ہی نہیں لہٰذا تعجب کی کوئی بات نہیں)۔

ہوا اور اس کے فائدے

اور ہم نے ہواؤں کو ایسی حالت میں بھیجا کہ[2] پانی سے پُر تھیں) اس کے بعد ہم نے آسمان سے پانی برسایا اس کے بعد ہم نے تمہیں پینے کو دیا اور خود تم اس کے خازن نہیں ہو (کہ تم نے اپنی قدرت و قوت سے جمع کر رکھا ہو اور اس کو اپنے کام میں لا رہے ہو)۔

موت و حیات: اور ہم ہی زندگی بھی دیتے ہیں اور موت بھی اور ہمیں (سب کے مرنے کے بعد ان کے پیچھے رہنے والے ہیں اور ہم کو تم سے پہلوں کا بھی علم ہے اور ہمیں پچھلوں کا علم ہے اور (جب کہ یہ تمام امور جو بطور مقدمات کے تھے معلوم ہو گئے تو اب تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی رب (جس کے کمال علم اور کمال قدرت اور کمال صنعت اور کمال انتظام کی یہ حالت ہے جو اوپر معلوم ہوئی) ان کو (قیامت میں) جمع کرے گا (اور ان سے ان کے انکار و استہزاء وغیرہ کا بدلہ لے گا) بلا شبہ وہ بڑا حکمت والا اور بڑا علم والا ہے (اس لئے وہ جانتا ہے کہ ان کو کس وقت سزا دینا مناسب ہے اور کب تک مہلت دینا)۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٦﴾ وَالْجَانَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٨﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ إِلَّآ إِبْلِيْسَ ؕ أَبٰٓى أَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ يٰٓإِبْلِيْسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ أَكُنْ لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٣٤﴾ وَّإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣٥﴾

---

[1] اشارة الى ان قوله و من لستم له (برازقين معطوف على قوله معايش وكونه لنا معلوم من قوله وخلقنالكم ماذا الارض جميعا وفى قوله لستم برازقين اشارة الى انعام مستقل هوا نالرزق من تنتفعون به تخلقه انعام ورزقه انعام آخر لان قاعده الغرم بالغنم كانت تقتضى ان يكون رزقه على من ينتفع به كما فى العبيد والحيوانات المملوكة بحسب الظاهر فلا يتحمل رزقه الله سبحانه مع اجازة الانتفاع فهو' انعام منه جل شانه.

[2] اشارة الى ان اللواقح جمع لا قح ولقاح الريح اشتما لها على البخارات الطيفة التى تصير ماء بامهابة البرد ٢ ا.

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰى یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٣٩﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ﴿٤١﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿٤٢﴾ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿٤٤﴾

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا اور جن کو اس کے قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب آپ کے رب نے ملائکہ سے (ارشاد) فرمایا کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں سو جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں تو تم سب اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو سارے کے سارے فرشتوں نے (آدمؑ) کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ اس نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھ کو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا ہے ارشاد ہوا (تو اچھا پھر تو) آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو مردود ہو گیا اور بے شک تجھ پر (میری) لعنت رہے گی قیامت کے دن تک کہنے لگا تو پھر مجھ کو (مرنے سے) مہلت دیجئے قیامت کے دن تک ارشاد ہوا تو (جا) تجھ کو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا اے میرے رب بسبب اس کے کہ آپ نے مجھے (بحکم تکوین) گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں ان کی نظر میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں ارشاد ہوا کہ (ہاں) یہ ایک سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے واقعی میرے ان بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا ہاں مگر جو گمراہ لوگوں میں سے تیری راہ پر چلنے لگے (تو چلے) اور (جو لوگ تیری راہ پر چلیں گے) ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے (میں سے جانے) کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں۔

انسان اور جنات کی پیدائش

تفسیر: اور ہم نے آدمی کو سڑے ہوئے گارے کے کھن کھن بجنے والے پتلے سے پیدا کیا اور اس سے پہلے جن کو لو کی آگ سے پیدا کر چکے تھے (اور جب کہ ہم ان کو اس طرح ابتداء پیدا کرنے پر قادر ہیں تو ہمیں ان کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے پس یہ بھی ایک دلیل ہے حشر کی) اور چونکہ اسی جگہ انسان اور جن کی پیدائش کا ذکر آ گیا ہے اور یہ ہی پیدائش بنیاد ہے آدمؑ وابلیس کے قصہ کی اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ عبرت کے لئے اس قصہ کو بیان کیا جاوے لہٰذا کیا جاتا ہے کہ) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار

نے فرشتوں سے کہا کہ میں آدمی کو سڑی ہوئی مٹی کے کھن کھن بولنے والے پتلے سے پیدا کرونگا' پس جس وقت میں اسے ہموار (اور مکمل) کر چوں اور میں اس میں (خاص اپنی بنائی ہوئی) جان ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا تو (فرشتوں نے اس حکم کو مانا اور) تمام فرشتوں نے سجدہ کیا' بجز ابلیس کے کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا۔

ابلیس سے سجدہ نہ کرنے پر باز پرس اور عتاب الٰہی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے کہا کہ اے ابلیس تیرے لئے کیا عذر ہے کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا اس نے کہا کہ میں اس لئے نہیں تھا کہ اس آدمی کو سجدہ کروں' جس کو آپ نے سڑی ہوئی مٹی کے (خشک) کھن کھن بولنے والے پتلے سے پیدا کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے کہا (کہ جب تو اس لئے نہ تھا) تو نکل یہاں سے کیونکہ تو مردود ہے اور تجھ پر قیامت تک پھٹکار ہے (اور جب قیامت تک ملعون ہوا تو آئندہ مرحوم ہونے کا کوئی احتمال ہی نہیں اس لئے ابدالآباد کے لئے ملعون ہوا اور قیامت تک کی تخصیص اس لئے تھی کہ اس وقت تک احتمال تھا کہ وہ توبہ کر کے رحمت میں آجاوے' لہٰذا اس احتمال کو اٹھادیا اور اس کے بعد احتمال ہی نہ تھا اس لئے اسے چھوڑ دیا)۔

شیطان کی التجا خدا سے اور اس کا جواب

اب اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار (جب میں ملعون ہو چکا) تو آپ مجھے اس روز تک مہلت دیجئے جس روز لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جاوے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے کہا (کہ جب تو مہلت چاہتا ہے) تو (اچھا) تجھے وقت معلوم کی تاریخ تک مہلت دیدی گئی اب اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار بدیں وجہ کہ آپ نے (ایسا حکم دے کر جو میری شان کے خلاف تھا اور جس کے ماننے پر میں اپنی نسلی شرافت اور قومی امتیاز کی وجہ سے مجبور تھی مجھے گمراہ کیا ہے' میں بھی زمین میں ان کے لئے (معاصی) کو خوشنما بناؤں گا اور (اس طرح) ان سب کو گمراہ کروں گا بجز ان میں سے آپ کے منتخب بندوں کے (جو کہ میرا کہنا نہ مانیں گے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے کہا یہ (راستہ جس[1] سے تو بھٹکانے کو کہتا ہے) ایک ایسا راستہ ہے جو (براہ راست) مجھ تک پہنچتا ہے اور بالکل سیدھا ہے (اس لئے اس پر چلنے والوں کے لئے گمراہی کی کوئی وجہ نہیں' نیز) میرے بندوں پر تیرا کوئی قابو نہیں (کہ تو زبردستی انہیں روک دے پس جب کہ راستہ خود ایسا نہیں کہ اس پر چلنے والا دھوکا کھاسکے تیرا کسی پر زور نہیں کہ تو زبردستی میرے بندوں کو روک دے تو تو میرے بندوں کو میرے راستہ سے نہیں بھٹکا سکتا) ہاں جو گمراہ (اپنی خوشی سے آنکھ بند کر کے) تیرے پیچھے ہولے (وہ ضرور گمراہ ہو سکتا ہے) اور ایسے سب لوگوں سے (ہمارا) جہنم کا وعدہ ہے) پس ہم انہیں ضرور جہنم میں جھونکیں گے) اس کے سات دروازے ہیں' ہر ایک کیلئے ایک حصہ بٹا ہوا ہوگا (یعنی کچھ ایک دروازہ سے داخل کئے جاویں گے اور کچھ دوسرے سے اور کچھ تیسرے سے رہی یہ بات کہ ایسا کیوں ہوگا سو غالباً اس کی وجہ اعمال کا اختلاف ہو جیسا کہ بعض احادیث میں جنت کے آٹھ دروازوں کی تفصیل آئی ہے کہ کوئی باب الصدقہ سے داخل ہوگا کوئی باب الصلوٰۃ سے وھکذا واللہ اعلم اور اس تحقیق کی ضرورت بھی نہیں' خیر یہ تو گمراہوں کی حالت تھی اب متقین کی حالت سنو۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۴۵ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝۴۶ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ

[1] هذا بيان للمشار اليه وما قال المفسر (ن فليس بشيء فافهم ۱۲.

صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمۡ فِيۡهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئۡ عِبَادِىۡۤ اَنِّىۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِىۡ هُوَ الۡعَذَابُ الۡاَ لِيۡمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئۡهُمۡ عَنۡ ضَيۡفِ اِبۡرٰهِيۡمَ‌ۘ ﴿۵۱﴾ اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَيۡهِ فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنۡكُمۡ وَجِلُوۡنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوۡا لَا تَوۡجَلۡ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرۡتُمُوۡنِىۡ عَلٰٓى اَنۡ مَّسَّنِىَ الۡـكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوۡنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوۡا بَشَّرۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ فَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡقٰنِطِيۡنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنۡ يَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآ لُّوۡنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ اَيُّهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰى قَوۡمٍ مُّجۡرِمِيۡنَ ۙ ﴿۵۸﴾ اِلَّاۤ اٰلَ لُوۡطٍ‌ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۙ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ قَدَّرۡنَاۤ ‌ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿۶۰﴾

ترجمہ: بیشک خدا سے ڈرانے والے (یعنی اہل ایمان) باغوں اور چشموں میں (بستے) ہوں گے تم ان میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہوا ور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کریں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و محبت سے) رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے (اے محمدؐ) آپ میرے بندوں کو اطلاع دے دیجئے کہ میں بڑا مغفرت والا اور رحمت والا بھی ہوں اور (نیز) یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے اور آپ ان (لوگوں) کو ابراہیمؑ کے مہمانوں (کے قصہ) کی بھی اطلاع دیجئے جبکہ وہ ان کے پاس آئے پھر (آ کر) انہوں نے السلام علیکم کہا ابراہیمؑ کہنے لگے کہ ہم تو تم سے خائف ہیں انہوں نے کہا کہ آپ خائف نہ ہوں ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا ابراہیمؑ کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس حالت پر فرزند کی بشارت دیتے ہو کہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا سو کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔ وہ (فرشتے) بولے کہ ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں سو آپ ناامید نہ ہوں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے بجز گمراہ لوگوں کے فرمانے لگے کہ (یہ تو بتلاؤ کہ) اب تم کو کیا مہم درپیش ہے۔ اے فرشتو! فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (مراد قوم لوطؑ ہے) مگر لوط (علیہ السلام) کا خاندان کہ ہم ان سب کو بچالیں گے بجز ان کی (یعنی لوطؑ کی) بی بی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی مجرم قوم میں رہ جاوے گی۔

متقین پر کرم ونوازش

تفسیر: متقین (جن کی حالت گمراہوں کے خلاف ہے یعنی وہ آنکھ بند کر کے شیطان کی پیروی نہیں کرتے ان کی حالت یہ ہے کہ

وہ) باغوں اور چشموں میں ہوں گے (چنانچہ ان سے کہا جاوے گا کہ) تم ان میں سلامتی کے ساتھ یوں داخل ہو کہ تم پر کوئی خطرہ نہیں اور ہم جو کچھ ان کے سینوں میں دنیاوی اسباب سے کوئی کینہ ہوگا اس کو ہم (ان کے سینوں سے) یوں نکال لیں گے کہ (ان میں کینہ کا نام بھی نہ رہے گا اور) وہ سب بھائی بھائی ہوں گے جو (بھائیوں کی طرح) تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے نہ اس میں انہیں کوئی تکلیف چھوئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جاویں[1] گے (دونوں قسم کے لوگوں کی حالت کے معلوم ہو جانے کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو یہ بھی بتلا دیجئے کہ میں ہی نہایت معاف کرنے والا اور بڑا رحمت والا بھی ہوں اور میرا ہی عذاب الیم بھی ہے (یعنی میں مغفرت اور رحمت میں بھی کامل ہوں اور تعذیب میں بھی پس جن لوگوں نے نفسانیت یا کسی دھوکے سے شیطان کا اتباع کیا ہے وہ توبہ کر لیں میں معاف کر دوں گا اور اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو پھر میں سزا بھی ایسی دوں گا جیسی دینی چاہئے۔

مہمانانِ ابراہیمؑ کا واقعہ اور بشارت

اور میری سزا کا ایک نمونہ ان کو دکھلانے کے لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ابراہیمؑ کے مہمانوں کا واقعہ بیان کیجئے چنانچہ جس وقت وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ (ہم) سلام (کرتے ہیں) تو انہوں نے (سلام کا جواب دینے اور بعض دوسرے واقعات کے بعد) کہا کہ ہم تم سے خوفزدہ ہیں انہوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہم آپ کو ایک بڑے صاحب علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں انہوں نے کہا کہ کیا تم مجھے اس حالت پر خوشخبری دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا آ لگا ہے پس اس حالت میں خوشخبری کس بات کی دیتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو ہونے والی بات کی خوشخبری دی ہے آپ مایوس نہ ہوں انہوں نے کہا کہ (میری گفتگو مایوسی پر مبنی نہیں ہے) اور اپنے پروردگار کی رحمت سے بجز گمراہوں کے اور کون مایوس ہو سکتا ہے (بلکہ اس کا منشاء ایک طبعی استبعاد تھا جو کہ ایک خاصہ انسانی ہے اور مقصود انکار نہ تھا بلکہ اطمینان مقصود تھا)۔

فرشتوں کی طرف سے مقصد کی وضاحت

انہوں نے کہا تو اے فرستادو آپ کا کیا کام ہے (اور آپ کیوں آئے ہیں) انہوں نے کہا کہ ہمیں مجرمین کی طرف بھیجا گیا ہے (تاکہ ہم انہیں سزا دیں) لیکن لوطؑ کے آدمی بوجہ غیر مجرم ہونے کے مستثنیٰ ہیں کیونکہ) ہم انہیں سب کو بچائیں گے بجز ان کی بیوی کے کہ ہم نے طے کر لیا ہے کہ وہ رہنے والی ہوگی (قصہ مختصر وہ فرستادے وہاں سے روانہ ہو کر لوطؑ کے پاس پہنچے)۔

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دخول جنت کے بعد اخراج نہ ہوگا اور خروج کی نفی نہیں کیونکہ دوزخیوں کے حق میں ما ہم بخارجین فرمایا گیا ہے اور یہاں وما ہم منہا بمخرجین دوسرے اس جگہ اس اخراج کی نفی ہے جو اس دخول کے بعد ہو جو قیامت میں ہوگا لہٰذا اخراج آدم کے معارض نہیں پھر اخراج سے بھی وہ اخراج مراد ہے جو عتاب کے طور پر ہو اور جس سے جنت سے قطع تعلق ہو جائے۔

اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝

ترجمہ: پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے کہنے لگے کہ تم تو اجنبی آدمی (معلوم ہوتے ہو انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس یقینی ہونے والی چیز لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے) چلے جایئے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے اور جس جگہ (جانے) کا تم کو حکم ہوا ہے اس طرف سب چلے جانا اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے ان کی بالکل جڑ ہی کٹ جاوے گی (یعنی بالکل ہلاک ہو جاویں گے) اور شہر کے لوگ خوب خوشیاں کرتے ہوئے پہنچے لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو فضیحت مت کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھ کو رسوا مت کرو وہ کہنے لگے کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے لوگوں سے منع نہیں کر چکے لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے بس سورج نکلتے نکلتے ان کو آواز سخت نے آ دبایا پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کے لئے اور یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں ان بستیوں میں اہل ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے اور بن والے (یعنی شعیب علیہ السلام کی امت بھی) بڑے ظالم تھے سو ہم نے ان سے (بھی) بدلہ لیا اور دونوں (قوموں) کی بستیاں صاف سڑک پر (واقع) ہیں۔

فرشتے حضرت لوطؑ کے گھر اور ان سے سوال و جواب

تفسیر: پس جب کہ وہ فرستادہ اشخاص (فرشتے) لوطؑ کے پاس (لڑکوں کی شکل میں) آئے تو انہوں نے ان کو اپنے یہاں مہمانوں کے طور پر رکھا جس پر ان کے اور ان کی قوم کے درمیان جھگڑا ہوا جس کا ذکر آگے آئے گا اس قصہ کے بعد ان کے دل میں آپ ہی آپ کچھ کھٹکا پیدا ہوا جس سے انہوں نے کہا کہ آپ لوگ مجھے کچھ اوپرے سے لگتے ہیں (اور مجھے آپ کی طرف سے کچھ کھٹکا ہے)

انہوں نے کہا کہ (آپ لوگوں کے لئے کوئی کھٹکے کی بات نہیں) بلکہ ہم وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ (آپ کی قوم) شک رکھتے ہیں اور ہم آپ کے پاس واقعی آیت لائے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں (پس آپ ہمارے بیان کو شبہ کی نظر سے نہ دیکھئے کہ شاید اس میں بھی کوئی دھوکہ ہو اور آپ اپنی قوم کی طرف سے بھی اطمینان رکھئے وہ نہ آپ کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ ہمارا۔

فرشتوں کی ہدایتیں اور عذاب کی تیاری

کیونکہ ہم گو لڑکوں کی صورت میں ہیں مگر آدمی نہیں ہیں بلکہ فرشتے ہیں) پس آپ اپنے لوگوں کو یہاں سے رات کے کسی حصہ میں لے جایئے اور کوئی تم میں سے پیچھے نہ دیکھے اور جس طرح تم سے کہا جاتا ہے اسی طرح چلے جاؤ (یہ تو فرشتوں کا بیان تھا) اور ہم نے یہ معاملہ طے کر کے ان کے پاس بھیج دیا کہ ان کی جڑ ایسی حالت میں کاٹ دی جاوے گی کہ وہ صبح کے وقت میں داخل ہوں گے (اور اس سے متجاوز ہو کر شام تک نہ پہنچیں گے خیر یہ گفتگو ان میں ہوئی۔

اہل شہر کی زیادتی اور حضرت لوطؑ کی معذرت

اور (اس سے پہلے یہ وقعہ ہوا کہ) جب شہر والوں کو اطلاع ہوئی کہ لوطؑ کے یہاں کہیں سے لڑکے آئے ہیں تو) شہر والے خوش ہوتے ہوئے آئے (اور آ کر ان سے کہا کہ لڑکے ہمارے حوالے کرو) انہوں نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں تم مجھے رسوا نہ کرو اور خدا سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو) انہوں نے کہا کہ (آپ ایسے حیلے کیوں کرتے ہیں) کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے لوگوں سے نہیں روک چکے تھے (کہ آپ کسی سے تعلق نہ رکھئے گو یہ جواب لایعنی تھا کیونکہ اگر انہوں نے منع کیا تھا تو ان پر اس کا ماننا کب لازم تھا مگر انہوں نے ان کو بمصلحت یہ جواب نہیں دیا کہ یہ لوگ اور برافروختہ ہوں گے بلکہ ان کی خوشامد کی اور) کہا کہ (مجھے تم سے کوئی انکار نہیں) اگر تمہیں منظور ہو تو یہ میری بیٹیاں[1] موجود ہیں (ان سے شادی کر لو اور میرے مہمانوں کو کچھ نہ کہو اس میں میری ذلت و رسوائی ہے اے رسول) تیری جان کی قسم یہ لوگ اپنے نشہ میں سرگرداں ہیں (پھر وہ ان باتوں کو کیوں ماننے لگے)۔

قوم لوطؑ پر عذاب الٰہی

پس اس وقت تو جوں توں کر کے قصہ ٹلا اور رات کو لوطؑ اپنے گھر والوں کو لے کر روانہ ہو گئے اور) سورج نکلے انہیں ایک چیخ نے پکڑ لیا پس ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر دیا ان پر کھنگر کے پتھر برسائے (یہ واقعہ تھا قوم لوطؑ کا) یقیناً اس میں متعدد نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو نشانیوں سے اشیاء کو پہچانتے ہیں (مثلاً وہ کفر و معصیت کی برائی اس سے معلوم کر سکتے ہیں کہ قوم لوطؑ کو ان کفر کے سبب ہلاک کیا گیا اور ایمان کی خوبی اس سے کہ مؤمنین کو عذاب سے بچایا گیا علیٰ ہذا وہ اس سے یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ عذاب کا انکار ہٹ دھرمی ہے) جب کہ وہ پہلے لوگوں پر واقع ہو چکا ہے اسی طرح وہ یہ بھی جان سکتے ہیں کہ خدا کے کام کے لئے اسباب عادیہ کی ضرورت نہیں بلکہ وہ جس وقت جو کام کرنا چاہے صرف اپنے حکم سے کر سکتا ہے الیٰ غیر ذالک) اور وہ (بستی) اس راہ پر واقع ہے جو باقی رہنے والا ہے (اور جس پر اب تک لوگ آتے جاتے ہیں) اس[2] واقعہ (یعنی اس کے ایسی سڑک پر موجود ہونے) میں بھی ماننے والوں کے لئے ایک نشانی ہے (کہ حق تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی عبرت کے لئے راستہ پر واقعہ

---

[1] اس مضمون کو سورہ ہود میں دیکھو وہاں مفصل لکھا گیا ہے۔ [2] ہذا مما تفردت به ۱۲۔

لیا اور اس راستے کو بھی اور بستی کے نشانات کو بھی عبرت کے لئے باقی رکھا) اور (قوم لوطؑ کی طرح) بن کے رہنے والے (یعنی قوم شعیبؑ) بھی ظالم تھے سو ہم نے ان سے بھی انتقام لیا اور یہ (بن[1] اور اس کے رہنے والے) دونوں ایک کھلی ہوئی سڑک پر ہیں (جن کو آنے جانے والے دیکھتے ہیں اور اس لئے اس میں بھی ان کے لئے نشانیاں ہیں)۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٨٠﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿٨٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿٨٥﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٩﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٤﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿٩٥﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾

ترجمہ: اور حجر والوں نے (بھی) پیغمبروں کو جھوٹا بتلایا اور ہم نے ان کو اپنی (طرف سے) نشانیاں دیں سو وہ لوگ ان سے روگردانی (ہی) کرتے رہے اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے تھے کہ امن میں رہیں سو ان کو صبح کے وقت آواز سخت نے آ پکڑا سو ان کے (دنیوی) ہنر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر مصلحت کے نہیں پیدا کیا اور ضرور قیامت آنے والی ہے سو آپ خوبی کے ساتھ درگزر کیجئے بلاشبہ آپ کا رب بڑا خالق بڑا عالم ہے اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو (نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کو نہ دیکھئے جو کہ ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے کے لئے دے رکھی ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور مسلمانوں پر شفقت رکھیے اور کہہ دیجئے کہ میں کھلم کھلا (تم کو عذاب خدا سے) ڈرانے والا ہوں جیسا ہم نے

[1] هذا مما تفردت به ۱۲

(وہ عذاب) ان لوگوں پر نازل کیا ہے جنہوں نے حصے کر رکھے تھے یعنی آسمان کتاب کے مختلف اجزاء قرار دیئے تھے سو آپ کے پروردگار کی قسم (یعنی اپنی) ہم ان سب سے ان کے اعمال کی ضرور باز پرس کریں گے غرض آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اس کو (تو) صاف صاف سنا دیجئے اور ان مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے یہ لوگ جو ہنستے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لئے ہم کافی ہیں سو ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے تھے اس سے آپ تنگدل ہوتے ہیں سو (اس کا علاج یہ ہے) کہ آپ اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کرتے رہئے اور نمازیں پڑھنے والوں میں رہئے اور آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجاوے۔

اصحاب حجر اور ان پر عذاب خداوندی

تفسیر: اور حجر کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا اور ہم نے ان کو (پیغمبروں کے صدق کی) نشانیاں دیں تو (انہوں نے ان کی طرف توجہ ہی نہیں کی اور) وہ ان سے روگرداں رہے اور یہ لوگ پہاڑوں کو کاٹ کر ان میں گھر بنا کر ان میں چین سے رہتے تھے پس ان کو بھی ایک چیخ نے ایسی حالت میں آپکڑا کہ وہ صبح میں داخل تھے اس پر (وہ سب ہلاک ہوگئے اور) جو وہ کماتے تھے ان کے کچھ کام نہ آیا (الغرض یہ تمام واقعات ایسے ہیں جن سے اہل مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

آسمان وزمین کی پیدائش اور قیامت

اور (واضح رہے کہ) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں بالکل بجا طور پر پیدا کیا ہے (اور فضول اور لغو نہیں پیدا کیا اور وہ حکمت جو ان کے پیدا کرنے میں ہے بندوں کا امتحان ہے) اور (چونکہ اس امتحان کے نتیجہ کے لئے ضرورت ہے ایک دن کی اور وہ قیامت ہے اس لئے) قیامت بھی ضرور آنے والی ہے اور (جب قیامت آنے والی ہے جس میں لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جاویگا) تو (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوبی کے ساتھ طرح دیتے رہئے (اور ان کی تکذیب واستہزاء کی پرواہ نہ کیجئے کیونکہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور اس کا جاننے والا ہے اس لئے جو کچھ یہ کرتے ہیں وہ گو مکسوب ان کی ہوں مگر مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہیں اور اس لئے وہ سب اس کے علم میں ہیں، اور علم ہی ہونے کے سبب وہ ان کو اس پر سزا دے گا)۔

سبع مثانی: اور ہم نے آپ کو سات (آیتیں) دیں جو کہ (نمازوں میں مکرر (پڑھی جاتی) ہیں اور (اس طرح ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو) وہ پڑھنے کی چیز دی جو کہ بڑے رتبہ کی چیز ہے (یعنی سورہ فاتحہ اور یہ دولت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے اتنی بڑی دولت ہے کہ دنیا ومافیہا اس کے برابر نہیں ہوسکتی، لہٰذا (آپ[1] اس (دولت) کی طرف آنکھ نہ اٹھائے جو ہم نے ان (کافروں) کی مختلف قسموں (مشرکین یہود، نصاریٰ، مجوس وغیرہ) کو (برائے چندے) نفع اٹھانے کو دی ہے (کیونکہ یہ عارضی اور بے حقیقت چیزیں ہیں جو کسی طرح قابل رشک نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو دولت ہے وہ ان سے لاکھ درجے بڑھی ہوئی ہے پھر اس پر کیا رشک کیا جاوے غرض نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دنیوی حالت پر ان پر رشک کیجئے) اور (نہ ان کی دینی حالت پر) ان پر رنج کیجئے (کیونکہ یہ لوگ ماننے والے نہیں پس غم بیکار ہے) اور مسلمانوں کے ساتھ شفقت ورحمت کا برتاؤ کیجئے۔

---

[1] ہذا تادیب منہ تعالیٰ بینہ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ادبنی ربی فاحسن تادیبی فلا یصرف عن الظاہر ۱۲۔

ڈرانے کی ضرورت: اور (علی الاعلان کہئے کہ) میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں (کیونکہ[1] ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں قرآن نازل کیا ہے) جس طرح ہم نے (رسولوں کے توسط سے) ان حصے بخرے کرنے والوں پر (ایک پڑھنے کی کتاب) نازل کی تھی جنہوں نے اس پڑھنے کی کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا (کہ کسی حصہ کو مانا کسی کو نہ مانا کسی کو رکھا کسی کو بگاڑا کسی کو ظاہر کیا کسی کو چھپایا) پس آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس کریں گے (جن میں یہ حصے بخرے کرنا اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا بھی ہے لہٰذا ان کو بے فکر نہ ہونا چاہئے خیر تو جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی نذیر ہیں جیسے دوسری قوموں یعنی یہود و نصاریٰ میں نذیر تھے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کو صاف صاف کہئے جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے۔

مشرکین اوران کے استہزاء سے درگذر

اور مشرکین کو (جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسخر کرتے ہیں) نظر انداز کیجئے (اوران کے استہزاء کو خاطر میں نہ لائیے) ہم ان تمسخر کرنے ولوں سے جو کہ (خود قابل تمسخر کام کرتے ہیں یعنی) خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو بھی پکارتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نمٹ لیں گے چنانچہ عنقریب ان کو (اس کا نتیجہ) معلوم ہو جاوے گا اور ہم یہ ضرور جانتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں دل تنگ ہوتے ہیں سو آپ (ان کی باتوں پر خیال نہ کیجئے اور) اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہئے اور نمازیں پڑھتے رہئے اوراس وقت تک خدا کی عبادت کرتے رہئے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یقینی چیز (یعنی موت) آوے۔

سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ ... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ...
اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ① يُنَزِّلُ الْمَلٰۗىِٕكَةَ بِالرُّوْحِ
مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ② خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا
هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ⑤
وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ⑥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ
تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑦ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ
لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧ وَعَلَي اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَاۗىِٕرٌ ۭ
وَلَوْ شَاۗءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ⑨

[1] هذا مما تفردت به ولعله اوجه مما قالوا.

ترجمہ: سورۂ نحل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں
خدا تعالیٰ کا حکم آ پہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ وہ لوگوں کے شرک سے پاک و برتر ہے وہ فرشتوں (کی جنس یعنی جبرئیلؑ) کو وحی یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں (یعنی انبیاء پر) نازل فرماتے ہیں یہ کہ خبردار کر دو کہ میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو مجھ سے ڈرتے رہو آسمانوں کو اور زمین کو حکمت سے بنایا وہ ان کے شرک سے پاک ہے (اور) انسان کو نطفہ سے بنایا پھر وہ یکا یک کھلم کھلا جھگڑنے لگا اور اسی نے چوپایوں کو بنایا ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جبکہ (ان کو) شام کے وقت لاتے ہو اور جبکہ (ان کو) صبح کے وقت چھوڑ دیتے ہو۔ اور وہ تمہارے بوجھ بھی (لادکر) ایسے شہر کو لے جاتے ہیں جہاں تم بدوں جان کو محنت میں ڈالے ہوئے (خود بھی) نہیں پہنچ سکتے تھے واقعی تمہارا رب بڑی شفقت اور رحمت والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تا کہ ان پر سوار ہو اور نیز زینت کے لئے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جن کی تم کو خبر بھی نہیں اور سیدھا رستہ اللہ تک پہنچتا ہے اور بعضے رستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو (منزل) مقصود تک پہنچا دیتا۔

عذاب آکر رہیگا جلدی فضول ہے

تفسیر: (اے مشرکو) امر خداوندی (یعنی عذاب کا آنا یقینی ہے کہ گویا) آ (ہی) گیا (لیکن چونکہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا اس وجہ سے رکا ہوا ہے) پس تم اسے وقت سے پہلے مت مانگو (ان کی جلدی کا منشا یہ ہے کہ وہ عذاب کی خبر کو صحیح نہیں سمجھتے اور اس کا منشاء یہ ہے کہ وہ کتاب الٰہی کو مصنوعی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری خیال کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شرک کو حق سمجھتے ہیں، سو) پاک ہے خدائے تعالیٰ اور برتر ہے وہ ان کے شرک سے (جو کہ ان کی جلدی کا اصل مبنیٰ ہے اور خیال افتراء و مصنوعیت وحی بھی باطل ہے جو مبنی ہے اس اعتقاد شرک پر اور حقیقت یہ ہے کہ) وہ اپنے اختیار سے فرشتوں کو (روحانی مردوں کے لئے) روح (یعنی وحی دے کر اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس پر اتارتا ہے (یعنی یہ حکم دے کر) کہ تم لوگوں کو آگاہ کر دو کہ صرف میں معبود ہوں اور کوئی نہیں پس مجھ سے ڈرو (اور شرک نہ کرو تم غور تو کرو کہ) خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو بجا طور پر (اور حکمت و مصلحت سے) پیدا کیا (اور کسی اور نے ایسا نہیں کیا پھر اور کوئی معبود کیسے ہو سکتا ہے) برتر ہے وہ ان کے شرک سے (اور بے ہودہ ہے ان کا فعل جو شرک کرتے ہیں)۔

انسان کی پیدائش کی حقیقت اور اس کی سرکشی

اس نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا اس پر (اس کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے خالق و صانع علیم کی اطاعت کرتا مگر اس کے برعکس) وہ خلاف توقع (اپنے رب کا) کھلا ہوا فریق مقابل ہے (اور حق تعالیٰ کی باتوں میں مزاحمت کرتا اور ناحق کی حجتیں نکالتا ہے، کس قدر نازیبا بات ہے، خبر بہ شکایت تو ضمنی تھی اور مقصود یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمی کو نطفہ سے پیدا کیا) اور اس نے مویشی کو ایسی حالت میں پیدا کیا کہ تمہارے لئے ان میں

لے هذا هو سفار اذا لمفاجاليته ۱۲ منه

جاڑے سے حفاظت کا سامان ہے اور اس کے علاوہ) اور منافع بھی ہیں اور انہیں میں سے تم کھاتے بھی ہو اور تمہارے لئے ان میں ایک شان بھی ہے جب کہ تم شام کے وقت ان کو چرا کر لاتے ہو اور جبکہ تم انہیں صبح کو چراگاہ میں لے جاتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ بھی اس شہر تک لے جاتے ہیں جس تک تم بجز جان کھپائے پہنچنے والے نہ تھے واقعی تمہارا رب بڑا مہربان اور بڑا رحم والا ہے (کہ اس نے تمہاری راحت کی کس قدر رعایت کی۔

گھوڑے اور خچر کی پیدائش اور اس کی وجہ

خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا اب اصل مضمون سنو (اور اس نے) گھوڑے اور خچر اور گدھے اس لئے پیدا کئے کہ تم ان پر سوار ہو اور زیبائش کے لئے بھی (تاکہ ان سے تمہارے لئے ایک شان حاصل ہو واضح ہو کہ یہاں حسن جمال اور زینت کا ذکر ہے وہ جمال اور زینت ہے جو ان چیزوں سے اضطراراً پیدا ہو جاتی ہے اور تجمل و تزین جو اختیاری فعل ہیں ان سے اس جگہ بحث نہیں پس ان آیات سے ان کے جواز پر استدلال نامناسب ہے اس کے لئے دوسرے دلائل کی ضرورت ہے اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

دوسری اشیاء منافع انسانی کے لئے

کہ اس نے تمہارے لئے اشیاء مذکورہ بھی پیدا کیں جن کا تم کو علم ہے اور وہ ان چیزوں کو بھی (تمہارے لئے) پیدا کرتا ہے جن کا تم کو علم بھی نہیں (اور ان سے تم کو برابر فائدہ پہنچ رہا ہے) اور (اس نے تمہارے امتحان کے لئے مختلف راستے بنائے جن میں سے افراط و تفریط کے درمیان) معتدل راستہ خدا تک پہنچتا ہے (جس پر چل کر کچھ لوگ خدا تک پہنچتے ہیں) اور کچھ ان (راستوں) میں سے (اس راہ معتدل سے) منحرف بھی ہیں (جن پر چل کر لوگ خدا سے دور ہوتے ہیں)۔

دین کے لئے خدا کسی کو مجبور نہیں کرتا ہے

اور (اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا ان کو سیدھے راستے پر لانے سے عاجز ہے کیونکہ) اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھے راستہ پر چلاتا لیکن اس نے بحکمت امتحان تم کو مجبور نہیں کیا اور تم کو اختیار دے رکھا ہے اور جسکو تم اختیار کرتے ہو اس پر تم کو چلاتا ہے پس تم کو چاہئے کہ اپنے اس خالق و منعم کی اطاعت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تم پر اپنی راحت اور رحمت سے اس قدر انعامات کئے اور اس کی عبادت میں ایسی چیزوں کو شریک نہ کرو جو نہ تمہارے پیدا کرنے میں حصہ دار ہیں اور نہ تم پر انعام کرتے ہیں بلکہ تمہاری ہی طرح خدا کی مخلوق اور اس کے محتاج ہیں۔

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا

مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۸﴾

ترجمہ: وہ ایسا ہے جس نے تمہارے واسطے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو پینے کو ملتا ہے اور اس (کے سبب) سے درخت (پیدا ہوتے) ہیں جس میں تم اپنے مواشی چرنے چھوڑ دیتے ہو (اور) اس (پانی) سے تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل (زمین سے) اگاتا ہے بیشک اس میں سوچنے والوں کے لئے (توحید کی) دلیل (موجود) ہے اور اس نے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو (اپنا) مسخر (قدرت) بنایا اور ستارے (بھی) اس کے حکم سے مسخر ہیں بیشک اس میں (بھی) لوگوں کے لئے چند دلیلیں (موجود) ہیں اور ان چیزوں کو بھی (بنایا) جن کو تمہارے لئے زمین میں اس طور پر پیدا کیا کہ ان کے اقسام مختلف ہیں بیشک اس میں (بھی) سمجھ دار لوگوں کے لئے دلیل (توحید موجود) ہے اور وہ ایسا ہے کہ اس نے دریا کو (بھی) مسخر بنایا تا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے (موتیوں کا) گہنا نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس (دریا) میں (اس کا) پانی چیرتی ہوئی چلی جارہی ہیں اور تا کہ تم خدا کی روزی تلاش کرو اور تا کہ شکر کرو اور اس نے زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تا کہ وہ (زمین) تم کو لے کر ڈگمگانے (اور ہلنے) نہ لگے اور اس نے نہریں اور رستے بنائے تا کہ منزل مقصود تک پہنچ سکو اور بہت سی نشانیاں بنائیں اور ستاروں سے بھی لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں سو کیا جو شخص پیدا کرتا ہو وہ اس جیسا ہو جاوے گا جو پیدا نہیں کر سکتا پھر کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننے لگو تو (کبھی) نہ گن سکو واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔

بارش اور اس سے دوسرے کام

تفسیر: (دیکھو تو) وہ (خدا جس کی طرف تم کو دعوت دی جاتی ہے) وہ ہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا جس سے تم کو پینے کو ملتا ہے اور جس سے وہ درخت اگے ہیں جن میں تم جانوروں کو چراتے ہو نیز وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجوروں کے درخت اور انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے ان باتوں میں بڑی نشانی ہے (اس کے تنہا معبود ہونے کی) ان لوگوں کے لئے جو غور کریں (کیونکہ یہ انعام یہ قدرت یہ صنعت یہ علم کسی اور کے لئے حاصل نہیں لہٰذا کوئی اور قابل پرستش بھی نہیں اور صرف وہ ہی قابل پرستش ہے۔

چاند سورج وغیرہ اور انسانی خدمات

اور اس نے تمہاری خاطر رات دن اور سورج اور چاند کو مسخر کیا اور جملہ ستارے بھی اس کے مسخر ہیں اس میں بھی ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھیں (کیونکہ حق تعالیٰ نے ان میں ہزاروں اور کروڑوں تصرفات کئے ہیں اور ہر تصرف ایسا ہے جس سے تمام عالم عاجز

ہے اس لئے ہر تصرف ایک مستقل دلیل ہے اور اس کی تفرد فی الالوہیت کی اور اس ان چیزوں کو بھی مسخر کیا جن کو اس نے زمین میں تمہارے لئے ایسے حالات میں پیدا کیا کہ ان کے رنگ جدا گانہ ہیں اس میں بھی ایک بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو بات کو مانیں۔

انعامات خداوندی میں تسخیر سمندر ونحو غیرہ

(نیز) وہ وہ ہے جس نے سمندر کو اس لئے مسخر کیا کہ تم اس میں سے تازہ بتازہ گوشت یعنی مچھلیاں کھاؤ اور اس میں سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو جس کو تم پہنو اور تم دیکھ رہے[1] ہو کہ اس میں کشتیاں پانی کو چیرتی چلی جارہی ہیں اور سمندر کی مجال نہیں کہ انہیں ڈبو دے یہ مسخر نہیں تو اور کیا ہے) پس ہم نے اس لئے بھی مسخر کیا تا کہ اس میں کشتیاں چلیں) اور (اس لئے بھی) تا کہ تم (ان میں سوار ہو کر جاؤ اور) حق تعالیٰ کا فضل (رزق) تلاش کرو اور بدیں توقع (کیا) کہ تم شکر کرو اور اس نے تمہارے لئے زمین میں مضبوط پہاڑ قائم کئے کہ مبادا وہ تمہیں لیکر ایک طرف جھک جاوے اور تمہارے لئے اس میں دریا اور راستے بنائے کہ تم (منزل مقصود تک) راہ پاؤ اور (راستوں کے التباس سے بچانے کے لئے) نشانات بنائے جن سے لوگ راستوں کو پہچانتے ہیں) ان نشانات کے علاوہ وہ لوگ ستاروں سے بھی راستہ معلوم کرتے ہیں۔

انعامات الٰہیہ کا تقاضا

الغرض یہ سب چیزیں ہمارے معبود کی بنائی ہوئی ہیں' اور تمہارے معبودوں کی بنائی ہوئی ایک چیز بھی نہیں) تو کیا جو پیدا کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا وہ جو پیدا نہیں کرتا (اور اس کو اس پر کوئی تفوق نہیں' اگر تم ہٹ دھرمی سے کام نہ لوگے تو تم بھی یہی کہو گے کہ ایسا نہیں ہوسکتا) تو کیا تم مانتے نہیں (اور اب بھی اپنی ہٹ پر جمے ہوئے ہو) اور (یہ انعامات جو ذکر کئے گئے ہیں بہت کم اور بہت مجمل ہیں ورنہ) اگر تم خدائی نعمتوں کو شمار کرو گے تو وہ اتنی ہیں کہ) تم ان کا احاطہ نہ کرسکو گے (اور یہ انعامات ایسے حالت میں ہیں کہ تم اس سے برسر مقابلہ ہو اس سے تم اس کی مغفرت اور رحمت کا اندازہ کرلو) حقیقت یہ ہے کہ وہ نہایت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے اور (تم کو یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ شاید ان انعامات کی وجہ یہ ہو کہ اسے ہمارے جرائم کی خبر نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جس کو تم مخفی کرتے ہو اور ان کو بھی جن کو تم ظاہر کرتے ہو (بس ایسی حالت میں اس قدر بے شمار انعامات کا منشا ضرور مغفرت ورحمت ہے لیکن یہ مغفرت و رحمت موقت ہے نہ کہ مستمر یعنی اس کا اثر صرف اتنا ہے کہ اس نے انتقام کو ایک وقت تک روک دیا ہے اور یہ نہیں کہ اب بالکل مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ آخرت میں تو مواخذہ لازم ہے اور دنیا میں محتمل لیکن یہ رحمت ومغفرت بھی کچھ کم نہیں بس اس کے انعامات غیر متناہیہ اور اس کی مغفرت ورحمت مذکورہ کا مقتضیٰ بھی یہ ہی ہے کہ تم اسی کی پرستش کرو۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ
شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾

[1] بحر کے متعلق جو امور دال علی القدرۃ ہیں اس جگہ مذکور ہیں ان سب سے دال علی القدرۃ فلک کا چلنا ہے کہ باوجود جسم ثقیل ہونے کے غرق نہیں ہوتی اس لئے عنوان بدلا گیا ۱۲۔

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ

لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ

الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ

مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ

سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ

اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ

عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ

الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا

حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال سب جانتے ہیں اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے

ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں وہ (معبودین) مردے (بے جان) ہیں زندہ نہیں اور ان کو خبر نہیں کہ وہ مردے کب اٹھائے جاویں گے تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے پس جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل (معقول بات سے) منکر ہو رہے ہیں اور وہ (قبول حق سے) تکبر کرتے ہیں (اور) ضروری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے احوال پوشیدہ و ظاہر کو جانتے ہیں یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں کہ وہ تو محض بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں نتیجہ اس (کہنے) کا یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اور جن کو یہ لوگ بے علمی سے گمراہ کر رہے تھے ان کے گناہوں کا بھی کچھ بوجھ اپنے اوپر اٹھانا پڑے گا خوب یاد رکھو کہ جس گناہ کو یہ اپنے اوپر لادر ہے ہیں وہ بڑا بوجھ ہے (اور) جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر اوپر سے ان پر چھت آپڑی اور (علاوہ ناکامی کے) ان پر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور یہ کہے گا کہ میرے شریک جن کے بارے میں تم لڑا جھگڑا کرتے تھے (وہ اب) کہاں ہیں جاننے والے کہیں گے کہ آج پوری رسوائی اور عذاب کافروں پر ہے جن کی جان فرشتوں نے حالت کفر پر قبض کی تھی (یعنی) آخر وقت تک کافر رہے پھر کافر لوگ صلح کا پیغام ڈالیں گے کہ ہم تو کوئی برا کام نہ کرتے تھے کیوں نہیں بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے سو جہنم کے دروازوں میں (سے جہنم میں) داخل ہو جاؤ (اور) اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہو غرض تکبر کرنے والوں کا وہ برا ٹھکانا ہے اور جو لوگ شرک سے بچتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ بڑی خیر نازل فرمائی ہے جن لوگوں نے نیک کام کئے ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور عالم آخرت تو اور زیادہ بہتر ہے اور واقعی وہ شرک سے بچنے والوں کا اچھا گھر ہے وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ داخل ہوں گے ان باغوں کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جس چیز کو ان کا جی چاہے گا وہاں ان کو ملے گی (بلکہ) اسی طرح کا عوض اللہ تعالیٰ سب شرک سے بچنے والوں کو دے گا جن کی روح فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (شرک سے) پاک ہوتے ہیں وہ (فرشتے) کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا اپنے اعمال کے سبب کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس (موت کے) فرشتے آجاویں یا آپ کے پروردگار کا حکم (یعنی قیامت) آجاوے ایسا ہی ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی کیا تھا اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ذرا ظلم نہیں کیا لیکن وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے آخر ان کے اعمال بد کی ان کو سزائیں ملیں اور جس عذاب پر وہ ہنستے تھے ان کو اسی نے آگھیرا اور مشرک لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو خدا کے سوا کسی چیز کی نہ ہم عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اس کے بدوں (حکم کے) کسی چیز کو حرام کہہ سکتے جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں ایسی ہی حرکت انہوں نے بھی کی تھی سو پیغمبروں کے ذمہ تو صرف (احکام کا) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

غیر اللہ کی بے بسی

تفسیر: یہاں تک کہ حق تعالیٰ کی عبادت کے دواعی قصداً مذکور تھے اب عبادت غیر اللہ کے موانع کا ذکر فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی تو یہ حالت ہے جس کو تم سن چکے) اور جن کو یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں (یعنی بتوں کو ان کی یہ حالت ہے کہ) وہ[۱] کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے اور خود پیدا کئے جاتے ہیں (کیونکہ ان کا خالق بھی خدا ہی ہے اس کے علاوہ) مردے ہیں زندہ بھی نہیں اور (گو قیامت میں اور مردوں کی طرح وہ بت بھی اٹھائے جائیں گے مگر وہ) یہ بھی نہیں جانتے کہ انہیں کب اٹھایا جاوے گا پھر کیا وہ قابل پرستش ہو سکتے ہیں حاشا وکلا ہرگز نہیں الغرض) تمہارا معبود معبود (واحد ہے (جس کا کوئی شریک نہیں اور جب کہ واقعہ یہ ہے) تو اب جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے اور اس لئے ان کو خدا کا ڈر بھی نہیں انہی کے دل اس کو ایک اوپری بات سمجھتے ہیں اور وہ بھی اس کے ماننے سے تکبر کرتے ہیں ورنہ جس کو آخرت کا یقین اور خدا کا خوف ہے وہ کبھی اس سے انکار نہیں کر سکتے) یہ ضروری بات ہے کہ حق تعالیٰ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جن کو وہ مخفی رکھتے ہیں اور ان کو بھی جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں (اس لئے وہ ان کے انکار اور تکبر کو بھی جانتا ہے لہٰذا وہ انہیں پسند نہیں کرتا' کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ وہ متکبروں کو پسند نہیں کرتے۔

کافروں اور مشرکوں کی شرارت کا انجام

اوران لوگوں کی یہ حالت ہے کہ) جب ان سے کہا جاوے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو وہ کہیں گے کہ (خدا کیا نازل کرتا یہ تو) پہلے لوگوں کے افسانے ہیں) جن کو یہ مدعی نبوت خود بنا لیتا ہے یہ اس لئے کہیں گے تا کہ قیامت میں اپنے گناہ بھی پورے اٹھائیں اور جن کو یہ نادانی سے گمراہ کرتے ہیں کچھ ان کے گناہوں میں سے بھی ارے نہایت برا ہے وہ بوجھ جو یہ اٹھا رہے ہیں) خدا بچائے ایسے بوجھ سے اور بڑے ہمت کے لوگ ہیں جو ایسا بوجھ بے تکلف اٹھا رہے ہیں ان کو واضح ہو کہ جیسے شرارت یہ کرتے ہیں کہ کلام الٰہی کو پہلوں کے افسانے بتلا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں ایسے ہی؟ ان سے پہلے لوگوں نے بھی شرارت کی تھی سو حق تعالیٰ نے ان کی (تدبیروں کی) عمارت کو جڑ سے اکھاڑ دیا جس پر ان کے اوپر کی چھت ان ہی پر گری (یعنی ان کی تدبیروں سے وہ خود ہی ہلاک ہوئے) اور ان کے پاس اس طور پر عذاب آیا کہ انہیں اس کا احساس بھی نہ تھا (یہ تو دنیا میں ان کا انجام ہوا) اس کے بعد آخرت میں حق تعالیٰ انہیں رسوا کرے گا اور کہے گا کہ (اب بولو) کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے باب میں تم (میری) مخالفت کیا کرتے تھے اس موقع پر وہ لوگ جن کو علم (توحید ورسالت) دیا گیا ہے یہ کہیں گے کہ آج رسوائی اور عذاب کافروں پر ہے یعنی ان پر جن کو فرشتے ایسی حالات میں موت دیں کہ وہ (کفرو شرک کے سبب) اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہوں (اور جو توبہ کر چکے تھے وہ مراد نہیں) اب وہ لوگ صلح کی طرح ڈالیں گے' یعنی کہیں گے کہ ہم تو (دنیا میں) برائی نہ کرتے تھے اجی کیوں نہ کرتے تھے (اور تمہارے اس انکار سے ہوتا کیا ہے) خدا خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو پس (باتیں نہ بناؤ اور) جہنم کے دروازوں میں یوں داخل ہو کہ اس میں ہمیشہ رہو گے (اور اس میں سے نکلنا نصیب نہ ہوگا) پس خدا بچائے نہایت ہی برا ٹھکانہ ہے متکبروں کا (اور ان کو چاہئے کہ تکبر سے توبہ کریں اور ایسے برے ٹھکانہ سے بچیں۔

---

[۱] اس جگہ مراد صرف بت ہیں اور قرینہ اس پر اموات غیر احیاء ہے اور عام طور پر معبود اس لئے مراد نہیں ہو سکتے کہ فرشتے اور جن بھی ان کے معبود ہیں حالانکہ وہ مردے نہیں لہٰذا اس سے حضرت عیسیٰ کی وفات پر استدلال صحیح نہیں ہے ۱۲۔

مومنوں کی شکر گذاری و اطاعت

خبر یہ تو مشرکین کی حالت تھی) اور (برخلاف ان کے جب) متقین سے کہا جاوے کہ تمہارے رب نے کیسی شئے اتاری تو وہ کہیں گے کہ نہایت بہتر چیز اتاری ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اچھے کام کئے ہیں اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت تو اس سے بہتر ہے اور متقین کا گھر نہایت خوب ہے وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان میں یہ لوگ داخل ہوں گے ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ان کو ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے یوں بدلہ دیں گے اللہ ان متقین کو جن کو فرشتے ایسی حالت میں وفات دیں گے کہ وہ (شرک و کفر سے) پاک صاف ہوں اور فرشتے ان سے کہتے ہوں کہ سلامتی ہو تم پر تم اپنے اعمال کے سبب (شوق سے) جنت میں جانا (پس ان مشرکین کو چاہئے کہ وہ متقین بن کر اس دولت کو حاصل کریں۔

کفار و مشرکین کے لئے عبرت و بصیرت

الغرض یہاں تک دلائل بھی ہو چکے ترغیب بھی ہو چکی ترہیب بھی ہو چکی اب بھی اگر یہ ایمان نہ لائیں تو) کیا کسی اور شے کے منتظر ہیں بجز اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں (جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے) یا تمہارے رب کا حکم (عذاب) آوے (سو پہلی صورت تو ہو نہیں سکتی کیونکہ عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ وہ اس کام کیلئے فرشتے نہیں بھیجتے اب دوسری صورت باقی ہے اور اسی سے کام لیا جاوے گا چنانچہ) ان سے پہلے والوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا (کہ ان کے سمجھانے میں کمی کی ہو) بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے کہ سمجھنے کا قصد ہی نہ کرتے تھے اور باطل پر جمے ہوئے تھے) سو (نتیجہ یہ ہی ہوا کہ) ان کو ان کی اعمال کی برائیاں پہنچیں اور اس (عذاب) نے انہیں آگھیرا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے (پس یہ ہی انجام ان کا بھی ہوگا۔

مشرکین کی ہٹ دھرمی اور بکواس

اور یہ ہٹ دھرمی تو دیکھو کہ جب یہ دلائل سے عاجز ہوتے ہیں) تو یہ مشرک لوگ کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اس کے سوا کسی کی پرستش کرتے نہ ہمارے آباؤ اجداد اور نہ ہم بلا اس کی مرضی کے کسی چیز کو حرام کرتے (پس جب ہم ایسا کرتے ہیں) تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہی منظور ہے اور جب خدا کو یہی منظور ہے تو ہم سے کیوں کہا جاتا ہے کہ تم شرک نہ کرو اور یہ نہ کرو اور وہ نہ کرو) یہ ان کا عذر یا حجت ہے جس کی نامعقولیت ظاہر ہے اور) ایسا ہی ان سے پہلے والوں نے بھی اپنے رسولوں کے مقابلہ میں کہا تھا پس (جب ان کے مقابلہ میں ایسے مکابروں سے کام لیا جاوے تو رسول کیا کریں) کیا رسولوں کے ذمہ صاف صاف تبلیغ کے سوا اور کچھ ہے (نہیں بلکہ ان کا کام صرف تبلیغ ہے اور وہ اسے کر چکے تو اور وہ کیا کر سکتے ہیں۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَن يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ

بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ
فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝۳۹ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ
نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۴۰ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۴۲ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْــَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۴۳ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۴ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ
الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۴۵ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا
هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۴۶ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۷ اَوَلَمْ يَرَوْا
اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ
دٰخِرُوْنَ ۝۴۸ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۴۹ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝۵۰

ترجمہ: اور ہم ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں کہ تم (خاص) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان (کے رستہ) سے بچتے رہو سوان میں بعضے وہ ہوئے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعضے ان میں وہ ہوئے جن پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا تو (اچھا) زمین میں چلو پھرو پھر (آثار) سے دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا ان کے راہ راست پر آنے کی اگر آپ کو تمنا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نہیں کیا کرتا جس کو گمراہ کرتا ہے اور ان کا کوئی حمایتی نہ ہو گا اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا کیوں نہیں زندہ کرے گا اس وعدے کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں لاتے تا کہ جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے ان کے روبرو اس کا (بطور معائنہ کے) اظہار کر دے اور تا کہ کافر لوگ (پورا) یقین کر لیں کہ واقعی وہی جھوٹے تھے ہم جس چیز کو (پیدا کرنا) چاہتے ہیں پس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا (کافی) ہوتا ہے کہ تو (پیدا) ہو جا پس وہ (پیدا) ہو جاتی ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑ دیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا

ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا ثواب بدر جہا بڑا ہے کاش ان (کافروں) کو (بھی) خبر ہوتی وہ ایسے ہیں جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور ہم نے آپ کے قبل (بھی) صرف آدمی ہی رسول بنا کر معجزات اور کتابیں دے کر بھیجے ہیں کہ ان پر وحی بھیجا کرتے تھے سو اگر تم کو علم نہیں تو (دوسرے) اہل علم سے پوچھ دیکھو اور آپ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ان کو آپ ان سے ظاہر کر دیں اور تاکہ وہ (ان میں) فکر کیا کریں جو لوگ بری بری تدبیریں کرتے ہیں کیا ایسے لوگ پھر بھی اس بات سے بے فکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زیر زمین میں غرق کر دے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے (کسی آفت میں) پکڑ لے یہ لوگ خدا کو ہرگز ہرا (بھی) نہیں سکتے یا ان کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑ لے سو تمہارا رب شفیق مہربان بڑا ہے کیا ان لوگوں نے اللہ کی ان پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا جن کے سائے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اس طور سے جھکتے جاتے ہیں کہ (بالکل) خدا کے (حکم کے) تابع ہیں اور وہ چیزیں بھی عاجز ہیں اور اللہ کی مطیع ہیں جتنی چیزیں چلنے والی آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں اور (بالخصوص) فرشتے (بھی) اور وہ تکبر نہیں کرتے اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادستی ہے اور ان کو جو کچھ حکم کیا جاتا ہے وہ اس کو کرتے ہیں۔

ارسال رسل اور ان کا کام

تفسیر: اور ہم نے ہر جماعت میں ایک رسول یہ حکم دے کر بھیجا تھا کہ تم لوگ خدا کی پرستش کرو اور بتوں سے اجتناب کرو اس پر کچھ ایسے تھے جن کو خدا نے ہدایت دی (اور انہوں نے سمجھا کہ واقعی بت پرستی خدا کی مرضی کے خلاف اور بری چیز ہے) اور کچھ ایسے تھے جن پر گمراہی جم گئی (اور انہوں نے یہ ہی عذر کیا کہ اگر خدا چاہتا تو ہم ایسا نہ کرتے) سو اب تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ ان تکذیب کرنے والوں کا کیا نتیجہ ہوا (اور کیا خدا نے ان کے اس عذر یا حجت کو صحیح تسلیم کیا ہرگز نہیں پس جب کہ خدا اس عذر کو صحیح نہیں مانتا تو تم اس کو اس کے رسولوں کے مقابلہ میں کیسے پیش کرتے ہو اور اس کے بناء پر ان کی تکذیب کیسے کر سکتے ہو۔

جن کے لئے ایمان مقدر نہیں

خیر اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے عناد اور مکابرہ کی یہ حالت ہے تو) اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی ہدایت کی بے حد خواہش ہو تو (ہو) حق تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں کرتا جس کو وہ (اس کے سوا اختیار کی وجہ سے) گمراہ رکھنا چاہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں (جو حق تعالیٰ کو مجبور کر کے ان کو ہدایت دلا دے) اور یہ لوگ بڑے زور سے قسمیں کھاتے ہیں کہ خدا ہرگز اسے نہ اٹھاوے گا جو مر جاوے (یہ قسمیں ان کی سراسر جھوٹی ہیں) وہ انہیں بے شک اٹھائے گا اس نے اس کا وعدہ کیا ہے (اور وعدہ بھی) ایسا وعدہ جو اس پر بطور حق کے لازم ہے مگر بہت سے لوگ (جہالت سے) اس پر یقین نہیں لاتے (وہ انہیں اس لئے اٹھاوے گا) تاکہ وہ ان کے لئے ان باتوں کو صاف کر دے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور تاکہ منکرین جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے (رہا یہ استبعاد کہ بھلا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے جو اصل منشاء ہے ان مشرکین کے انکار کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے لئے ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں کیونکہ ہمیں کسی کام کے لئے کچھ کرنا نہیں پڑتا) جو بات ہم چاہیں اس

کے لئے ہمارا تو صرف یہ کہہ دینا ہے کہ ہوجا' سو وہ ہو جاتی ہے (پھر ایسی حالت میں انہیں دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔

مشرکین کا برتاؤ مومنوں کے ساتھ

اور (ان لوگوں کا عناد و مکابرہ صرف باتوں تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ مومنین کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے ہیں حتیٰ کے کچھ لوگوں نے ان کی تعدی سے تنگ آ کر گھر بار چھوڑ دیا اور حبش چلے گئے جس سے ان کا کچھ نقصان نہ ہوا۔

(چنانچہ) جن لوگوں نے بعد اس کے کہ ان پر (ان مشرکین کی طرف سے طرح طرح سے) ظلم کیا گیا خدا کے معاملہ میں ترک وطن کیا ہے ان کو ہم (دنیا میں بھی) اچھا ٹھکانہ دیں گے (جہاں وہ چین سے رہیں گے) اور آخرت کا معاوضہ تو اس سے کہیں بہتر ہے (پھر ان کے ستانے سے ان کا کیا ضرر رہا) کاش (یہ مشرکین) جانتے (کہ آخرت کا معاوضہ دنیا کی آسائش سے بہتر ہے تو وہ بھی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔

مہاجرین خدا کی نظر میں

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب سنو کہ یہ مہاجرین وہ قابل تعریف لوگ ہیں (جنہوں نے صبر کیا اور جو کہ صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں خیر اس تعدی کا بیان تو ہو چکا۔

مشرکین کا اعتراض اور اس کا جواب

ایک ان کا مکابرہ یہ ہے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہتے ہیں اور حجت یہ ہے کہ تم بھی ہماری طرح آدمی ہو سو یہ ہی ان کا صریح مکابرہ ہے) اور (واقعہ یہ ہے کہ ہم نے دلائل اور کتابیں دے کر آپ سے پہلے ہی صرف آدمیوں ہی کو بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے چنانچہ اگر تمہیں[ل] اس کا علم نہ ہو تو اہل کتاب سے پوچھ لو (وہ اس کو جانتے ہیں اور جب کہ یہ واقعہ ہے تو تمہارا عذر غلط ہے کہ تم بھی ہماری طرح آدمی ہو پھر تم رسول کیسے ہوئے) اور (یہ بھی واقعہ ہے کہ) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نصیحت اس غرض سے بھیجی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے وہ احکام بیان کر دیں جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ ان میں غور کریں (اور انہیں قبول کریں پس ان کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ یہ خدا کے احکام نہیں ہیں' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنائے ہوئے ہیں۔

عذاب الٰہی: اور جب کہ یہ امور یقینی ہیں) تو کیا یہ لوگ جو ایسی بری کارروائیاں کرتے ہیں' اس سے بے خطر ہیں کہ خدا ان سمیت زمین کو دھنسا دے' یا یہ کہ ان کے پاس وہاں سے عذاب آئے جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو' یا یہ کہ وہ انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے (کیونکہ یہ سب باتیں ممکن ہیں اور) وہ خدا کو مجبور نہیں کر سکتے (کہ ان کے قابو سے نکل جائیں اور وہ دیکھتا رہ جائے کہ اب کیا کروں) یا (وہ اس سے بے خطر ہیں کہ وہ ان کو بمقتضائے رحمت پہلے تین طریقوں سے تو نہ پکڑے بلکہ) ان کو کم کرنے کے طور پر پکڑے (کہ آج کسی کو ختم کر دیا کل کسی کو اور اس طرح ان کا خاتمہ کر دے) کیونکہ (یہ صورت بھی ممکن ہے اور پہلی صورتوں کی بہ نسبت اس لئے زیادہ محتمل ہے کہ) تمہارا رب بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم والا ہے (اور وہ اپنی رحمت و مغفرت کی بناء پر ممکن ہے کہ دفعۃً نہ پکڑے بلکہ رفتہ رفتہ پکڑے الحاصل عذاب کی یہ تمام صورتیں ممکن ہیں اور ان کا بے خطر ہونا جہالت ہے۔

[ل] اس آیت سے معلوم ہوا کہ ناواقفوں پر جاننے والوں کا اتباع لازم ہے اور یہ ہی معنی ہیں تقلید کے پس وجوب تقلید ثابت ہوا اور جن لوگوں نے اس سے وجوب تقلید پر استدلال کیا ہے ان کا یہی مطلب ہے اور یہ مطلب نہیں کہ یہ تقلید کے باب میں نازل ہوئے فافہم ۱۲۔

قدرت الٰہی کے آگے سایہ وغیرہ کی حقیقت

اور (یہ جو خدا کی قدرت کے منکر ہیں) تو کیا (انہوں نے خدا کی پیدا کی ہوئی کسی سایہ دار چیز کو نہیں دیکھا کہ اس کے سائے دائیں بائیں جانب ایسی حالت میں پڑتے ہیں کہ وہ حق تعالیٰ کے سامنے ایسی حالت میں سرفگندہ ہوتے ہیں کہ وہ اس کے سامنے پست ہوں اور (کچھ سایوں ہی کی تخصیص نہیں بلکہ) جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں چلنے والی چیزیں ہیں (جن میں سرکشی کا بھی احتمال ہوسکتا تھا) وہ بھی سب اللہ کے سامنے سرفگندہ ہوتے ہیں (اور مجال نہیں کہ اس کے حکم سے ذرا سرتابی کریں اور یہ کہ جو سرتابی احکام تشریعیہ سے مشاہدہ ہے وہ خود حق تعالیٰ کی مشیت سے ہے کہ اس نے ان کو امتحان کی غرض سے اختیار دے رکھا ہے کہ چاہیں کریں اور چاہیں نہ کریں ورنہ ان کی بھی مجال نہیں کہ وہ اس کے حکم سے تکبر یا سرتابی کریں) اور فرشتے بھی اس کے سامنے سرفگندہ ہیں اختیاراً بھی اور اضطراراً بھی) اور وہ اس سے تکبر نہیں کرتے کیونکہ (وہ اپنے اوپر سے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور (اس لئے) جو ان کو حکم دیا جاتا ہے وہ اسے کرتے ہیں (اور جب کہ جاندار اور بے جان سب اس کے فرمانبردار ہیں اور اس کے حکم سے ذرا سرتابی نہیں کرسکتے تو اسے عذاب دینا کیا مشکل ہے اور اس کی مخالفت کرکے اس کے عذاب سے بےفکر ہوجانے کا بجز حماقت کے اور کیا منشاء ہوسکتا ہے، الغرض ان کو عذاب سے بےفکر نہ ہونا چاہئے)۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـــَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ۚ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ ۙ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔــلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دو (یا زیادہ) معبود مت بناؤ پس ایک معبود وہی ہے تو تم لوگ خاص مجھ ہی سے ڈرو اور اسی کی (ملک) ہیں سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور لازمی طور پر اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے تو کیا پھر بھی اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہے

پھر جب تم کو (ذرا) تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو پھر جب وہ تم سے اس تکلیف کو ہٹا دیتا ہے تو تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں خیر چند روز عیش اڑالو اب جلدی خبر تم کو ہوئی جاتی ہے اور یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ان (معبودوں) کا حصہ لگاتے ہیں جن کے متعلق ان کو کچھ علم نہیں قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افتراپردازیوں کی ضرور باز پرس ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں سبحان اللہ اور اپنے لئے چاہتی چیز بیٹے اور جب ان میں کسی کو بیٹی کی خبر دی جائے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے (اور) جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے آیا اس کو ذلت پر لئے رہے یا اس کو (زندہ یا مار کر) مٹی میں گاڑ دے خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کی بری حالت ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات ثابت ہیں اور وہ بڑے زبردست ہیں بڑے حکمت والے۔

اللہ ایک ہے اور اسی سے ڈرنا چاہئے

تفسیر: اور (اس مسجود عالم) خدا نے کہا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ (کیونکہ) وہ صرف ایک معبود ہے (اور اس کا کوئی شریک نہیں لہٰذا) تمہیں (کسی اور سے ڈرنے کی ضرورت نہیں بلکہ) صرف مجھ سے ڈرتے رہو اور جتنی چیزیں آسمان وزمین میں ہیں سب اسی کی ہیں (اور اس لئے ذرہ بھر اس کے حکم سے باہر نہیں ہوسکتیں) اور وہی لازمی طور پر مستحق اطاعت ہے (اور اس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں) پس جب کہ واقعات یہ ہیں تو) کیا (اب بھی) تم خدا کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو (اور ان کی پرستش کرتے ہو ذرا سوچو تو سہی کس قدر حماقت ہے) اور تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ خدا کی جانب سے ہے۔

تکلیف میں خدا سے فریاد پھر شرک

پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی سے فریاد بھی کرتے ہو (یہ تو واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تم کو اس کا بخوبی علم ہے کہ نافع وضار صرف خدا ہے اور کوئی نہیں اور یہ واقعہ مقتضی ہے اس کو کہ صرف اسی کی پرستش کی جاوے لیکن) پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے تو محض خلاف توقع تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شریک کرنے لگتی ہے تاکہ جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے سب کے منکر ہو جاویں خیر (اے مشرکو) تم مزے کرلو عنقریب تمہیں معلوم ہو جاوے گا (کہ ناشکری اور ناقدری اور شرک کا نتیجہ ایسا ہوتا ہے) اور یہ لوگ (باوجود حق تعالیٰ کے نافع وضار علیم وخبیر ہونے کے علم کے) ایسی چیزوں کے لئے جو کچھ جانتے ہی نہیں (نفع نقصان پہنچانا تو در کنار) ان چیزوں میں سے جو ہم نے انہیں دی ہیں حصہ لگاتے ہیں (کس قدر ناانصافی اور ظلم ہے کوئی ان سے پوچھے کہ بھلا خدا کی مخلوق اور مملوک اس کی دی ہوئی چیزوں میں ان کا کیا حق ہے اے احمق لوگو تم بے فکر نہ ہونا) بخدا تم سے ان تمام باتوں کی باز پرس ہوگی جو تم تراشتے ہو۔

خدا کے لئے بیٹیوں کا غلط عقیدہ

اور (حماقت دیکھو) یہ لوگ خدا کے (حصہ میں تو) بیٹیاں رکھتے ہیں پاک ہے وہ ان کے افتراء سے اور اپنے حصہ میں (بیٹے) جو انہیں مرغوب ہیں۔

لڑکیوں کی پیدائش پر غم

اور (لطف یہ کہ) جب ان میں سے کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو مارے غم کے چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے پر ہوتا ہے نیز اس خبر کی برائی کے سبب جو اس کو دی گئی لوگوں سے چھپ جاتا ہے (کہ میں لوگوں کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا اور جب وہ کہیں گے کہ ارے تیرے لڑکی ہوئی تو کیا جواب دوں گا اب محبت کا تقاضا تو یہ ہوتا ہے کہ خیر ذلت ہو یا کچھ ہو اسے رہنے دینا چاہئے اور عار کا تقاضا ہوتا ہے کہ جس طرح بھی ہو اس بلا کو ٹال اس لئے وہ متردد ہوتا ہے کہ اسے کیا کرنا چاہئے) آیا وہ اسے ذلت وخواری کے ساتھ رہنے دے یا وہ اسے مٹی میں دھنسا دے۔

احمقانہ تعلیم: (پس اتنی مکروہ اور موجب عار چیز کو خدا کے لئے تجویز کیا جاتا ہے، کس قدر حماقت ہے) ارے نہایت برا ہے جو فیصلہ وہ کرتے ہیں (خدا بچائے ایسی ناانصافی سے الحاصل) انہیں لوگوں کی جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، بری حالت ہے اور خدا کی نہایت اعلیٰ صفت ہے (چنانچہ) وہ بیٹا بیٹی سے پاک اور ہر برائی سے منزہ اور ہر کمال کے ساتھ موصوف ہے) اور (ان کو واضح رہے کہ) وہ (ہر چیز پر) قابو یافتہ اور نہایت حکمت والا ہے (اس لئے وہ ان کو ایسی کفریات پر سزا دے گا اور اب تک جو سزا نہیں دی گئی وہ حکمت پر مبنی ہے اور یہی حکمت ہے جس کی بناء پر دنیا میں آبادی...... دکھلائی دے رہی ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ
مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ
مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ
وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ
فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ
الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے ظلم کے سبب دار و گیر فرماتے تو سطح زمین پر کوئی (حس و) حرکت کرنے والا نہ چھوڑتے لیکن ایک میعاد معین تک مہلت دے رہے ہیں پھر جب ان کا وقت معین آ پہنچے گا اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ امور تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹے وعدے کرتے جاتے ہیں کہ ان کے (یعنی ہمارے لئے) ہر طرح کی بھلائی ہے لازمی بات ہے کہ ان کے لئے دوزخ ہے اور بیشک وہ لوگ سب سے پہلے (دوزخ میں) بھیجے جاویں گے۔ بخدا آپ سے پہلے جو امتیں ہو گزری ہیں ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے اعمال (کفریہ) مستحسن کر

کے دکھلائے پس وہ آج ان کا رفیق تھا اور ان کے واسطے دردناک سزا مقرر ہے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس واسطے نازل کی ہے کہ جن امور (دین) میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ (عام) لوگوں پر اس کو ظاہر فرماویں اور ایمان والوں کی ہدایت (خاصہ) اور رحمت کی غرض سے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا اس میں ایسے لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو سنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم

تفسیر: اور اگر حق تعالیٰ لوگوں سے ان کے ظلم کے سبب مواخذہ کرتے رہتے تو اب تک زمین پر ایک چلنے والا نہ چھوڑتے (کیونکہ زمین پر چلنے والے یا انسان ہیں یا غیر انسان اور انسان خواہ کتنا ہی بڑا ہو قصور سے خالی نہیں، یہ ضرور ہے کہ مراتب کے لحاظ سے تفاوت ہوتا ہے پس انسان تو ان قصوروں میں پکڑے جاتے اور غیر انسان انسان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں سو جب آدمی ہی نہ رہتے تو وہ بھی فنا کر دیئے جاتے اور اس لئے زمین خالی ہو جاتی ہے (اور چونکہ حق تعالیٰ کو ایک خاص وقت تک زمین کا آباد رکھنا مقصود ہے اس لئے وہ انہیں فوراً نہیں پکڑتا) بلکہ وہ انہیں ایک خاص میعاد تک مہلت دیتا ہے اب جب کہ ان کی میعاد آ جاتی ہے تو وہ اس سے ذرا پیچھے نہیں ہوتے، اور (اسی طرح) وہ (اس سے) سبقت بھی نہیں کرتے۔

افتراء کی سزا: خیر یہ مضمون تو ضمنی تھا کہنا یہ تھا کہ یہ لوگ اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں) اور (اس طرح) وہ خدا کے لئے ایسی چیز ٹھہراتے ہیں جس کو وہ (اپنے لئے) پسند نہیں کرتے اور (اس ناانصافی اور ظلم پر وہ اپنی زبانوں سے یہ جھوٹ بھی بولتے ہیں کہ ان کے لئے (قیامت میں) سراسر بھلائی ہے (لہٰذا) ضرور ان کے لئے دوزخ ہو اور ان کو اوروں سے پہلے (اس میں) بھیجا جاوے۔

پہلی قوموں میں رسول اور قوم کا حال

(اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) بخدا ہم نے تم سے پہلے دوسری جماعتوں کی طرف رسول بھیجے تھے جس پر (انہوں نے نافرمانی کی تھی اور) شیطان نے ان کی نظر میں ان کے اعمال کو خوشنما بنا دیا تھا سو وہ ہی شیطان آج ان (مشرکین) کا سرپرست ہے اور (اس نے ان کی نظر میں ان کے اعمال کو خوشنما بنا رکھا ہے) اور (اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ) ان کے لئے سخت تکلیف دہ عذاب (طے شدہ) ہے۔

کتاب اللہ کے نازل کرنیکا مقصد

اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب ہذا محض اس لئے نازل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اس بات کو صاف کر دیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور لوگ اسے مانیں اور ان ہدایت دینے اور ان پر رحمت کرنے کے لئے (اب اگر خود لوگ اسے نہ مانیں اور اس لئے مستحق عذاب ہوں تو خود یہ ان کا قصور ہے اور نزول کتاب کا مقصود یہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ لوگوں کو سزا دی جائے بس کتاب کا نازل کرنا سراسر ہدایت و رحمت ہے اور اس میں کوئی شبہ کی بات نہیں، اب اگر لوگوں کو عذاب سے بچنا ہے تو وہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی ہدایت و رحمت سے مستفید ہوں القصہ حق تعالیٰ بیٹا بیٹی سے پاک ہے اور مشرکین کا خدا کے لئے بیٹیاں تجویز کرنا سراسر بہتان ہے، جس کی ان کو سزا دی جائے گی۔

پانی اور اس کے فوائد: اور (خدا کی یہ صفت بھی ہے کہ) اس نے آسمان سے پانی اتارا اور اس سے زمین کو اس کی موت (یعنی خشکی)

کے بعد زندہ (یعنی ہرا بھرا کیا اس میں بھی (توحید کی) بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو بات سنیں) کیونکہ یہ بات خدا کے سوا کسی اور میں نہیں ہے لہٰذا کوئی معبود بھی نہیں۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾

ترجمہ: اور (نیز) تمہارے لئے مواشی میں بھی غور درکار ہے (دیکھو) ان کے پیٹ میں جو گوبر اور خون کا مادہ) ہے اس کے درمیان میں سے صاف اور گلے میں آسانی سے اترنے والا دودھ (بنا کر) ہم تم کو پینے کو دیتے ہیں اور (نیز) کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے کی چیزیں بناتے ہو بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو عقل سلیم رکھتے ہیں اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں گھر بنا لے اور درختوں میں (بھی) اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں پھر ہر قسم کے پھلوں سے چوستی پھر پھر اپنے رب کے رستوں میں چل جو آسان ہیں اس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اس میں بھی ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم کو (اول) پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرتا ہے اور بعضے تم میں وہ ہیں جو ناکارہ عمر تک پہنچائے جاتے ہیں جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی قدرت والے ہیں۔

مویشی میں دودھ کی پیدائش اور اس سے سبق

تفسیر: اور تمہارے لئے مویشی میں بھی عبرت ہے (اور تم ان کی حالت سے بھی توحید پر استدلال کر سکتے ہو کیونکہ) ہم تم کو اس (غذا) میں سے جو کہ اس کے پیٹ میں ہے (جو کہ حقیقت میں مجموعہ ہے گوبر اور خون کا کیونکہ غذا کا کثیف حصہ گوبر ہے اور لطیف خون گوبر اور خون میں سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو کہ (اپنے مرغوب ہونے کے سبب) پینے والوں کے گلے میں اترتا چلا جاتا ہے (اب تم بتلاؤ کے خدا کے سوا کوئی اور بھی ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں) تو معلوم ہوا کہ وہی معبود ہے اور کوئی نہیں۔

کھجور اور انگور میں سبق

اور کھجور کے پھلوں سے اور انگوروں سے تم نشہ کی چیز اور عمدہ غذا بناتے ہو اس میں بھی دلیل (توحید ہے) ان لوگوں کے لئے جو سمجھیں (کیونکہ ایسی چیزیں بھی خدا کے سوا کوئی نہیں بنا سکتا)۔

شہد کی مکھیاں اور شہد کی پیدائش

اور تمہارے رب نے شہد کی مکھیوں کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تم پہاڑوں اور درختوں میں اور لوگوں کی اونچی عمارتوں میں گھر بناؤ پھر ہر قسم کے پھل کھاؤ (اور چونکہ یہ پھل کھانا موقوف ہے اس پر کہ ان تک رسائی ہو بدیں وجہ تمہارے لئے تمام راستے آسان کر دیئے گئے ہیں) بس تم اپنے رب کے (بتائے ہوئے) راستوں پر ایسی حالت میں چلو کہ (وہ تمہارے لئے) آسان ہیں (اور ان کے طے کرنے میں تمہارے لئے کوئی دقت نہیں ہوگی، چنانچہ وہ ایسا کرتے ہیں) اب ان کے پیٹوں میں سے ایک مختلف رنگ کی پینے کی چیز نکلتی ہے (جس کو شہد کہتے ہیں اور جس میں لوگوں کے لئے (بہت سے امراض سے) شفاء ہے اس میں ایک بہت بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور کریں۔

پیدائش کے بعد موت: اور اللہ نے (اول) تم کو پیدا کیا پھر وہ تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کو وہ ناکارہ عمر تک پہنچاتا ہے تاکہ وہ مسلوب الحواس ہو جاویں اور) جاننے کے بعد کچھ نہ جانیں (یہ واقعات دلیل ہیں اس کی کہ) یقیناً اللہ بڑا جاننے والا اور قدرت والا ہے (اور چونکہ یہ علم و قدرت کسی اور میں نہیں اس لئے وہ تنہا معبود ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں)۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ
عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ
لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾
فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ
مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا
رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ
لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِىْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے تم میں بعضوں کو بعضوں پر رزق میں فضیلت دی ہے سو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے حصہ کا مال اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی دینے والے نہیں کہ وہ (مالک ومملوک) سب اس میں برابر ہو جاویں کیا پھر بھی خدائے تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں میں سے تمہارے لئے بیبیاں بنائیں اور (پھر) ان بیبیوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تم کو اچھی اچھی چیزیں کھانے پینے کو دیں کیا پھر بھی بے بنیاد چیز پر ایمان رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے رہیں گے اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے رہیں گے جو ان کو نہ آسمان میں سے رزق پہنچانے کا اختیار رکھتی ہیں اور نہ زمین میں سے اور نہ قدرت رکھتی ہیں سو تم اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں مت گھڑو اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ (فرض کرو) ایک (تو) غلام ہے (کسی کا) مملوک کہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب نعمت دے رکھی ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتا ہے کیا اس قسم کے شخص آپس میں برابر ہو سکتے ہیں ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے لائق ہیں بلکہ ان میں اکثر تو جانتے ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان فرماتے ہیں کہ دو شخص ہیں جن میں ایک تو گونگا (بھی) ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے مالک پر ایک وبال جان ہے وہ اس کو جہاں بھیجتا ہے کوئی کام درست کر کے نہیں لاتا کیا یہ شخص اور ایسا شخص باہم برابر ہو سکتے ہیں جو اچھی باتوں کی تعلیم کرتا ہو اور خود بھی ایک معتدل طریقہ پر (چلتا) ہو۔

دولت کی زیادتی اور اس سے مقصد خداوندی

تفسیر: اور اللہ تعالیٰ نے (تم کو رزق دیا اور یکساں نہیں بلکہ یوں کہ) تم میں سے ایک کو دوسرے پر (اس) رزق میں فوقیت دی (اور یہ بات کسی کو حاصل نہیں لہٰذا وہی تنہا معبود ہے) اب جن کو رزق میں فوقیت دی گئی ہے (اور اس بناء پر وہ لونڈی غلام والے ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ) وہ اپنے رزق کو اپنے ممالیک کو اس طرح بانٹ بانٹ کر دینے والے نہیں ہیں کہ وہ سب (مالک ومملوک) آپس میں برابر ہو جائیں (اور یہ ایک کھلا ہوا واقعہ ہے جس کے خلاف تم لوگوں میں ایک مثال بھی نہیں مل سکتی' پس جب تم اپنے غلاموں کو جو حقیقت میں تمہارے غلام بھی نہیں بلکہ وہ تمہارے بھائی ہیں جن کو حق تعالیٰ نے تمہارا مملوک بنا دیا ہے' اپنے برابر بنانا پسند نہیں کرتے تو حق تعالیٰ اپنے حقیقی غلاموں اور مملوکوں کو اپنے برابر کیسے بنائے گا یہ دوسری دلیل ہے توحید کی جو دلیل اول پر تفرع کے طور پر ہے اب جب کہ واقعات یہ ہیں) تو کیا تم خدا کی نعمت کا انکار کرو گے؟ اور یہ کہو گے کہ ہمیں خدا نے کوئی نعمت ہی نہیں دی' اور جب کہ تم خدا کی نعمت کا انکار نہیں کر سکتے تو تم پر (دونوں حجتیں قائم ہیں اور تمہیں توحید کو ماننا چاہئے اس جگہ یہ جاننا چاہئے کہ یہ احتجاج کہ تم اپنے غلاموں کو اپنے برابر نہیں بناسکتے مشرکین مکہ کے مقابلہ میں الزاماً ہے کیونکہ وہ لوگ غلاموں کو سخت ذلیل سمجھتے تھے اور یہ ایسا ہی الزامی استدلال ہے جیسا کہ لڑکیوں کے متعلق واذا بشر احدہم بالانثیٰ سے الزامی استدلال تھا پس اس پر نہ شبہ ہے اور نہ ہی اس میں دقت فلسفی کی ضرورت ہے۔

نسل کی افزائش میں توحید کا سبق

اس ضمنی تنبیہ کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ دلائل تو سن چکے) اور (ایک دلیل

یہ ہے کہ) کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں میں سے تمہاری بیبیاں بنائیں اور تمہارے لئے تمہاری بیویوں سے بیٹے پوتے بنائے اور تم کو نفیس چیزیں کھانے کو دیں (اور غیر اللہ نے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا تو کیا تم (شرک کر کے) بے حقیقت بات کو مانتے اور خدا کی نعمت کا انکار کرتے ہو (کیونکہ تمہاری غیر اللہ کی پرستش کے یہی معنی ہیں کہ وہ تمہارے منعم ہیں نہ خدا بس یہ صریح ایک باطل بات پر ایمان اور خدا کی نعمت کا انکار ہے اب تم سمجھو کہ کس قدر بے جا بات ہے خیر یہ لوگ اس خدا کی پرستش نہیں کرتے جو ان کا خالق اور ان کا منعم ہے) اور خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہیں آسمان و زمین سے کچھ بھی رزق دینے کا نہ اختیار رکھتی ہیں اور نہ قدرت رکھتی ہیں (لہٰذا یہ ان کی سراسر غلطی بلکہ بے عقلی ہے۔

مشرکوں کو تنبیہ: پس (جب کہ دلائل صریحہ صحیحہ سے شرک کا بطلان ثابت ہو گیا تو اے مشرکو) تم اللہ کے لئے مثالیں نہ بیان کرو (اور یہ نہ کہو کہ خدا بادشاہ ہے اور بادشاہ تک بلا وسیلہ کے پہنچ نہیں ہو سکتی لہٰذا یہ ہمارے وسائل ہیں اور ہم ان کی پرستش کریں گے تو یہ ہمیں خدا کا مقرب بنا دیں گے' کیونکہ) اللہ تعالیٰ (حقائق کو خوب) جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (لہٰذا وہ جانتے ہیں کہ کن باتوں میں ان کے یہاں وسیلہ کی ضرورت ہے اور کن باتوں میں وسیلہ کی ضرورت نہیں اور پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ کون وسیلہ بن سکتا ہے اور کون نہیں پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ وسیلہ کو جس حد تک ماننا چاہئے اور کس حد تک نہیں' پس نہ تم اپنی طرف سے وسیلہ بناؤ اور نہ ان کی پرستش کرو' کیونکہ نہ ان کو خدا نے وسیلہ بنایا ہے اور نہ ان میں وسیلہ بننے کی قابلیت ہے اور نہ وسیلہ کی پرستش جائز ہے' لہٰذا تمہاری مثالیں تو غلط ہیں۔

حق تعالیٰ کی ایک مثال: اب ہم مثالیں بیان کرتے ہیں جو بالکل صحیح ہیں ہم سے سنو) حق تعالیٰ ایک عبد مملوک کو مثال کے طور پر بیان کرتے ہیں جو کہ کوئی اختیار نہیں رکھتا اور ایک اس شخص کو جس کو ہم نے خوب روزی دی ہے لہٰذا وہ خفیہ طور پر اور علی الاعلان (ہر طرح آزادانہ) خرچ کرتا ہے (اور اس کو اس سے کوئی نہیں روک سکتا' اب بتلاؤ کہ) کیا یہ دونوں برابر ہیں (یہ مثال ہے تمہارے معبودوں کی اور خدا کی کہ تمہارا معبود بالکل مجبور اور خدا بالکل آزاد اور مختار پھر وہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں) قابل تعریف ہے (وہ) خدا (جس نے ایسی صحیح مثال بیان کی) یہ حقیقت بالکل ظاہر ہے' پس منشاء ان کی گواہی کا خفاء حقیقت نہیں) بلکہ (اس کا منشاء یہ ہے کہ) ان میں بہت سے سمجھتے ہی نہیں (اور اس لئے حقیقت ان پر منکشف نہیں ہوتی۔

بتوں کی مثال: اور خدا مثال کے طور پر ایسے دو شخصوں کو بھی بیان کرتا ہے جن میں سے ایک ایسا گونگا ہے کہ کچھ کر ہی نہیں سکتا اور وہ بار ہے اپنے آقا پر (چنانچہ) وہ اسے جہاں بھی بھیجتا ہے کوئی بہتری لیکر نہیں آتا (اور کھانے کپڑے وغیرہ کا مولیٰ پر پورا بار ہے اب تم بتلاؤ کہ) کیا یہ (گونگا) اور وہ شخص جو اچھی باتوں کی تعلیم کرتا ہے اور وہ صحیح راستہ پر ہے دونوں برابر ہیں (ہرگز نہیں تو پھر تمہارے بت جو بالکل گونگے ہیں اور اپنے آقا حق تعالیٰ کا کوئی کام نہیں کرتے اور اس پر ان کی حفاظت وغیرہ کی کفالت ہے اور خدا تعالیٰ جو اچھی باتوں کی تعلیم کرتے اور صراط مستقیم پر ہیں دونوں کیسے برابر ہو جاوینگے) یہ مثالیں تھیں اب مزید دلائل سنو۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ

لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ
يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا
وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا
وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ
تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں اور قیامت کا معاملہ بس ایسا (جھٹ پٹ) ہوگا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلدی یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور اس نے تم کو کان دیئے اور آنکھ اور دل تا کہ تم شکر کرو (اور استدلال علی القدرت کے لئے) کیا لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کے (تلے) میدان میں مسخر ہو رہے ہیں ان کو کوئی نہیں تھامتا بجز اللہ کے ان میں ایمان والوں کے لئے چند دلیلیں (موجود) ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور تمہارے لئے جانوروں کی کھال کے گھر (یعنے خیمے) بنائے جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام (کرنے) کے دن ہلکا (پھلکا) پاتے ہو اور ان کی اون اور ان کے رووں اور ان کے بالوں سے گھر کا سامان اور فائدے کی چیزیں ایک مدت تک کے لئے بنائیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنی بعض مخلوقات کے سائے بنائے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں پناہ کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری حفاظت کریں اور ایسے کرتے بنائے جو تمہاری لڑائی سے تمہاری حفاظت کریں اللہ تعالیٰ تم پر اسی طرح (کی) اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تا کہ تم فرمانبردار رہو پھر اگر یہ لوگ (ایمان سے) اعراض کریں تو آپ کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہے وہ لوگ خدا کی نعمت کو (تو) پہچانتے ہیں پھر اس کے منکر ہوتے ہیں اور زیادہ ان میں ناسپاس ہیں۔

مغیبات کا علم

تفسیر: اور صرف خدا ہی کو حاصل ہے، علم جملہ مغیبات سماویہ وارضیہ کا (اور یہ اس کا کمال علمی ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں اور کمال قدرت کی یہ حالت ہے کہ) قیامت (جس کو تم محال اور ناممکن سمجھتے ہو اس) کا معاملہ) اس کے نزدیک) ایسا ہے جیسا پلک جھپکنا (یعنی جس ط

تم کو پلک جھپکانے میں دیر نہیں لگتی (یونہی اسے قیامت قائم کرنے میں کچھ دیر نہیں لگتی (یا (یوں کہو کہ) وہ (قیامت کا معاملہ پلک جھپکانے سے بھی) قریب تر ہے (کیونکہ) تمہارے پلک جھپکانے میں اسباب وآلات کی مساعدت اور حق تعالیٰ کی مشیت کی ضرورت ہے اور تم اپنے ارادے سے پلک نہیں جھپا سکتے اور حق تعالیٰ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں اور وہ صرف اپنے ارادہ سے قیامت برپا کر سکتے ہیں اور یہ کوئی قابل انکار بات نہیں کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (اور اس میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں، پس ثابت ہوا کہ وہ اپنے جملہ کمالات میں منفرد ہے۔

انسان کی پیدائش اور پرورش۔

اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسی حالت میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے (اور دیکھ لو کہ اب تمہاری کیا حالت ہے اب بتلاؤ کہ دوسرا کوئی ایسا ہے جو یہ کام کر سکے) جب کوئی نہیں تو ثابت ہوا کہ وہ منفرد ہے) اور اس نے تمہارے لئے بدیں توقع کہ تم شکر کرو کان اور آنکھیں اور دل بنائے (جن سے تم سنتے اور دیکھتے اور سمجھتے ہو اب بتلاؤ کہ کیا (اور کوئی ایسا کر سکتا ہے جب نہیں کر سکتا تو تم ان نعمتوں کا شکر کیوں نہیں کرتے اور اپنے منعم کی پرستش کیوں نہیں کرتے)۔

پرندوں کی اڑان سے خدا پر ایمان

کیا ان لوگوں نے پرندوں کو فضاء آسمان میں مسخر ہونے کی حالت میں نہیں دیکھا کہ ان کو اس خدا کے سوا کوئی تھامے نہیں ہوتا اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو مانیں (کیونکہ جن امور کے اجتماع سے یہ ہیئت پیدا ہوئی ہے وہ سب ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک کام بھی سوائے خدا کے کوئی نہیں کر سکتا مثلاً ایک پر ہی کو لے لو پھر اس کے ریشوں کو دیکھو اور بتلاؤ کہ کوئی ایک پر کا ایک ریشہ بھی پیدا کر سکتا ہے)۔

گھر اور خیمے: اور خدا نے تمہارے گھروں کو جائے سکونت بنایا اور تمہارے لئے مویشی کی کھالوں کے گھر (خیمے) بنائے جن کو تم کوچ کے روز اور اقامت کے روز ہلکا پاتے ہو (کہ نہ تمہیں ان کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے میں دشواری ہوتی ہے اور نہ ان کو قائم کرنے میں دقت ہوتی ہے) اور ان میں سے بھیڑوں کی اون اور اونٹوں کی اون اور بکریوں کے بالوں سے تمہارا گھر کا سامان اور ایک وقت تک نفع حاصل کرنے کی چیزیں بنائیں۔

سائے اور پہاڑ کے غار وغیرہ

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان چیزوں کے جن کو اس نے پیدا کیا ہے سائے بنائے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں رہنے کی جگہ بنائیں (جیسے غار وغیرہ) اور تمہارے لئے وہ کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سردی سے بچاتے ہیں اور وہ کرتے بھی جو لڑائی سے تمہاری حفاظت کرتے ہیں (جیسے زرہیں وغیرہ دیکھو) یوں حق تعالیٰ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتے ہیں، امید ہے کہ تم اطاعت قبول کرو گے۔

رسول کا کام: (الغرض اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ باتیں آپ ان کو سنا دیں) اب اگر یہ ان سے اعراض کریں (جیسا کہ ان کی حالت سے ظاہر ہے) تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ حرج نہیں کیونکہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ صاف صاف پیام پہنچا دینا ہے (منوا دینا آپ کے ذمہ نہیں ہے) یہ لوگ حق تعالیٰ کے انعام کو (علمی طور پر) پہچانتے ہیں (اور علمی طور پر پہچان کر) پھر (علمی طور پر) نہیں پہچانتے (یعنی اس کے مقتضیٰ پر عمل نہیں کرتے کیونکہ پہچاننے کا مقتضیٰ یہ ہے کہ منعم کی اطاعت کی جاوے مگر وہ مخالفت کرتے ہیں)

اوران میں سے بہت تو (اس کی مخالفت پر یوں اڑے ہوئے ہیں کہ گویا وہ ان نعمتوں کے) بالکل منکر ہی ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٨٥﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٨٦﴾ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿٨٨﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾

ترجمہ: اور جس دن ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ قائم کریں گے پھر ان کافروں کو اجازت نہ دی جائے گی اور نہ ان کو حق تعالیٰ کے راضی کرنے کی فرمائش کی جاوے گی اور جب ظالم (یعنی کافر) لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو وہ عذاب نہ ان سے ہلکا کیا جاوے گا اور نہ وہ کچھ مہلت دیئے جاویں گے اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ہمارے پروردگار وہ ہمارے شریک یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کو پوجا کرتے تھے سو وہ ان کی طرف کلام کو متوجہ کریں گے کہ تم جھوٹے ہو اور یہ (مشرک اور کافر) لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے وہ سب گم ہو جاویں گی جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے ان کے لئے ہم ایک سزا پر دوسری سزا بمقابلہ ان کے فساد کے بڑھا دیں گے اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو انہی میں کا ہوگا ان کے مقابلہ میں قائم کریں گے اور ان لوگوں کے مقابلہ میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام (دین کی) باتوں کا بیان کرنے والا ہے اور (خاص) مسلمانوں کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور خوشخبری سنانے والا ہے۔

ہر گروہ میں کے گواہ

تفسیر: اور جس روز ہم ہر گروہ میں سے ایک گواہ (جو کہ ان کا ہی ہوگا) قائم کریں گے (اس روز وہ ان[1] کے خلاف گواہی دے گا) پھر کافروں کو نہ (عذر و معذرت کی) اجازت دی جاوے گی اور نہ ان سے (خدا کو) رضامند کرنے کی خواہش کی جاوے گی۔

---

[1] اشارة الى تقدير العامل ۱۲.

عذاب دیکھ کر بدحواسی

اور جب وہ لوگ جو ظلم پر کمر بستہ تھے عذاب کو دیکھیں گے (تب تو اور بھی بری حالت ہوگی کیونکہ) نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جاوے گا اور نہ انہیں مہلت دی جاوے گی اور جب وہ لوگ جو شرک پر مصر رہے تھے۔

معبودان باطل کا شکوہ اور ان کی طرف سے جواب

اپنے معبودوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اے اللہ یہ ہیں ہمارے وہ معبود جن کو ہم آپ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے (انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا) اس پر وہ ان سے یوں خطاب کریں گے کہ تم یقیناً جھوٹے ہو (ہم نے تمہیں کب گمراہ کیا تھا تم خود گمراہ ہوئے یا شیاطین نے گمراہ کیا جن کا تم کہنا مانتے تھے ہم نے کیا کیا) اور وہ اس روز حق تعالیٰ کے سامنے مصالحت پیش کریں گے اور وہ سب باتیں ان سے غائب ہو جاویں گی جو وہ بنایا کرتے تھے (مثلاً یہ کہ قیامت ناممکن ہے عذاب ناممکن ہے ہمارے بت خدا کے شریک اور ہمارے سفارشی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

کفر و شرک کی وجہ سے عذاب الٰہی

الغرض جن لوگوں نے خود کفر پر اصرار کیا اور (دوسروں کو قولاً یا فعلاً) خدا کی راہ سے روکا (قولاً یوں کہ لوگوں کو کفر کی ترغیب دی اور فعلاً یوں کہ دوسروں کے لئے نمونہ بنے اور انہوں نے ان کی تقلید کی) ان کو ہم عذاب پر عذاب دیں گے بدیں وجہ کہ وہ خرابی کرتے تھے (اور کفر کو مٹنے نہ دیتے تھے جو کہ عین فساد ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی

اور جس روز ہم ہر گروہ میں انہیں میں سے ان کے خلاف ایک گواہ قائم کریں گے (اس روز[1] ہم دوسرے رسولوں کو ان کی امتوں کے مقابلہ میں گواہ بنا کر لائیں گے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے مقابلہ میں گواہ بنا کر لاویں گے (یہ واقعات ہیں قیامت کے) اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتاب یوں نازل کی ہے کہ وہ توضیح ہے ہر (ضروری[2]) بات کی (چنانچہ اس میں پہلے واقعات بھی ہیں اور آئندہ کے واقعات بھی ہیں احکام بھی ہیں دلائل بھی وعدوعید بھی الی غیر ذلک) اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے اطاعت کرنے والوں کے لئے (پس یہ ایک جامع کتاب ہے اور یہ حق تعالیٰ کی مہربانی ہے آپ پر بھی اور دوسرے لوگوں پر بھی جس کی ان کو قدر کرنی چاہئے اور اطاعت کرنی چاہئے یہاں تک مشرکین کو نصیحت فرما کر اب خطاب کو عام فرماتے ہیں اور زیادہ روئے سخن مسلمانوں کی طرف ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۹۰ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

---

[1] اشارة الیٰ تقدیر العامل بقرینته المعطوف ۱۲۔

[2] فیه اشارة الیٰ رد استدلال المبتدعین به علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان یعلم ما کان ما یکون تفصیلا ۱۲۔

يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِىْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ
اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ
لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً
وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا
تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا
صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ
اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ
صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ
لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم اس کو (تخصیصاً) یا تعمیماً) اپنے ذمہ کر لو اور قسموں کے بعد ان کے مستحکم کرنے کے مت توڑو اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو بے شک اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور تم اس عورت کے مشابہ مت بنو جس نے اپنا سوت کاتے پیچھے بوٹی بوٹی کر کے نوچ ڈالا کہ (اس کی طرح) تم (بھی) اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ بنانے لگو محض اس وجہ سے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھ جاوے بس اس سے اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے اور جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے رہے قیامت کے دن اس سب کو تمہارے سامنے (عملاً) ظاہر کر دے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی طریقے کا بنا دیتے لیکن جس کو چاہتے ہیں بے راہ کر دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں راہ پر ڈال دیتے ہیں اور تم سے تمہارے سب اعمال کی ضرور باز پرس ہو گی اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ

مت بناؤ کبھی کسی اور کا قدم جمنے کے بعد نہ پھسل جائے پھر تم کو اس سبب سے کہ تم راہ خدا سے مانع ہوئے تکلیف بھگتنا پڑے اور تم کو بڑا عذاب ہوگا اور تم لوگ عہد خداوندی کے عوض میں (دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ مت حاصل کرو بس اللہ کے پاس کی جو چیز ہے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے اگر تم سمجھنا چاہو اور جو کچھ تمہارے پاس (دنیا میں) ہے وہ ختم ہو جاوے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا اور جو ثابت قدم ہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ان کو ضرور دیں گے جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دیں گے اور (آخرت میں) ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے تو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں یقیناً اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر (دل سے) بھروسہ رکھتے ہیں بس اس کا قابو تو صرف ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر جو کہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

عدل واحسان کا حکم اور فواحش سے ممانعت

تفسیر:(اور فرماتے ہیں اے لوگو! حق تعالیٰ تم کو (ہر معاملہ میں) انصاف اور نیکی کا اور رشتہ دار کو دیتے رہنے کا حکم کرتے ہیں اور بے حیائی کی بات (جیسے زنا) اور (دوسری) ہر بری بات اور (خاص کر) ظلم و سرکشی سے منع کرتے ہیں (پس تم کو کرنے کے کام کرنے چاہئیں اور نہ کرنے کے کاموں سے بچنا چاہئے) وہ تم کو نصیحت کرتے ہیں امید ہے کہ تم مانو گے (کیونکہ یہ تمام باتیں ماننے کے قابل ہیں اور تمہارا ان میں فائدہ ہے۔

عہد و پیمان کی اہمیت

اور خدا کے عہد کو (یعنی اس عہد کو جس کو تم نے خدا کو بیچ میں ڈال کر کیا ہے) پورا کرو جبکہ تم عہد کر لو اور قسموں کو ان کے مستحکم کرنے کے بعد نہ توڑو جبکہ تم اپنے متعلق خدا کو ضامن بنا چکے ہو (کیونکہ) حق تعالیٰ جانتے ہیں ان تمام باتوں کو جو تم کرتے ہو (پس بصورت خلاف ورزی اس کے احکام کے اور بصورت اس کے ذمہ داری میں رخنہ اندازی کے اور اس کے عہد کو توڑنے کے وہ تم سے باز پرس کریں گے۔

عہد شکنی کی مثال

(اور تم عہد شکنی و قسم شکنی کر کے) اس (فرضی احمق) عورت کی طرح نہ ہو جس نے حماقت سے) اپنے کاتے ہوئے سوت کو بعد (اس کے حیثیت کے موافق) مضبوطی کے (اور بغیر[1] اس کے کہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے توڑنے کے اور دوبارہ کاتنے کے قابل ہو بلکہ محض بلا وجہ) ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہو بحالیکہ تم اپنی قسموں کو آپس کی دغا بناؤ بدیں وجہ کہ ایک ایسی جماعت ہو کہ وہ دوسری جماعت سے زائد ہے اور تم مختصر جماعت کے ساتھ رہنے میں جن میں تم بذریعہ عہد و پیماں اور قسما قسمی کے داخل ہو چکے ہو اپنا نقصان سمجھتے ہو اور اس لئے بڑی جماعت میں شریک ہونا چاہتے ہو خلاصہ یہ کہ تم کسی چھوٹی جماعت کے ساتھ معاہدہ کر کے اس خیال سے نہ توڑو کہ دوسری طرف بڑی جماعت ہے کیونکہ اس میں دو خرابیاں ہیں ایک یہ کہ تمہاری مثال اس احمق عورت کی سی ہوگی جس نے اپنا اچھا خاصا سوت محض حماقت سے

---

[1] فیہ اشارۃ الی فائدۃ قولہ من بعد قوۃ ولم یتنبھوا لہ ۱۲.

بلاوجہ توڑ دیا دوسرے اس صورت میں وہ تمہاری قسمیں قسمیں نہ رہیں گے' بلکہ وہ آپس کی دغا اور فریب اور دھوکہ دہی ہو جاوے گی اور یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کو کوئی عاقل اور شریف آدمی پسند نہیں کر سکتا پس تم ایسا ہرگز نہ کرو تم کو واضح ہو کہ حق تعالیٰ اس سے تمہارا امتحان کر رہے ہیں (کہ حق تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہو یا اپنی مصالح کی بناء پر مخالفت) اور وہ قیامت میں تمہارے سامنے ان باتوں کو کھول دیں گے جن میں تم (حق تعالیٰ کے حکم سے اختلاف کرتے رہے ہو (جس پر تم کو ندامت ہوگی اور تم پچھتاؤ گے)۔

خدا ایک جماعت بنانے پر قادر تھا

اور (تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم بھی کچھ چیز ہیں کہ ہم حق تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں' کیونکہ) اگر خدا چاہتا تو تم کو (مجبور کر کے) ایک جماعت بنا دیتا (اور تمہیں اختلاف کی مجال نہ ہوتی) لیکن وہ (بمقتضائے حکمت امتحان کسی کو مجبور نہیں کرتا' بلکہ) وہ جسے چاہتا ہے اسے (اس کے سوء اختیار کے سبب) گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے (اس کے حسن اختیار کے سبب) ہدایت دیتا ہے اور (تم خوب سن لو کہ) تم سے تمہارے اعمال کی بابت باز پرس ہوگی (کیونکہ تم کو اچھے اور برے کاموں کا اختیار دیا گیا ہے اور ہمارے گمراہ کرنے اور ہدایت کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کسی کو ہدایت یا گمراہی پر مجبور کرتے ہیں اور اس لئے وہ بے قصور ہے' بلکہ ہماری مشیت اس کے اختیار کے موافق ہے پس اس سے اپنے کو بے قصور سمجھ کر بے فکر نہ ہو جانا)۔

قسموں کو فریب نہ بنایا جائے

اور (چونکہ تم سے تمہارے اعمال کی ضرور باز پرس ہوگی اس لئے تم سے پھر کہا جاتا ہے کہ) اپنی قسموں کو آپس کی دغا (اور دھوکہ دہی) نہ بنانا جس سے کوئی پاؤں اپنے (خدا کی راہ پر) جمنے کے بعد پھسل جاوے (یعنی دوسرے لوگ بھی تمہاری دیکھا دیکھی بدعہدی کریں یا تمہاری بدعہدی کو دیکھ کر لوگ اسلام سے بدظن ہو جاویں) اور تم اس وجہ سے کہ تم نے (اس پھسلنے والے کو) خدا کی راہ سے روکا' عذاب کا مزہ چکھو اور تمہیں (اس صورت میں) بہت بڑا عذاب ہوگا۔

خدا کے عہد کا مرتبہ اور اس کی ناقدری کا انجام

اور تم خدا کے عہد کے بدلے میں (جو کہ تم نے اس کو بیچ میں ڈال کر کیا ہے) تھوڑی قیمت نہ لو (کہ کسی دنیاوی نفع کے خیال سے اس عہد کو نظر انداز کر دو دیکھو جو چیز خدا کے یہاں (تمہارے لئے ایفاء عہد کے معاوضہ میں) ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے' بشرطیکہ تمہیں کچھ علم ہو (کیونکہ) جو چیز تمہارے پاس ہے وہ تو ختم ہو جاوے گی اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی رہنے والی ہے (اب تم سمجھ سکتے ہو کہ فانی کو باقی سے کیا نسبت ہے) اور (تم ان باتوں کو محض دل خوش کن نہ سمجھنا بلکہ) یہ پکی بات ہے کہ جو لوگ (اپنے عہد پر) جمے رہے (اور کسی دنیاوی غرض سے اس سے نہیں ہٹے) ان کو ہم ان کا معاوضہ[1] ان کے کاموں سے بہتر دیں گے جو وہ کرتے رہتے ہیں۔

نیک کاموں کا بدلہ

کیونکہ (ہمارا قانون ہے کہ) جو کوئی مرد عورت ایسی حالت میں نیک کام کرے۔ کہ وہ مؤمن ہو اسے ہم (دنیا میں) عمدہ زندگی دے

---

[1] اطلق العمل علی الجزاء ثم اضیف الیه احسن فلا اشکال فی الترکیب وهذا اطلاق شائع فی القرآن وغیره ۱۲۔

زندہ رکھیں گے (کیونکہ اسکی یہ زندگی ایک وفادارانہ زندگی ہوگی۔ جو اپنے آقا کی اطاعت میں صرف ہوگی اور اس سے بہتر کونسی زندگی ہے) اور (آخرت میں) انہیں ان کا معاوضہ ان کے کاموں سے بہتر دیں گے۔ جو وہ کرتے رہتے ہیں۔

تلاوت قرآن کے وقت تعوذ

(اور جب کہ عمل صالح ایسی اچھی چیز ہے تو اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ قرآن پڑھیں (جو کہ ایک عمل صالح ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شیطان مردود سے خدا سے پناہ مانگا کریں (کہ مبادا وہ کوئی رخنہ اندازی کرے اور اس نیک عمل میں کوئی نقصان پیدا ہو جاوے اور آپ یہ حکم سن کر گھبرائیں نہیں کیونکہ) اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں ہے جو ''خدا پر'' ایمان لے آئے اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں اس کا قابو صرف ان لوگوں پر ہے جو اس کو اپنا سرپرست[1] بنائے ہوئے ہیں اور بالخصوص) ان پر جو اس کے بدولت[2] شرک میں مبتلا ہیں (لہٰذا وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور آپ کے اس سے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں اب رہا یہ سوال کہ پھر استعاذہ کی ضرورت کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عدم تسلط حق تعالیٰ ہی کی عصمت وحفاظت سے تو ہے پس اس میں اسی عصمت وحفاظت کی درخواست ہے پس استعاذہ منافی عصمت نہیں بلکہ موئید عصمت ہے' اس جگہ چونکہ قرائت قرآن اور مشرکین کا تذکرہ آگیا تھا اس لئے حق تعالیٰ مشرکین کے ان اعتراضات کو رد کرتے ہیں جو قرآن سے متعلق ہیں اور فرماتے ہیں کہ شیطانی تسلط ان لوگوں پر ہے جو اس کی بدولت شرک میں گرفتار ہیں)۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَي الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

[1] ای یتخذونه ولیا ۱۲۔ [2] جعلنا العائد للشیطان وهو الظاهر ۱۲۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ: اور جب ہم کسی آیت کو بجائے دوسری آیت کے بدلتے ہیں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ جو حکم بھیجتا ہے اس کو وہی خوب جانتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ افترا کرنے والے ہیں بلکہ انہیں میں اکثر لوگ جاہل ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کو روح القدس آپ کے رب کی طرف سے حکمت کے موافق لائے ہیں تا کہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور ان مسلمانوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری (کا ذریعہ) ہو جاوے اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھلا جاتا ہے جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی ہے جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ان کو اللہ تعالیٰ کبھی راہ پر نہ لاویں گے اور ان کے لئے دردناک سزا ہوگی بس جھوٹ افتراء کرنے والے تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ ہیں پورے جھوٹے جو شخص ایمان لائے پیچھے اللہ کے ساتھ کفر کرے مگر جس شخص پر زبردستی کی جاوے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کو بڑی سزا ہوگی (اور) یہ (غضب وعذاب) اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور اس سبب سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے اور یہ لوگ (انجام سے) بالکل غافل ہیں (اس لئے) لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے پھر بیشک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے کہ جنہوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد (ایمان لا کر) ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (ایمان پر) قائم رہے تو آپ کا رب ان (اعمال) کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنیوالا ہے۔

ناسخ ومنسوخ اور اس کی حکمت

تفسیر: اور (جن کی یہ حالت ہے کہ) جب ہم ایک آیت (کو منسوخ کر کے اس) کی جگہ دوسری آیت رکھتے ہیں اور (یہ کوئی بے جا بات نہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے، جس کو وہ نازل کرتا ہے (اور اس لئے ہر ایک آیت بجائے خود صحیح ہوتی ہے) تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ (کل تک تم یہ کہتے تھے اور آج اس کے خلاف کہتے ہو لہٰذا) تم ضرور یہ باتیں خود بناتے ہو (مگر یہ ان کا اعتراض بالکل غلط ہے اور وہ ان کی بنائی ہوئی نہیں ہیں بلکہ بہت سے ان میں جانتے نہیں (کہ حق تعالیٰ ہر وقت کے مناسب احکام صادر فرماتے ہیں اور اس لئے ایک وقت میں ایک حکم ہوتا ہے اور دوسرے وقت میں دوسرا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہئے کہ اس کو روح القدس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے نازل کیا ہے) اور اس غرض سے نازل کیا ہے) تا کہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور ایسی حالت میں نازل کیا ہے کہ وہ) اطاعت قبول کرنے والوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔

قرآن کے متعلق کافروں کا پروپیگنڈا

اور ہم ضرور جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کو کوئی آدمی تعلیم کرتا ہے (مگر یہ بالکل غلط ہے جس کی ایک بہت کھلی دلیل یہ ہے کہ) جس کی طرف وہ اس کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہیں پس یہ اس کی تعلیم کیونکر ہوسکتا ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ مضامین وہ بتلاتا ہے اور یہ ان کو اپنی زبان میں ادا کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ان معترضین کا مطلب یہ نہیں تھا بلکہ یہ ایک مستقل اعتراض ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ ان مضامین کو تم بھی اپنی زبان میں ادا کر کے دکھلاؤ اگر تم سچے ہو خیر یہ بات بہت کھلی ہوئی ہے لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتی وجہ یہ کہ) جو لوگ خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لانا چاہتے (اور معاندانہ انکار کرتے ہیں) خدا ان کو ہدایت نہیں کرتا اور ان کو اس عناد و تکذیب پر سخت تکلیف دہ عذاب ہوگا (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیوں جھوٹ گھڑنے لگے) جھوٹ وہی گھڑتے ہیں جو خدا کی آیتوں) کو نہیں مانتے اور یہ ہی سراسر جھوٹے ہیں (نہ کہ خدا کے رسول۔

ایمان کے بعد کفر یعنی ارتداد

چونکہ مشرکین کے اس قسم کے مغالطوں سے اندیشہ ہے کہ کوئی مسلمان بھی شبہ میں پڑ کر مرتد ہو جاوے اس لئے مسلمانوں کو یہ قانون سنایا جاتا ہے کہ) جو کوئی خدا کو ماننے کے بعد اس کا منکر ہو جاوے لیکن جو کفر پر مجبور کیا جاوے (اور اس لئے وہ کوئی کفر کی بات صرف زبان سے ادا کر دے) اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور اس میں شک وشبہ اور خلجان نہ ہو وہ مراد نہیں بلکہ وہ شخص (مراد ہے) جو دل کھول کر کفر کرے پس ایسے لوگوں پر خدا کا غضب۔ ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ .... یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حیات دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں پسند کیا (اور ایمان لانا نہیں چاہا) اور اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں کرتا (پس چونکہ نہ انہوں نے ہدایت چاہی اور نہ خدا نے انہیں ہدایت دی اور اس لئے وہ کافر رہے۔ اور کفر کی سزا غضب اور عذاب معلوم ہے لہٰذا ان کے لئے وہ سزا ہے۔

کفر کی وجہ سے دلوں پر مہر

یہ لوگ جو جی کھول کر کفر کریں) وہ لوگ ہیں کہ خدا نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر مہر کر دی ہے اور یہی لوگ سراسر (حق سے) بے خبر ہیں (لہٰذا) ضرور ہے کہ آخرت میں وہی پورے گھاٹے میں رہیں گے پھر (برخلاف ان لوگوں کے) جنہوں نے بعد اس کے کہ ان کو (کفار کی طرف سے ایمان پر) تکلیفیں دی گئیں (انہوں نے کفر اختیار نہیں کیا بلکہ) اپنا گھر بار چھوڑ دیا پھر (اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ) خدا کی راہ میں جہاد بھی کیا اور جو تکلیفیں ہجرت یا جہاد وغیرہ میں پہنچیں ان پر) صبر کیا ان لوگوں کے لئے ان امور کے بعد آپ کا رب بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (یعنی اس روز)

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ
مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْآ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ: جس روز ہر شخص اپنی ہی طرفداری میں گفتگو کرے گا (اور دوسرے کو نہ پوچھے گا) اور ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا اور اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالت عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے اور ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں سوانہوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان حرکات کے سبب سے ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا اور ان کے پاس ان ہی میں کا ایک رسول بھی (منجانب اللہ) آیا سو اس (رسول) کو (بھی) انہوں نے جھوٹا بتلایا تب ان کو عذاب (الٰہی) نے آ پکڑا جبکہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے سو جو چیزیں اللہ نے تم کو حلال اور پاک دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو پھر جو شخص کہ بالکل بے قرار ہو جاوے بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ حد (ضرورت) سے تجاوز کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ بخش دینے والا اور مہربانی کرنے والا ہے اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے اور ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگا دو گے بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ تہمت لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پاویں گے یہ (دنیا میں) چند روزہ عیش ہے اور (مرنے کے بعد) ان کے لئے دردناک سزا ہے اور صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جن کا بیان ہم اس کے قبل آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتی کیا کرتے تھے پھر آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت سے برا کام کر لیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور (آئندہ کیلئے) اپنے اعمال درست کر لئے تو آپ کا رب اس کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنیوالا ہے۔

حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کا انجام اور اس کی مثال

تفسیر: جس روز کہ ہر شخص اپنی طرف سے (صفائی کیلئے) حجت کرنے آئیگا (لیکن حجت بے سود ہوگی) اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائیگا اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جاویگا اور حق تعالیٰ ایک ایسی بستی کو (تمہاری عبرت کیلئے) مثال کے طور پر بیان فرماتے ہیں جو کہ بے خطر اور بالکل مطمئن تھی) جس کے پاس اس کا رزق ہر جگہ سے کثرت سے آتا تھا اس پر اس نے حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی جس پر حق تعالیٰ نے ان کو ان کے اعمال کی بدولت جو وہ کرتے تھے بھوک اور خوف کے عذاب[1] کا مزہ چکھایا اور ان کے پاس انہی میں سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آیا اس پر انہوں نے اس کی تکذیب کی جس پر انہیں ایسی حالت میں عذاب نے آ پکڑا کہ وہ ظلم پر کمر بستہ تھے (اور کسی طرح ماننا نہ چاہتے تھے جب یہ مثال سن چکے تو اب تم لوگ (اس سے عبرت حاصل کرو اور تحریم حلال کر کے جو کہ مستلزم ہے تکذیب رسول کو خدا کی نعمتوں کی ناشکری نہ کرو۔

حلال چیزوں کے کھانے کا حکم: (اور) جو چیزیں خدا نے تمہیں کھانے کو دی ہیں ان کو بطور حلال طیب کے کھاؤ اور خدا کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسی کی پرستش کرتے ہو (جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے لیکن اگر یہ دعویٰ صحیح نہیں تو دوسری بات ہے ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ خدا نے تم پر وہ چیزیں حرام نہیں کیں جن کی حرمت کے مشرکین مدعی ہیں۔

خدا کی حرام کردہ چیزیں: بلکہ (اس نے صرف تم پر مردار و خون اور سور کا گوشت اور وہ چیزیں جو غیر اللہ کی نامزد کی جاویں (یہ چیزیں) حرام کی ہیں (جن کو یہ مشرکین حلال جانتے ہیں) اب جو شخص (ان کے کھانے کے لئے بھوک وغیرہ کی وجہ سے) مجبور ہو بحالیکہ نہ وہ (مطلق طور پر ان کو حلال سمجھ کر حق تعالیٰ کے مقابلہ میں) سرکشی کرنے والا ہو اور نہ (بلا ضرورت یا ضرورت سے زائد کھا کر) حد سے بڑھنے والا ہو تو (اس کے لئے یہ چیزیں مباح ہیں کیونکہ) حق تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (لہٰذا صرف اس نے یہ ہی نہیں کیا کہ صرف مواخذہ اٹھا لے اور حرمت باقی رکھے بلکہ اس خاص حالت میں ان کی حرمت بھی اٹھا دی) اور تم کو چاہئے کہ تم ان چیزوں کی نسبت جن کی نسبت محض تمہارا غلط بیان ہے یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ (اس طرح) تم خدا پر بہتان باندھو (کیونکہ جس چیز کو خدا نے حلال یا حرام نہیں کیا' اس کی نسبت بلا وجہ ایسا دعویٰ کرنا کھلا ہوا بہتان ہے تم کو واضح ہو کہ) جو لوگ خدا پر افترا کرتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے (چنانچہ دنیاوی ناکامی ان کی یہ ہے کہ وہ اپنے خصم کے مقابلہ میں اپنے صدق کے ثابت کرنے سے عاجز ہیں' اور آخرت کی ناکامی ظاہر ہے رہا چند روز نعمت دنیا سے[2] متمتع ہو لینا سو یہ کامیابی نہیں کیونکہ) یہ بہت قلیل تمتع ہے اور آخرت میں ان کیلئے سخت تکلیف دہ عذاب ہے۔

یہود پر حرام کی ہوئی چیزیں

اور (اشیاء مذکورہ کے علاوہ ہم نے خاص یہود پر وہ چیزیں حرام کی تھیں جن کو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر (سورہ انعام میں) بیان کر چکے ہیں اور یہ ہم نے ان پر ظلم نہ کیا تھا بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے رہے ہیں (اور یہ سزا تھی اس ظلم کی خیر جرائم کی سزا کا تو تم کو علم ہو چکا اس کے بعد (یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ صرف یہی نہیں کہ جو کوئی کسی طرح کا قصور کرے تو لامحالہ اسے سزا ہوگی بلکہ) جن لوگوں نے نادانی سے کوئی برائی کر لی' پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی اور اپنی حالت درست کر لی تو آپ کا رب اس توبہ کے بعد ان لوگوں کے لئے بہت بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے

---

[1] اللباس العذاب ۱۲۔ [2] جس طرح غلام احمد قادیانی چند روز مزے اڑا گیا ۱۲۔

والا ہے (اس لئے جولوگ اب تک گناہ کرتے رہے ہیں ان کو چاہئے کہ اب توبہ کرلیں اور اپنی حالت درست کرلیں تاکہ ان کو معاف کردیا جاوے اور ان پر رحم کیا جاوے مشرکین واہل کتاب دونوں مدعی ہیں کہ ہم ملت ابراہیمیہ پر ہیں لہٰذا ہم تمہیں بتلاتے ہیں کہ ابراہیم کا کیا مذہب تھا)۔

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَآتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۲۳﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۲۴﴾ ادْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۲۵﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِينَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿۱۲۷﴾ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ ﴿۱۲۸﴾

ترجمہ: بیشک ابراہیم بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو منتخب کرلیا تھا اور ان کو سیدھے رستہ پر ڈال دیا تھا اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں دی تھیں اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوں گے پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیمؑ کے طریقے پر جو کہ بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے چلئے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بس ہفتہ کی تعظیم تو صرف ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا بیشک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں باہم فیصلہ کردے گا جس بات میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے راستے سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگدل نہ ہو جائے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو پرہیز گار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کا مذہب

تفسیر: یقیناً ابراہیمؑ ایک مقتدا حق تعالیٰ کے مطیع سیدھے مسلمان تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے خدا کی نعمتوں کی قدر کرنے والے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ بنایا تھا اور جن کو سیدھے راستہ پر چلایا تھا اور ہم نے انہیں دنیا میں خوبیاں دی تھیں اور آخرت میں اچھے لوگوں میں سے ہوں گے (یہ حالت تھی ابراہیمؑ کی اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان لوگوں کا دعویٰ ملت ابراہیمی پر ہونیکا غلط ہے) اس کے بعد اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ وحی کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیمؑ کے مذہب کی پیروی کریں بحالیکہ وہ سیدھے مسلمان تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے (جس کا یہ مطلب ہے کہ آپ بھی سیدھے مسلمان رہئے اور مشرکین سے نہ ہوجئے چنانچہ آپ بحمد اللہ اسی مذہب پر ہیں اور اس طرح ملت ابراہیمؑ پر ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے نہ کہ ان کے لئے لہٰذا ان مدعیوں کو چاہئے کہ اگر وہ درحقیقت ابراہیمؑ کی پیروی کرنا چاہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں) کیونکہ یہی ملت ابراہیمی ہے۔

ہفتہ کی عدم تعظیم اور اس کی وجہ

اور اگر آپ کے ہفتے کی تعظیم نہ کرنے سے اہل کتاب کو یہ اعتراض ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملت ابراہیمی کے مخالف ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعظیم سبت ابراہیمؑ پر واجب نہ تھی اور) تعظیم سبت انہیں لوگوں پر قائم کی گئی تھی جنہوں نے اس میں (عملاً) اختلاف کیا (اور اس کی تعظیم چھوڑ دی یعنی خود یہود پر) جو آج ملت ابراہیمی پر ہونے کے مدعی ہو کر دوسروں پر غلط طعن کرتے ہیں کہ تم ملت ابراہیمی پر نہیں ہو پس تعظیم سبت ملت ابراہیمی پر ہونیکا مبنی نہیں ہوسکتا بلکہ اگر اس کے خلاف مبنی کہا جاوے تو ہوسکتا ہے کیونکہ ابراہیمؑ تعظیم سبت نہ کرتے تھے علاوہ ازیں انہوں نے خود اس میں اختلاف کیا اور اس کو چھوڑا لہٰذا وہ اس لئے بھی ملزم ہیں کہ اگر درحقیقت یہ ملت ابراہیمی ہے اور اس کا تارک موجب الزام ہے تو خود تم نے کیوں چھوڑا) اور (ان کو واضح رہے کہ) تمہارا رب قیامت میں ان کے درمیان ان تمام امور میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ (حق کے ساتھ) اختلاف رکھتے ہیں جن میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ آیا درحقیقت ملت ابراہیمی پر وہ تھے یا مسلمان پس ان کو چاہئے کہ وہ ضد کو چھوڑ کر حق کو قبول کریں اور اختلاف نہ کریں۔

دعوت الی الحق اور اس کا طریقہ

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (اس علم) صحیح کے (ذریعے) سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے دیا ہے) اور عمدہ نصیحت کے ذریعہ لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف بلائیے اور ان سے[1] عمدہ طریق سے بحث کیجئے جس سے وہ اچھی طرح مجحوج ہوجائیں اور ان کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے' کیونکہ آپ بالکل صحیح راستہ پر ہیں اور ان لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلطی پر بتلانا سراسر جہل ہے) حق تعالیٰ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو صحیح راستہ پر ہیں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح راستہ پر ہونے کی شہادت دیتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان احمقوں کی باتوں کی طرف اصلاً التفات نہ کیجئے اور برابر اس راستہ کی طرف دعوت دیتے رہئے)۔

---

[1] اس کا یہ مطلب نہیں کہ مخالفین کے سامنے ایسی طرز سے گفتگو نہ کرو جو انہیں ناگوار ہو جیسا کہ آجکل سمجھا جاتا ہے بلکہ مطلب وہ ہے جو ہم نے بیان کیا ۱۲۔

زیادتی کرنے والوں کی سزا اور معافی

اور چونکہ یہ لوگ صرف زبانی ہی مزاحمت پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کو تکلیف بھی پہنچاتے ہیں اس لئے اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ) اگر تم (انہیں) سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہے (اور زیادتی نہ کرو) اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے صبر ہی بہتر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تاکید

اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو خاص طور پر حکم دیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اور (یہ سمجھیں کہ) آپ کا صبر بھی حق تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے اور نہ ان لوگوں پر کڑھیں (کیونکہ اس کا بجز اپنے کو تکلیف دینے کے اور کوئی نتیجہ نہیں) اور نہ ان کی شرارتوں سے دل تنگ ہوں (کیونکہ وہ آپ کو نہیں پہنچا سکتے تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ) حق تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ (اور ان کے معین و مددگار اور ان کے حال سے واقف ہیں) جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور جو کہ نیکوکار ہیں۔

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا
الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ① وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ② ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا
مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ③ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ
فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ④ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا
لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ
عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ⑥ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا
الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ⑦ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ
وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ⑧ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ
هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ⑨ وَّاَنَّ

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۰

ترجمہ: سورۂ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں (شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں) وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد) کو شب کے وقت مسجد حرام) یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تا کہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلائیں بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے (آلہ) ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا (اپنا کوئی) کارساز مت قرار دو اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ سوار کیا تھا وہ نوح بڑے شکر گزار بندہ تھے اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (بطور پیشین گوئی) بتلا دی تھی کہ تم سرزمین (شام) میں دوبار خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے پھر جب ان دوبار میں سے پہلی بار کی میعاد آوے گی ہم تم پر اپنے ایسے بندوں جالوت والوں کو مسلط کر دیں گے جو بڑے جنگ جو ہوں گے پھر وہ گھروں میں گھس پڑیں گے (اور یہ) ایک وعدہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا پھر ہم ان پر تمہارا اغلبہ کر دیں گے اور مال اور بیٹوں سے ہم تمہاری امداد کریں گے اور ہم تمہاری جماعت بڑھا دیں گے اگر اچھے کام کرتے رہو گے تو اپنے ہی نفع کے لئے اچھے کام کرو گے اور اگر (پھر) تم برے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے پھر جب پچھلی بار کی میعاد آوے گی ہم پھر دوسروں (بابل والوں) کو مسلط کر دیں گے تا کہ (مار مار کر) تمہارا منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ مسجد (بیت المقدس) میں گھسے تھے یہ لوگ بھی اس میں گھس پڑیں اور جس جس پر ان کا زور چلے سب کو برباد کر ڈالیں عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمادے اور اگر تم پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو (ایسے) کافروں کا جیل خانہ بنا (ہی) رکھا ہے بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے (یعنی سلام) اور ان ایمان والوں کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوش خبری دیتا ہے کہ ان کو بڑا بھاری ثواب ملے گا اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لئے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

تفسیر: تفسیر سے پہلے اتنی بات سمجھ لینی چاہئے کہ جس وقت جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اس وقت فرشتے حق تعالیٰ کے حکم سے رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس میں لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات ہی میں واپس بھی آ گئے صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے اس کی تکذیب کی اور تمسخر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے متعلق حالات دریافت کئے (اتفاق سے یہ وہ باتیں تھیں جن کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت التفات نہیں فرمایا تھا اور اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں نہ تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشان ہوئے حق تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا اور آپ نے ان کے سوالات کے جواب دیئے مگر اس پر بھی وہ لوگ انکار سے باز نہ آئے اور آپ کو جادوگر بتلایا یہ تو واقعہ تھا اب چونکہ اس واقعہ میں حق تعالیٰ کی قدرت کا انکار اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب تھی اس لئے حق تعالیٰ

اس سورت کو اپنی تنزیہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور مخالفین کی دھمکی سے شروع فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ)۔

معراج نبوی

پاک ہے (ہر نقص و عجز سے) وہ (خدا) جو (اپنی کمال قدرت سے) ایک شب (جس کی تعیین نہیں کی گئی) اپنے (خاص اور پیارے) بندہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے اس مسجد (یعنی بیت المقدس) کو لے گیا جو کہ (مسجد حرام سے) بہت دور ہے جس کے گرداگرد ہم نے (اکثر ثمار و اشجار سے) برکتیں دے رکھی ہیں تاکہ ہم اس (اپنے خاص بندے) کو اپنی (قدرت کی) کچھ نشانیوں کا معائنہ کرائیں (اور وہ ہرگز ایسے تصرفات سے عاجز نہیں ہے جیسا کہ ان منکرین کا خیال ہے اور یہ واقعہ اسراء بالکل صحیح ہے جیسا کہ ہمارا بندہ بیان کرتا ہے اور ان منکرین کو واضح ہو کہ) وہ (خدا) ہی سمیع مطلق اور بصیر مطلق ہے (اور دوسروں کا سماع و ابصار اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں اس لئے وہ ہر چیز کو سنتا اور دیکھتا ہے اور اس لئے اس سے ان کے اقوال و افعال مخفی نہیں ہیں اور وہ انہیں سزا دے گا)۔

قوم موسیٰؑ کا واقعہ اور اس سے عبرت

اور (تم اس کو محض دھمکی نہ سمجھنا بلکہ اس سے پہلے اس قسم کے معاندین کو سزا بھی دی گئی ہے چنانچہ) ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا (اور وہ کتاب ان کو بدیں مضمون دی) کہ تم ان[2] لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ (ان کے اتباع کی وجہ سے کشتی میں) سوار کیا تھا (اور اصالۃً ہمیں نوحؑ کو نجات دینا مقصود تھا کیونکہ) واقعی وہ بڑے شکر گذار بندہ تھے۔ میرے[3] سوا کسی کو کارساز نہ بنانا (جیسا کہ نوحؑ نے اور ان کے اتباع میں تمہارے آباؤ اجداد نے نہیں بنایا تھا جس کے صلہ میں ان پر انعام مذکور کیا گیا تھا اور چونکہ تم ان کی اولاد ہو جن پر ہم نے یہ انعام کیا تھا اس لئے بھی تم پر اس کا شکر واجب ہے اور اس لئے بھی کہ وہ انعام تم پر بھی تھا کیونکہ اگر ہم ان کو بھی ڈبو دیتے تو تم کہاں سے ہوتے الغرض تم پر چند وجہ سے اس کی اطاعت واجب ہے اولاً اس لئے کہ تمہارے آباء اطاعت گذار تھے اور تم کو ان کی پیروی کرنی چاہئے اور ثانیاً اس لئے کہ اطاعت موجب انعام ہے چنانچہ نوحؑ پر اور ان کے متبعین پر اسی لئے انعام کیا گیا تھا اور تیسرے اس لئے کہ یہ نجات دینا تمہارے آباء پر انعام تھا اس لئے تم پر اس کا شکر واجب ہے اور چوتھے اس لئے کہ وہ انعام خود تم پر بھی تھا اس لئے بھی تم پر شکر واجب ہے' خیر ہم نے موسیٰؑ کو بدیں مضمون کتاب دی) اور ہم نے یہ امر طے کر کے کتاب میں بنی اسرائیل کو پہنچا دیا کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد اور بہت بڑی سرکشی کرو گے (جس پر تم کو سزا دی جائے گی) اب جبکہ پہلی سرکشی کی سزا کا وقت آئے گا تو ہم تم پر (تمہاری سرکوبی کے لئے) اپنے کچھ بندوں کو بھیجیں گے جو نہایت جنگجو ہوں گے اور وہ تمہارے ملک میں گھس کر ہر جگہ پھیل جائیں گے اور یہ وعدہ (ایسا نہیں جس میں تخلف ہو بلکہ ایسا ہے کہ گویا) کیا ہی ہوا ہے' اس کے بعد ہم تمہیں ان پر غلبہ دیں گے اور تمہیں مالوں سے اور اولاد سے امداد دیں گے اور تمہیں ایک بڑی جماعت بنا دیں گے اب اگر تم (پہلے واقعہ سے سبق لے کر) اچھے کام

لے چونکہ یہ تحقیق نہیں کہ یہ سفر جس کا یہاں ذکر ہے بیت المقدس پر ختم ہو گیا تھا یا آپ وہاں سے آگے آسمان پر تشریف لے گئے تھے اس لئے ہم نے (الی) کا ترجمہ لفظ تک سے نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر بیت المقدس ہو کر جانا احادیث صحیحہ میں مصرح ہے لیکن ان میں اس کی تصریح نہیں کہ اسی مرتبہ معراج ہوئی یا معراج کا واقعہ دوسری مرتبہ ہے ۱۲۔

۲ے فیه اشارة الى ان نصب قوله ذرية من حملنا على الاختصاص وهو الا رجح عندى وفائدته التنبيه على علته الحكم ۱۲.

۳ے لا تتخذوا من دونی وکیلا کا ترجمہ مؤخر ہو گیا اس کی وجہ ترجمہ کی سلاست اور عربی اور اردو کے طرز ادا کا اختلاف ہے ۱۲۔

کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے کرو گے (اور اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ ہمارا کوئی فائدہ نہیں) اور اگر (اس سزا کو بھلا کر) بُرے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے کرو گے (اور خود تمہیں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور ہمارا اس میں بھی کوئی ضرر نہیں) اب جبکہ (تم پہلی سزا کو بھلا کر سرکشی کرو گے اور) دوسری سرکشی کی سزا کا وقت آئے گا تو ہم دوبارہ اپنے بندوں کو بھیجیں گے تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور تاکہ وہ دوبارہ مسجد میں داخل ہوں جس طرح پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے اور تاکہ جس (بستی وغیرہ) پر ان کا قابو ہو اس کو تباہ و برباد کریں (ان واقعات کے بعد) امید ہے کہ (پھر) تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے گا اور اگر (ہمارے رحم کے بعد) پھر تم نے وہی حرکت کی تو ہم پھر تمہیں سزا دیں گے (یہ تو دنیا کی سزا ہے) اور آخرت کی سزا علیحدہ ہے کیونکہ) ہم نے جہنم کو کافروں کا جیل خانہ بنایا ہے (اس لئے کافروں کو اس میں جانا ضرور ہے' الغرض ہم نے بنی اسرائیل کو عمل کے لئے کتاب دی تھی اور بصورت نافرمانی ان کو دنیاوی اور اخروی سزاؤں کی دھمکی دی تھی اسی طرح تم کو بھی کتاب دی گئی اور نافرمانی کی صورت میں تمہارے لئے دھمکی ہے اور ہماری پہلی دھمکی ضرور سچی تھی چنانچہ اہل کتاب اس کی تصدیق کریں گے لہٰذا دوسری دھمکی بھی ضرور سچی ہوگی پس تم لوگ ناحق تکذیب سے باز آؤ تم کو واضح ہو کہ (توراۃ کی طرح) یہ قرآن (بھی) اسی راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ماننے والوں کو جو اچھے کام کریں خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا معاوضہ ہے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہے) کہ جو آخرت کو نہ مانیں ان کے لئے ہم نے تکلیف دہ عذاب تیار کر رکھا ہے (یہ بالکل صحیح ہے)۔

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا ⑪ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫ وَكُلَّ
اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ⑬
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ⑭ ۭ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ
لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا
مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ⑮ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا
فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ⑯ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ
نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ⑰ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا
لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ⑱
وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ⑲

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اور (بعضا) انسان برائی (یعنی عذاب کی) ایسی درخواست کرتا ہے جس طرح بھلائی کی درخواست اور انسان (کچھ طبعاً ہی) جلد باز (ہوتا) ہے اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو تو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا تا کہ (دن کو) اپنے رب کی روزی تلاش کرو اور تا کہ برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر لو اور ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے اور (پھر) قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا اپنا نامہ اعمال (خود) پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے جو شخص (دنیا میں) راہ پر چلتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لئے راہ پر چلتا ہے اور جو شخص بے راہی کرتا ہے سو وہ بھی اپنے ہی نقصان کے لئے بے راہ ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہ اٹھاوے گا اور ہم (کبھی) سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اسکے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر (جب وہ) لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں اور ہم نے بہت سی امتوں کو نوح (علیہ السلام) کے بعد کفر و معصیت کے سبب ہلاک کیا ہے اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کا جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے جو شخص دنیا (کے نفع) کی نیت رکھے گا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دے دیں گے پھر ہم اس کے لئے جہنم تجویز کریں گے وہ اس میں بدحال رانده (درگاہ) ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت (کے ثواب) کی نیت رکھے گا اور اس کے لئے جیسی سعی کرنا چاہئے ویسی ہی سعی بھی کرے گا بشرطیکہ وہ شخص مومن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوگی آپ کے رب کی (اس) عطا (دنیوی) میں سے تو ہم ان کو بھی امداد کرتے ہیں اور ان کی بھی اور آپ کے رب کی (یہ) عطا (دنیوی کسی پر) بند نہیں آپ دیکھ لیجئے ہم نے ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے اور البتہ آخرت درجوں کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے اللہ (برحق) کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کرو ورنہ تو بدحال بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔

عذاب کے لئے جلدی کا تقاضا

تفسیر: اور آدمی (کی نادانی دیکھو کہ وہ کہتا ہے کہ اگر عذاب حق ہے تو ہمیں کیوں نہیں دیا جاتا اور اسی طرح وہ) برائی کی یوں ہی (جلدی) درخواست کرتا ہے جیسا کہ وہ بھلائی کی کرتا ہے اور (حقیقت یہ ہے کہ) آدمی بڑا ہی جلد باز ہے (ارے نادان جب عذاب کا وقت آئے گا اس وقت عذاب بھی دیا جاوے گا تو گھبراتا کیوں ہے) اور (منشاء اس کی جلدی کا یہ ہے کہ اس کو ناممکن سمجھتا ہے حالانکہ عذاب دینا

ہمارے لئے کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ دنیا میں ہمارے عجائبات قدرت کے ہزاروں نمونے موجود ہیں۔

عجائبات الٰہی کے نمونے

(مثال کیلئے سنو کہ) ہم نے رات اور دن کو اپنے (کمال قدرت کی) دو نشانیاں بنایا ہے (جن میں باہم پورا تضاد ہے) چنانچہ ہم نے اس نشانی کو جو رات ہے مٹی ہوئی (یعنی تاریک) بنایا ہے (جس میں کچھ دکھائی نہیں دیتا) اور اس نشانی کو جو دن ہے بینا (یعنی روشن) بنایا ہے (جس میں اشیاء کا بخوبی ادراک ہوتا ہے اور یہ اس لئے کیا ہے) تا کہ تم اپنے رب کا فضل (یعنی رزق وغیرہ) طلب کرو اور تا کہ تم سالوں کی تعداد اور حساب جانو (یہ تفصیل ہے ہماری قدرت کی) اور کچھ اسی کی تخصیص نہیں بلکہ) ہم نے ہر (ضروری) بات کو (جس کی تفصیل کی ضرورت تھی) خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہے (لیکن جب کوئی سمجھے ہی نہیں تو اس کا کیا علاج۔ الغرض ان دلائل قدرت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہمیں عذاب دینا کچھ مشکل نہیں کیونکہ جو رات دن بنا سکتا ہے اس کے لئے عذاب دینا کیا مشکل ہے۔

بھلائی و برائی کا دفتر اور اس کا انجام

(یہ تو ان کے انکار کا جواب تھا) اور ان (منکرین کو واضح ہو کہ) ہم نے ہر آدمی کی بھلائی برائی اس کے گلے میں ڈال رکھی ہے (جو کہ اپنے اپنے وقت پر اسے ضرور پہنچے گی) اور ہم قیامت میں اس کے لئے ایک ایسا نوشتہ نکالیں گے جس کو وہ اپنے سامنے کھلا ہوا پائے گا (اور ہم اس سے کہیں گے) کہ اپنا نوشتہ پڑھ لے (اور سمجھ لے کہ تو نے اچھے کام کئے یا برے) آج تو اپنا محاسب آپ ہی کافی ہے (پس ان امور پر نظر کر کے) ان کو چاہئے کہ وہ انکار سے باز آئیں اور اپنے اعمال کی اصلاح کریں ہم اپنے فائدہ کے لئے نہیں کہتے اور نہ ان کی نافرمانی سے ہمارا کچھ نقصان ہے بلکہ ہدایت میں انہیں کا فائدہ ہے اور گمراہی میں انہیں کا نقصان کیونکہ جو کوئی ہدایت حاصل کرے تو وہ صرف اپنے (نفع کے) لئے کرتا ہے اور جو کوئی گمراہ ہو وہ اپنی ذمہ داری پر گمراہ ہوتا ہے اور (ان کو یہ بھی واضح ہو کہ ہمارا یہ بھی قانون ہے کہ) کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا (پس یہ صورت ناممکن ہے کہ تم کسی پر اپنے گناہ ڈال دو اور خود بری ہو جاؤ اس لئے اپنے اعمال کا خمیازہ تمہیں کو بھگتنا ہوگا) اور (اس سزا دینے میں ہم پر کوئی الزام نہیں کیونکہ) ہم اس وقت تک سزا دینے والے نہیں ہیں جب تک کسی رسول کو نہ بھیج دیں اور (پورے طور پر اتمام حجت نہ کر دیں، لیکن جب اتمام حجت پر بھی مخالفت پر اصرار کیا جاتا ہے اس وقت سزا دی جاتی ہے پس ایسی صورت میں ہم پر کیا الزام ہو سکتا ہے)۔

عذاب سے پہلے فسق و فجور

اور (ان کو یہ بھی واضح ہو کہ) جب ہم کسی بستی کو (ان کی بد اعمالیوں کے سبب) تباہ کرنا چاہتے ہیں تو اول خوش عیش لوگوں کو (انبیاء کے ذریعہ سے اطاعت کا حکم دیتے ہیں جس پر وہ (اس کو اپنی دنیوی آسائش کے منافی سمجھ کر) اس میں نافرمانیاں کرتے ہیں (اور نہ خود راہ پر آتے ہیں اور نہ دوسروں کو آنے دیتے ہیں) اب اس پر حکم عذاب چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں اور (اس طرح) ہم نوح کے بعد بھی بہت سی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں اور (اے انسان) تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر اور ان کا دیکھنے والا کافی ہے (اس لئے جس وقت وہ ان کو قابل ہلاکت سمجھتا ہے اس وقت ہلاک کرتا ہے۔

مال ودولت اور دنیا وآخرت کے لئے ایک اصول

اب ہم ایک اصول بیان کرتے ہیں جس سے ان منکرین کے اس شبہ کا جواب بھی معلوم ہو جاوے گا کہ عذاب کیوں نہیں آتا' اور یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کی خوش عیشی دلیل مقبولیت نہیں اور ترک دنیا اور طلب آخرت کی ضرورت بھی معلوم ہوگی اور وہ اصول یہ ہے کہ) جو شخص صرف دنیا چاہتا ہے ہم اسے اس کا وہ مطلوب جس کو وہ (بمقتضائے حکمت) ہم اسے دینا چاہیں وہی ہر ایک کو نہیں بلکہ) جس کو ہم چاہیں دنیا میں دیتے ہیں اس کے بعد ہم اس کے لئے دوزخ تجویز کریں گے (اب وہ اس میں ایسی حالت میں داخل ہوگا کہ مذموم اور مطرود ہوگا اور جو کوئی آخرت چاہے اور اس کے مناسب کوشش کرے بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو ان کی کوشش کی قدر کی جاوے گی (الغرض) ہم تیرے رب کی عطاء سے ہر ایک کی امداد کرتے ہیں' ان (طالبین دنیا) کی بھی اور ان (طالبین آخرت) کی بھی اور تیرے رب کی عطاء (کسی سے) بند نہیں ہے (ہاں اس کے مناسب حال ضرور ہے جیسا کہ اہل دنیا کے لئے دنیا اور اہل آخرت کے لئے آخرت) دیکھ لے ہم نے ان لوگوں کو (باوجود کفر وفسق کے) کس طرح ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے (یہ کھلی دلیل ہے ہمارے عطاء کے بند نہ ہونے کی لیکن در حقیقت یہ فوقیت اس قابل نہیں ہے کہ لوگ اس کے طالب ہوں) اور یقیناً آخرت (دنیا سے) بدرجہا بڑھی ہوئی اور بہت فائق ہے (لہٰذا آدمی کو اسی کا طالب ہونا چاہئے اے انسان تو طالب دنیا مت ہو اور) خدا کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنا کہ تو قابل مذمت اور بے کس ہو کر بیٹھ رہے (کہ نہ تیرا کوئی یار ہو نہ مددگار جو تجھے خدا کے عذاب سے بچا سکے)۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ
كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ
ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن

سلوک کیا کرو اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جاویں سو ان کو کبھی (ہاں سے) ہوں بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے اگر تم سعادت ہوتو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے اور قرابتدار کو اس کا حق (مالی وغیر مالی) دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا (کیونکہ) بیشک بے موقع اڑانے والے شیطان کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اس کے انتظار میں تجھ کو ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہئے ورنہ الزام خوردہ تہی دست ہو کر بیٹھ رہو گے بلاشبہ تیرا رب جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی تنگی کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے۔

اطاعت والدین اور حسن سلوک

تفسیر: اور تیرے رب نے قطعی حکم دیا ہے کہ تم لوگ اس کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو (لہٰذا اس پر کار بند ہو) اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے (کی حد) کو پہنچ جائیں تو انہیں زبان سے اف بھی مت کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے بھلے آدمیوں کی سی بات کر اور محبت سے (نہ کہ بناوٹ سے) ان سے تواضع سے پیش آ۔

دعاء برائے والدین: اور ان کے لئے خدا سے دعا کر کہ اے اللہ جس طرح انہوں نے مجھے (رحمت وشفقت سے) بچے کو پالا ہے اسی طرح تو ان پر رحمت کر خدا تمہارے دلوں کی حالت سے واقف ہے' اگر تم دل سے اچھے ہو گے (اور اتفاق سے تم سے کوئی قصور ہو جاوے اور تم معافی مانگو) تو (وہ تمہیں معاف کر دے گا کیونکہ) وہ (سدا سے توبہ کرنے والوں کے لئے بڑا معافی دینے والا رہا ہے۔

غریبوں اور عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک

اور اپنے عزیزوں کا حق قرابت ادا کرتا رہ اور غریب اور مسافر کا بھی (حق ادا کر) اور ناجائز طور پر مال کو صرف نہ کر کیونکہ جو ناجائز طور پر مال کو صرف کرنے والے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان کا بھائی بننا بری بات ہے کیونکہ وہ) اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اور اگر (تیرے پاس ان لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے کو روپیہ پیسہ نہ ہو اور) تو اپنے رب کی رحمت (یعنی رزق) کے انتظار میں جس کا تو امیدوار ہے ان سے بے رخی کرے (اور ان کے ساتھ سلوک نہ کرے) ان سے نرم بات کہہ دے (کہ اس وقت میرے پاس نہیں ہے تم گھبراؤ نہیں جب خدا مجھے دے گا میں تمہیں دونگا)۔

دینے میں اعتدال

اور (دینے میں اس اصول کا لحاظ رکھ کہ) نہ ہاتھ کو بالکل کھینچ لے (کہ کچھ دے ہی نہیں) اور نہ اسے بالکل کھول دے (کہ سب لٹا دے) کہ تو (لوگوں کا) تختہ مشق ملامت اور خود لاچار ہو کر بیٹھ رہے (کیونکہ اس صورت میں لوگ بھی تجھے برا بھلا کہیں گے کہ میاں تم نے

---

[1] هذه الترجمة مبينة على ان الكريم كان صفة للقائل فى الاصل ثم جعل صفته للمقول كما فى كتاب حكيم و امر حكيم ۱۲.

آگا پیچھا نہ سوچا اور سب اڑا دیا بڑی سخت بیوقوفی کی اور تو خود بھی خرچ سے محتاج ہو جاوے گا۔

رزق کی فراخی وتنگی

رہا یہ خیال کہ خدا دے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ) حق تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے اس کے لئے رزق کو فراخ کرتا ہے (ہر ایک کے لئے ایسا نہیں کرتا) اور وہ (رزق کو) تنگ بھی کرتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال سے خوب واقف اور اس کا بڑا دیکھنے والا ہے (اس لئے وہ ہر ایک کے حال کے مناسب اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے، پس تجھے کیا معلوم کہ آئندہ تیرے ساتھ وہ کیا معاملہ کرے گا اس لئے تجھے اپنے مقدور بھر اپنی مصلحت کا لحاظ کر لینا چاہئے، بالخصوص جبکہ وہ مصلحت خود حق تعالیٰ کی بتائی ہوئی ہے اور وہ خود کہتا ہے کہ تم اس طرح خرچ مت کرو تو پھر تمہیں مال اڑانے کی کیا ضرورت ہے)۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے مت قتل کرو (کیونکہ) ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی بیشک ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے اور جس شخص (کے قتل کو) اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر اور جو شخص ناحق قتل کیا جاوے تو ہم نے اس کے

وارث کو اختیار دے دیا ہے سو اس کو قتل کے بارہ میں حد (شرع) سے تجاوز نہ کرنا چاہئے وہ شخص طرفداری کے قابل ہے اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے اور عہد (مشروع) کو پورا کیا کرو بیشک (ایسے) عہد کی باز پرس ہونے والی ہے اور جب ناپ تول کرو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو یہ (فی نفسہ بھی) اچھی بات ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عملدرآمد مت کیا کرو (کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے) پوچھ ہوگی اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل کیونکہ تو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن کو تان کر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے یہ سارے برے کام تیرے رب کے نزدیک (بالکل) ناپسندیدہ ہیں یہ باتیں اس حکمت میں کی ہیں جو خدا تعالیٰ نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہیں اور اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود تجویز مت کرنا ورنہ تو الزام خوردہ اور درماندہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جاوے گا تو کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو (اپنی) بیٹیاں بنائی ہیں بیشک تم بڑی (سخت) بات کہتے ہو۔

افلاس کے خوف سے قتل اولاد کی ممانعت

تفسیر: اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے نہ مار ڈالا کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی ان کا مار ڈالنا بڑا جرم ہے۔

زنا کی ممانعت: اور زنا کے پاس نہ پھٹکو کیونکہ وہ بے حیائی کی بات اور برا طریق ہے۔

قتل ناحق کی ممانعت: اور جس شخص (کے قتل) کو حق تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے اس کو بجز صحیح طریق کے دوسرے طریق سے قتل نہ کرو اور جو کوئی بے قصور مارا جاوے حق تعالیٰ نے اس کے ولی کے لئے اس (قاتل کے قتل وغیرہ کا) اختیار دیا ہے (اور وہ قصاص کی صورت میں قصاص اور دیت کی صورت میں دیت لے سکتا ہے) پس (جبکہ اس ولی کو قتل کا اختیار ہو تو) اسے چاہئے کہ وہ قتل میں زیادتی نہ کرے (کہ قاتل کے ساتھ اس کے بے گناہ متعلقین کو بھی قتل کرے کیونکہ اس وقت) اس کی مدد کی جاتی ہے (اور زیادتی کی صورت میں فریق ثانی کی مدد کی جاوے گی)۔

مال یتیم میں ناجائز تصرف: اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکو بجز اس طریق کے جو اچھا ہے تاوقتیکہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جاوے (اس کے بعد اس کی رضامندی سے جو چاہو کر سکتے ہو اور معاہدہ کو بھی پورا کیا کرو کیونکہ معاہدہ کی بابت بھی باز پرس ہوگی۔

صحیح ناپ تول: اور جب ناپو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تولو (جس میں نہ پاسنگ ہو اور نہ ڈنڈی ماری گئی ہو)۔

بلا علم بات نہیں کہنی چاہئے: اور (اے انسان) جس بات کا تجھے کچھ بھی علم نہیں (محض تو نے اسے بلا دلیل اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے) تو اس کی پیروی نہ کر (کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ان سب سے بھی باز پرس ہوگی۔

چال میں اعتدال: اور تو زمین میں اکڑ کر بھی نہ چل (کیونکہ اس اکڑنے میں جو تیرا پاؤں زمین پر زور سے پڑے گا اس سے) تو زمین کو ہرگز نہ پھاڑ سکے گا اور (اس اکڑنے میں جو تیرا قد دراز ہوگا تو اس سے) تو اپنی لمبائی سے پہاڑوں (کی لمبائی) کو نہ پہنچ سکے گا (پس جب تو اکڑ کر بھی نہ قوت میں زمین سی بے حقیقت چیز سے بڑھ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں جیسی بے حقیقت چیز کے برابر ہو سکتا ہے تو اکڑنا فضول ہے) الغرض یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ ان میں جو بری باتیں ہیں وہ تیرے رب کو ناپسند ہیں (مثلاً اکڑ کر چلنا برا نہیں بلکہ اکڑنا برا ہے، وقس علی ہذا

(اے انسان) یہ وہ صحیح صحیح باتیں ہیں جو تیرے رب نے تجھے بتلائی ہیں (پس تو ان کا اتباع کر۔

شرک سے اجتناب کا حکم: اور (بالخصوص یہ کہ) تو خدا کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنا کہ تو دوزخ میں قابل ملامت اور مطرود ہونے کی حالت میں ڈالا جاوے (تمہاری عقلوں کو کیا ہوا ذرا سوچو تو سہی) کیا (یہ معقول بات ہے کہ) خدا نے تمہیں تو بیٹوں کا شرف بخشا اور اپنے لئے فرشتوں سے لڑکیاں بنائیں (یہ بات نہایت نامعقول ہے اور) یقیناً تم ایک بہت بڑی (بے جا) بات کہتے ہو۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۚ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤٤﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿٤٥﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿٤٦﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿٤٧﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿٥٠﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٥٢﴾

ترجمہ: اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہے تاکہ (اس کو) اچھی طرح سمجھ لیں اور ان کو نفرت ہی بڑھتی جاتی ہے آپ فرمایئے کہ اگر اس کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو اس حالت میں عرش والے تک انہوں نے راستہ ڈھونڈ لیا ہوتا یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور بہت زیادہ برتر ہے تمام

پاکی (قالاً یا حالاً) بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو وہ بڑا حلیم ہے بڑا غفور ہے اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور (وہ پردہ یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر حجاب ڈالتے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے دیتے ہیں اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چل دیتے ہیں جس وقت یہ لوگ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ سنتے ہیں اور جس وقت یہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں جبکہ یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ محض ایسے شخص کا ساتھ دے رہے ہو جس پر جادو کا اثر ہو گیا ہے آپ دیکھئے تو یہ لوگ آپ کیلئے کیسے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہو گئے تو راستہ نہیں پا سکتے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مرکر) ہڈیاں اور چورا ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا اور زندہ کئے جاویں گے آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ تم پتھر اور لوہا یا اور کوئی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمہارے ذہن میں بہت ہی بعید ہو اس پر پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا آپ فرما دیجئے کہ وہ وہ ہے جس نے تم کو اول بار میں پیدا کیا تھا اس پر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ (اچھا بتلاؤ) یہ کب ہوگا آپ فرما دیجئے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آ پہنچا ہو یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا اور تم (بالاضطرار) اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرلو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے تھے۔

توحید کی تعلیم و تاکید

تفسیر: اور ہم نے قرآن میں مختلف پہلوؤں سے حقائق بیان کیں تا کہ یہ لوگ سمجھیں اور (باوجود اس کے) وہ ان کی وحشت ہی بڑھاتی ہیں (کس قدر غضب کی بات ہے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہئے کہ اگر اس کے سوا اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تب وہ مالک تخت خدا کی طرف راہ ڈھونڈھتے (اور اس سے جنگ کر کے اس کے تخت پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور خدا کو چین سے حکومت کیسے کرنے دیتے غرض یہ خیال باطل ہے اور) پاک ہے وہ اور بہت برتر ہے وہ ان باتوں سے جو یہ لوگ (اس کی نسبت) کہتے ہیں (چنانچہ) ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب اس کی تنزیہ کرتی ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی تنزیہ نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تنزیہ کو نہیں سمجھتے' اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا ہی تحمل والا اور نہایت ہی بخشنے والا ہے (جو اپنی نسبت ایسی گستاخیوں کو سنتا ہے اور کچھ نہیں کہتا ورنہ یہ بات ایسی نہ تھی کہ ایک لحہ کے لئے بھی چشم پوشی کی جاتی)۔

حق نہ سمجھنے کا راز: اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ ان کو ہر طرح سمجھایا جاتا ہے لیکن کسی طرح ان کی سمجھ میں نہیں آتا اس کا راز یہ ہے کہ) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے سامنے) قرآن پڑھتے ہیں تو اس وقت ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو نہیں مانتے (ان کے عناد کے سبب) ایک ڈھکا ہوا پردہ[1] قائم کر دیتے ہیں (جس سے ان کی آنکھیں بے کار ہو جاتی ہیں اور) حق کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتے) اور ان کے دلوں پر اس کے سمجھنے سے پردے ڈال دیتے ہیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دیدیتے ہیں (پس نہ وہ حق کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں اور چونکہ یہ اثر ہے ان کے عناد کا اس لئے اس کے ذمہ دار وہ

[1] اس جگہ حجاب اور اکنہ اور وقر سے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ عناد کے وہ آثار مراد ہیں جن کے سبب آدمی حقیقت کے دیکھنے اور سننے اور سمجھنے سے محروم ہو جاتا ہے خوب سمجھ لو۱۲

خود ہیں) اور (چونکہ حجاب وغیرہ کی وجہ سے یہ حق کا ادراک نہیں کر سکتے اس لئے) جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے میں خدائے واحد کا ذکر کرتے ہیں تو وہ وحشت سے پیٹھ دے کر بھاگتے ہیں۔ مشرکین کا حال (نیز جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں اس وقت ہم خوب جانتے ہیں جس طریق سے وہ سنتے ہیں (اور ہم جانتے ہیں کہ یہ سننا طلب حق کے لئے نہیں بلکہ نکتہ چینی کے لئے ہے) اور (اس وقت بھی ہم ان کی حالت خوب جانتے ہیں) جب کہ وہ سرگوشیاں کرتے ہوتے ہیں، یعنی جب کہ یہ ظالم لوگ کہتے ہیں کہ تم بجز ایسے شخص کے جس پر جادو کر دیا گیا ہے اور کسی کا اتباع نہ کرو گے (یعنی اگر تم نے اس کا اتباع کیا تو تم ایک ایسے شخص کا اتباع کرو گے جس پر جادو کیا گیا ہے کیونکہ اس پر کسی نے جادو کر رکھا ہے اور اس لئے اس کا دماغ صحیح نہیں ہے) دیکھئے تو سہی یہ (نادان) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے (برے) اوصاف بیان کرتے ہیں (کہ کبھی شاعر کہتے ہیں، کبھی ساحر، کبھی مجنون، کبھی مسحور وغیرہ) جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گمراہ ہو گئے اور اب راہ نہیں پا سکتے۔

مرنے کے بعد زندہ ہونے پر حیرت:

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مر کر گل سڑ کر) ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جاویں گے تو کیا ہمیں جدید پیدائش سے بنایا جاوے گا (اور کیا یہ بات عقل میں آسکتی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ تم (ہڈیاں اور چورا نہیں بلکہ پتھر یا لوہا اور کوئی ایسی مخلوق بن جاؤ جو تمہارے دلوں میں بہت بڑی (اور ابعد عن الحیاۃ) ہو (یہ ضرور ہوتا ہے کہ تم کو دوبارہ زندہ کیا جاوے) اب وہ کہیں گے کہ (اچھا یہ تو بتلائیے کہ) ہمیں کون دوبارہ زندہ کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیے کہ وہی (قادر مطلق جس نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا تھا، اب وہ آپ کی طرف (منکرانہ انداز سے) سر ہلائیں گے (کہ جی ہاں نہایت بجا ارشاد ہے) اور کہیں گے کہ (ذرا یہ بھی بتلا دیجئے کہ) وہ کب ہو گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ کچھ بعید نہیں کہ عنقریب ہی ہو گا (مگر میں کوئی خاص وقت معین نہیں کر سکتا ہاں وہ اس روز ہو گا) جس روز کہ وہ تم کو بلائے گا اور تم بحمدہ تعالیٰ اس کے بلانے پر (بالاضطرار لبیک کہو گے اور سمجھو گے کہ تم لوگ (دنیا میں) صرف تھوڑی دیر رہے ہو۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا

شَدِيدًا ۚ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَاٰتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾

ترجمہ: اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہہ دیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر رحمت فرمادے یا اگر وہ چاہے تو تم کو عذاب دینے لگے اور ہم نے آپ (تک) کو انکا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا اور آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو کہ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم داؤد (علیہ السلام) کو زبور دے چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو سہی سو (یقیناً) وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا یہ لوگ کہ جن کو مشرکین پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور واقعی آپ کے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے کے قابل اور (کفار کی) ایسی کوئی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا (قیامت کے روز) اس کو سخت عذاب نہ دیں یہ بات کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے اور ہم کو خاص (فرمائشی) معجزات کے بھیجنے سے صرف یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کہ بصیرت کا ذریعہ تھی (سو ان لوگوں نے اس کے ساتھ ظلم کیا اور ہم ایسے معجزات کو صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں اور آپ وہ وقت یاد کیجئے جبکہ ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا رب (اپنے علم سے) تمام لوگوں کو محیط ہو رہا ہے اور ہم نے جو تماشہ آپ کو (شب معراج) دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا اور ہم ان کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

معاندانہ گفتگو کی ممانعت

تفسیر: اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ وہ بات کہیں جو اچھی ہے (اور کفر کی باتیں اور معاندانہ گفتگو نہ کریں جیسے کہ ابھی انہوں نے بعث کے متعلق کی ہے کیونکہ یہ شیطانی کارروائیاں ہیں اور) یقیناً شیطان ان میں شوشے چھوڑتا ہے (جس سے وہ ایسی باتیں کرتے ہیں اور شیطانی شوشوں سے بچنا ضروری ہے، کیونکہ) یقیناً شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے اے لوگو! دیکھو تم تاخیر عذاب سے دھوکے میں نہ پڑو اور عذاب کی جلدی نہ مچاؤ کیونکہ) تمہارا رب تم سے خوب واقف

ہے وہ جانتا ہے کہ کس کو کب تک سزا نہ دینا مناسب ہے اور کس وقت سزا دینا تم اس میں مداخلت نہ کرو اور اس معاملہ کو اس پر چھوڑ دو) اب خواہ وہ چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر وہ چاہے تو تمہیں سزا دے۔

رسول کا فریضہ تبلیغ ہے

اور (اس بناء پر اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس معاملہ میں مداخلت کا حق نہیں ہے اور) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر مختار نہیں بنا کر بھیجا (کہ آپ ان کے معاملہ میں دست اندازی کریں' بلکہ صرف آپ کو مبلغ بنایا ہے' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تبلیغ سے کام رکھیں اور ان کی ہدایت یا تعذیب کے معاملہ سے سروکار نہ رکھئے) اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تمام آسمان والوں اور زمین والوں کے حالات سے بخوبی واقف ہے (اور اس لئے وہ ان کے ساتھ ان کے مناسب معاملہ کرتا ہے) اور (یہی وجہ ہے کہ) داؤد کو زبور دی ہے (جو اوروں کو نہیں دی) اور موسیٰؑ کو توریت دی (جو داؤدؑ کو نہیں دی وھکذا' غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معاملات سے سروکار نہ رکھئے ہاں انہیں تبلیغ کیجئے۔

بتوں کے سلسلہ میں سمجھانے کی بات

اور تبلیغ کے سلسلہ میں ان سے) کہئے کہ تم انہیں جن کو تم خدا کے سوا معبود سمجھتے ہو پکارے جاؤ وہ تو نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں نہ بدلنے کا (اب اگر تمہیں فضول چیخ و پکار اور لغو دعاؤں کا شوق ہے تو تمہیں اختیار ہے' اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) جن کو یہ لوگ معبود بنا کر پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب تک پہنچنے کا ذریعہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون قریب تر ہے (تا کہ اس کو ذریعہ تقرب بناویں مثلاً یوں کہ اس کے اعمال کی اقتدا کریں اس سے اپنی مقبولیت کی دعا کرائیں وغیرہ وغیرہ) اور وہ خود اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں (کیونکہ) واقعی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا عذاب اسی قابل ہے کس سے حذر کیا جاوے (اور جب وہ خود اپنی عبودیت کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کا ان کو خدا بنانا مدعی سست گواہ چست کا مصداق ہے یہ ان معبودوں کی حالت ہے جن پر معبودیت کا فی الجملہ شبہ ہوسکتا ہے جیسے جن یا ملائکہ اور جن پر شبہ بھی نہیں ہوسکتا جیسے بت ان کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

قیامت سے پہلے عذاب

اور (یہ ہم ان کفار کو سنائے دیتے ہیں کہ ان کی) کوئی بستی ایسی نہیں جس کو ہم (ان کے کفر پر) قیامت سے پہلے ہی (بذریعہ عذاب کے) ہلاک کرنے والے یا (قیامت میں) نہایت سخت عذاب دینے والے نہ ہوں یہ بات کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے (پس ان کو یا تو ایمان لے آنا چاہئے' یا عذاب دنیوی واخروی دونوں کے لئے یا صرف عذاب اخروی کے لئے تیار رہنا چاہئے) اور (ان لوگوں کو جو ان کی فرمائشی نشانیوں کے نہ آنے سے دھوکا ہوا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی وجہ ہمارا عجز نہیں ہے بلکہ) ہم کو آیات کے بھیجنے سے صرف یہ بات مانع ہوئی ہے کہ پہلے لوگوں نے تکذیب کی تھی (جس پر انہیں ہلاک کیا گیا)۔

قوم ثمود کا حال

اور (ایک مثال اس کی یہ ہے کہ) ہم نے ثمود کو ایسی حالت میں ناقہ دی کہ وہ ایک روشن نشانی تھی اس پر وہ اس کے سبب ظالم (اور

مستحق ہلاک) ہوئے (کیونکہ انہوں نے اسے مار ڈالا تھا) اور ہم آیات صرف (ہلاکت سے) ڈرانے کے لئے بھیجتے ہیں (کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہم ہلاک کر دیں گے اب اگر ان کے لئے آیات بھیجی جاتیں تو پہلوں کی طرح یہ بھی تکذیب کرتے اور جس طرح ان کو ہلاک کیا گیا یوں ہی ان کو بھی ہلاک کیا جاتا اور یہ ہمیں ابھی منظور نہیں اس لئے آیات نہیں بھیجی گئیں) اور جبکہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا ہے کہ خدا ان لوگوں کو اپنے احاطہ (قدرت) میں لئے ہوئے ہے (اور کوئی اس کے قابو سے باہر نہیں) اور (جب کہ) ہم نے وہ مشاہدہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا ہے جس کا ذکر زیر من ایتنا میں ہے اور وہ درخت جس کو قرآن میں برا کہا گیا ہے اس کو ہم نے محض لوگوں کا امتحان بنایا ہے اور (جب کہ) ہم ان کو (مختلف طریقوں سے) ڈراتے بھی ہیں (تو ان کو چاہئے تھا کہ اپنی سرکشی سے باز آ جاتے) پر ان سب باتوں سے بھی ان کی صرف بہت بڑی سرکشی ہی بڑھتی ہے (حالانکہ ان کا مقتضا یہ تھا کہ وہ سرکشی سے باز آتے اور اطاعت قبول کرتے پس جب دوا ان کے لئے زہر کا کام دیتی ہے تو ان کی صحت کی کیا امید ہو سکتی ہے خیر یہ تو ان کی حالت تھی جو شیطان کے پنجے میں گرفتار ہیں)۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾
قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ
إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ﴿٦٣﴾
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ
فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٤﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ
عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا
مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ
إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ
جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ
فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا
لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ
الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾

ل فيه اشارة الى تقدير العامل فى اذ قلنا الخ ۱۲

ترجمہ: اور جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سوان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا اور) کہا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے بنایا ہے کہنے لگا کہ اس شخص کو جو آپ نے مجھ پر فوقیت دی ہے تو بھلا بتایئے تو خیر اگر آپ نے مجھ کو قیامت کے زمانہ تک مہلت دے دی تو میں (بھی) بجز قدرے قلیل لوگوں کے اس کی تمام اولاد کو اپنے بس میں کرلوں گا ارشاد ہوا جا جو شخص ان میں سے تیرے ساتھ ہولے گا سو تم سب کی سزا جہنم ہے سزا پوری اور ان میں سے جس پر جس پر تیرا قابو چلے اپنی چیخ پکار سے اس کا قدم اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لانا اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا ساجھا کرلینا اور ان سے وعدہ کرنا اور شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے میرے خاص بندوں پر تیرا ذرا قابو نہ چلے گا اور آپ کا رب کافی کارساز ہے تمہارا رب ایسا (منعم) ہے کہ تمہارے لئے کشتی کو دریا میں لے چلتا ہے تا کہ تم اس کے رزق کو تلاش کرو بیشک وہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے اور جب تم کو دریا میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بجز خدا کے اور جتنوں کی تم عبادت کرتے تھے سب غائب ہو جاتے ہیں پھر جب تم کو خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو تم پھر پھر جاتے ہو اور (واقعی) انسان ہے بڑا ناشکرا تو کیا تم اس بات سے بے فکر ہو بیٹھے کہ تم کو خشکی کی جانب لا کر زمین میں دھنسا دے یا تم پر کوئی ایسی تند ہوا بھیج دے جو کنکر پتھر برسانے لگے پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ یا تم اس سے بے فکر ہو گئے کہ خدا تعالیٰ پھر تم کو دریا ہی میں دوبارہ لے جاوے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے پھر تم کو تمہارے کفر کے سبب غرق کردے پھر اس بات پر کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا تم کو نہ ملے اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی۔

شیطان کی سرکشی اور اس کی وجہ

تفسیر: اور (خود شیطان کی حالت یہ ہے کہ) جس وقت ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو اس پر سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے اس نے کہا کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے پیدا کیا ہے اس نے یہ کہا کہ بتلایئے تو سہی کیا یہی (جو مٹی کا بنا ہوا ہے) وہ ہے جس کو آپ نے مجھ پر شرف بخشا ہے (کیا یہ اس قابل ہو سکتا ہے)۔

شیطان کا دعویٰ اور اسے اجازت الٰہی

اگر آپ مجھے قیامت تک مہلت دیں گے تو میں باستثناء تھوڑے لوگوں کے سب کو اپنے قابو میں کرلوں گا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جا (تجھے مہلت ہے اور تو کر جو تیرا جی چاہے) اب جو تیرا اتباع کرے گا تو جہنم تم سب کی پوری پوری جزاء ہے اور جس کو تو ان میں سے (دین سے) اکھاڑ سکے اس کو اپنی آواز سے اکھاڑ اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا اور ان کے مالوں میں اور اولاد میں شرکت کر اور ان سے وعدہ کر (غرض جس طرح تجھ سے بن پڑے تو ان کو بہکانے کی کوشش کر) اور اس جگہ ضمناً یہ بتلایا جاتا ہے کہ) شیطان لوگوں سے محض دھوکے کے طور پر (اور بے اصل) وعدہ کرتا ہے (لہٰذا ان کو ہوشیار رہنا چاہئے اس کے بعد اصل مضمون پورا کیا جاتا ہے۔

خدا کے خاص بندوں پر شیطان کو قدرت نہیں

اور کہا جاتا ہے کہ ہم نے اس سے کہہ دیا کہ تو لوگوں کو بہکانے کی ہر ممکن تدبیر کر) میرے بندوں پر تیرا قابو نہیں ہے (اس لئے تو نہیں

زور سے گمراہ نہیں کرسکتا اور اگر وہ خود بچنا چاہیں گے تو تو ان کا کچھ نہیں کرسکتا ہاں اگر وہ خود ہی نہ بچنا چاہیں تو دوسری بات ہے) اور (تجھے ان پر قابو کیسے دیا جاسکتا ہے حالانکہ) تیرا رب کافی کارساز ہے (اور اس لئے اسی کا قابو کافی ہے یہ واقعہ تھا شیطان کا جس سے تم کو معلوم ہو گیا کہ شیطان نے تمہاری گمراہی کا بیڑا اٹھایا ہے لیکن اس کا تم پر زور نہیں ہے اس لئے اگر تم بچنا چاہو تو بچ سکتے ہو پس تم شیطان پرستی چھوڑ دو۔

احسانات خداوندی

اور سمجھو کہ) تمہارا رب وہ ہے جو تمہاری خاطر دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل (رزق وغیرہ) تلاش کرو (کیونکہ) وہ تم پر بڑا مہربان ہے (پس تم اسی کی اطاعت کرو) اور (اس امر کا خود تم کو بھی اعتراف ہے چنانچہ) جب[1] تمہیں سمندر میں کوئی صدمہ پہنچتا ہے تو اس وقت خدا کے سوا وہ سب غائب ہوجاتے ہیں جن کو تم پکارا کرتے ہو (کیونکہ اس وقت تم صرف خدا ہی کو پکارتے ہو اور کسی کو نہیں پکارتے یہ خود دلیل ہے اس بات کی کہ وہ تمہارے نزدیک بھی تمہارے کام آنے والے نہیں' القصہ اس وقت تم بھی توحید کے قائل ہوجاتے ہو) اب جب کہ خدا نے تمہیں اس بلا سے بچا کر خشکی تک پہنچا دیا تو اب تم اس (مسلم خدائے وحدہ لاشریک سے) اعراض کرتے (اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بنانے لگتے) ہو اور (حقیقت یہ ہے کہ) انسان بڑا ہی ناشکرا ہے (کہ وہ خدا کی غیر متناہی نعمتوں کی ناقدری کرتا ہے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ منعم صرف خدا ہے اور کوئی نہیں مگر وہ پھر بھی خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتا ہے۔

خدا کو خشکی پر عذاب کی قدرت

اے مشرکو! تم جو سمندر میں موحد اور خشکی میں مشرک ہو) تو کیا تم اس سے (کسی معقول وجہ سے) بے خطر ہو کہ وہ خشکی کے کنارے کو (جس پر تم اترے) تم سمیت دھنسا دے یا تم پر کنکریاں اڑانے والی تند آندھی بھیجے پھر تم اپنا کوئی کارساز نہ پاؤ (جیسا کہ سمندر میں نہ پاتے تھے) یا کیا تم اس سے بے خطر ہو کہ وہ دوسری مرتبہ تمہیں اس (سمندر) میں لے جاوے اور تم پر کشتی شکن آندھی کو چھوڑ دے اور وہ بدیں وجہ کہ تم نے (پہلی مرتبہ کی نعمت کی) ناقدری کی تم کو ڈبو دے اس کے بعد تم اپنے لئے اس کا ہم پر خواخذہ کرنے والا نہ پاؤ (جب ان باتوں سے بے خطر ہونے کی کوئی وجہ نہیں تو پھر کونسی وجہ ہے کہ تم سمندر سے نکل کر شرک کرنے لگو' الغرض یہ امور مانع شرک ہیں اور تمہارا وہ فطری علم توحید جس کا ظہور مصائب کے وقت ہوتا ہے مقتضی توحید ہے' لہٰذا تم کو شرک نہ کرنا چاہئے)۔

انسان کو برتری اور اس کا تقاضا

اور (اس کے علاوہ یہ امر بھی مقتضی توحید و مانع شرک ہے کہ) ہم نے اولاد آدم کو عزت دی ہے (کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنایا اور حسن صورت وغیرہ امور عطاء کئے (اور ان کی خشکی و تری میں سواریاں دیں (چنانچہ خشکی میں گھوڑے گاڑیاں وغیرہ اور تری میں کشتیاں جہازات سوار ہونے کو دیئے) اور عمدہ چیزیں (کھانے پینے اور برتنے کو) دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی (چنانچہ بہت سی مخلوق پر ان کو حاکم اور متصرف بنایا اور بہت سی چیزوں کو ان کے نفع کے لئے پیدا کیا اور اس لئے ان کو ان پر فضیلت' حکومت و تصرف و فضیلت مقصودیت وجود حاصل ہے پس اس نعمت کا ان پر شکر واجب ہے اور ان کو چاہئے کہ وہ اپنے منعم کی اطاعت کریں اور دوسروں کو اس کا

---

[1] اس سے قبر پرستوں کی حالت کا اندازہ کرو جو کہتے ہیں۔ ؎ بدریائے بلا افتاد کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی ۱۲

شریک بنا کر کفران نعمت نہ کریں تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ)

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝

ترجمہ: جس روز ہم تمام آدمیوں کو ان کے نامہ اعمال سمیت بلاویں گے پھر جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو ایسے لوگ اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا اور یہ (کافر) لوگ آپ کو اس چیز سے بچلانے ہی لگے تھے جو ہم نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے تاکہ آپ اس کے سوا ہماری طرف غلط بات کی نسبت کر دیں اور ایسی حالت میں آپ کو گاڑھا دوست بنا لیتے اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے (اور) اگر ایسا ہوتا تو ہم آپ کو حالت حیات میں اور بعد موت کے دوہرا عذاب چکھاتے پھر آپ ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار بھی نہ پاتے اور یہ لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم بھی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں اور اگر ایسا ہو جاتا تو آپ کے بعد یہ بھی بہت کم ٹھہرنے پاتے جیسا ان صاحبوں کے باب میں (ہمارا) قاعدہ رہا ہے جن کو آپ سے پہلے ہم نے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہمارے (اس) قاعدے میں تغیر نہ پاویں گے۔

نامہ اعمال کی پیشی

تفسیر: جس روز ہم ہر شخص کو اس کے پیشوا کے ساتھ (عدالت میں اس کے اعمال کی جواب دہی کے لئے) طلب کریں گے (تاکہ وہ بیان کرے کے کہ وہ کس کی پیروی کرتا اور کس بناء پر کرتا تھا) اس روز جن کے دائیں ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جاوے گا سو یہ ہی لوگ اپنا نامہ اعمال (شوق سے) پڑھیں گے (کیونکہ یہ لوگ مؤمن ہوں گے جن کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاوے گا) اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جاوے گا (کہ ان کے معاوضہ میں کمی کر دی جاوے) اور (برخلاف ان کے) جو لوگ یہاں (حق کو دیکھنے سے) اندھے (اور گمراہ) ہیں وہ وہاں بھی اندھے اور گمراہ ہی رہیں گے (بایں معنی کہ ان کے ساتھ اندھوں اور گمراہوں کا سا معاملہ کیا جاوے گا اور گو (وہاں

حق کا ادراک اور اقرار کرلیں مگر وہ ادراک و اقرار محض کالعدم ہوگا لہٰذا وہ اندھے کے اندھے ہی رہے پس ان واقعات کو سوچ کر تمہیں اپنے لئے بہتر طریق اختیار کرنا چاہئے جو تمہارے لئے مفید ہو خیر یہ تو ان مشرکین سے گفتگو تھی)۔

مشرکین کی کوشش اور قدرت کی دستگیری

اور (اے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ) بلاشبہ بہت قریب تھا کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حکم سے بچلا دیتے جو کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کیا تھا تا کہ آپ ہم پر اس کے علاوہ دوسرا حکم تراش لیں اور (اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خواہش کے موافق کام کرتے تو) اس وقت یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خاص دوست بنا لیتے اور اگر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جما دیا ہوتا تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لغزش کھا جاتے کیونکہ) یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف کسی قدر جھکنے کو ہو گئے تھے (مگر جھکے نہ تھے جس کی وجہ ہمارا جمائے رکھنا تھا) اب (اگر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ جما دیا ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف جھک جاتے تو) اس وقت ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونا عذاب دنیا کا اور دونا عذاب اخرت کا چکھاتے، پھر (یہ نہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دفع کر دیتے کیونکہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے خلاف اپنا کوئی مددگار نہیں پاتے (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زبردستی ہمارے عذاب سے بچالے اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب دینا چاہیں۔

مسئلہ عصمت: اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ الفاظ قرآن کا مدلول یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے خلاف کوئی بات نہیں ہے کیونکہ اس سے صاف طور پر اور صراحۃً ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی طرف میلان سے محفوظ رکھا اور اسی حفاظت کے معنی عصمت ہیں پس یہ مثبت عصمت ہے نہ کہ منافی عصمت رہا یہ مضمون کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف کسی قدر جھکنے کو ہو گئے تھے تو یہ کوئی جرم نہیں تھا ورنہ اس پر تنبیہ اور عتاب ہوتا حالانکہ ایسا نہیں ہوا، الغرض جو جرم ہے اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صدور نہیں ہوا اور جس کا صدور ہوا یعنی کسی قدر جھکنے کو ہو جانا وہ جرم نہ تھا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت بحمد اللہ محفوظ ہے لہٰذا کلام کو ظاہر سے پھیرنے کی ضرورت نہیں رہی یہ بات کہ وہ واقعہ کیا تھا جس سے یہ گفتگو متعلق ہے سو اس کی تفصیل معلوم نہیں اور نہ اس تحقیق کی ضرورت ہے، پس اجمالاً تسلیم کرنا لازم ہے کما قال ابن جریر بعد ما سر الروایات فی الباب، لا بیان فی الکتاب ولا فی الخبر یقطع العذ رایّ ذلک کان والاختلاف فیه موجود علی ماذکرنا فلا شئی اصوب من الایمان بظاهره حتی یاتی خبر یجب التسلیم له ببیان ما عنی بذالک اھ۔

کفار کی فریب دہی

اس ضمنی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ تو ان لوگوں کی شرارت کا سن چکے) اور (دوسرا واقعہ یہ ہے کہ) یقیناً قریب تھا کہ وہ تمہیں (اپنے فریب وغیرہ سے) اس سرزمین سے ابھار دیں تا کہ وہ اس طریق سے تمہیں اس سے نکال دیں (مگر خدا نے تمہیں اس سے بھی بچالیا) اور (اگر وہ ایسا کرتے تو) اس وقت وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس میں صرف تھوڑا ہی زمانہ ٹھہر سکتے جیسا کہ ان لوگوں کے باب میں قاعدہ رہا ہے جن کو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسول

بنا کر بھیجا تھا (کہ جب کسی قوم نے اپنے نبی کو نکالا تو پھر ان کو بھی رہنا نصیب نہ ہوا)۔

قدرت کے قانون کلی میں تبدیلی نہیں

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قانون میں تغیر نہ پاویں گے (اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ سنت سے اس جگہ قانون کلی مراد ہے نہ کہ قانون اکثری اور اس کی تعیین کہ کونسا قانون کلی ہے اور کونسا اکثری اس کو حق تعالیٰ جانتے ہیں اور بندے نہیں جان سکتے بجز اس کے کہ خود حق تعالیٰ ان کو بتلا دیں پس ہم لوگوں کو اپنی طرف سے کسی قانون کے کلی ہونے کا دعویٰ کر کے واقعات صحیحہ بلکہ نصوص کا انکار نہ کرنا چاہئے اس بارہ میں بہت سے گمراہوں کو مغالطہ ہو گیا ہے اور انہوں نے بعض[1] قوانین اکثریہ کو کلیہ سمجھ کر مخلوق کو گمراہ کیا ہے جیسا کہ قادیانی نے حضرت عیسیٰ کی حیات وغیرہ کو سنت اللہ کے خلاف سمجھ کر اس کا انکار کیا ہے خوب سمجھ لو اور گمراہی سے بچو اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی ضرر رساں اور گمراہ کن کارروائیوں پر متنبہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بعض خاص ہدایتیں فرماتے ہیں کہ اے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کے دھوکوں سے بچتے رہئے اور)۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾

ترجمہ: آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے ہونے تک نمازیں ادا کیا کیجئے اور صبح کی نماز بھی بیشک صبح کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی سو اس میں تہجد پڑھا کیجئے جو کہ آپ کے لئے زائد چیز ہے امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجئو جس کے ساتھ نصرت ہو اور کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل گیا گزرا ہوا (اور) واقعی باطل چیز تو یونہی آتی جاتی رہتی ہے اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفاء اور رحمت ہے اور ناانصافیوں کو اس سے اور الٹا نقصان بڑھتا ہے اور آدمی کو جب

---

[1] للہ درکم علیٰ فرتکم بین الکلی والاکثری فلم یبق من تمسک اھل الباطل عین ولا اثر ۱۲ اشرف

ہم نعمت عطا کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے اور جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے
آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کر رہا ہے سو تمہارا رب خوب جانتا ہے جو زیادہ ٹھیک رستہ پر ہو۔

نماز کے لئے اہتمام کا حکم

تفسیر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب سے لے کر رات کے تاریک ہونے تک نمازوں کا اہتمام رکھئے اور صبح کی نماز میں قرآن پڑھنے کا بھی، کیونکہ نماز صبح کا قرآن پڑھنا مشہود ہے (یعنی اس وقت رات دن دونوں کے فرشتے جمع ہوتے ہیں جن کے روبرو پڑھا جاتا ہے لہٰذا اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اگو یہ اجتماع عصر کے وقت بھی ہوتا ہے مگر چونکہ صبح کا وقت نیند کا ہوتا ہے اس لئے اس اہتمام کے ساتھ اس کو خاص کیا گیا)۔

تہجد کا حکم: اور رہا رات کا حصہ سو اس میں ایسی حالت میں تہجد پڑھیئے کہ (وہ آپ کے لئے ان پانچ فرضوں سے زائد ہے (خواہ اس طرح کہ وہ چھٹا فرض ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے یا اس طرح کہ فرض صرف پانچ ہیں اور وہ نفل ہے اور ظاہر ثانی ہے واللہ اعلم) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کی تعدیوں سے گھبرائیں نہیں کہ وہ (آپ کو نماز پڑھنے سے مانع ہوتے ہیں کیونکہ) عنقریب (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت شعاری اور فرمانبرداری کی بدولت حق تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (دنیا و آخرت میں ایک پسندیدہ جگہ میں بھیجے گا (دنیا میں[1] یوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے نرغہ سے نکال کر مدینہ پہنچائے گا اور آخرت میں یوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام شفاعت میں پہنچائے گا۔

دعا کا حکم: (لہٰذا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (دعا کیجئے اور) کہئے کہ مجھے خوبی کے ساتھ (اس پسندیدہ مقام میں) داخل کیجیو اور خوبی کے ساتھ (یہاں سے) نکالیو اور اے میرے پروردگار آپ مجھے اپنے پاس سے مدد کرنے والی قوت عطا کیجئے (جس سے میں کفار کی مزاحمتوں پر غالب آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان معاندین سے) کہہ دیجئے کہ امر حق آپہنچا اور باطل رفو چکر ہوا (کیونکہ حق کے مقابلہ میں) باطل (ٹھیرانے والا نہیں ہے بلکہ وہ) رفو چکر ہی ہونے والا ہے (پس اب تمہاری تدبیریں کارآمد نہ ہوں گی اور دین الٰہی غالب ہو کر رہے گا پس خیریت چاہتے ہو تو کفر و عناد کو چھوڑ کر اس کو قبول کر لو الغرض یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنا دیجئے)۔

تاثیر قرآن: اور (دیکھئے کہ) ہم وہ قرآن نازل کر رہے ہیں جو (امراض روحانیہ کے لئے موجب) شفا اور اس کے ماننے والوں کے لئے رحمت ہے اور ان ظالموں (کو اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ الٹا ان) کا نقصان ہی بڑھتا ہے (کیونکہ وہ ضد سے اس کا انکار اور اسکی مخالفت کرتے ہیں اس سے جرم میں شدت ہوتی ہے اور جرم کی شدت سے سزا میں شدت بڑھتی ہے کس قدر افسوس کی بات ہے)۔

انسان کا حال: اور (اصل منشاء اعتراض کا یہ ہے کہ عام طور پر یہ حالت ہے کہ) جب ہم آدمی پر انعام کرتے ہیں تو وہ اعراض اور کنارہ کشی کرتا ہے (اور ہماری طرف رخ بھی نہیں کرتا) اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو سخت ناامید ہوتا ہے (گویا خدا اس پر پھر انعام کرے گا ہی نہیں اس لئے وہ انعام کی حالت میں بھی خدا سے بے تعلق ہوتا ہے اور تکلیف کی حالت میں بھی اس لئے نہ اسے انعام راس ہے نہ تکلیف اور وہ ہر حالت میں ناشکرا ہے خیر جب یہ لوگ کسی طرح نہیں مانتے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ ہم میں سے اور تم میں سے ہر

---

[1] اقول تبين بهذا التفسيران المقام المحمود شامل لدار الهجرة ومقام الشفاعته وشموله لدارا الهجرة هو مقتضى سياق الكلام و شموله لمقام الشفاعته لمقتضى الحديث الذى ورد فى الباب فتخصيصه بمقام الشفاعة صرف للكلام عن الظاهر ۱۲۔

ایک اپنے اپنے طرز پر کام کر رہا ہے (اور ہر ایک اپنے کو صحیح راستہ پر اور دوسرے کو غلطی پر بتلاتا ہے) سو تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے جو صحیح راستہ پر ہے (اس لئے وہ آپ فیصلہ کرلے گا اور بتلادے گا کہ تم حق پر تھے یا ہم)۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَاۗءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

ترجمہ: اور یہ لوگ آپ سے روح کو (امتحاناً) پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر آپ پر وحی بھیجی ہے سب سلب کرلیں پھر اس کے واپس لانے کے) لئے آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی بھی نہ ملے مگر (یہ) آپ کے رب ہی کی رحمت ہے (کہ ایسا نہیں کیا) بیشک آپ پر اس کا بڑا فضل ہے آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کیلئے جمع ہو جاویں کہ ایسا قرآن بنالاویں تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بن جاوے اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر قسم کا عمدہ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے پھر بھی اکثر لوگ بے انکار کئے ہوئے نہ رہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک آپ ہمارے لئے (مکہ کی) زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کردیں یا خاص آپ کے لئے کھجور اور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو پھر اس باغ کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ بہت سی نہریں آپ جاری کردیں یا جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں آپ آسمان کے ٹکڑے ہم پر نہ گرادیں یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے لاکھڑا کردیں آپ کے پاس کوئی سونے کا بنا ہوا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر (ہمارے سامنے) نہ چڑھ جاویں اور ہم تو آپ کے (آسمان پر) چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں جب تک کہ (وہاں سے) آپ ہمارے پاس ایک

نوشتہ نہ لاویں جس کو ہم پڑھ بھی لیں آپ فرما دیجئے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں (مگر) پیغمبر ہوں اور کیا ہوں۔

حقیقت روح

تفسیر: اور[1] یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہوئی ہے اور تم کو علم کا صرف تھوڑا سا حصہ دیا گیا ہے (اس لئے ایک روح کیا اور ہزاروں چیزیں تمہیں معلوم نہیں پس جس طرح اور بہت سی چیزوں کو تم سے مخفی رکھا گیا ہے یوں ہی اس کو بھی مخفی رکھا گیا ہے اور جس قدر علم دیا گیا ہے اس کے متعلق بھی ہمیں اختیار ہے کہ ہم جب چاہیں چھین لیں)۔

قدرت حق

اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو کس شمار میں ہیں) اگر ہم چاہیں تو جو وحی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے ہم اس کو بھی سلب کرلیں اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مقابلہ میں اپنے لئے اس کے متعلق کوئی کارساز نہ پائیں (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے واپس دلا دے) بجز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی رحمت کے (کہ وہی پھر دلا سکتی ہے) واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی بہت ہی بڑی مہربانی ہے کہ اول تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ انعام کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کرکے بہت سا علم عطا کیا پھر یہ انعام کیا کہ نہ اس نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلب کیا اور نہ وہ اسے آئندہ سلب کرے گا پھر یہ انعام ہے کہ اگر بالفرض وہ ایسا کرے تو پھر وہ اپنی رحمت سے واپس دیدے گا کیا انتہا ہے اس فضل کی۔

قرآن کے مثل سے عاجزی

(خیر) آپ (ان منکرین سے) کہئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس پر متفق ہو جاویں کہ اس قرآن کی مثل بنا لاویں (جو میرے رب نے اپنے فضل سے مجھے عطا کیا) تو وہ اس کی مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں (اور متفقہ طور پر اس کے مثل بنانا چاہیں اس سے بڑھ کر تم اس کے خدا کی جانب سے ہونے کی کیا دلیل چاہتے ہو' الغرض یہ کافی حجت ہے' ان کے لئے)۔

مختلف مثالیں اور کفار کا مطالبہ

اور (ایک یہ ہی کیا) ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں مختلف عنوان سے بیان کیں سو بہت سے لوگوں نے بجز انکار کے کسی بات کو منظور ہی نہیں کیا (خیر وہ جانیں اپنے آپ اس کا خمیازہ بھگتیں گے) اور یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز تصدیق نہ کریں گے تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ نکالیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو پھر اس کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم (زمین سے) نہریں جاری کریں یا جیسا[2] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے بھی ہیں' آپ آسمان کو ٹکڑوں کی شکل میں ہم پر گرائیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیں' یا آپ صلی

---

[1] بخاری کی حدیث میں تصریح ہے کہ یہ واقعہ مدینہ کا ہے اور سوال کرنے والے یہود تھے مگر سیاق کلام اس کی تائید نہیں کرتا اور اس کی چنداں ضرورت بھی نہیں اس لئے اجمال ہی مناسب ہے ۱۲۔ [2] فیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ ان نشاء نخسف بھم الارض او نسقط علیھم کسفا من السماء ۱۲

اللہ علیہ وسلم کے لئے سونے کا ایک گھر ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چڑھنے کو بھی نہ مانیں گے تا آنکہ آپ ہمارے پاس ایک ایسا نوشتہ نہ لاویں جس کو ہم پڑھ لیں (اور جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہو)۔

رسول کی حیثیت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان لوگوں کے جواب) میں کہہ دیجئے کہ سبحان اللہ (کیا عجیب درخواست ہے ارے عقلمندو) کیا میں بجز رسول آدمی کے اور کچھ ہوں؟ (جو تم مجھ سے اس قسم کی درخواستیں کرتے ہو یہ درخواست تمہاری محض جاہلانہ ہے کیونکہ مجھ میں صرف دو باتیں ہیں ایک بشریت دوسرے رسالت سو یہ امور نہ بشریت کے لوازم میں سے ہیں نہ رسالت کے پھر مجھ سے ان باتوں کی درخواست کیوں ہے الحاصل نہ یہ باتیں میرے قبضہ کی ہیں اور نہ میں ان پر قدرت کا مدعی ہوں اور نہ جس بات کا میں مدعی ہوں یہ باتیں اس کے لوازم میں سے ہیں پھر میری سچائی کو ان پر موقوف کرنا سراسر جہالت ہے الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ جواب دیدیجئے)

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰۗىِٕكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَاۗىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ: اور جس وقت ان لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکی اس وقت ان کو ایمان لانے سے بجز اس کے اور کوئی (قابل التفات) بات مانع نہیں ہوئی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین پر فرشتے (رہتے) ہوتے کہ اس میں چلتے بستے تو البتہ ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے آپ (اخیر بات) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے (کیونکہ) وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے خوب دیکھتا ہے اور اللہ جس کو راہ پر لاوے وہی راہ پر آتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کر دے تو خدا کے سوا آپ کسی کو بھی ایسوں کا مددگار

B
16

نہ پاویں گے اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا گونگا بہرا کر کے منہ کے بل چلا دیں گے (پھر) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے آگ جب ذرا دھیمی ہونے لگے تب ہی ہم ان کے لئے اور زیادہ بھڑکا دیں گے یہ ہے ان کی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یوں کہا تھا کہ جب ہم ہڈیاں اور بالکل ریزہ ریزہ ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے (قبروں سے) اٹھائے جاویں گے کیا ان لوگوں کو اتنا معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کئے وہ اس بات پر (بدرجہ اولیٰ) قادر ہے کہ وہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کر دے اور ان کے لئے ایک میعاد معین کر رکھی ہے کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں اس پر بھی بے انصاف لوگ بے انکار کئے نہ رہے آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت (یعنی نبوت) کے خزانوں (یعنی کمالات) کے مختار ہوتے تو اس صورت میں تم (اس کے) خرچ کرنے کے اندیشہ سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور آدمی ہے بڑا تنگ دل۔

بشر کے رسول ہونے پر کفار کو حیرت اور اس کا حل

تفسیر: اور (اصل بات یہ ہے کہ) ان لوگوں کو جب کہ ان کے پاس ہدایت آئی اس کے ماننے سے صرف اس بات نے روکا کہ انہوں نے کہا کہ کیا خدا نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا (اور بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ آدمی رسول ہو پس یہ مبنیٰ ہے ان کی گمراہی کا آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر (بجائے تمہارے) زمین میں فرشتے ہوتے جو (تمہاری طرح) اس میں رہ کر اس پر چلتے ہوتے تو ہم آسمان سے ان پر فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے (لیکن جبکہ زمین میں آدمی آباد ہیں تو پھر تو آدمی ہی رسول آنا چاہئے یہ کیسی بے جوڑ بات ہے کہ تم تو آدمی ہو اور تمہارا رسول فرشتہ ہو الغرض یہ شبہ ان کا محض لغو ہے)۔

شبہ کا جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ (میں فی الحقیقت رسول ہوں اور) میرے تمہارے درمیان (اختلاف میں) خدا گواہ ہے وہ اپنے بندوں سے خوب واقف اور ان کو خوب دیکھنے والا ہے (اس لئے اسے میری حالت بھی بخوبی معلوم ہے اور تمہاری بھی اور وہ میرے موافق گواہی دیتا ہے لہٰذا میں سچا ہوں الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتمام حجت کے لئے ان کو یہ پیغام پہنچا دیجئے) اور (اس کی فکر نہ کیجئے کہ وہ مانتے ہیں یا نہیں کیونکہ) جسے خدا (اس کے حسن اختیار کے سبب) ہدایت کرے بس وہی ہدایت پاتا ہے اور جسے خدا (اس کے سوءِ اختیار کے سبب) گمراہ کرے اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سوا کوئی مددگار نہ پاویں گے (جو انہیں ہدایت دے دیں اور چونکہ انہیں خود ہدایت منظور نہیں اس لئے ہم انہیں نہ دیں گے)۔

کفار حشر میں: اور (جیسے یہ لوگ اندھے، بہرے، گونگے ہیں اسی طرح) ہم انہیں اوندھے[1] اندھے، گونگے، بہرے محشور کریں گے (یعنی جس طرح یہ لوگ یہاں کافر ہیں وہاں بھی کافر رہیں گے اور گو وہاں یہ ایمان لائینگے مگر چونکہ وہ دارالجزا ہے نہ کہ دارالعمل اس لئے ان کا (ایمان مقبول نہ ہوگا) ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (جو کہ ہمیشہ شعلہ زن رہے گا اور کبھی اس کا اشتعال دھیما نہ ہوگا

[1] علی وجوھھم کے یہ معنی جو ہم نے بیان کئے ہیں حدیث انس کے مخالف نہیں جو صحیحین میں مروی ہے کیونکہ بخاری نے اس کو اس آیت کی تفسیر میں بیان نہیں کیا بلکہ سورہ فرقان کی تفسیر میں بیان کیا ہے جس میں حشر الی جھنم کا ذکر ہے لہٰذا وہ حشر الی جھنم سے متعلق ہے نہ کہ حشر الی الموقوف سے اور اس تقدیر پر آیت میں باہم تعارض نہ ہوگا اور نہ حدیث سے ۱۲۔

چنانچہ) جب کبھی اس کا اشتعال دھیما ہونے کو ہوگا ہم اسے اور بھڑکا دیں گے یہ ان کی سزا ہے (جو ان کو دی جاوے گی) بدیں وجہ کہ انہوں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کر کے) ہماری آیات کا انکار کیا اور آخرت کا بھی انکار کیا۔

کفار کا اظہار تعجب

چنانچہ) انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم (مر کر اور گل سڑ کر) ہڈیاں اور چورا ہو جاویں گے تو کیا ہمیں نئی پیدائش سے اٹھایا جاوے گا اور (وہ جو اس طرح تعجب کے ساتھ اس کا انکار کرتے ہیں تو) کیا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جس نے آسمانوں اور زمین (جیسی عظیم الشان مخلوقات) کو پیدا کیا ہے وہ اس پر ضرور قادر ہے کہ ان جیسی (حقیر) مخلوق کو پیدا کر دے (الحاصل ان کا یہ استبعاد محض لایعنی ہے اور وہ انہیں ضرور دوبارہ پیدا کرے گا) اور اس نے ان کے لئے ایک ایسی میعاد مقرر کر رکھی ہے جس میں کوئی خلجان (کی بات نہیں) اور گو یہ امر نہایت واضح تھا جس میں شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہ تھی مگر) اس پر بھی ان ظالموں نے بجز انکار کے اور کسی بات کو منظور ہی نہ کیا (خیر چونکہ آخرت رحمت الٰہی کے ظہور کا اصلی مرکز ہے اور یہ اس کے منکر ہیں اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نبوت دی گئی ہے جو کہ خدا کی ایک بڑی رحمت ہے یہ لوگ اس کے بھی منکر ہیں۔

بخل سے خدا پاک ہے

اس لئے) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اے تنگ چشمو خدا نے بڑی خیر کی کہ تمہیں اپنی رحمت کے خزانوں کا مالک نہ بنایا ورنہ) اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تب تو تم خرچ کر ڈالنے کے اندیشہ سے ضرور خرچ سے رک جاتے (اس وقت بیشک نہ مجھے نبوت مل سکتی اور نہ قیامت ہوتی لیکن وہ خزانے خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں اور نہ وہاں بخل ہے اور نہ ختم ہو جانے کا اندیشہ اس لئے اس نے مجھے نبوت بھی دی اور وہ اپنے نیک بندوں کو انعام دینے کے لئے (قیامت بھی قائم کرے گا) اور (حقیقت یہ ہے کہ) انسان بڑا ہی تنگ دل ہے (کہ خود تو کیا دیتا ہمیں دیتے بھی نہیں دیکھ سکتا (الغرض یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قیامت اور منکرین کے انکار کا بیان اور منکرین کو دھمکی تھی سو یہ تمام باتیں نئی نہیں ہیں)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُولُونَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو کھلے ہوئے نو معجزات دیئے جبکہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے سو آپ بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ میرے خیال میں تو ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے موسیٰ نے فرمایا تو (دل میں) خوب جانتا ہے کہ یہ عجائبات خاص آسمان اور زمین کے پروردگار نے بھیجے ہیں جو کہ بصیرت کے لئے (کافی) ذرائع ہیں اور اور میرے خیال میں ضرور تیری کم بختی کے دن آ گئے ہیں پھر اس نے چاہا کہ بنی اسرائیل کا اس سرزمین سے قدم اکھاڑ دے سو ہم نے اس (ہی) کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کہہ دیا کہ (اب) تم اس سرزمین میں رہو سہو پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائے تو ہم سب کو جمع کر کے حاضر لا کریں گے اور ہم نے اس قرآن کو راستی ہی کے ساتھ نازل کیا اور وہ راستی ہی کیساتھ نازل ہو گیا اور ہم نے آپ کو صرف خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور قرآن میں ہم نے جا بجا فصل رکھا تا کہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اس کو اتارنے میں بھی تدریجاً اتارا کہہ دیجئے کہ تم اس قرآن پر خواہ ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا تھا یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب (وعدہ خلافی سے) پاک ہے بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہی ہوتا ہے اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کا خشوع اور بڑھا دیتا ہے آپ فرما دیجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکارو گے سو اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیئے اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھیئے اور دونوں کے درمیان ایک طریقہ اختیار کر لیجئے اور کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اسی اللہ (پاک) کے لئے (خاص ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ کوئی اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجئے۔

حضرت موسیٰ کو معجزات

تفسیر: اور (اس سے پیشتر) ہم نے موسیٰ کو نو معجزے دیئے تھے چنانچہ بنی اسرائیل سے پوچھ لیجئے (کہ کیوں صاحبو! کیا یہ واقعہ ہے یا نہیں اور ان کے جواب سے ان احمقوں مشرکین مکہ کو ملزم کیجئے جو کہتے ہیں کہ ابعث اللہ بشراً رسولاً) اس پر (ان ہی مشرکین کی طرح

فرعون نے کہا تھا کہ اے موسیٰ میں سمجھتا ہوں کہ تم پر جادو کر دیا گیا ہے (اور تمہارا دماغ صحیح نہیں ہے اس لئے تم بہکی بہکی باتیں کرتے ہو اس کے جواب میں) موسیٰ نے کہا تھا کہ تو خوب جانتا ہے کہ (مجھ پر جادو نہیں کیا گیا بلکہ (ان معجزات کو صرف آسمانوں اور زمین کے مالک نے ایسی حالت میں اتارا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے ذرائع بصیرت ہیں (اور تیرا انکار محض عناداً ہے) اور اے فرعون میں سمجھتا ہوں کہ تو تباہ ہوگا تو جو آیات خداوندی کا عناداً انکار کرتا ہے)۔

فرعون کی سزا

اب اس نے چاہا کہ وہ اور اس کے اور ان کے ساتھیوں کے قدم مصر سے اکھاڑ دے اور انہیں نکال دے (جیسا کہ ان مشرکین نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا ہی ارادہ کیا تھا) پس (اس تعدی پر) ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ڈبو دیا اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ اب تم یہاں رہو (اور اس کے بعد ہم تمہیں موت دیں گے) پھر جب کہ آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں مجتمع ہونے کی حالت میں (اپنے روبرو) لائیں گے (پس اسی طرح ان کو بھی تباہ کر کے مسلمانوں کو ان کے ملک پر قبضہ دلایا جائے گا اور اسی طرح مسلمانوں سے بھی کہا جاتا ہے کہ تم کو دوبارہ زندہ کیا جاوے گا لہٰذا (یہ سب باتیں پرانی ہیں اور کوئی بات نئی نہیں جس کا انکار کیا جاوے)۔

قرآن کا نزول اور اس کے احکام

پس قرآن جو کہتا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے) اور ٹھیک ہی ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور وہ ٹھیک ہی نازل ہوا ہے (جس میں نہ ہم نے کوئی بات خلاف واقع بیان کی ہے اور نہ لانے والے نے اس میں کوئی تصرف کیا ہے اگر ان پر بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو یہ جانیں) اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف (ماننے والوں کو خوشخبری دینے والا اور (نہ ماننے والوں کو) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (اس لئے ان کے نہ ماننے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نقصان نہیں) اور (دوسری کتابوں کی طرح ہم نے اسے اکٹھا نہیں اتارا (بلکہ) ہم نے اسے ایسا قرآن ہونے کی حالت میں اتارا ہے جس کو ہم نے اس لئے (اتارنے میں) متفرق کیا ہے کہ تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مہلت کے ساتھ لوگوں کے سامنے پڑھیں (اور انہیں اس کے یاد کرنے میں آسانی ہو پس ان کا یہ اعتراض باطل ہے کہ قرآن دفعۃً کیوں نہیں اتارا گیا' لہٰذا یہ منزل من اللہ نہیں) اور (یہ صحیح ہے کہ) ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے (اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا نہیں ہے)۔

منصف اہل کتاب کا ایمان: آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ تم مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے (یعنی منصفین اہل کتاب وہ اسے مانتے ہیں چنانچہ) ان کی حالت یہ ہے کہ جب یہ ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے منہ کے بل گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منزہ ہے ہمارا پروردگار (اپنے وعدہ کے خلاف کرنے سے) واقعی ہمارے پروردگار کا وعدہ (جو اس نے کتب سابقہ میں کیا تھا) ایسا یقینی تھا گویا کہ کیا ہی ہوا تھا اور (ان پر اس کے سننے سے ایسی رقت طاری ہوتی ہے کہ) وہ روتے ہوئے منہ کے بل گر جاتے ہیں اور وہ (قرآن) ان کا خشوع وخضوع بڑھاتا ہے۔

خدا کے صفاتی نام: (نیز یہ مشرکین آپ کو دعا میں یا اللہ یا رحمٰن کہتے سن کر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم کو دو معبود بنانے سے منع کیا جاتا ہے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو معبود بناتے ہیں' ایک اللہ اور دوسرا رحمٰن' لہٰذا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان نادانوں سے) کہئے کہ یہ دو

معبودوں کے نام نہیں ہیں بلکہ ایک ہی کے نام ہیں اور) تم چاہے اللہ کو پکارو چاہے رحمٰن کو جس کو بھی پکارو (وہی ایک ہی معبود ہے اور) یہ اسی کے اچھے نام ہیں (اور دونوں عنوانوں سے مدعو وہی ایک ذات ہے) اور (چونکہ مشرکین قرآن کو سن کر خدا کو اور تمہیں اور جبرئیل کو برا بھلا کہتے ہیں اس لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے (جہری) نماز میں نہ زیادہ آواز بلند کیجئے (جو مشرکین کے کانوں تک پہنچے) اور نہ بالکل آہستہ پڑھئے اور ان دونوں کے درمیان راہ اختیار کیجئے (اور مشرکین کے برا کہنے سے بچنے کے لئے جو یہ تعلیم کی گئی ہے اس پر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ پھر تبلیغ کیونکر کی جاوے گی، کیونکہ وہ تو اس وقت بھی یہی کریں گے اسلئے کہ تبلیغ کے لئے ان کو قرآن سنانا ضروری ہے اس لئے وہاں مفسدہ کی پرواہ نہ کی جاوے گی اور نماز میں اس قدر زور سے پڑھنا ضروری نہیں اس لئے احتیاط کی جاوے گی)۔

شرک سے بیزاری:

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (شرک سے اپنی بیزاری ظاہر کرنے کے لئے جس کا یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہیں یہ) کہئے کہ تعریف مخصوص ہے اس خدا کے لئے جس نے نہ اپنے لئے کوئی بیٹا بیٹی بنایا اور نہ اس کی حکومت میں کوئی حصہ دار ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے (کیونکہ) اس میں کوئی کمزوری ہی نہیں لہٰذا شرک باطل ہے اور جو ایسے عقائد رکھے وہ گمراہ ہے) اور اس کی خوب بڑائی بیان کیجئے (کیونکہ جس قدر بھی اس کی بڑائی کی جاوے وہ اس کا اہل ہے، واللہ اعلم)۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ ... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّ اثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝

ترجمہ: (سورۂ کہف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو دس آیتیں اور بارہ رکوع ہیں)
شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے (خاص) بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تا کہ وہ ایک سخت عذاب سے جو کہ منجانب اللہ ہوگا ڈرائے اور ان اہل ایمان کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوش خبری دے کہ ان کو اچھا اجر ملے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور تا کہ ان لوگوں کو ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے نہ تو اس کی کوئی دلیل ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ داداؤں کے پاس تھی بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور) وہ لوگ بالکل ہی جھوٹ بکتے ہیں (اور آپ جو ان پر اتنا غم کرتے ہیں) سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون (قرآنی) پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دے دیں گے (یعنی اتنا غم نہ کریں کہ قریب بہلاکت کر دے ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس کے لئے باعث رونق بنایا تا کہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے اور ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک صاف میدان (یعنی فنا) کر دیں گے کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات میں سے کچھ تعجب کی چیز تھے وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی پھر کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت کا سامان عطا فرمایئے اور ہمارے لئے (اس) کام میں درستی کا سامان مہیا کر دیجئے اور ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا پھر ہم نے ان کو اٹھایا تا کہ ہم معلوم کر لیں کہ ان دونوں گروہوں میں کونسا گروہ ان کے رہنے کی مدت سے زیادہ واقف تھا۔

نزول قرآن کا منشاء

تفسیر: بسم اللہ الرحمن الرحیم، قابل تعریف ہے وہ خدا جس نے اپنے بندہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایسی حالت میں کتاب نازل کی کہ وہ بالکل درست ہے اور اس میں کسی قسم کی کجی نہیں رکھی (اور اس لئے نازل کی) تا کہ وہ عام طور پر لوگوں کو ایسے سخت عذاب سے ڈرائے جو کہ (بصورت نافرمانی) اس (خدا) کے یہاں سے (ان کو پہنچنے والا ہے) اور (تا کہ) وہ (اپنے) ان ماننے والوں کو جو نیک کام کریں یہ خوشخبری دے کر ان کے لئے عمدہ معاوضہ (یعنی جنت) ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (تا کہ) وہ ان لوگوں کو (خاص طور سے) ڈرائے جو کہتے ہیں کہ خدا نے اپنے لئے بیٹا بیٹی بنائے (جیسے مشرکین اور یہود اور نصاری یا اسی قسم کا کوئی اور کفر و شرک کرے کیونکہ ایسے لوگ بالکل حقیقت سے بے خبر ہیں اور) نہ ان کو (حقیقت کا) علم ہے اور نہ ان کے باپ دادوں کو (تھا جن کے یہ مقلد ہیں حقیقت یہ ہے کہ) بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور وہ محض جھوٹ کہتے ہیں (جس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں اور خدا پاک ہے اس سے کہ وہ بیٹا بیٹی بنائے) پس (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے کفر کی یہ حالت ہے جو ابھی معلوم ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کی وہ حالت ہے جو خود آپ کو معلوم ہے تو) کیا بعید ہے کہ اگر یہ لوگ اس بات (یعنی قرآن) کو نہ مانیں (جیسا کہ ان کے انداز سے ظاہر ہے) تو ان کے پیچھے شدت غم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان کھو بیٹھیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناحق غم نہ کیجئے اور ان نااہلوں کے پیچھے اپنی جان نہ دیجئے۔

اشیاء زمین کی غرض: ہم نے زمین پر جو کچھ سامان (باغات عمارات وغیرہ کی قسم سے) ہے اس کو محض اس غرض سے زمین کی زیبائش بنایا ہے کہ ہم انہیں جانچیں کہ ان میں سے کس کے کام اچھے ہیں (اس لئے یہ سامان محض عارضی ہے اور اسی وقت تک ہے جب تک کہ یہ مقصد امتحان پورا ہو جاوے) اور (اس لئے) ہم اس تمام سامان کو جو اس پر ہے (ایک روز جب کہ یہ مقصد پورا ہو جاوے گا نابود کر کے اسے) چٹیل میدان بنا دینے والے ہیں (پس ان لوگوں کو اس فانی سامان پر فریفتہ ہو کر کفریات میں مبتلا نہ رہنا چاہئے اور ایمان لانا چاہئے اس مضمون کو یہاں تک پہنچا کر حق تعالیٰ ایک قصہ کی طرف انتقال فرماتے ہیں جو کہ خدا کی قدرت کی ایک عجیب نشانی ہے اور اس سے قیامت کے وقوع پر استدلال کرتے ہیں جس کی طرف ابھی وانا لجاعلون ما علیھا صعیداً جرزاً میں اشارہ کیا گیا ہے۔

اصحاب کہف: چنانچہ فرماتے ہیں) کیا اے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم (لوگوں سے اصحاب کہف ورقیم کا قصہ سن کر یہ سمجھتے ہیں کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے، جب کہ وہ لوگ غار میں پناہ گزین ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے کام کے متعلق درستی مہیا کر دے اس پر ہم نے ان پر برسوں تک نیند طاری رکھی اور اس کے بعد ہم نے انہیں بیدار کیا تا کہ ہم جانیں کہ دو جماعتوں میں سے کس جماعت نے غار میں سوتے رہنے کی صحیح مدت محفوظ رکھی (اور یہ سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے صحیح سننے کے مشتاق ہیں اچھا سنئے)

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ: ہم ان کا واقعہ آپ سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں وہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اور ترقی کر دی تھی اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیئے جبکہ وہ (دین میں) پختہ ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم تو اس کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہ کریں گے کیونکہ اس صورت میں ہم نے یقیناً بڑی ہی بے جا بات کہی یہ جو ہماری قوم ہے انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے ہیں یہ لوگ

ان معبودوں پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے تو اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہو گا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگا دے اور جب تم ان لوگوں سے الگ ہو گئے ہو اور ان کے معبودوں سے بھی مگر اللہ سے تو تم (فلاں) غار میں چل کر پناہ لو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے اس کام میں بھی کامیابی کا سامان درست کر دے گا اور اے مخاطب جب دھوپ نکلتی ہے تو تو اس کو دیکھے گا کہ وہ داہنی جانب کو بچی رہتی ہے اور جب وہ چھپتی ہے تو بائیں طرف ہٹی رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک فراخ موقع میں تھے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کر دیں تو آپ اس کے لئے کوئی مددگار راہ بتلانے والا نہ پائیں گے۔

قصہ اصحاب کہف

تفسیر : ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا صحیح قصہ بیان کرتے ہیں (مگر اسی قدر جس قدر ہدایت کے لئے مناسب ہے کیونکہ قرآن قصوں کی کتاب نہیں بلکہ ہدایت کی کتاب ہے' اچھا اب قصہ سنو) یہ چند جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور (ان کے ایمان کی برکت سے اس وقت) ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی دی تھی اور ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا تھا جب کہ وہ لوگ اٹھے اور (آپس میں کہا کہ ہمارا رب تو مالک آسمان و زمین ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پکاریں گے (اگر ہم نے ایسا کیا تو سمجھو کہ) اس وقت یقیناً ہم نے بیاوہ گوئی کی (اور بالکل غلط کہا کیونکہ درحقیقت اس کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں دیکھو) یہ ہماری (جاہل) قوم ہے کہ انہوں نے خدا کے سوا بہت سے معبود بنا رکھے ہیں (بھلا کس قدر نادانی کی بات ہے اگر یہ لوگ سچے ہیں تو) وہ (اپنے دعوے پر) کوئی کھلی ہوئی حجت کیوں نہیں لاتے (اور جب کہ ان کے پاس کوئی واضح حجت نہیں ہے تو) پھر (یہ صاف طور پر ظالم ہیں جو خدا پر افتراء کرتے ہیں کیونکہ) اس سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو خدا پر جھوٹ تراشے اور جب کہ تم ان لوگوں سے اور ان سے جن کی وہ پرستش کرتے ہیں باستثناء اللہ تعالیٰ کے علیحدہ ہو چکے ہو تو (اب ان میں رہنا مناسب نہیں کیونکہ یہ تمہیں ستائیں گے اور بت پرستی پر مجبور کریں گے' لہٰذا اب تم فلاں غار میں پناہ لو (اور یہ خیال نہ کرو کہ غار میں عمر کے دن کیسے کٹیں گے کیونکہ) حق تعالیٰ تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلائے گا اور تمہارے معاملہ کے متعلق سامان مہیا کرے گا (پس یہ مشورہ کر کے وہ اس غار میں پہنچ گئے جو انہوں نے اپنے پناہ کے لئے تاکا تھا (اور جب کہ وہ غار میں پہنچ گئے تو اب ان کی حالت یہ ہے کہ گویا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کو دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے دائیں جانب ہٹا ہوتا ہے اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں جانب کو کترا جاتا ہے (اور اس لئے وہ دھوپ کے صدمہ سے محفوظ ہیں) اور وہ اس (غار) کے ایک فراخ مقام میں (چین سے) ہیں (کہ نہ ان تک دشمن کی رسائی ہے اور نہ انہیں خود کوئی تکلیف ہے) یہ (بھی) خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے (اگر لوگ غور کریں لیکن) جسے خدا ہدایت کرے وہ ہی ہدایت پاتا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی متولی کارجو (اسے) ہدایت کرنے والا ہو نہ پائیں گے (خیر یہ مضمون استطرادی تھا اب اصل قصہ کی طرف عود کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ اس غار کے ایک کشادہ مقام میں ہیں)۔

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ
ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾
وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۚ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا
اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۚ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ
اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ
اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ
بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۚ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى
اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ
كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ
اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اور اے مخاطب تو ان کو جاگتا ہوا خیال کرتا حالانکہ وہ سوتے تھے اور ہم ان کو (کبھی) داہنی طرف اور (کبھی) بائیں طرف کروٹ دے دیتے تھے اور ان کا کتا دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا اگر (اے مخاطب) تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تیرے اندر ان کی دہشت سما جاتی اور اسی طرح ہم نے ان کو جگا دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کس قدر رہے ہو گے بعضوں نے کہا کہ (غالباً) ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے دوسرے بعضوں نے کہا کہ یہ تو تمہارے خدا ہی کو خبر ہے کہ تم کس قدر رہے اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا حلال ہے اور اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے اور (سب) کام خوش تدبیری سے کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے (کیونکہ) اگر وہ لوگ کہیں تمہاری خبر پا جاویں گے تو تم کو یا تو پتھروں سے مار ڈالیں گے یا تم کو (جبراً) اپنے طریقہ میں پھر کر لیں گے اور ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح نہ ہوگی اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تاکہ وہ لوگ اس بات کا یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اس زمانے کے

لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے سوان لوگوں نے یہ کہا کہ ان کے پاس کوئی عمارت بنوا دو اور ان کا رب ان کو خوب جانتا تھا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنا دیں گے بعضے لوگ تو کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے اور بعضے کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے (اور) یہ لوگ بے تحقیق بات ہانک رہے ہیں اور بعضے کہیں گے کہ وہ سات ہیں آٹھواں ان کا کتا ہے آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کا شمار خوب (صحیح صحیح) جانتا ہے ان کو بہت قلیل لوگ جانتے ہیں سو آپ ان کے بارے میں بجز سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجئے اور آپ ان کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی نہ پوچھئے

اصحاب کہف نیند میں اور اس کا منشاء

تفسیر: اور تم (اگر انہیں دیکھو تو) انہیں بیدار خیال کرو گے حالانکہ وہ سو رہے ہیں (یہ اس لئے کہ کوئی ان کو سوتا ہوا سمجھ کر ان پر تعدی نہ کرے) اور ہم انہیں دائیں بائیں کروٹیں دیتے رہتے ہیں (تا کہ ایک حالت پر رہنے کی وجہ سے مٹی ان کے جسم کو نہ کھالے) اور (مزید حفاظت کے لئے) ان کا کتا دونوں ہاتھ پھیلائے غار کی دہلیز میں بیٹھا ہوا ہے (علاوہ اس سامان حفاظت کے ایک بڑا سامان یہ کیا گیا ہے کہ ان کو ایسی ہیبت عطا کی گئی ہے کہ) اگر تم انہیں دیکھ لیتے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے اور ان کے خوف سے پر ہوتے (یہ تو ان کے عجیب طور پر سلانے کا بیان تھا)۔

ان کی بیداری: اور اسی (عجیب طریقہ سے ہم نے سالہا سال کے بعد) انہیں بیدار کیا تا کہ وہ آپس میں پوچھ گچھ کریں (کہ بتلاؤ تو بھی ہم کتنی دیر سوئے ہوں گے چنانچہ) ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ (بتلاؤ) تم کتنی دیر (نیند میں) رہے ان لوگوں (میں بعض) نے کہا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم اب ان لوگوں (میں سے دوسرے بعض) نے کہا کہ یہ (تعیین صحیح نہیں بلکہ) تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم کس قدر (سوتے) رہے ہو پس (اس گفتگو کو چھوڑو اور (اپنا یہ روپیہ دے کر کسی کو شہر بھیجو کہ وہ کھانا لائے) اب اسے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ کس کا کھانا زیادہ پاک صاف ہے (اور جس کے پاس سب سے زیادہ پاک اور حلال کھانا ہو اس کے پاس سے کھانا لاوے) اور اس کو چاہئے کہ (خوش تدبیری سے کام لے اور) کسی کو (اپنی بے احتیاطی سے تمہاری خبر نہ کر دے (کیونکہ) اگر وہ لوگ تم پر قابو پالیں گے تو یا تو تمہیں سنگسار کریں گے یا تمہیں اپنے مذہب میں لوٹا دیں گے اور (اس صورت میں) تم ہرگز کامیاب نہ ہو گے (خیر ان میں سے کوئی کھانا لینے گیا اور حسب ہدایت اس نے ان لوگوں کو مخفی رکھنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں ناکام رہا)۔

لوگوں کو اس جماعت کی اطلاع

اور اس (عجیب) طریقہ سے ہم نے لوگوں کو ان (کی حالت) پر مطلع کر دیا تا کہ وہ (ایک نمونہ کا مشاہدہ کر کے) جان لیں کہ (قیامت ناممکن نہیں ہے اور) خدا کا وعدہ بالکل صحیح ہے اور قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کوئی خلجان (کی بات نہیں) کیونکہ جس طرح قیامت پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ آدمی مر کر اور مٹی میں مل کر دوبارہ زندہ ہو جاوے یوں ہی یہ بھی اشکال ہوتا ہے کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آدمی برسوں سوتا رہے اور نہ کچھ کھائے نہ پئے اور بالکل اسی حالت پر زندہ رہے حتیٰ کہ خود ان سونے والوں کو بھی

تمیز نہ ہو کہ ہم اتنے برس تک سوتے رہے ہیں اور وہ یہ کہیں کہ ہم ایک دن یا اس سے کم سوئے ہیں پس جب کہ اس امر کا مشاہدہ کرا دیا جاوے گا تو وہ استبعادات وہمیہ دور ہو جاویں گے اور جب اس نیند کے واقعہ کے متعلق ان کو اپنے وہم کا مغالطہ معلوم ہو جاوے گا تو موت کے متعلق بھی ان کا استبعاد وہمی دور ہو جاوے گا اور وہ سمجھ لیں گے کہ واقعی حق تعالیٰ سب کچھ کر سکتے ہیں اور یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم اس کی قدرت کو اپنے اوہام سے محدود کرتے ہیں اور یہ اطلاع ہم نے اس زمانہ میں کی تھی) جب کہ لوگ (ان کی حالت پر مطلع ہو کر) اپنے کام کے متعلق آپس میں کھینچا تانی کر رہے تھے (کہ ان کے متعلق کیا کارروائی کرنی چاہئے) چنانچہ انہوں نے کہا تھا کہ ان پر ایک عمارت بنانی چاہئے (اس جگہ ضمناً یہ سمجھ لینا چاہئے کہ) ان متنازعین کا پروردگار ان سے خوف واقف ہے (اس لئے وہ پتہ دار باتیں بتلا رہا ہے خیر یہ مضمون استطراداً تو ہو چکا اب اصل مضمون سنو۔

مسجد بنوانے کی رائے

جب یہ رائے ہوئی کہ ایک عمارت بنوانی چاہئے تو) ان میں جو لوگ اپنے کام پر غالب (اور چلتی رائے والے تھے) انہوں نے کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے (لیکن تعیین مشکل ہے کہ انہوں یہ تجویز کیوں کی تھی کیونکہ اس کی وجہ نہیں بتلائی گئی اس لئے ان کو مجمل ہی رکھنا مناسب ہے۔

اس آیت سے غلط استدلال

ہاں بعض جہلاء اس سے قبور اولیاء پر قبوں کا بنانا ثابت کرتے ہیں سو یہ ان کی صریح جہالت ہے' کیونکہ اول تو یہ بھی ثابت نہیں کہ ان لوگوں نے ان کے اوپر کوئی قبہ بنایا تھا بلکہ اس میں مسجد بنانے کا ذکر ہے' دوسرے یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے قبوں کی طرح خاص ان کے اوپر مسجد بنائی تھی یا ان کے قریب اور اگر علیہم کے لفظ سے استدلال کیا جاوے تو اول تو یہ استدلال اس لئے صحیح نہیں کہ علی کا استعمال دونوں طرح آتا ہے' قرب کے لئے بھی اور متنازع فیہ طریق پر بھی' دوسرے اگر یہ بھی مان لیا جاوے کہ انہوں نے ان کے اوپر ہی مسجد بنانا تجویز کیا تھا تو اس کی کیا دلیل ہے کہ ان کی یہ تجویز صحیح تھی قرآن میں محض اس امر کو ایک واقعہ کی حیثیت سے بیان کیا ہے نہ کہ کسی شریعت سابقہ کا حکم ہونے کی حیثیت سے تاکہ اس پر یہ اشکال ہو کہ چونکہ بلا نکیر مذکور ہے لہٰذا حجت ہے' دوسرے حدیث میں اس پر نکیر بھی موجود ہے[1] چنانچہ حدیث میں ہے **لعن الله اليهود النصارىٰ اتخذوا قبوراً انبيائهم مساجد** ' پس یہ استدلال سراسر لغو ہے اور اس سے متعارف قبوں کے بنانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

تعداد میں لوگوں کا اختلاف

خیر یہاں تک اصحاب کہف کا قصہ بیان فرما کر اسکے بعد فرماتے ہیں کہ اس قصہ کو سن کر لوگ ان کی تعداد میں اختلاف کریں گے (چنانچہ) کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ تین تھے جن کا چوتھا ان کا کتا تھا اور کچھ کہیں گے کہ وہ پانچ تھے جن کا چھٹا کتا تھا یہ سب اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں (صحیح بات کسی کو معلوم نہیں) اور یہ بھی (اٹکل پچو) کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے) کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کی تعداد سے خوب واقف ہے' دوسرے لوگ اس کو نہیں جانتے بجز تھوڑے لوگوں کے (یہ مستثنیٰ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کو دیکھا تھا اور وہ لوگ جن کو ان کے ذریعہ سے صحیح خبر پہنچی) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باب میں کسی سے

---

[1] اور نکیر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ خاص اسی موقع پر ہو ۱۲۔

مناظرہ نہ کیجئے اس مناظرہ کے جو ظاہر ہے (یعنی یہ کہ آخر تم کو اس کا کس ذریعہ سے علم ہوا اور تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے) اور نہ ان میں سے کسی سے ان کے معاملہ میں استفتاء کیجئے (کیونکہ انہیں خود خبر نہیں وہ آپ کو کیا بتائیں گے)۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَایْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ
عَسٰى أَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا
تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۭ أَبْصِرْ بِهٖ وَأَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ
مِّنْ دُونِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهٖ أَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ أَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِينَ نَارًا ۙ أَحَاطَ بِهِمْ
سُرَادِقُهَا ۭ وَإِنْ يَّسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ
مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُونَ ثِيَابًا
خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اور آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کر دوں گا مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے اور جب آپ بھول جاویں تو اپنے رب کا ذکر کیا کیجئے اور کہہ دیجئے کہ مجھ کو امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (نبوت کی) دلیل بننے کے اعتبار سے اس سے بھی نزدیک تر بات بتلا دے اور وہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے آپ کہہ دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے رہنے کی مدت کو زیادہ جانتا ہے تمام آسمانوں اور زمین کا علم غیب اسی کو ہے وہ کیسا کچھ دیکھنے والا اور کیسا کچھ سننے والا ہے ان کا خدا کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم میں شریک کرتا ہے اور آپ کے پاس جو آپ کے رب کی کتاب وحی کے ذریعہ سے آئی ہے وہ پڑھ دیا کیجئے اس کی باتوں کو (یعنی وعدوں کو) کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ خدا کے سوا اور کوئی پناہ نہ پاویں گے اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام (یعنی علی

الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے ہٹنے نہ پاویں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا (یہ) حال حد سے گزر گیا ہے اور آپ کہہ دیجئے کہ (یہ دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (آیا) ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے آوے اور جس کا جی چاہے کافر رہے بیشک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس کی آگ کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی اور اگر (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جاوے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا مونہوں کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور وہ دوزخ (بھی) کیا ہی بری جگہ ہوگی بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کو کرے (پس) ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے (مساکن کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے اور وہاں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے کیا ہی اچھا صلہ ہے اور (بہشت) کیا ہی اچھی جگہ ہے۔

بغیر ان شاء اللہ کسی کام کے متعلق وعدہ کی ممانعت

تفسیر :اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے سے ان کے غار میں رہنے کی مدت دریافت کرنے والوں سے یہ کہہ دیا کہ میں کل جواب دوں گا یہ کہنا مناسب نہ تھا' لہٰذا) آئندہ ہرگز کسی کام کے لئے یوں نہ کہئے کہ میں کل اس کام کو کر دونگا' ہاں یوں[1] (کہئے) کہ خدا چاہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا ذکر کرنا بھول جائیں تو (جس وقت یہ خیال آوے کہ میں بھول گیا' اس وقت) اپنے رب کا ذکر کیجئے اور (کل کی تعیین بھی نامناسب ہے اس لئے کل کے ذکر کے ساتھ یوں) کہئے کہ ممکن ہے کہ اس (یعنی کل) سے پہلے ہی مجھے میرا رب صحیح بات کی طرف رہنمائی کر دے (خلاصہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں دو کوتاہیاں تھیں ایک ترک استثناء جس کا کوتاہی ہونا ظاہر ہے اور دوسرے کل کی تعیین جس کا بظاہر یہ مطلب ہے کہ کل سے پہلے خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب کی تعلیم نہ کرے گا لہٰذا یہ بھی نامناسب ہے' پس آپ پہلی کوتاہی کے لئے ان شاء اللہ کہہ لیا کیجئے اور دوسری کوتاہی کے لئے یہ کہ ممکن ہے کہ اس سے پہلے ہی خدا مجھے صحیح بات بتلا دے' ھذا من تادیبہ جلت کبریاءہ لرسولہ' ولھذا قال صلی اللہ علیہ وسلم ادبنی ربی فاحسن تادیبی' خیر یہ تو ان کے جواب کے متعلق گفتگو تھی)۔

غار میں رہنے کی مدت

اور (ان کے سوالوں کا جواب یہ ہے کہ) وہ لوگ غار میں تین سو برس رہے تھے اور ان کے لوگوں نے (یعنی سائلین وغیرہ نے اصل عدد میں) نو برس بڑھا لئے ہیں (اس لئے وہ تین سو نو سمجھے ہوئے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ (یہ اضافہ غلط ہے اور) حق تعالیٰ اس مقدار کو خوب جانتا ہے جس قدر وہ رہے ہیں (لہٰذا تین سو برس صحیح ہیں اور نو کا اضافہ غلط ہے کیونکہ) آ[illegible] نوں اور زمین[illegible] ے مخفیات کا علم اسی کے لئے خاص ہے وہ بڑا دیکھنے والا اور بڑا سننے والا ہے (کیا کہنے ہیں اس کے دیکھنے [illegible] سننے کے نیز) ا[illegible] ے سوا ان [illegible] ے لئے کوئی متولی کار نہیں ہے اور نہ وہ اپنے فیصلہ میں کسی کو شریک کرتا ہے۔

[1] اشارۃ الی ان تقدیرہ ولکن قل تولاً متلبسا بان یشاء اللہ ۱۲۔

شان نزول کے سلسلہ کی بحث

ف: واضح ہو کر لاتقولن لشیء کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نے روح اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا تھا اور آپ نے اس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ میں اس کا کل جواب دوں گا' اس پر پندرہ روز وحی بند رہی تھی اور اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی تھی' مگر میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی' قرآن کا طرز بیان جس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ یہ ہے کہ سوالات دفعۃً نہیں کئے گئے بلکہ مختلف اوقات میں کئے گئے' چنانچہ اول روح کے متعلق سوال کیا گیا اس کا جواب ہو چکا اس کے بعد جب سورہ کہف میں حق تعالیٰ نے لاتستفت فیہم منہم احدا تک نازل فرمائی تو چونکہ اس میں ان کے غار میں رہنے کی مدت نہیں بتلائی تھی اس لئے لوگوں نے امتحاناً مدت کے متعلق سوال کیا اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل جواب دوں گا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اول تنبیہ ہے اور اس کے بعد اصل سوال کا جواب۔

ایک علمی بحث: اور دوسری بات یہ معلوم ہونی چاہئے کہ وازدادوا کی ضمیر کو سب لوگ اصحاب کہف کی طرف راجع کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وازدادوا کی ضمیر ان ہی لوگوں کی طرف ہے جن کی طرف سیقولون کی ضمیر راجع ہے اور اس تقدیر پر ولبثوا فی کھفھم بے تکلف حق تعالیٰ کا مقولہ ہو جاوے گا اور اس کے ساتھ قل اللہ اعلم بما لبثوا بلا تکلف چسپاں ہو جاوے گا اور جن لوگوں نے قل اللہ اعلم کو قرینہ قرار دے کر ولبثوا کو کفار کا مقولہ قرار دیا ہے ان کا یہ قرینہ بھی نہ رہے گا اور وازدادوا تسعا میں جو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے بجائے ثلث مائۃ وتسع سنین کے اتنی لمبی عبارت کیوں بولی اس کے جواب میں کسی تکلف کی ضرورت نہ رہے گی اور بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ سائلین پر پورے طور پر اتمام حجت ہو جاوے گا کہ اس میں صحیح تعداد کے ساتھ ان کے دل کی بات بھی بتلا دی گئی ہے یعنی تمہارا یہ خیال ہے کہ تین سو نو برس رہے اور صحیح صرف تین سو ہیں ان وجوہ سے میں نے وہ تفسیر[1] اختیار کی ہے' واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والا ادعی العصمۃ من الخطاء۔

اصحاب کہف کا مذہب

تیسری یہ بات یہ سمجھ لینی چاہئے کہ قرآن سے اصحاب کہف کے متعلق مجملاً اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ موحد تھے اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان کو کسی نبی کی تعلیم پہنچی تھی اور وہ اس نبی کے پیرو تھے اس لئے نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ عیسائی تھے اور نہ یہ کہ وہ یہودی تھے اور نہ کچھ اور نہ قرآن میں یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ کہاں کے رہنے والے اور کس زمانہ میں اور کس بادشاہ کے وقت میں تھے اور نہ یہ کہ ان کی تعداد کیا تھی اور نہ یہ کہ ان کے نام کیا تھے اس لئے ان سے بحث کرنا ہی بے کار ہے' بالخصوص جبکہ اشارات قرآنی سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یہ قصہ صحیح طور پر محفوظ نہ تھا تو اب ہم قرآن کے سوا دوسری کتابوں یا اسرائیلیات پر اعتماد نہیں کر سکتے۔

مدت قیام فی الغار: رہی مدت بعث فی الغار' سو اجمالاً اتنا تو یقینی ہے کہ وہ اس میں برسوں سوتے رہے اور ان برسوں کے تعیین میں کلام ہے بعض کی رائے ہے کہ کفار یہ سمجھتے تھے کہ تین سو نو برس رہے مگر حق تعالیٰ نے اس کو صحیح قرار نہیں دیا اور خود کوئی تعداد نہیں بیان فرمائی اور میری رائے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے صرف تین سو سال کو صحیح مدت اور نو کے اضافہ کو غلط فرمایا ہے اور مشہور قول یہ ہے کہ وہ تین سو برس رہے منشا اس اختلاف کا **ولبثوا**

---

[1] حضرت مولانا کو اس جگہ پر شرح صدر نہیں ہوا اور وہ تفسیر مشہور پر قائم ہیں ۱۲۔

فی کھفھم ثلث مائۃ سنین و ازدادوا تسعاً کے معنی میں اختلاف ہے لہٰذا یہ آیت مدت لبث میں نص نہیں ہے واللہ اعلم۔

ان استطرادی مضامین کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

قرآن کی تلاوت کا حکم

اور کہتے ہیں کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کی نسبت یہ نہ کہیں کہ میں کل کر دوں گا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی (کتاب کا جو حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کیا جا چکا ہے اس کو پڑھتے رہئے کیونکہ اس کی باتیں بڑی پکی ہیں اور) کوئی نہیں جو اس کی باتوں کو بدل سکے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے سوا کوئی جائے پناہ ملے گی (اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے احکام کی تعمیل اور اس کتاب کی تلاوت اور اس پر عمل کرنا لازم ہے)

مخلصین کے ساتھ رہنے کی ہدایت

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو انہیں لوگوں کے ساتھ مقید رکھئے جو اپنے رب کو صبح و شام ایسی حالت میں پکارتے ہیں کہ ان کو حق تعالیٰ کا رخ مقصود ہے (اور اس کے سوا کوئی دنیاوی غرض ان کی نہیں ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایسی حالت میں ان سے تجاوز نہ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی زیبائش مطلوب ہو (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مخلصین کو چھوڑ کر کفار کی جاہ کی وجہ سے ان کو مدنظر نہ بنایئے) اور (اس باب میں) اس شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے دل کو (اس کے سوء اختیار سے) ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور (اس لئے) وہ اپنے ہوائے نفسانی کا پیرو ہو گیا ہے اور اس کا کام حد سے گذر جاتا ہے اور (ایسے مشورہ دینے والوں سے صاف کہہ دیجئے کہ میں ان لوگوں کو اپنے سے جدا نہیں کر سکتا اور اس باب میں تمہاری کوئی رعایت نہیں کر سکتا) یہ امر حق تمہارے رب کی جانب سے ہے اب جس کا جی چاہے مانے اور جس کا جی چاہے نہ مانے۔

نہ ماننے والوں کے لئے عذاب

اب جو نہ مانے) ایسے ظالموں کے لئے ہم نے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیرے ہوئے ہیں (یعنی اس کے احاطہ میں ان کو لامحالہ داخل ہونا ہے) اور اگر وہ پانی کے لئے فریاد کریں گے تو ان کی ایسے پانی سے فریاد رسی کی جاوے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا اور چہروں کو جھلستا ہوگا ارے بری پینے کی چیز ہے (یہ پانی) اور بری جگہ ہے وہ (دوزخ خدا بچائے ان سے۔

مؤمنوں کے ساتھ سلوک

خیر یہ تو کافروں کی حالت تھی اور ان کے برخلاف مسلمانوں کی حالت یہ ہے کیونکہ) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے (ان کو ان کے کاموں کا بہتر معاوضہ ملے گا' کیونکہ) ہم جو اچھا کام کرے اس کا معاوضہ برباد نہیں کرتے (لہٰذا) ان کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان کو ایسی حالت میں ان (باغات) میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سندس[1] و استبرق کے سبز کپڑے پہنائے جائیں گے کہ وہ ان میں مسہریوں پر بیٹھے ہوں گے (سبحان اللہ) کیا ہی اچھا معاوضہ ہے (یہ معاوضہ) اور بہت اچھی جگہ ہے (یہ بہشت بس

---

[1] یہ دو ریشمی کپڑے ہیں۔

ان لوگوں کو چاہئے کہ وہ کفر کے نتیجہ بد سے بچیں اور ایمان لا کر اس کے عمدہ نتائج سے بہرہ ور ہوں)۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ
وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا
نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ
جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖ أَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَّمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً
وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ إِلٰى رَبِّيْ لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ أَكَفَرْتَ
بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَا أُشْرِكُ
بِرَبِّيْ أَحَدًا ﴿٣٨﴾ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ
مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٣٩﴾ فَعَسٰى رَبِّيْ أَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ
السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَأُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ
فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَا أَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ أُشْرِكْ
بِرَبِّيْ أَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ
لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں سے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے ان دو شخصوں میں سے ایک کو ہم نے دو باغ دے رکھے تھے اور ان دونوں (باغوں) کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور اس شخص کے پاس اور بھی تمول کا سامان تھا سو (ایک بار) اپنے اس (دوسرے) ملاقاتی سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے کرتے کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور مجمع بھی میرا زبردست ہے اور وہ اپنے اوپر جرم (کفر) قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہنچا (اور) کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ (میری مدت حیات میں) کبھی بھی برباد ہوا اور میں قیامت کو نہیں خیال کرتا کہ آوے گی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا گیا تو ضرور اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھ کو ملے گی اس سے اس کے ملاقاتی نے (جو کہ دیندار اور غریب تھا) جواب کے طور پر کہا کہ کیا تو

اس ذات (پاک) کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھ کو (اول) مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھ کو صحیح وسالم آدمی بنایا لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ میرا رب (حقیقی) ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور تو جس وقت اپنے باغ میں پہنچا تھا تو تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور بدوں خدا کی مدد کے (کسی میں) کوئی قوت نہیں اگر تو مجھ کو مال اور اولاد میں کمتر دیکھتا ہے تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دے دے اور اس (تیرے) باغ پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیج دے جس سے وہ باغ دفعۃً ایک صاف میدان ہو کر رہ جائے یا اس سے اس کا پانی بالکل اندر (زمین میں) اتر (کر خشک ہو) جاوے پھر تو اس کی کوشش بھی نہ کر سکے اور اس شخص کے سامان تمول کو آفت نے آ گھیرا پھر اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا اور اس کے پاس کوئی ایسا مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود (ہم سے) بدلہ لے سکا ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے اسی کا ثواب سب سے اچھا اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

کفر کے نتائج مثال میں

تفسیر: اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان لوگوں (کو کفر کے نتائج بد سے ڈرانے کی خاطر ان) کے لئے ایسے دو (فرضی) شخصوں کو بطور مثال کے بیان کیجئے جن میں سے ایک کے لئے (بطور فرض) انگوروں کے دو باغ تھے اور ہم نے ان کے درمیان کھیتی بھی لگائی تھی یہ دونوں باغ اپنے پورے پھل دیتے تھے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرتے تھے اور ہم نے ان کے درمیان نہر نکال رکھی تھی اور (اس لئے) اس کے پاس ایک (معتدبہ) مال تھا اب اس نے اپنے ساتھی سے اس سے باتیں کرتے ہوئے (بطور غرور اور فخر کے) کہا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور جماعت کے لحاظ سے بھی بہت زبردست ہوں (اس کا یہ احمقانہ غرور ایسا ہی تھا جیسا کہ یہ لوگ اپنی نادانی سے مسلمانوں کے مقابلہ میں کرتے ہیں خیر یہ تو ہوا) اور وہ اپنے باغ میں ایسی حالت میں گیا کہ وہ (کافر ہونے کے سبب) اپنے اوپر ظلم کرنیوالا تھا (یہاں آکر) اس نے (باغ کی ظاہری حالت دیکھ کر اپنی جماعت سے) کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کبھی فنا ہوگا اور نہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے (جیسا کہ بالکل یہی احمقانہ خیال ان مشرکوں کا اس باغ عالم کی نسبت ہے) اور (اس نے یہ بھی کہا کہ) اگر بالفرض قیامت آوے اور میں اپنے خدا کے پاس جاؤں تو مجھے ضرور اس باغ سے بہتر جگہ ملے گی (جیسا کہ بعینہ ان مشرکین کا بھی یہی دعویٰ ہے)۔

مؤمن کی مثال: اب اس کے ساتھی نے (جوابی) گفتگو کرتے ہوئے اس سے کہا کہ تو (نے جو اپنے باغ کو غیر فانی کہا تو) کیا تو اس (قادر مطلق) کا منکر ہو گیا جس نے تجھے (اول) مٹی سے اس کے بعد منی سے پیدا کیا (کیونکہ جس غذا سے منی پیدا ہوئی تھی وہ مٹی ہی سے پیدا ہوئی تھی اور) اس کے بعد اس نے تجھے پورا مرد بنا دیا (کیا جو خدا ایسا کر سکتا ہے وہ تیرے باغ کو فنا نہیں کر سکتا اور قیامت میں مردے زندہ نہیں کر سکتا؟ خیر تو انکار کرے تو کر) مگر میں (ایسی جرأت نہیں کر سکتا میں تو یہی کہوں گا کہ) اللہ میرا رب ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور (میں تیری اس گفتگو کو پسند نہیں کرتا جو تو نے باغ میں داخل ہو کر کی تھی تو نے بہت برا کیا جو ایسا کہا) جب تو اپنے باغ

میں گیا تھا اس وقت تو نے کیوں نہ کہا کہ یہ وہ ہے جو خدا نے چاہا ہے (کیونکہ کسی شخص اور کسی چیز میں) کوئی قوۃ نہیں بجز حق تعالیٰ کے ذریعہ کے (بس اس باغ میں جو قوۃ ہے جس کی بناء پر یہ اب تک باقی ہے یا آئندہ باقی رہے گا وہ حق تعالیٰ ہی کے سہارے پر ہے ورنہ اسکی کیا مجال ہے کہ یہ قائم رہ سکے اگر تو ایسا کہتا تو یہ نہایت مناسب اور نہایت معقول ہوتا) نیز اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کم دیکھتا ہے (اور اس کی بناء پر تو مجھے حقیر اور اپنے کو بڑا سمجھتا ہے) تو (یہ بھی تیری غلطی ہے کیونکہ) کیا بعید ہے کہ خدا مجھے تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے اور اس پر (یعنی تیرے باغ پر) آسمان سے بلائیں[1] بھیجے اور وہ چٹیل میدان ہو جاوے یا اس کا پانی زمین میں اتر جاوے اور تو اسے ڈھونڈ بھی نہ سکے (کہ کہاں گیا' اور جب یہ ممکن ہے تو ایسی چیز پر اترانا اور اس کو بڑائی کا سبب قرار دینا سراسر نادانی ہے یہ جواب تھا اس کے ساتھی کا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان بزبان حال یا بزبان قال ان مشرکین کو دیا کرتے ہیں خیر یہ گفتگو ان کے درمیان ہو چکی)۔

اظہار حسرت کی مثال

اس کے بعد اس کے مال (یعنی باغ) کو گھیرے میں لے لیا گیا (یعنی تباہ کر دیا گیا)' اب وہ اس مال پر جس کو اس نے اس میں خرچ کیا تھا اپنے دونوں ہاتھوں کو الٹنے پلٹنے (یعنی افسوس کرنے) لگا اور وہ (باغ) الٹا پڑا ہے (جس کو دیکھ کر اسے حسرت ہوتی ہے) اور وہ کہتا ہے کہ اے کاش میں اپنے رب (کو وحدہ لاشریک مانتا اور اس) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا اور نہ اس کے پاس کوئی جماعت ہے جو اس کی مدد کرے اور نہ وہ خود حق تعالیٰ سے انتقام لے سکتا ہے (لہٰذا بے چارہ مجبور ہے اور بجز پچھتانے کے اور کچھ نہیں کر سکتا' بس یہی حال ان مشرکین کا ہو گا جب کہ عالم فانی تباہ ہو گا اور وہ اپنی اس عمر رفتہ پر افسوس کریں گے جو وہ اس میں کھو چکے ہیں اور پچھتائیں گے کہ ہم نے ناحق شرک و کفر کیا اور اس وقت نہ ان کی وہ جماعت کام آئے گی (جس پر ان کو اس وقت ناز ہے اور نہ وہ خود اپنی مدد کر سکیں گے کیونکہ) وہاں پورا اختیار خدائے برحق کو ہو گا (اور کسی کو اتنا کمزور اختیار بھی نہ ہو گا جتنا کہ دنیا میں بغرض امتحان دیا گیا ہے' لہٰذا وہ ہر ایک کو اس کے مناسب بدلے دے گا کیونکہ) وہ بہتر جزا دینے والا اور بہتر سزا دینے والا ہے (خیر یہ تو ان کفار کی مثال تھی)۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ
فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ
الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى
رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾
وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ
لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾

[1] حسبان جمع حسبانة وهی المرامی ای السهام القصیرة والمراد سهام الحوادث والله اعلم ۱۲.

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں سے دنیاوی زندگی کی حالت بیان فرمایئے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی ہوں پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے لئے پھرتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور اس دن کو یاد کرنا چاہئے جس دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور سب کے سب آپ کے رب کے روبرو کھڑے کر کے پیش کئے جاویں گے دیکھو آخر تم ہمارے پاس آئے بھی جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا بلکہ تم یہی سمجھتے رہے کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت موعود نہ لائیں گے اور نامہ اعمال رکھ دیا جاوے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ اس میں جو کچھ ہے اس سے ڈرتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامہ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ بے قلمبند کئے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ (چھوڑا) اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب (لکھا ہوا) موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔

حیات دنیا کی مثال

تفسیر: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے حیات دنیا کی مثال یوں بیان کیجئے جیسے وہ پانی جس کو ہم نے آسمان سے اتارا ہو اس پر اس سے زمین کی روئیدگی گڈمڈ ہوگئی ہو اس کے بعد وہ (خشک ہوکر) چورا ہوگئی ہو جس کو ہوا میں اڑاتی ہوں (اور اس طرح وہ روئیدگی ایسی ہو جائے کہ گویا وہ تھی ہی نہیں پس جس طرح وہ روئیدگی ابتداء میں نہایت خوشنما تھی اور آخر میں ہیچ ثابت ہوئی یوں ہی حیات دنیا ابتداء میں نہایت بھلی معلوم ہوتی ہے کہ آدمی اس کا عاشق ہوتا ہے مگر آخر کار وہ ہیچ ثابت ہوگی چنانچہ عالم فنا ہو جاوے گی) اور قیامت آجاوے گی اور (یہ امر خدا کے نزدیک کچھ مشکل نہیں کیونکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (جیسا کہ سبزہ کی مثال سے اس کا نمونہ بھی اس نے تم کو دکھلا دیا ہے جب حیات دنیا کی بے ثباتی معلوم ہوگئی تو اس سے مال اور اولاد کا بے حقیقت ہونا بھی ظاہر ہوگیا کیونکہ) مال اور اولاد اسی (ناپائیدار اور ناقابلِ التفات) حیات دنیا کی زیبائش ہیں (لہٰذا خود حیات دنیا کی طرح یہ بھی دلبستگی کی چیزیں نہیں)۔

باقی رہنے والی چیزیں

اور وہ چیزیں جو کہ باقی رہنے والی اور اچھی ہیں (یعنی اعمال صالحہ) تمہارے رب کے نزدیک جزاء کے لحاظ سے بھی اچھی ہیں اور امید کے لحاظ سے بھی اور یہ (اعمال صالحہ[1] اس روز اچھے ہیں) جس روز ہم پہاڑوں کو (زمین سے) چلتا کریں گے اور تم زمین کو بالکل کھلی ہوئی دیکھو گے (کہ نہ اس پر پہاڑ ہوں گے نہ درخت نہ مکانات وغیرہ) اور ہم لوگوں کو جمع کریں گے اور ان میں کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور وہ اپنے رب کے سامنے صف بستہ پیش کئے جائیں گے (اس مضمون کو یہاں تک پہنچ کر اب بطور جملہ معترضہ کے فرماتے ہیں کہ اس

[1] اشارۃ الی ان قولہ یوم نسیر معطوف علی قولہ عند ربک ۱۲۔

وقت ان لوگوں سے جو منکرین قیامت ہیں یوں کہا جائے گا کہ دیکھو) تم ہم ہمارے پاس اسی طرح (آسانی سے) چلے آئے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا (چنانچہ ہم تم سے یہی کہتے تھے کہ ہم تمہیں اسی طرح آسانی سے پیدا کریں گے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا (مگر تم اسے نہ مانتے تھے) بلکہ تم کہتے تھے کہ ہم ہرگز تمہارے لئے (دوبارہ زندگی کا وقت مقرر نہ کریں گے (اب کہو تم جھوٹے تھے یا نہیں اور ہم نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح تھا یا غلط جملہ معترضہ ختم ہوا اب مضمون کو پورا کیا جاتا ہے۔

نامۂ اعمال ہاتھوں میں

اور کہا جاتا ہے کہ لوگ حق تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جائیں گے) اور نامۂ اعمال (ان کے ہاتھوں میں دے کر ان کے سامنے) رکھ دیئے جائیں گے اور تم مجرمین کو دیکھو گے کہ وہ ان باتوں سے جو اس میں (لکھی ہوئی) ہیں خوفزدہ ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کمبختی اس نامہ اعمال کو کیا مار آئی کہ نہ کی چھوٹی چیز کو بلا شمار کئے چھوڑتا ہے اور نہ کسی بڑی چیز کو (پس وہ متحیر ہوں گے) اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کو اپنے سامنے موجود پائیں گے اور (یہ نہ ہوگا کہ کوئی بات غیر واقعی لکھ دی جاوے کیونکہ تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا (الغرض (اعمال صالحہ اس خطرناک دن میں ایک بہتر معاوضہ کی چیز اور عمدہ امید کی شئے ہیں (لہٰذا ان ہی کو مطلوب بنانا چاہئے اور انہیں کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے (اور فانی چیزوں میں پھنس کر عمر نہ برباد کرنی چاہئے)۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ
رَبِّهٖ ۭ أَفَتَتَّخِذُونَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِينَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ أَشْهَدْتُّهُمْ
خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾
وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾
وَرَاَ الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اور جب کہ ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم (علیہ السلام) کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ جنات میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کے حکم سے عدول کیا سو کیا پھر بھی تم اس کو اور اس کے چیلے چانٹوں کو دوست بناتے ہو مجھ کو چھوڑ کر حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں یہ ظالموں کے لئے بہت برا بدل ہے میں نے ان کو نہ تو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت (بلایا) اور میں ایسا (عاجز) نہ تھا کہ (کسی کو خصوص) گمراہ کرنے والوں کو اپنا (دست) بازو بناتا اور اس دن کو یاد کرو کہ حق تعالیٰ فرماوے گا کہ جن کو تم ہمارا شریک سمجھا کرتے تھے ان کو پکارو پس وہ ان کو پکاریں گے سو وہ جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان میں ایک آڑ کر دیں گے اور (اس وقت) مجرم لوگ دوزخ کو دیکھیں گے پھر یقین کریں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے کوئی بچنے کی راہ نہ پاویں گے۔

آدمؑ کے سجدہ کا حکم اور ابلیس کا انکار

تفسیر: اور (تم کو سمجھنا چاہئے کہ) جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو (انہوں نے سجدہ کیا تھا لیکن ابلیس نے (نہ کیا تھا کیونکہ) قوم جن سے تھا (جن کے خمیر میں نخوت اور تکبر پڑا ہوا ہے) لہٰذا وہ اپنے رب کے حکم سے باہر ہو گیا۔

شیطان کا سہارا: پس (جب کہ ہمارے مقابلہ میں ابلیس کی یہ حالت ہے تو) کیا تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو اپنا سرپرست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں (تم سمجھو تو سہی کہ یہ کہاں تک معقول اور کس حد تک مناسب ہے) ارے نہایت برا بدلہ ہے خدا کا) شیطان اور اس کی ذریت ان ظالموں کے لئے (جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر ان کو اپنا سرپرست بنایا ہے (وہ میرا بدل اور میری طرح سرپرست اس وقت ہو سکتے تھے جب کہ وہ خلق سماوات وارضی وغیرہ میں میرے شریک اور مددگار ہوتے، مگر) میں نے (تو) انہیں آسمان اور زمین وغیرہ کی پیدائش کے وقت حاضر بھی نہیں کیا اور نہ خود انہیں کی پیدائش کے وقت حاضر کیا (چہ جائیکہ میں ان کو ان کی پیدائش میں حصہ دار بناتا بلکہ جو کچھ کیا میں نے تنہا کیا ہے) اور میں ان گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنانے والا نہ تھا (چہ جائیکہ شریک کار) پھر یہ گمراہ کن میرا بدل اور میرے بجائے سرپرست کیسے ہو سکتے ہیں، الغرض وہ ہرگز میرا بدل اور بجائے میرے ان کے سرپرست نہیں ہیں اور ان کا ان کو سرپرست بنانا ان کی بڑی سخت جہالت ہے)۔

قیامت میں کافروں کا حال: اور (نہ پوچھو[1] کہ اس روز ان کی کیا حالت ہوگی) جس روز وہ (خدا) ان سے کہے گا کہ اب اپنے شریکوں کو بلاؤ جن کے تم مدعی تھے۔ اب وہ انہیں پکاریں گے جس پر وہ ان کی پکار پر لبیک نہ کہیں گے۔ اور ہم اُن کے درمیان ایک زبردست حد فاصل بنا دیں گے (جس کی وجہ سے وہ استجابت دعا نہ کرسکیں گے) اور مجرم لوگ آگ دیکھ کر سمجھیں گے کہ اب وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پاویں گے (یہ مضمون ان کی نصیحت کے لئے نہایت کافی ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن

[1] اشارة الى تقدير العامل وهو احسن من تقدير اذ كو ۱۲.

دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝

ترجمہ: اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کی ہدایت) کے واسطے ہر قسم کے (ضروری) عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان فرمائے ہیں اور (اس پر بھی منکر) آدمی جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے اور لوگوں کو بعد اس کے کہ ان کو ہدایت پہنچ چکی ایمان لانے سے اور اپنے پروردگار سے (کفر وغیرہ کی) مغفرت مانگنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا بجز اس کے کہ ان کو اس کا انتظار ہو کہ اگلے لوگوں کا سا معاملہ ان کو بھی پیش آئے یا یہ کہ عذاب (الٰہی) رو در رو ان کے سامنے آ کھڑا ہو اور رسولوں کو تو ہم صرف بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا کرتے ہیں اور کافر لوگ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ سے حق بات کو بچلا دیں اور انہوں نے میری آیتوں کو اور جس (عذاب) سے ان کو ڈرایا گیا تھا اس کو دل لگی بنا رکھا ہے اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاوے پھر وہ اس سے روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں (گناہ) سمیٹ رہا ہے اس (کے نتیجہ) کو بھول جائے ہم نے اس (حق بات) کے سمجھنے سے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں اور (اس کے سننے سے) ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور (اس وجہ سے) اگر آپ ان کو راہ راست کی طرف بلاویں تو ایسی حالت میں ہرگز بھی راہ پر نہ آویں اور آپ کا رب بڑا مغفرت کرنے والا (اور) بڑا رحمت والا ہے اگر ان سے ان کے اعمال پر دارو گیر کرنے لگتا تو ان پر فوراً ہی عذاب واقع کر دیتا (مگر ایسا نہیں کرتا) بلکہ ان کے واسطے ایک معین وقت ہے (یعنی یوم قیامت) کہ اس سے اس طرف (یعنی پہلے) کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے اور یہ بستیاں (جن کے قصے مشہور مذکور ہیں) جب انہوں نے (یعنی ان کے باشندوں نے) شرارت کی تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لئے وقت معین کیا تھا۔

قرآن کے مضامین اور انسان کی حالت

تفسیر: اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کے مضامین کو مختلف عنوانوں سے بیان کیا (کہ کسی طرح یہ لوگ سمجھ لیں اور ہدایت حاصل کریں، ہماری شفقت کی تو یہ حالت ہے) اور انسان کی ہٹ دھرمی اور استغناء کی یہ حالت ہے کہ وہ) ہر بات سے[1] بڑھ کر جھگڑالو ثابت ہوا (کیونکہ ہم نے جو واضح سے واضح بات اس کے سامنے پیش کی اس میں سے اس نے کچھ نہ کچھ پخ لگا دی اور کسی واضح سے واضح بات کو بھی منظور نہ کیا کس قدر افسوس کا مقام ہے) اور (اب جب کہ ان کے پاس ہر طرح کی ہدایت آ چکی اور انہوں نے اس کو تسلیم نہ کیا تو) اب ان کو ایمان لانے اور اپنے رب سے معافی چاہنے سے صرف یہ بات روکے ہوئے ہے کہ پہلے لوگوں کا سا معاملہ ان کو بھی پیش آوے (اور ہلاک کر دیا جاوے) یا (کم از کم) عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آ جاوے (اور یہ سمجھ لیں کہ اب ہم بچ نہیں سکتے پس وہ گھبرائیں نہیں اپنے وقت پر یہ بھی ہو رہے گا لیکن اس وقت کا ایمان مفید نہ ہوگا)۔

ارسال رسل اور اسکا منشاء

اور ہم رسولوں کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں (اور ان کا کام یہ نہیں ہوتا کہ جس طرح بھی ہو لوگوں کو ہدایت

[1] معنی اکثر شیء جدلا ان جدله اکثر من کل شیء فیه لان قوله جدلا تمیز عن نسبة اکثر الی الفاعل المضمر فهو فاعل معنی لا کثر مفضل معنی وشیء مفضل علیه فصار المعنی جدله اکثر من کل شیء فیه ۱۲.

پر مجبور کریں اور اگر وہ دلائل سے نہ سمجھیں تو عذاب ان کے سامنے لا کھڑا کریں یا فرشتوں کو ان کے سامنے گواہی کے لئے لائیں یا ان کے فرمائشی معجزات پیش کریں غرض ان کے مسلمان کرنے کی ہر ممکن تدبیر عمل میں لائیں یہ تو حقیقت ہے) اور کافر لوگ باطل باتوں سے (تمسک کر کے جھگڑتے ہیں تاکہ ان سے حق کو رد کر دیں (چنانچہ کبھی کہتے ہیں کہ تم فرشتے کیوں نہیں لاتے کبھی کہتے ہیں کہ عذاب کیوں نہیں آتا کبھی کہتے ہیں کہ تم آسمان سے نوشتہ کیوں نہ لاتے' الی غیر ذلک من الھفوات) اور ان لوگوں نے میری آیتوں کو اور ان باتوں کو جن کی ان کو دھمکی دی جاتی ہے مسخرہ پن بنا رکھا ہے (لہٰذا یہ نہایت ظالم ہیں) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس کو اس (خدا) کی آیتوں سے نصیحت کی جاوے تو وہ ان سے اعراض کرے اور جو کہ اس (اپنی سیاہ کاری) کو بھولا ہوا ہو جو وہ اپنے ہاتھوں کر چکا ہے (اور اس کی تلافی کی طرف سے بالکل بے پرواہ ہو کر کوئی نہیں تو یہ نہایت ظالم ہیں کیونکہ ان میں یہ باتیں موجود ہیں' یہ باتیں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ) ہم نے اس کے سمجھنے سے ان کے دل پر پردے ڈال دیئے ہیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ لگا دی ہے (جس کا منشاء خود ان کا سوء اختیار ہے) اور (اس لئے) اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہدایت کی طرف دعوت دیں گے تو اب وہ کبھی راہ پر نہ آویں گے اور آپ نہایت بخشنے والا اور رحمت والا پروردگار (جو کہ اپنی رحمت و مغفرت کے سبب عذاب کو ٹال رہا ہے) اگر انہیں ان کی کرتوتوں کے سبب پکڑتا تو اب تک کبھی کا عذاب دے چکا ہوتا (مگر اس نے اپنی رحمت و مغفرت کے سبب ابھی عذاب نہیں دیا) بلکہ ان کے لئے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے جس کے ادھر ان کو کوئی جائے پناہ نہیں مل سکتی (اور اس لئے ان کو اس سے سابقہ پڑنا ہے اور عذاب کا مزہ چکھنا ضرور ہے)۔

ظالموں کو سزا: اور (اس میں شک شبہ کی کوئی بات نہیں کیونکہ) یہ بستیاں تمہارے سامنے موجود ہیں جن کو ہم اس وقت ہلاک کر چکے ہیں جب کہ انہوں نے ظلم پر کمر باندھی تھی (اور کسی طرح ماننے پر آمادہ نہ تھے) اور ہم نے (ان کو بھی دفعۃً نہ ہلاک کیا تھا بلکہ) ان کی ہلاکت کے لئے بھی ایک وقت مقرر کیا تھا (بس جس طرح ان کو وقت سے پہلے ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ وقت پر کیا گیا یوں ہی ان کو بھی وقت پر عذاب دیا جاوے گا پس جو تاخیر وقت کے نہ آنے کے سبب ہو رہی ہے اس سے ان کو دھوکا نہ کھانا چاہئے اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اگر عذاب آنے والا ہوتا تو اب تک کیوں نہ آتا)

تاخیر عذاب: اور (اگر تاخیر عذاب کی حکمت کے متعلق کسی کو وسوسہ ہو تو ہم بتلائے دیتے ہیں کہ ہمارے افعال ایسے غامض اور پر اسرار ہوتے ہیں جن کی حکمت تک عوام تو عوام خواص کی فہم کی بھی رسائی نہیں ہوتی' چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے ہم ایک قصہ موسیٰؑ کا بیان کرتے ہیں جس سے تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ ہماری معمولی باتوں میں وہ اسرار ہوتے ہیں جن کے سمجھنے سے موسیٰؑ جیسے اولوالعزم پیغمبر کی فہم عاجز ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰؑ اور اسرار الٰہی

تفصیل اس قصہ کی یہ ہے کہ ایک مرتبہ موسیٰؑ کے منہ سے ایک سوال کے جواب میں یہ نکل گیا کہ میں سب سے زیادہ علم والا ہوں' گو ان کا مقصود یہ نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا کہ میں خدا سے بھی زیادہ علم رکھتا ہوں لیکن عنوان جواب مناسب نہ تھا اور اس موقع پر ان کو کہنا چاہئے تھا کہ خدا سب سے زیادہ جاننے والا ہے' اس لئے حق تعالیٰ نے ان کو تنبیہ فرمائی اور کہا کہ آپ بڑے علم کے مدعی ہیں ہمارا ایک بندہ آپ سے زیادہ علم رکھتا ہے یعنی وہ وہ باتیں جانتا ہے جو آپ نہیں جانتے' موسیٰؑ کو ان کے ملنے کا اشتیاق ہوا اور انہوں نے پتہ پوچھا ان کو پتہ بتلا دیا گیا) اور (وہ روانہ ہو گئے' اب)

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَآ أَبْرَحُ حَتَّىٰٓ أَبْلُغَ مَجْمَعَ ٱلْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِىَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ
بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَٱتَّخَذَ سَبِيلَهُۥ فِى ٱلْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ ءَاتِنَا غَدَآءَنَا
لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ أَرَءَيْتَ إِذْ أَوَيْنَآ إِلَى ٱلصَّخْرَةِ فَإِنِّى نَسِيتُ ٱلْحُوتَ وَمَآ
أَنسَىٰنِيهُ إِلَّا ٱلشَّيْطَٰنُ أَنْ أَذْكُرَهُۥ ۚ وَٱتَّخَذَ سَبِيلَهُۥ فِى ٱلْبَحْرِ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ
فَٱرْتَدَّا عَلَىٰٓ ءَاثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ءَاتَيْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَٰهُ
مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهُۥ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰٓ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّكَ
لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ
صَابِرًا وَلَآ أَعْصِى لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِى فَلَا تَسْـَٔلْنِى عَن شَىْءٍ حَتَّىٰٓ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ موسیٰؑ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں (اس سفر میں) برابر چلا جاؤں گا یہاں تک کہ اس موقع پر پہنچ جاؤں جہاں دو دریا آپس میں ملے ہیں یا یونہی زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا پس جب (چلتے چلتے) دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کے موقع پر پہنچے اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے اور مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لی اور چل دی پھر جب دونوں (وہاں سے) آگے بڑھ گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہم کو تو اس سفر میں (یعنی آج کی منزل میں) بڑی تکلیف پہنچی خادم نے کہا کہ لیجئے دیکھئے (عجیب بات ہوئی) جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے سو میں اس مچھلی (کے تذکرہ) کو بھول گیا اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو ذکر کرتا اور (وہ قصہ یہ ہوا کہ) اس مچھلی نے (زندہ ہونے کے بعد) دریا میں عجیب طور پر اپنی راہ لی موسیٰؑ نے (یہ حکایت سن کر) فرمایا کہ یہی وہ موقع ہے جس کی ہم کو تلاش تھی سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے الٹے لوٹے سو (وہاں پہنچ کر) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت (یعنی مقبولیت) دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھلایا تھا موسیٰؑ نے (ان کو سلام کیا اور) ان سے فرمایا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط پر کہ جو علم مفید آپ کو (منجانب اللہ) سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں ان بزرگ نے جواب دیا آپ سے میرے ساتھ رہ کر (میرے افعال پر) صبر نہ ہو سکے گا اور (بھلا) ایسے امور پر آپ کیسے صبر کریں گے جو آپ کے احاطہ واقفیت سے باہر ہیں موسیٰؑ نے فرمایا انشاء اللہ آپ مجھ کو صابر (یعنی ضابط) پاویں گے اور میں کسی بات میں آپ کے خلاف حکم نہ کروں گا ان بزرگ نے فرمایا تو (اچھا) اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو اتنا خیال رہے کہ) مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں جب تک کہ اس کے متعلق میں خود ہی ابتداءً ذکر نہ کروں۔

حضرت موسیٰ کی خادم کو ہدایت

تفسیر: جب کہ انہوں نے (اپنی روانگی کے وقت یا اثناء سفر میں) اپنے خادم سے (جس کو انہوں نے اس سفر میں ساتھ لے لیا تھا) یہ کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا تا آنکہ (دو باتوں میں سے ایک بات ہو یا تو) میں اس جگہ پہنچ جاؤں جہاں دو سمندروں کا اجتماع ہوا ہے (جہاں کہ مجھے ان بزرگ کے ملنے کا پتہ دیا گیا ہے) یا میں ایک زمانہ تک برابر چلتا رہوں (تو وہ اس عزم کی بناء پر برابر چلتے رہے۔

نشان منزل پر پہنچ کر بھول

اب) جبکہ وہ ان دونوں (سمندروں) کے آپس کے ملنے کی جگہ پہنچے ہیں تو اس وقت وہ دونوں (موسیٰ بھی اور ان کا خادم بھی) اپنی مچھلی بھول گئے جس کو انہوں نے اس لئے ساتھ لیا تھا کہ اس سے ان کو اس مقام کا پتہ لگے جہاں وہ بزرگ ہیں کیونکہ ان کو بتلا دیا گیا تھا کہ جس جگہ یہ مچھلی تم سے کھوئی جاوے اس جگہ تم سمجھ لینا کہ یہاں وہ بزرگ ہیں) پس (جب کہ ان کو مچھلی کا خیال نہ رہا تو وہ سمندر میں داخل ہوگئی اور) اس نے سمندر میں بطور سرنگ کے اپنا راستہ بنا لیا (یعنی جس قدر پانی میں وہ گھستی گئی اسی قدر پانی میں ایک لمبا سوراخ بنتا گیا اس لئے پانی میں سرنگ بن گئی، ان کو چلتے وقت وہ مچھلی یاد نہ آئی اور یہ بے خیالی میں وہاں سے چل دیئے) اب جب کہ وہ دونوں اس مقام سے) آگے بڑھ گئے تب انہوں نے نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا کھانا لاؤ ہم کو اس سفر سے تکلیف پہنچی (اور ہم تھک گئے ذرا کھانا کھاویں گے اور ستاویں گے پھر آگے چلیں گے) اس نے توشہ دان کو دیکھا تو مچھلی نہ ملی اب) اس نے کہا کہ دیکھئے تو جب ہم فلاں پتھر کے پاس ٹھیرے تھے اس وقت میں مچھلی بھول گیا تھا اور (یہ میری بے اعتنائی سے نہ تھا بلکہ) شیطان نے مجھے اس کی یاد بھلا دی (کہ نہ اس وقت کا خیال رہا اور نہ چلتے وقت خیال آیا) اور اس نے عجیب طور پر اپنا راستہ سمندر میں بنا لیا' (اس کا منشاء یہ نہ تھا کہ اس نے مچھلی کو دریا میں گھستے دیکھا تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ موسیٰ نے اس کو ہدایت کر دی تھی کہ اس کو احتیاط سے رکھنا اور جس جگہ یہ زندہ ہو کر دریا میں اس عجیب طریقے سے گھسے وہاں ہمیں اطلاع کرنا۔

پیچھے کی طرف واپسی

بس جب کہ اس نے مچھلی نہ پائی تو وہ سمجھا کہ بس سمندر میں چلی گئی واللہ اعلم) اب انہوں نے کہا کہ ہم تو یہی چاہتے تھے اب وہ اپنے نقش قدم پر پاؤں رکھتے ہوئے (یعنی جس راستہ سے آئے تھے اسی پر لوٹنے کا اہتمام کرتے ہوئے) پیچھے لوٹے۔

ایک بندہ خدا سے ملاقات اور گفتگو

اب (جب کہ وہ اس مقام پر پہنچے جہاں مچھلی گم ہوئی تھی تو وہاں) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا جس کو ہم نے اپنے یہاں سے رحمت عطا کی تھی اور ہم نے اسے اپنے پاس سے تعلیم دی تھی اور اس سے موسیٰ نے کہا کہ کیا (آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ) میں اس شرط سے آپ کا اتباع کروں کہ جس مفید علم کی آپ کو تعلیم کی گئی ہے اس میں سے آپ کچھ مجھے بھی سکھا دیں' انہوں نے کہا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا' اور (تم اس میں معذور بھی ہو کیونکہ) تم ان باتوں پر کیسے صبر کر سکتے ہو جن کی تمہیں خبر نہیں' انہوں نے کہا کہ ان شاء اللہ آپ مجھے متحمل پاویں گے اور میں آپ کے حکم کے خلاف نہ کروں گا انہوں نے کہا اب اگر تم میرے ساتھ رہو تو (میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ) جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں اس وقت تک تم مجھ سے کچھ نہ پوچھنا (اس نے اس کو منظور کیا)۔

فَانْطَلَقَا ٝ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ٝ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

ترجمہ: پھر دونوں (کسی طرف) چلے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو ان بزرگ نے اس کشتی میں چھید کر دیا موسیٰ نے فرمایا کہ آپ نے اس کشتی میں اس لئے چھید کیا ہوگا کہ اس کے بیٹھنے والوں کو غرق کر دیں آپ نے بڑی بھاری (یعنی خطرہ کی) بات کی ان بزرگ نے کہا کہ کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا موسیٰ نے فرمایا کہ (مجھ کو یاد نہ رہا تھا) سو آپ میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجئے اور میرے اس معاملہ میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالئے پھر دونوں (کشتی سے اتر کر آگے) چلے یہاں تک کہ جب ایک (کمسن) لڑکے سے ملے تو ان بزرگ نے اس کو مار ڈالا موسیٰ (گھبرا کر) کہنے لگے آپ نے ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا (اور وہ بھی) بے بدلے کسی جان کے بیشک آپ نے (یہ تو) بڑی بے جا حرکت کی۔

بندہ خدا کے ساتھ روانگی اور ان کی حرکتوں پر حیرت

تفسیر: اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب وہ (ایک مقام پر) کشی میں سوار ہوئے تو انہوں نے کشتی کو (کہیں سے) پھاڑ دیا' اب موسیٰ نے کہا کیا آپ نے لوگوں کو ڈبونے کے لئے اسے پھاڑ دیا واقعی یہ تو تم نے بڑا ہی غضب کیا' انہوں نے کہا کہ کیا میں نے پہلے ہی تم سے نہ کہہ دیا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے (ہوا نہ وہی جو میں نے کہا تھا) اب انہوں نے کہا کہ مجھ سے بھول ہوئی'' آپ میری بھول پر مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے اور میرے کام کے متعلق مجھ پر تنگی نہ ڈالئے (اس پر انہوں نے درگذر کی اور قصہ ختم ہو گیا) اب وہ دونوں (اور آگے) چلے (اور برابر چلتے رہے) یہاں تک کہ انہیں ایک لڑکا ملا تو ان بزرگ نے اسے مار ڈالا' اب موسیٰ نے کہا کہ تم نے ایک بے گناہ کو بلا قصاص کے مار ڈالا' یقیناً تم نے بہت برا کام کیا۔

الحمد للہ پندرھویں پارہ کی تفسیر ختم ہوئی

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍۭ بَعْدَهَا
فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ
اِۨسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ
قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ
مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ
اَنْ اَعِیْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ
مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً
وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا
وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ یَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖۗ رَحْمَةً
مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾

ترجمہ: ان بزرگ نے فرمایا کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ کو میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا۔ موسیٰ نے فرمایا کہ (خیر اب کے اور جانے دیجئے) اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھیئے بیشک آپ میری طرف سے عذر (کی انتہا) کو پہنچ چکے ہیں پھر دونوں (آگے) چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر گزر ہوا تو وہاں والوں سے کھانے کو مانگا (کہ ہم مہمان ہیں) سو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا اتنے میں ان کو وہاں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو ان بزرگ نے اس کو (ہاتھ کے سہارے سے) سیدھا کر دیا۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ آپ چاہتے تو اس (کام) پر کچھ اجرت ہی لے لیتے ان بزرگ نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے (جیسا کہ خود آپ نے شرط کی تھی) میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا وہ جو کشتی تھی سو چند غریب آدمیوں کی تھی جو (اس کے ذریعہ سے) دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں اور (وجہ اس کی یہ تھی کہ) ان لوگوں سے آگے کی طرف ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا وہ لڑکا سو اس کے ماں باپ ایماندار تھے سو ہم کو اندیشہ (یعنی تحقیق) ہوا کہ یہ ان دونوں پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈال دے پس ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو پاکیزگی (یعنی دین) میں اس سے بہتر ہو اور (ماں باپ کے ساتھ) محبت کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو رہی دیوار سو وہ

دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں (رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا جو ان کے باپ سے میراث میں پہنچا ہے) اور ان کا باپ (جو مر گیا ہے) ایک نیک آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ دونوں اپنی جوانی (کی عمر) کو پہنچ جاویں اور اپنا دفینہ نکال لیں اور (یہ سارے کام میں نے بالہام الٰہی کیے ہیں (ان میں سے) کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا۔ لیجئے یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا

تفسیر: اب انہوں نے (پھر) کہا کہ کیا میں نے تم سے نہ کہہ دیا تھا۔ کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے (ہوا نہ وہی) اب موسیٰ نے کہا کہ (خیر اب کی اور معاف کردیجئے) اگر اب کی میں آپ سے کچھ پوچھوں۔ تو آپ میرے ساتھ نہ رہئے۔ آپ میری جانب سے (حد) عذر کو پہنچ چکے ہیں۔ (یعنی خود میرے فعل کی وجہ سے آپ میرے ساتھ نہ رہنے میں معذور ہیں انہوں نے اب کے بھی درگزر کی) اب وہ دونوں پھر چلے یہاں تک کہ جب وہ ایک بستی والوں کے پاس آئے تو انہوں نے اس (بستی) کے رہنے والوں سے کھانا مانگا۔ اس پر انہوں نے ان کی دعوت کرنے سے انکار کیا۔ اب انہوں نے ایک دیوار دیکھی۔ جو ٹوٹنا چاہتی تھی ان بزرگ نے اسے درست کردیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ کہ آپ چاہتے تو اس پر معاوضہ لے سکتے تھے (جس سے ہم دونوں کے کھانے کا کام چلتا۔ یہ آپ نے کیا کیا۔ کہ مفت درست کردی)۔

بندہ خدا کی جدائی اور کئے کاموں کی تفصیل

انہوں نے کہا کہ بس اب ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی ہے (کیونکہ آخر درگزر کی بھی حد ہوتی ہے اور تم خود کہہ بھی چکے تھے کہ اگر اب کے میں کچھ کہوں تو آپ میرے ساتھ نہ رہئے اور آپ ایسا کرنے میں معذور ہیں۔ لہٰذا اب میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ یہ تو طے ہوا، اب میں ان باتوں کی حقیقت بتلاتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا (سنو) وہ کشتی جس کو میں نے پھاڑا تھا وہ) تو چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں (مزدوری) پر کام کرتے تھے (اور اپنا پیٹ پالتے تھے) لہٰذا میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں (اس ارادہ کا سبب یہ تھا کہ) ان کے آگے ایک ظالم بادشاہ تھا۔ جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا (پس اگر میں اسے عیب دار نہ کرتا۔ تو وہ اسے چھین لیتا۔ اور یہ غریب روٹی سے جاتے، اور وہ لڑکا (جس کو میں نے قتل کیا) سو اس کے ماں باپ مومن تھے۔ اب ہمیں اندیشہ تھا کہ وہ انہیں سرکشی اور کفر میں مبتلا نہ کردے لہٰذا ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار ان کو پاکیزگی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے بڑھ کر بچہ اس کے بدلے میں دیدے (اس لئے ہم نے اسے مار ڈالا) اور وہ دیوار (جس کو میں نے درست کیا) سو وہ دو یتیم بچوں کی تھی جو اس شہر میں رہتے ہیں۔ اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا (جس کے دیوار کے گر جانے کی صورت میں لوگ لیجاتے اور ان کا باپ نیک آدمی تھا (جس کی رعایت حق تعالیٰ کو منظور تھی) لہٰذا آپ کے رب نے اپنی رحمت سے یہ چاہا کہ وہ بڑے ہوجائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں (یہ تو مصلحتیں تھیں) اور (اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہے کہ) کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے حکم سے کیا ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے بھی مجھ پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ یہ حقیقت تھی ان باتوں کی جن پر تم سے صبر نہ ہوسکا (اچھا اب میں رخصت ہوتا ہوں۔

بندہ خدا کون تھے: یہ قصہ تھا۔ اب اس کے متعلق چند باتیں بیان کرنی ہیں اول یہ کہ ان بزرگ کا نام حدیث میں خضر لیا گیا ہے۔ لیکن نہ قرآن میں اس کی تصریح کہ یہ انسان تھے یا فرشتہ اور نہ حدیث میں لہٰذا کچھ بعید نہیں کہ حق تعالیٰ نے کسی فرشتے کو آدمی کی شکل

میں بھیجا ہوا اور امور تکوینیہ کا تعلق فرشتوں سے ہے ہی۔ لہٰذا اس صورت میں تو اس قصہ میں کوئی اشکال کی بات ہی نہیں۔ لیکن اگر وہ انسان تھے۔ جیسا کہ مشہور ہے۔ گو بے دلیل ہے۔ تو اب یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے یہ کام وحی سے کئے یا الہام سے۔ اگر وحی سے کئے تب بھی کوئی اشکال کی بات نہیں اور اگر الہام سے کئے۔ تو چونکہ وہ الہامات قطعی طور پر صحیح تھے جس کی صحت کی شہادت قرآن میں ہے لہٰذا وہ حجت شرعی تھے۔ اور اب بھی کوئی اشکال نہیں پس یہ قصہ فی نفسہ کوئی قابل اشکال نہیں۔

بعض لوگوں کا غلط استدلال اور الہام

لیکن بعض لوگوں نے اس قصہ سے ایک تو یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اولیاء اللہ کو اپنے الہام کی بناء پر خلاف شریعت کام کرنا جائز ہے مگر یہ نتیجہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اول تو یہی متعین نہیں کہ وہ فرشتہ تھے یا آدمی پھر اگر آدمی تھے تو یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے وہ کام وحی سے کئے تھے یا الہام سے پھر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کیسے صحیح ہے دوسرے اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ کام انہوں نے الہام سے کئے تھے تو ان کا الہام حجت شرعیہ تھا اور شریعت مصطفویہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا الہام حجت شرعیہ نہیں۔ تو قیاس مع الفارق ہے۔ لہٰذا صحیح نہیں تیسرے خضر کی مقبولیت اور ان کے الہام کی صحت پر حق تعالیٰ کی شہادت موجود ہے۔ اور کسی ولی کی نہ مقبولیت پر یہ شہادت ہے اور نہ اس کے الہام کی صحت پر پھر کسی ولی کے الہام کو خضر کے الہام پر کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے ان وجوہ سے یہ نتیجہ بالکل غلط ہے۔

پیر کے خلاف شرع کام پر اعتراض

اور دوسرا نتیجہ اس قصہ سے یہ نکالا جاتا ہے کہ پیر کے خلاف شرع فعل پر اعتراض نہ چاہیے لیکن یہ بھی اسی پہلے غلط نتیجہ کی ایک تفریع ہے۔ لہٰذا یہ بھی غلط ہے امر دوم یہ کہ یہ مشہور ہے کہ خضر اب تک زندہ ہیں مگر اس پر بھی کوئی صحیح حجت قائم نہیں۔

بار بار عہد شکنی اور اس کا جواب

امر سوم یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بار بار وعدہ اطاعت کے اس کو بار بار کیوں توڑا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام صرف پہلی مرتبہ وعدہ کیا تھا پس اس کا جواب وہ خود دے چکے ہیں کہ میں بھول گیا۔ دوسری دفعہ انہوں نے کوئی وعدہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ اب کے اور دیکھ لیجئے۔ اگر میں اب کے بھی صبر نہ کر سکا۔ تو پھر آپ معذور ہیں اور میں سمجھ لوں گا کہ میں آپکے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہوں سو یہ کوئی وعدہ نہیں۔ اب رہی یہ بحث کہ آخر موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یہ خدا کے مقبول بندہ ہیں۔ اور خدا کی مرضی کے خلاف کام نہ کریں گے۔ اور ان کا مقصود بھی تعلیم تھا اور وہ موقوف ہے سکوت پر اور وہ چاہتے بھی تھے کہ میں خاموش رہوں لیکن پھر بھی وہ خاموش نہ رہ سکے۔ تو اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کا جواب میری سمجھ میں صرف یہ آتا ہے۔ کہ چونکہ حق تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان امور کی تعلیم دی جائے۔ اس لئے ہر مرتبہ تصرف خداوندی ان کو نسیان میں مبتلا کر دیتا تھا۔ یا کسی خاص کیفیت کا اثر اس قدر غلبہ کرتا تھا۔ کہ وہ بے اختیار ہو جاتے تھے ورنہ خرق سفینہ اور قتل غلام میں تو خلاف شریعت کا عذر ہو بھی سکتا ہے۔ اور اقامت جدار میں تو کوئی خلاف شریعت بات بھی نہ تھی مگر اس پر بھی ان سے صبر نہ ہو سکا۔ حالانکہ یہ تیسرا موقع تھا۔ اور اس مرتبہ وہ پہلی دونوں مرتبہ سے زیادہ خاموشی کا اہتمام کرتے ہوں گے۔ اس استطرادی مضمون کے بعد ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پہلے سے مشرکین کے متعلق

گفتگو ہوتی آ رہی تھی کہ وہ جدال بالباطل کرتے۔ اور آیات خداوندی کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔ اور درمیان میں تاخیر عذاب کی حکمت کے متعلق موسیٰ و خضر علیہ السلام کا قصہ آ گیا تھا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے افعال میں ایسی غامض حکمتیں ہوتی ہیں جن کو عوام تو عوام خواص بھی نہیں سمجھ سکتے۔ پس تاخیر عذاب اور اس کی حکمت کے معلوم نہ ہونے سے ان مشرکین کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ عذاب کا قصہ صرف باتیں ہی باتیں ہیں۔ اس کے بعد پھر مضمون سابق کی طرف عود فرماتے ہیں اور فرماتے کہ اوپر تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ لوگ جدال بالباطل وغیرہ کرتے ہیں۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَلَهُۥ جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُۥ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾

ترجمہ: اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان (کافی) دیا تھا چنانچہ وہ (بارادہ فتوحات) ملک مغرب کی ایک راہ پر ہو لئے یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب ان کو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور اس موقعہ پر انہوں نے ایک قوم دیکھی ہم نے (الہاما) یہ کہا اے ذوالقرنین خواہ سزا دو اور خواہ ان کے بارے میں نرمی کا معاملہ اختیار کرو ذوالقرنین نے عرض کیا کہ (بہت اچھا اول دعوت ایمان ہی کروں گا) لیکن جو ظالم رہے گا سو اس کو تو ہم لوگ سزا دیں گے پھر وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا جاوے گا پھر وہ اس کو دوزخ کی) سزا دے گا اور جو شخص ایمان لے آوے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لئے (آخرت میں بھی) بدلے میں بھلائی ملے گی اور ہم (بھی دنیا میں) اپنے برتاؤ میں اس کو آسان (اور نرم) بات کہیں گے پھر ایک (دوسری) راہ پر ہو لئے یہاں تک کہ جب (مسافت قطع کر کے) طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب کو ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب کے ادھر کوئی آڑ نہیں رکھی یہ قصہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ (سامان وغیرہ) تھا ہم کو اس کی پوری خبر ہے۔

قصہ ذوالقرنین کے متعلق سوال و جواب

تفسیر: اور (منجملہ ان کی جدال بالباطل کے ایک یہ ہے کہ اے رسول) یہ لوگ (محض آپ کو عاجز کرنے اور آپ کی نبوت میں

قدرح کا موقع ڈھونڈنے کیلئے) آپ سے ذوالقرنین کا قصہ پوچھتے ہیں لہٰذا) آپ کہہ دیجئے کہ میں اس کا مختصر بیان ابھی آپ لوگوں کو سناتا ہوں۔ (اچھا سنو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) ہم نے اسے زمین میں قوت دی تھی اور اسے ہر قسم کے ذرائع عطا کئے تھے۔ اب وہ ایک راہ پر ہولیا (اور برابر چلا گیا) یہاں تک کہ جب وہ مغرب میں پہنچا تو چونکہ آگے پانی ہی پانی نظر آتا تھا اس لئے) اس نے آفتاب کو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں غروب ہوتے پایا (یعنی اسے ایسا محسوس ہوا کہ گویا وہ پانی میں ڈوب رہا ہے)۔

ذوالقرنین کی ایک قوم سے ملاقات

اور اس (پانی کے قریب ایک قوم اسے ملی۔ اب ہم نے اس سے کہا کہ اے ذوالقرنین تمہیں اختیار ہے۔ خواہ انہیں سزا دو (کیونکہ یہ لوگ کافر ہیں) یا ان سے نرمی کا معاملہ کرو۔ اس نے کہا کہ جو کوئی ظلم پر کمربستہ ہوگا (اور کسی طرح ماننے پر آمادہ ہی نہ ہوگا) اسے تو ہم ضرور سزا دیں گے (پس اول وہ ہمارے ہاتھ سے سزا پائیگا) اس کے بعد وہ اپنے رب کے پاس جائے گا اب وہ اسے سخت سزا دیگا اور جو لوگ ایمان لے آئیں۔ اور اچھے کام ان کیلئے بدلے کے طور پر ہمارے یہاں نیکی ہے۔ اور ہم بات بھی اس سے سہولت کریں گے۔

ایک اور قوم سے ملاقات: یہ قصہ تو ختم ہوا اس کے بعد وہ ایک اور رستہ پر ہولیا (اور برابر چلتا رہا) یہاں تک کہ جب وہ مشرق میں پہنچا۔ تو اس نے اس کو ایسی قوم پر طلوع ہوتے ہوئے پایا۔ جن کے ہم نے اس (آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہیں رکھی تھی) (غالباً مراد یہ ہے کہ وہ جنگلی لوگ تھے اور جنگل ہی میں رہتے تھے۔ اور خیمے اور مکانات وغیرہ ان کے یہاں نہ تھے واللہ اعلم) بات یوں ہی ہے اور (ہم بالکل صحیح صحیح بیان کر رہے ہیں کیونکہ) ہمیں اس کے تمام حالات کی پوری واقفیت ہے (یہ سفر بھی تمام ہوا)۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِيْهِ رَبِّیْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ ۙ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ ؕ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ ؕ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾ ۙ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ: پھر (مشرق و مغرب فتح کر کے) ایک اور راہ پر ہو لئے یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہنچتے انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج و ماجوج (جو اس گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں (کبھی کبھی) بڑا فساد مچاتے ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی روک بنا دیں (کہ وہ پھر آنے نہ پاویں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو (مال کی مجھے ضرورت نہیں البتہ) ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنا دوں (اچھا تو) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب (ردے ملاتے ملاتے) ان کے دونوں سروں کے بیچ (کے خلا) کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع ہو گیا) یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارا کر دیا تو (اس وقت) حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ (جو پہلے سے تیار کرا لیا ہو گا) کہ اس پر ڈال دوں سو نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور (غایت استحکام کے باعث) نہ اس میں نقب دے سکتے تھے ذوالقرنین نے کہا کہ یہ (تیاری دیوار کی) میرے رب کی ایک رحمت ہے پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آوے گا (یعنی اس کے فنا کا وقت آوے گا) تو اس کو ڈھا کر (زمین کے) برابر کر دے گا اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے اور ہم اس روز ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈ مڈ ہو جاویں گے اور صور پھونکا جاوے گا پھر ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے اور دوزخ کو اس روز کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر (دنیا میں) ہماری یاد سے (یعنی دین حق دیکھنے سمجھنے سے) پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔

ایک قوم سے ملاقات اور اس کا شکوہ قوم یاجوج و ماجوج کے بارے میں

تفسیر: اس کے بعد وہ ایک اور رستہ پر ہو لیا (اور برابر چلتا رہا) یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو ان پہاڑوں کے اس طرف (جس طرف سے ذوالقرنین جا رہا تھا۔ یعنی پہاڑوں کے ختم ہونے سے اور ان کی حد میں) اسے ایک ایسی قوم ملی جو قریب قریب بات نہ سمجھتی تھی۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد کرتے ہیں بس کیا (آپ اجازت دیتے ہیں کہ) ہم آپ کو اس شرط پر روپیہ دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں (جس سے وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں)۔

مدد کی درخواست اور دیوار کی تیاری

اس نے کہا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھے تصرف و اقتدار دیا ہے وہ بہت ہے لہٰذا (مجھے مال کی ضرورت نہیں ہاں) تم میری قوت سے مدد کرو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دونگا۔ اچھا تم میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ (اس حکم پر لوہے کی چادریں لائی گئیں۔ اور ان کو ترتیب کے ساتھ پہاڑوں کے درمیان دیوار کی شکل پر اوپر تلے چنا گیا) یہاں تک کہ جب دیوار پہاڑوں کے دونوں کناروں کے درمیانی خط کے برابر ہو گئی۔ تو اس نے کہا کہ اب اسے دھونکو چنانچہ انہوں نے دھونکنا شروع کیا) یہاں

B 18

تک کہ جب (دھونکتے دھونکتے اسے انگارہ بنادیا تو حکم دیا کہ اب گلا ہوا تانبا لاؤ۔ میں اسے اس پر ڈالوں گا (تاکہ اس کی درازوں میں گھس کر اسے بالکل ہموار اور ایک ذات کردے۔ چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور دیوار مکمل ہوگئی)۔ اب نہ وہ (یاجوج وماجوج) اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ وہ اس میں سوراخ کر سکتے تھے۔ اب ذوالقرنین نے (اس کی استحکام اور مضبوطی کو دیکھ کر) کہا کہ یہ رحمت ہے میرے پروردگار کی (کہ اس نے میرے ہاتھ سے اتنا بڑا کام کرایا۔) اب جس وقت میرے رب کا وعدہ آئیگا (جو اس نے اس کے فنا کے متعلق کر رکھا ہے) تو وہ اس وقت اسے ریزہ ریزہ کردے گا (اور یہ اپنی مضبوطی کی وجہ سے فنا سے محفوظ نہیں رہ سکتی) اور میرے رب کا وعدہ (جو اس نے ہر چیز کے فنا کے متعلق کر رکھا ہے) بالکل ٹھیک ہے۔

فنا کا دن: یہاں تک کہ ذوالقرنین کا بیان تھا اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ذوالقرنین نے ٹھیک کہا۔ اور واقعی ایک روز ہم اس دیوار کو ریزہ ریزہ کردیں گے) اور اس روز (جس روز یہ واقعہ ہوگا) ہم ان کو ایسی حالت میں چھوڑیں گے کہ وہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوں گے۔ اور ٹڈی دل کی طرح نکلیں گے اس کے بعد قیامت آئے گی مگر یہ نہیں معلوم کہ کتنے دنوں کے بعد) اور صور پھونکا جائے گا۔ اب ہم سب کو ایک دفعہ اکٹھا کریں گے اور اس روز جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے۔ وہ کافر جن کی آنکھیں میرے ذکر کی طرف سے پردہ میں تھیں (اور وہ اس کو اس پردہ کی وجہ سے دیکھ نہ سکتے تھے) اور (دیکھنا تو درکنار) اسے سن بھی نہ سکتے تھے۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ
لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ
رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ
جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ
الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾
قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ
عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ: سو کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز (یعنی معبود حاجت روا) قرار دیں ہم نے تو کافروں کی دعوت کے لئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے آپ (ان سے) کہئے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں

جواعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت سب گئی گزری ہوئی اور وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الٰہیہ کا) اور اس سے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے ہیں سو (اس لئے) ان کے سارے کام غارت ہو گئے تو قیامت کے روز ہم ان (کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے (بلکہ) ان کی سزا وہی ہو گی یعنی دوزخ اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا اور (یہ کہ) میری آیتوں اور پیغمبروں کا مذاق اڑایا تھا بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس (یعنی جنت) کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (نہ ان کو کوئی نکالے گا) اور نہ وہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر (کا پانی) روشنائی (کی جگہ) ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جاوے (اور باتیں احاطہ میں نہ آویں) اگرچہ اس سمندر کی مثل ایک دوسرا سمندر (اس کی) مدد کے لئے ہم لے آویں اور آپ یوں بھی کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہی معبود ہے سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے

کافروں کا غلط اعتماد

تفسیر: اب کیا یہ کافر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا سرپرست بنالیں گے۔ (اور وہ انہیں عذاب سے بچالیں گے۔ یہ ناممکن ہے۔ اور) ہم نے ان ظالموں کیلئے سامان مہمانداری کے طور پر دوزخ تیار کر رکھا ہے (جس سے ان کی تواضع کی جائے گی اور جو کہ قیامت میں ان کے آنے کے وقت ان کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

خسارے والے: (اے رسول) آپ، ان بے خبروں سے) کہئے کہ کیا میں تمہیں وہ لوگ بتاؤں جو اعمال کی رو سے بالکل گھاٹے میں ہیں (اور جن کا کوئی عمل مقبول نہیں اچھا سنو یہ وہ لوگ ہیں جن کی تمام کوشش محض حیات دنیا کے باب میں رائیگاں ہوئی۔ اور وہ[1] (اب تک) یہی سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کرتے ہیں (اس لئے وہ آئندہ کیلئے بھی اپنے افعال کے اصلاح کی فکر نہیں کرتے۔ اب سنو کہ اس کا مصداق کون لوگ ہیں) یہ لوگ (جن کی حالت بھی بیان ہوئی) وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کے سامنے جانے کا انکار کیا۔ لہٰذا ان کے اعمال اکارت ہو گئے اور اب ہم قیامت میں ان کے لئے ان کے اعمال کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے (لہٰذا) ان کی وہی سزا ہے (جو اوپر مذکور ہوئی) یعنی دوزخ بدیں وجہ کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو ایک مذاق بنایا۔

ایمان والے: (لیکن برخلاف ان کے) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کیلئے بطور سامان مہمانی کے فردوس کے باغات ہوں گے۔ ایسی حالت میں کہ وہ ان میں یوں ہمیشہ کو رہیں گے کہ وہ ان سے خود منتقل ہونا نہ چاہیں گے (نہ یوں کہ وہ ان میں مقید اور محبوس ہوں گے) پس لوگوں کو چاہیے کہ وہ ایمان لا کر اور اعمال صالحہ کر کے اس دولت کو حاصل کریں اور کفر کر کے دوزخ کی مصیبت مول نہ لیں۔

پروردگار عالم: (اے رسول) آپ (ان مشرکین سے جو بتوں سے بے حقیقت چیزوں کو معبود بنائے ہوئے ہیں) کہہ دیجئے کہ (تمہارے

---

[1] یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ نیک نیتی ہر موقع پر عذر نہیں ورنہ ان لوگوں کو معذور ہونا چاہیے تھا جو انہماک فی الدنیا کا اس کو اچھا کام سمجھ کر ارتکاب کرتے تھے۔

معبودوں کی میرے معبود کے سامنے کیا ہستی ہے کیونکہ تمہارے معبودوں کی جو حقیقت ہے وہ تو ظاہر ہی ہے کہ جماد محض ہیں اور میرا رب ایسے کمالات والا ہے کہ) اگر میرے رب کی (ان) باتوں کیلئے (جو اس کے اوصاف وکمالات کی تعبیر اور بیان ہوں) سمندر روشنائی ہوتا تو قبل اس کے کہ میرے رب کی باتیں ختم ہوں سمندر ختم ہو جاتا۔ اگرچہ ہم اس کی مدد کو ایسا ہی ایک اور سمندر بھی لے آتے (کیونکہ حق تعالیٰ کے اوصاف غیر متناہی ہیں اور سمندر خواہ کتنے ہی ہوں تاہم متناہی ہیں پھر متناہی غیر متناہی کا احاطہ کیسے کرسکتا ہے یہ تو توحید کے متعلق گفتگو تھی۔

رسالت اور اس کی حقیقت: اور آپ نے اپنی رسالت کے متعلق ان سے) کہئے کہ (میں نہ خدائی کا دعویدار ہوں نہ فرشتہ ہونے کا بلکہ) میں تمہیں جیسا ایک آدمی ہوں (ہاں یہ ضرور ہے کہ) میری طرف یہ مضمون وحی کیا جاتا ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے (یہ خلاصہ ہے میری تمام وحی کا اور باقی جس قدر وحی ہے وہ صرف اسی اجمال کی تفصیل ہے پس (جبکہ توحید اور رسالت دونوں باتیں معلوم ہو گئیں تو اب) جو کوئی اپنے پروردگار سے ملنے کی توقع رکھتا ہو (اور جانتا ہو کہ ہمیں مر کر زندہ ہونا اور خدا کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے) اس کو چاہیے کہ وہ نیک کام کرے اور اپنے خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے (تاکہ اسے اپنے مالک کے سامنے شرمندہ ہونا اور اپنے اعمال کی سزا بھگتنا نہ پڑے۔ اور جو کوئی اپنی نادانی سے اسی کو تسلیم نہیں کرتا کہ ہمیں خدا کے سامنے جانا ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے قیامت میں اسے خود اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم)

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّ تِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ۞ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۞ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۞ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۞ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۞ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۞

ترجمہ: سورۂ مریم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

کھیعص یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا پر جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا (جس میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (بوجہ پیری) کے کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور (اس کے قبل کبھی میں) آپ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں۔ اور میں اپنے بعد (اپنے) رشتہ داروں کی طرف سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے سو (اس صورت میں) آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دے دیجئے کہ وہ (میرے علوم خاصہ میں میرا وارث بنے یعقوبؑ کے خاندان کا وارث بنے اور اس کو اے میرے رب (اپنا) پسندیدہ بنائیے۔

حضرت زکریاؑ کے واقعہ سے روشنی

تفسیر : یہ بیان ہے آپ کے رب کے اپنے بندہ زکریا پر رحمت کرنے کا (جس سے تم کو چند باتیں معلوم ہوں گی اول یہ کہ حق تعالیٰ کو کوئی کام کرنا مشکل نہیں ہے۔ اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور اس سے قیامت کے متعلق جو ان کفار کو استبعاد ہے وہ دور ہو جائے گا اور دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ اپنے فرمانبرداروں پر بڑی رحمت کرنے والا ہے اور وہ ان کی خاطر وہ کام بھی کر دیتا ہے جو ظاہری اسباب کے لحاظ سے ناممکن معلوم ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کے ساتھ تعلق پیدا کریں تا کہ وہ مورد رحمت خاصہ بنیں۔

واقعہ حضرت زکریا علیہ السلام

اسکے بعد وہ بیان رحمت سنو اس کا قصہ یہ ہے کہ) جس وقت انہوں نے خفیہ طور پر (خلوت خاص میں) اپنے رب کو پکارا[۱] یعنی یوں کہا کہ اے میرے پروردگار میری یہ حالت ہے کہ (میں بڈھا ہو گیا اور بڑھاپے کے سبب میرے جسم کا گوشت و پوست تو درکنار) میری ہڈی (تک) کمزور ہو گئی اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا (اور سارا سفید ہو گیا ایک بات تو یہ ہوئی) اور (دوسری بات یہ کہ) میں آپ کو پکارنے میں محروم بھی نہیں رہا ہوں (بلکہ جو میں نے آپ سے مانگا آپ نے مجھے اپنی رحمت سے دیا اس لئے مجھے اب بھی امید ہے کہ جو میں آپ سے مانگوں گا وہ آپ مجھے دیں گے) اور (تیسری بات یہ ہے) مجھے اپنے بعد اپنے جانشینوں کا خطرہ ہے[۲] (کہ ایسا نہ ہو کہ میں یوں ہی انتقال کر جاؤں اور میرا کوئی جانشین نہ ہو کیونکہ میری حالت تو وہ ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ لب گور اور نا قابل اولاد ہوں اور میری بیوی (کی حالت یہ ہے کہ وہ) بانجھ ہے (اس لئے بظاہر اسباب مجھے اس کی کوئی توقع نہیں ہے۔ کہ میرے بعد میرا کوئی جانشین ہوگا) لہٰذا (ان وجوہ سے میری درخواست یہ ہے کہ) آپ مجھے اپنے پاس سے (اور خرق عادت کے طور پر) ایسا جانشین عطا کیجئے۔ جو (اول) میرا بھی جانشین ہو اور (میرے توسط سے) آل یعقوب کا بھی جانشین ہو (کیونکہ میں ان کا جانشین ہوں اور اے میرے رب اسے اپنا پسندیدہ بنائیے۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ
لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ
عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ
اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ
اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِـيًّا ۝ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ وَّحَنَانًا
مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ

[۱] فیہ اشارۃ الی ان قولہ تعالیٰ رب بیان لقولہ ۱۲۔ [۲] اقول لاشک ان متعلق الخوف لیس ذوات الموالی بل امر متعلق بھم وھو العدم عندی والفساد الدین وغیرہ عندغیری وھکذا المراد من الموالی عندغیری بنو الاعمام وعندی الاولاد ولادلیل عندھم علی ماقالوا وماقلت ھو امر یقینی فلذا رجحۃ وھو الصوب عندی واللہ اعلم مولانا نے اس جگہ اس تفسیر سے موافقت نہیں کی اور تفسیر مشہور پر قائم رہے ۱۲

وَلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾

ترجمہ: اے زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحیٰؑ ہوگا اس کے قبل ہم نے کسی کو اس کا ہم صفت نہ بنایا ہوگا زکریاؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالانکہ میری بی بی بانجھ ہے اور (ادھر) میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہوں ارشاد ہوا کہ حالت (موجودہ) یونہی رہے گی (اور پھر اولاد ہوگی اے زکریا) تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ (امر) مجھ کو آسان ہے اور میں نے تم کو پیدا کیا حالانکہ تم (پیدائش کے قبل) کچھ بھی نہ تھے (تب) زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے لئے کوئی علامت مقرر فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ تمہاری (وہ) علامت یہ ہے کہ تم تین رات (اور تین دن تک) آدمیوں سے بات نہ کر سکو گے حالانکہ تندرست ہوگے پس حجرے میں سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور ان کو اشارے سے فرمایا کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو اے یحیٰؑ کتاب کو مضبوط ہو کر لو اور ہم نے ان کو (ان کے) لڑکپن ہی میں (دین کی) سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی (اخلاق کی) عطا فرمائی تھی اور وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گزار تھے اور وہ (حق کے ساتھ) سرکشی کرنے والے (یا حق تعالیٰ کی) (نافرمانی کرنے والے نہ تھے اور ان کو (اللہ تعالیٰ کا) سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن (قیامت میں) زندہ ہو کر اٹھائے جاویں گے۔

دعا کی قبولیت اور لڑکے کی خوشخبری

تفسیر: (خیر جب انہوں نے یہ دعا کی) تو ہم نے (بتوسط ملائکہ کہا کہ) اے زکریا،[1] ہم آپ کو ایک ایسے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحیٰؑ ہوگا جس کا ہم نے بعض اوصاف میں اب تک) مثل نہیں بنایا (چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ ان کی یہ خصوصیت ہے کہ انہیں کسی گناہ کا وسوسہ بھی نہیں ہوا۔ یہ تو ان کی خصوصیت منقول ہے۔ اور خدا جانتا ہے کہ ان میں اور خاص خاص اوصاف کیا تھے۔ یہ بشارت دعا کی ساتھ نہیں دی گئی بلکہ دوسرے کسی وقت میں دی گئی۔ جب کہ ان کو اپنی دعا کی طرف ذہول ہو گیا تھا اس لئے ان کو یکایک یہ بشارت سن کر طبعی طور پر استبعاد ہوا اور (انہوں نے (انکار کے طور پر نہیں بلکہ استبعاد کے طور پر اور مزید اطمینان حاصل کرنے کے لئے) کہا کہ اے میرے پروردگار بھلا میرے لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے۔ اور خود میں بڑھاپے سے خشکی (کی حد) کو پہنچ گیا ہوں۔ (یعنی بڑھاپے سے بالکل سوکھ گیا ہوں) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ بات یوں ہی ہے (اور تمہارے ضرور لڑکا ہوگا) تمہارا رب کہتا ہے کہ یہ میرے نزدیک بہت آسان بات ہے اور اس سے پہلے میں خود تمہیں پیدا کر چکا ہوں۔ حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے (پس جب کہ میں خود تمہیں ایسی حالت میں پیدا کر چکا ہوں۔ کہ تم کچھ بھی نہ تھے تو کیا اب تم سے بچہ پیدا نہیں کر سکتا۔ ضرور کر سکتا ہوں۔ کیونکہ تم بڈھے ہی سہی مگر کچھ ہو تو سہی۔ پہلے تو تم کچھ بھی نہ تھے پس جبکہ اس جواب سے وہ استبعاد طبعی بھی دور ہو گیا تو) انہوں نے کہا (اچھا) اے میرے پروردگار آپ میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے) جس سے میں سمجھ لوں کہ اب میرے بچہ ہونے والا ہے) حق تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تین (دن) رات

---

[1] اشارۃ الی ان قوله یازکریا متعلق بالظرف بتقدیر القول

برابر بات نہ کرو گے (لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ ترک اختیاری تھا یا اضطراری۔ روایتیں اس قسم کی ہیں جن میں بتلایا گیا ہے۔ کہ یہ ترک تعلم اضطراری تھا۔ مگر چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ ثابت نہیں اس لئے ان پر اعتماد مشکل ہے)۔

قوم کو ہدایت حق: اب وہ (اس وقت یا کسی وقت) محراب سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور یا تو حق تعالیٰ کی طرف سے زبان بند ہوگئی تھی اس لئے نہ بول سکے یا بچہ کی[1] خوشی میں خود بولنا چھوڑ دیا۔ غرض کوئی صورت ہوانہوں نے ان سے زبان سے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ) ان سے اشارہ سے کہا۔ کہ دیکھو صبح وشام برابر حق تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہو۔ اور یہ نہ چھوٹنے پائے اس کو بظاہر اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ یہ حسب عادت ان کا ایک وعظ ہے۔ جو وہ پہلے سے بھی کہتے رہتے ہوں گے۔ اور اس موقع پر اس کو نقل کرنے سے دو فائدے مدنظر معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ وہ نشانی جوان کو بتلائی گئی تھی اس کا تحقق ہوگیا۔ اور اب یحییٰ پیدا ہونے والے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ ان کی تعلیم بھی وہی تھی۔ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور تیسرا یہ کہ خود آپ کو تسبیح کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرنا مناسب سمجھا۔ واللہ اعلم۔

حضرت یحییٰ کی تربیت: خیر جو نشانی ان کو بچہ کی ولادت کی بتلائی گئی تھی وہ ظاہر ہوگئی۔ اور یحییٰ اپنے وقت پر پیدا ہوئے۔ اور پیدائش کے بعد جب انہیں ہوش آگیا تو ان سے کہا گیا کہ) اے یحییٰ کتاب (توراۃ) کو مضبوطی سے پکڑو (اور اس پر پورا پورا عمل کرو) اور ہم نے بچپن ہی میں انہیں دین کی سمجھ دیدی۔ اور (ہم نے انہیں) اپنے پاس سے رقت قلب (اور سوز وگداز) بھی (دیا اور پاکی بھی۔ اور وہ بڑے متقی اور اپنے ماں باپ کے فرمانبردار تھے اور (اہل کتاب وغیرہ کی طرح) سرکش اور نافرمان نہ تھے۔ اور سلامتی ہے ان کیلئے اس روز جس روز وہ پیدا ہوں گے اور جس روز مریں گے اور جس روز وہ (علیٰ رغم انف المشرکین ومنکرین قیامت) زندہ اٹھائے جائیں گے۔

ف: یموت میں استقبال ان کی حالات زندگی کے لحاظ سے ہے نہ بایں معنی کہ وہ نزول قرآن کے بعد وفات فرمائیں گے خیر یہ تو زکریا اور یحییٰ کا بیان تھا)۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫
فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ
كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ
وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ
اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا
قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ

[1] یعنی قرار حمل مشروط بہ ترک تکلم تھا اور مطلب یہ تھا کہ، جب تم بولنا چھوڑ دو گے ہم تم کو رجولیت اور تمہاری بیوی کو قابلیت حمل عطا کر دیں گے اس لئے انہوں نے بچہ کی خوشی میں بولنا چھوڑ دیا۔ ۱۲

نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾

ترجمہ: اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کتاب میں مریم کا ذکر بھی کیجئے جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ (ہوکر) ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا (غسل کے لئے) گئیں پھر ان (گھر والے) لوگوں کے سامنے سے انہوں نے پردہ ڈال لیا پس (اس حالت میں) ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتہ جبرئیلؑ کو بھیجا اور ان کے سامنے ایک پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا کہنے لگیں کہ میں تجھ سے (اپنے خدائے) رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو (کچھ) خدا ترس ہے (تو یہاں سے ہٹ جاوے گا) فرشتہ نے کہا کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں تا کہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں وہ (تعجبا) کہنے لگیں کہ (بھلا) میرے لڑکا کس طرح ہو جاوے گا حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں فرشتہ نے کہا کہ یونہی (اولاد) ہو جاوے گی تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ کو آسان ہے اور اس طور پر اس لئے پیدا کریں گے تا کہ ہم اس فرزند کو لوگوں کے لئے ایک نشانی (قدرت کی) بنا دیں اور باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے (جو ضرور ہوگی) پھر ان کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر اس حمل کو لئے ہوئے (اپنے گھر سے) کسی دور جگہ میں الگ چلی گئیں پھر دردِ زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (گھبرا کر) کہنے لگیں کاش میں اس (حالت) سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی پس جبرئیل نے ان کی (اس) پائیں (مکان) سے ان کو پکارا کہ تم مغموم مت ہو تمہارے رب نے تمہاری پائیں میں ایک نہر پیدا کر دی ہے اور اس کھجور کے تنہ کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر خرمائے تر و تازہ جھڑیں گے پھر (اس پھل کو) کھاؤ اور (وہ پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی (اعتراض کرتا) دیکھو تو کہہ دینا کہ میں نے تو اللہ کے واسطے روزے کی منت مان رکھی ہے سو آج میں کسی آدمی سے نہیں بولوں گی۔

تفسیر: واقعہ حضرت مریم علیہا السلام: اور آپ ان لوگوں کے سامنے ضمن کتاب میں مریم کا قصہ بھی بیان کیجئے (تاکہ ان کو حق تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ اور مطیعین پر انعام کا حال معلوم ہو ان کا قصہ یہ ہے) جس وقت وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر اس جگہ گئیں۔ جو مشرق کی جانب تھی اور انہوں نے ان کے سامنے آڑ بنالی (جس سے وہ لوگ ان کو نہ دیکھ سکتے تھے)۔

حضرت جبرئیلؑ کی آمد اور گفتگو

اس پر ہم نے ان کی طرف اپنی روح (یعنی جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا جس پر وہ (ان کے سامنے (پہنچ کر) پورے (اور بے کم وکاست) آدمی کی شکل بن گئے۔ تو اس وقت انہوں نے ان کو اجنبی مرد سمجھ کر اور یہ خیال کر کے یہ مجھے تنہا پا کر مجھ پر دست درازی کرے گا۔ اس سے) کہا کہ اگر تو خدا سے ڈرنے والا ہے (اور تجھے ایسا ہی چاہیے) تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ لیتی ہوں خدا کے واسطے تو مجھ

سے کچھ نہ کہنا) انہوں نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں میں آدمی نہیں ہوں بلکہ) محض آپ کے رب کا اس غرض سے بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں کہ آپ کو ایک پاک لڑکا دوں (اب ان کو سکون ہوا۔ اور) انہوں نے کہا کہ بھلا میرے لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ نہ مجھے کسی آدمی نے (جائز طور پر) ہاتھ لگایا ہے اور نہ میں آوارہ عورت ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بات یہی ہے (اور تمہارے لڑکا ضرور ہوگا) آپ کے رب نے کہا ہے کہ یہ بلا مرد کے بچہ پیدا کر دینا) میرے لئے بہت آسان ہے اور (فرمایا ہے کہ یہ ہم اس لئے کریں گے) تاکہ ہم اس (بچہ) کو لوگوں کیلئے اپنی قدرت تامہ دکاملہ کی) ایک دلیل اور اپنی جانب سے ایک رحمت بناویں (کیونکہ لوگ ان کو بے باپ کے پیدا ہوتے دیکھ کر اپنے پروردگار کی قدرت کو تسلیم کریں گے اور جو قیامت میں مردوں کے زندہ کئے جانے پر تعجب کرتے ہیں وہ اس خارق عادت نمونہ کو دیکھ کر۔ قیامت کے حق ہونے کو تسلیم کریں گے۔ اور یہ تسلیم کرنا ان کیلئے رحمت ہے۔ جس کا سبب وہ بچہ ہے لہٰذا وہ بچہ لوگوں کیلئے رحمت ہے) اور یہ امر بالکل طے شدہ ہے (کہ تم سے بے مرد کے بچہ ہوگا اس گفتگو کے بعد انہوں نے ان کے کرتے کے گریبان میں پھونک ماری اور چلے گئے)۔

حضرت مریم کو استقرار حمل اور پریشانی

اب انہیں اس بچہ کا حمل رہ گیا۔ اس پر وہ اس حمل کو لیکر کے ایک دور جگہ چلی گئیں (تاکہ لوگوں میں رسوائی نہ ہو) اب (جبکہ بچہ پیدا ہونے کا وقت ہوا اور درد زہ شروع ہوا تو درد زہ انہیں ایک کھجور کے تنہ کی طرف لایا (یعنی وہ درد زہ کی تکلیف کے سبب اضطراب کی حالت میں کھجور کے تنہ کے پاس آ گئیں) اب ایک تو تکلیف تھی دوسرے رسوائی کا خیال تھا اس لئے) انہوں نے کہا کہ اے کاش میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی۔ اور بالکل بھولی بھلائی ہوتی (کہ کوئی میرا نام بھی نہ جانتا۔ کہ اس نام کی کوئی عورت تھی بھی یا نہیں۔ تاکہ مجھے یہ تکلیف اور اس کے جو رسوائی ہونے والی ہے وہ مجھے نہ بھگتنی پڑتی)۔

دولت تسکین کا انتظام: اب اس پیدا ہونے والے بچے نے جو ابھی پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ ان کے نیچے سے آواز دی کہ (اماں) تم کچھ غم نہ کرو۔ حق تعالیٰ نے تمہارے نیچے ندی بنا رکھی ہے (پانی کا تو یہ انتظام ہے) اور (کھانے کیلئے) کھجور کے تنہ کو پکڑ کر اپنی طرف کو ہلاؤ وہ تم پر تازہ چھوارے گرائے گا۔ پس تم (چھوارے) کھاؤ اور (پانی) پیو اور (مجھے دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی رکھو (اور ذرا غم نہ کرو اب اگر تم کسی آدمی کو دیکھو (جو کہ تم سے کچھ بولنا چاہے) تو (اشارہ سے) کہہ دو کہ میں نے خدا کے لئے روزہ مانا ہے۔ لہٰذا میں آج کسی آدمی سے بات نہ کروں گی (یہ تمام باتیں ہو چکیں۔

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾

ترجمہ: پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں لوگوں نے کہا اے مریم تم نے بڑے غضب کا کام کیا۔

اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں پس مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے خود بھی بات چیت کرتا ہوا اور یہ بچہ بات چیت پر قادر نہیں اس سے کیا بات کریں وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب (یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بنا دے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مروں اور جس روز میں (قیامت میں) زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

تفسیر: بچہ لے کر قوم میں: اور اب بچہ کے بولنے سے ان کی ہمت بندھی) اب وہ اسے لئے ہوئے۔ اپنے لوگوں میں آئیں تو انہوں نے (ان کے پاس بے باپ کا بچہ دیکھ کر کہا کہ اے مریم تو نے تو بڑا ہی غضب کا کام کیا۔ اے اخت[1] ہارون نہ تیرا باپ بدچلن تھا اور نہ تیری ماں آوارہ تھی (یہ بدچلنی تو نے کس سے سیکھی) انہوں نے اس بچہ کی طرف اشارہ کر دیا (کہ اس سے پوچھ لو یہ خود بتلا دے گا کہ واقعہ کیا ہے۔ اور زبان سے کچھ نہیں کہا) انہوں نے کہا (بھلا) ہم اس سے کیسے گفتگو کریں جو بچپن کی حالت میں گہوارہ میں ہو۔ اب اس بچہ نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ خدا نے مجھے کتاب (انجیل) عطا کی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور میں جہاں بھی کہیں ہوں اس نے ہر حالت میں مجھے بابرکت بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے جب تک میں زندہ رہوں نماز پڑھنے اور پاکیزہ[2] رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے اپنی جننے[3] والی (ماں) کا فرمان بردار بھی بنایا ہے اور اس نے مجھے (کافروں کی طرح) سرکش اور بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر سلامتی ہے اس روز بھی جس روز میں پیدا ہوا۔ اور اس روز بھی جس روز میں (قریب قیامت کے) مروں گا۔ اور اس روز بھی جس روز مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائیگا۔

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾

---

[1] یہ حضرت ہارونؑ کی اولاد سے تھیں کمایدل علیه مالی بعض کتب اهل الکتاب ان ام یحییٰ کانت هارونیة اس لئے انہیں اخت ہارون کہا گیا کیونکہ یہ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کسی قبیلے کے آدمی کو اخ یا اخت کے ساتھ اس کے جداعلیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں ومانی بعض الروایات فهو محمول علی ابدالاحتمال علی سبیل المنع لعدم العلم بنسب مریم ان صحت الروایة ۱۲ [2] مرزا غلام احمد نے اس لفظ زکوٰۃ کے مشہور معنی لے کر دعوی کیا ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ کی ظاہرا وفات ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان کو زندہ رہنے تک زکوٰۃ دینے کا حکم تھا۔ آسمان میں ان کے پاس مال کہاں ہے جس کی وہ زکوٰۃ دیتے ہوں گے لیکن یہ اس کی جاہلانہ تحریف ہے کیونکہ زکوٰۃ کے اس جگہ وہی معنی ہیں جو اوپر حضرت یحییٰ کے قصہ میں ہیں اور اگر بالفرض مشہور ہی معنی ہوں۔ تب بھی یہ استدلال غلط ہے۔ کیونکہ یہ مشروط ہے مال کے ساتھ جب مال نہیں تو زکوٰۃ بھی نہیں [3] بجائے ام کے والدہ کے لفظ میں ایک خاص لطافت ہے وہ یہ کہ ان کے ابطال ربوبیت میں لفظ ام سے زیادہ واضح ہے

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝

ترجمہ: یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم میں بالکل سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ (کسی کو) اولاد اختیار کرے وہ (بالکل) پاک ہے وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے اور بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو (صرف) اسی کی عبادت کرو یہی (دین کا) سیدھا راستہ ہے سو (پھر بھی) مختلف گروہوں نے (اس بارے میں) باہم اختلاف ڈال دیا سو ان کافروں کیلئے ایک بڑے دن کے آنے سے بڑی خرابی (ہونے والی) ہے جس روز یہ لوگ (حساب و جزا کے لئے) ہمارے پاس آویں گے کیسے شنوا اور بینا ہو جاویں گے لیکن یہ ظالم آج (دنیا میں کیسی) صریح غلطی میں ہیں اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرایئے جبکہ (جنت دوزخ کا) اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ لوگ (آج دنیا میں) غفلت میں ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں لاتے (لیکن آخر ایک دن مریں گے اور) تمام زمین اور زمین کے رہنے والوں کے ہم ہی وارث (یعنی آخر مالک) رہ جاویں گے اور یہ سب ہمارے پاس لوٹائے جاویں گے۔

عیسائیوں کیلئے لمحہ فکر

تفسیر: (اے عیسیٰ[1] کے خدا ماننے والو۔ تم سن لو کہ عیسیٰ کیا کہہ رہے ہیں) یہ ہیں عیسیٰ بن مریم (جن کی نسبت تم کیا کیا کہتے ہر دیکھو انہوں نے سچی بات کہہ دی جس میں تم شک کرتے ہو۔ ارے نادانو۔ کس غلط خیال میں مبتلا ہو) خدا کیلئے یہ بات حاصل نہیں کہ وہ بیٹا بنائے۔ پاک ہے وہ اس صفت سے تم کو ان کے بے باپ کے پیدا ہونے سے دھوکا ہوا۔ مگر یہ تمہاری غلطی ہے خدا کے نزدیک کسی کو بے باپ کے پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں۔ اس کی شان یہ ہے کہ) جب وہ کسی شئے کو طے کر چکتا ہے۔ تو وہ اس سے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا۔ سو وہ ہو جاتی ہے (پس عیسیٰ کی پیدائش بھی ایسی ہی ہے اور اس طریق سے جیسے اور مخلوق بیٹا بیٹی نہیں ہو گئے۔ یونہی عیسیٰ بھی بیٹے نہیں ہو گئے خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا اب عیسیٰ کے بیان کو پورا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے وہ باتیں بھی کہیں جو اوپر مذکور ہوئیں) اور (یہ بھی کہا کہ) اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ لہٰذا تم اسی کی پرستش کرو (اور نہ مجھے خدا کا بیٹا یا شریک بناؤ نہ کسی اور کو) یہ سیدھا رستہ ہے (یہ عیسیٰ کی تعلیم تھی اور عیسیٰ اسی تعلیم کیلئے بھیجا گیا تھا) اب ان (کی امت کے لوگوں) میں سے (ایک جماعت نے اسے قبول کیا۔ اور اس پر قائم رہے اور) کچھ گرہوں نے (ان سے) اختلاف کیا (اور مختلف قسم کے کفریہ عقائد میں مبتلا ہو گئے)۔

وعید شدید: پس بڑی خرابی ہے ان کافروں کیلئے۔ ان پر ایک بڑے (ہولناک) دن کے آنے کی جہت سے (اور نہ پوچھو کہ اس دن ان

---

[1] واضح ہو کہ عیسائیوں نے دین عیسیٰ کو بالکلیہ ترک نہ کیا تھا۔ بلکہ اس میں اپنی اجتہادات اور تاویلات باطلہ سے بدعات اعتقادیہ و عملیہ پیدا کر لی تھیں جن کو وہ جہالت سے عیسیٰ علیہ السلام کا دین سمجھے ہوئے تھے لیکن اس جہالت کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کو معذور نہیں قرار دیا۔ اور اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے اسلام میں اس قسم کی بدعات پیدا کی ہیں وہ بھی معذور نہ ہوں گے۔ واللہ اعلم

کا کیا حال ہوگا اور وہ کن کن بلاؤں میں گرفتار ہوں گے) جس روز یہ لوگ (قیامت میں زندہ ہوکر) ہمارے پاس آئیں گے اس روز (ان کے کان اور آنکھیں خوب کھل جائیں گے اور (وہ بڑے سننے والے اور بڑے دیکھنے والے ہوں گے ۔ (کیونکہ اس روز ان پر حقیقت حال بخوبی منکشف ہوجائے گی ۔ اور ان کے تمام اوہام دور ہوجائیں گے اور سارا عناد رفوچکر ہوجائے گا اور وہ اطاعت پر آمادہ ہوں گے) مگر آج یہ ظالم لوگ (اندھے اور بہرے ہوکر) کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں (اور کسی طرح حقیقت کے سمجھنے پر آمادہ نہیں ہوتے یہ ان کی سخت غلطی ہے) اور (اے رسول) آپ ان کو پچھتانے کے دن سے ڈرایئے (جس روز ان کو اس وقت سخت پچھتاوا ہوگا) جبکہ معاملہ ایسی حالت میں ختم کردیا گیا ہو (یعنی ایسی حالت میں ان کو موت آئی ہو) کہ وہ غفلت میں ہوں اور وہ ایمان نہ لائے ہوں (خلاصہ یہ کہ اگر انہیں کفر ہی کی حالت میں موت آگئی اور ایمان لانے کا وقت نکل گیا ۔ تو پھر یہ لوگ قیامت میں بہت پچھتائیں گے اس لئے آپ ان کو اس دن سے ڈرایئے کیونکہ یہ یقینی ہے کہ قیامت آئے گی ۔ اور لوگ جو زمین کی ملکیت کے مدعی ہیں فنا ہوجائیں گے اور ان کے مرنے کے بعد) ہم زمین کے اور ان لوگ کے جو اس پر ہیں وارث ہوں گے ۔ اور وہ (دوبارہ زندہ کرکے) ہماری ہی طرف لائے جائیں گے (خیر مریم کا قصہ بھی ختم ہوا) ۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا
يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ
فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ
عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾
قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ
سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا
وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ۫ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ
رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ
رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا
نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝

ترجمہ: اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کا (قصہ) ذکر کیجئے وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے (جو کہ مشرک تھا) کہا اے میرے باپ تم ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہنچا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا تو تم میرے کہنے پر چلو تم کو میں سیدھا رستہ بتلاؤں گا اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش مت کرو بیشک شیطان رحمٰن کا نافرمانی کرنے والا ہے اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے پھر تم (عذاب میں) شیطان کے ساتھی ہو جاؤ باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودوں سے پھرے ہوئے ہو اے ابراہیمؑ اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور تم کو مارے پتھروں کے سنگسار کردوں گا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے مجھ سے برکنار رہو ابراہیم نے کہا میرا اسلام لو تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت کی (اس طرح) درخواست کروں گا بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو ان سے کنارہ کرتا ہوں اور (علیحدہ ہو کر اطمینان سے) اپنے رب کی عبادت کروں گا امید ہے کہ اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا پس جب ان لوگوں سے اور جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے علیحدہ ہو گئے (تو) ہم نے ان کو اسحاق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا فرمادیا اور ہم نے (ان دونوں میں) ہر ایک کو نبی بنایا اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت کا حصہ دیا اور (آئندہ نسلوں میں) ہم نے ان کا نام نیک اور بلند کیا اور اس کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے خاص کئے ہوئے (بندے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور ہم نے ان کو کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو یہ راز کی باتیں کرنے کے لئے مقرب بنایا اور ہم نے ان کو اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدے کے (بڑے) سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے اور اس کتاب میں ادریسؑ کا بھی ذکر کیجئے بیشک وہ بڑے راستی والے نبی تھے اور ہم نے ان کو (کمالات میں) بلند مرتبہ تک پہنچایا یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے (خاص) انعام فرمایا ہے منجملہ (دیگر) انبیاء کے آدمؑ کی نسل سے اور ان کی نسل سے جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی نسل سے اور (یہ سب حضرات) ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور ان کو مقبول بنایا جب ان کے سامنے (حضرت) رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باپ کو نصیحت

تفسیر :اور (اے رسول) آپ (ان لوگوں سے ضمن) کتاب میں ابراہیم کا تذکرہ بھی کیجئے (تا کہ ان کو شرک کی نسبت ابراہیم کا خیال معلوم ہوا اور وہ سمجھیں کہ وہ جو بت پرستی کو ملت ابراہیمی سمجھے ہوئے ہیں۔ بالکل غلط ہے کیونکہ) یقیناً وہ بڑے سچے اور نبی تھے (نہ کہ ان مشرکین کی طرح خدا پر افتراء کرنے والے۔ اور غیر اللہ کو معبود بنانے والے۔ جیسا کہ ان مشرکین کا خیال ہے ان کا قصہ یہ ہے کہ) جس وقت انہوں نے اپنے باپ (آزر) سے کہا کہ اے میرے باپ آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں۔ جو کہ نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کے کچھ کام آتے ہیں (آپ کا یہ طریق ٹھیک نہیں) اے میرے باپ مجھے وہ علم حاصل ہو چکا ہے۔ جو آپ کو حاصل نہیں آپ میرا کہنا مانئے میں آپ کو ایک ہموار راستہ پر لے چلوں گا (جس میں ذرا اونچ نیچ نہیں) اے میرے باپ آپ شیطان کی پرستش نہ کریں۔ کیونکہ شیطان خدائے رحمٰن کا سخت نافرمان ہے (اور اس لئے) اس کی پرستش حق تعالیٰ کی کمال نافرمانی ہے) اے میرے باپ مجھے اندیشہ ہے کہ (اس صورت میں) آپ کو خدائے رحمٰن کی طرف سے سخت عذاب لاحق ہو۔ اس پر (اور غضب یہ ہو کہ) آپ شیطان کے دوست بھی ہو جائیں۔

باپ کو حضرت ابراہیمؑ کو جواب

(الغرض جس وقت ابراہیم نے اپنے باپ سے یہ گفتگو کی) تو اس نے کہا اے ابراہیمؑ کیا تو میرے معبودوں سے روگردان ہے (اب تک میں تجھے ایسا نہ سمجھتا تھا۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ تو ایسا ہے۔ لہٰذا) میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر تو (ان باتوں سے) باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور جا دور ہو میرے سامنے سے اور) چھوڑ دے مجھے ہمیشہ کیلئے (اب نہ تو میری صورت دیکھنا اور نہ مجھے اپنی صورت دکھانا۔ اپنی باپ کی یہ کجروی دیکھ کر) انہوں نے کہا کہ (اچھا) السلام علیکم (جب آپ نہیں سنتے تو میں آپ سے کچھ نہیں کہتا) میں آپ کیلئے اپنے پروردگار سے معافی چاہوں گا (اور مجھے امید ہے کہ وہ میری دعا کو قبول کرے گا اور آپ کو اسلام کی توفیق دے گا۔ کیونکہ) وہ ہم پر بہت مہربان ہے۔

شرک سے بیزاری کا اعلان اور عطیہ الٰہی

اور میں آپ لوگوں سے اور ان چیزوں سے جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ علیحدہ ہوتا ہوں اور اپنے رب کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کے پکارنے میں محروم نہ رہوں گا۔ (اور وہ مجھے اس کے ثمرات ونتائج عطا کرے گا) پس جب کہ وہ ان سے اور ان چیزوں سے جن کو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں علیحدہ ہو گئے۔ تو ہم نے (ان کی اس پختگی اور استقامت کی قدر کرتے ہوئے) ان کو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوبؑ (پوتا) عطا کئے۔ اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا اور ہم نے ان سب کو (یعنی ابراہیمؑ اسحٰق اور یعقوبؑ کو) اپنی رحمت میں سے (ایک معتدبہ) حصہ دیا اور ان کا (دنیا میں) بہت بڑا نام[2] کیا (کیونکہ مشرکین اور یہود اور نصاریٰ سب انہیں مانتے اور بڑا جانتے ہیں) خیر ابراہیمؑ کا ذکر بھی ختم ہوا۔

---

[1] اس قصہ میں بھی اہل بدعت کیلئے سخت عبرت ہے کیونکہ یہ لوگ شرک وبدعت کو اسی طرح دین احمد صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے ہوئے ہیں جس طرح مشرکین شرک وبدعات کو دین ابراہیمی خیال کئے ہوئے تھے اور اس لئے وہ دین ابراہیمی اہل بدعت تھے اور اس کے نرے منکر نہ تھے کما لا یخفی ۱۲

[2] ترجمة لسان صدق فی العربية الذكر الحسن ومعناه فی الهندية نام فافهم ۱۲

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ٱلَّتِي وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلٰمًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾

ترجمہ: پھران کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے ہاں مگر جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ جنت میں جاویں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا وہ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اور) اس کے وعدے کی ہوئی چیز کو یہ لوگ ضرور پہنچیں گے اس (جنت) میں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سننے پاویں گے بجز سلام کے اور ان کو ان کا کھانا صبح وشام ملا کرے گا یہ جنت (جس کا ذکر ہوا) ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اس کا مالک ایسے لوگوں کو بنادیں گے جو کہ خدا سے ڈرنے والا ہو اور ہم (یعنی فرشتے) بدوں آپ کے رب کے حکم کی وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے اسی کی (ملک) ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں ہمارے پیچھے کی سب چیزیں اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں سوائے مخاطب تو اس کی عبادت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت جانتا ہے۔

جانشینان انبیاء کرام

تفسیر: اب ان کے بعد ان کے ایسے جانشین ہوئے جنہوں نے نمازوں کو برباد کیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے ہولئے۔ سو ان کی یہ گمراہی ضرور ان کے آگے آئے گی (اور وہ اس کا نتیجہ بھگتیں گے) ہاں جو ان میں سے توبہ کرلیں۔ اور ایمان لے آئیں اور اچھے کام کریں۔ سو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جائے گا۔ کہ (ان کا معاوضہ میں کچھ کمی کردی جائے یا بالکل نہ دیا جائے۔ خیر یہ لوگ جنت میں جائیں گے) یعنی ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں جن کا خدائے رحمٰن نے اپنے بندوں سے مخفی طور پر (اور بلا ان کو دکھلائے) وعدہ کیا ہے (یہ بالکل صحیح ہے اور اس میں ذرا شک نہیں کیونکہ) اس نے جس چیز کا جس سے وعدہ کیا ہے وہ اس تک ضرور پہنچائے گا۔ یہ لوگ ان

(باغات میں) سوائے آپس کے سلام (اور دوستانہ باتوں کے) کوئی بیہودہ بات (گالی گلوچ طعن و تشنیع وغیرہ نہ سنیں گے۔ اور ان کو اس میں صبح وشام ان کی غذا ملے گی (صبح وشام کی تخصیص عادت کے طور پر ہے ورنہ جس وقت وہ جو کچھ چاہیں گے اسی وقت ان کو دیا جائے گا)۔

جنت اور اس کے مستحقین

یہ (راحت کی چیز) ہے وہ جنت جو ہم اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو دیں گے جو متقی ہیں (پس لوگوں کو چاہیے کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔ اور کفر و معصیت میں گرفتار ہو کر اتنی بڑی دولت سے محروم نہ رہیں۔ اے حامل وحی جبریلؑ تم ہمارے رسول سے کہو کہ یہ تمام باتیں وہ ہیں جو آپ کے رب نے آپ کے پاس بھیجی ہیں اور ہم[1] (جماعت ملائکہ) بغیر آپ کے رب کے حکم کے نہیں اتر سکتے (پھر ہم اپنی طرف سے کوئی بات کیسے لا سکتے ہیں) اسی کے اختیار میں ہیں۔ وہ چیزیں جو ہمارے آگے ہیں۔ اور وہ جو ہمارے پیچھے ہیں اور وہ جو ان کے درمیان میں ہیں (لہٰذا ہم ہر طرح اس کے قابو میں ہیں اور اسی لئے کوئی کام بلا اس کی مرضی کے نہیں کر سکتے) اور آپ کا رب بھولنے والا بھی نہیں۔ (کہ ہم اس کی بھول سے ہی فائدہ اٹھا سکیں۔ بلکہ ہر چیز اس کے سامنے مستحضر ہے)۔

رب العالمین: وہ رب ہے تمام آسمانوں کا اور زمین کا اور ان تمام چیزوں کا جو ان کے درمیان میں ہیں (پھر اس سے کوئی چیز مخفی کیسے ہو سکتی ہے اور وہ کسی شئے کو کیسے بھول سکتا ہے اور جبکہ یہ باتیں آپ کے پروردگار کی طرف سے ہیں) تو (دوسرے انبیاء کی طرح) آپ (بھی) اس کی عبادت کیجئے۔ اور اس کی عبادت کے پابند رہیے۔ (اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجئے۔ کیونکہ اس کا کوئی شریک نہیں) کیا آپ کو اس کے کسی ہمنام (اور مثیل) کا علم ہے (ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا خالق ہے۔ آپ نہیں بتلا سکتے کہ کوئی خالق ہو۔ خدا رب کل شے ہے۔ آپ نہیں بتلا سکتے کہ کوئی اور ایسا ہو وہکذا پس جبکہ اس کا کوئی ہم نام اور مثیل نہیں۔ تو کوئی عبادت کا بھی مستحق نہیں لہٰذا اپنی عبادت کو اسی کیلئے خاص رکھئے۔ یہاں تک حق تعالیٰ نے انبیاء سابقین کے حالات بیان فرمائے تھے۔ اور ان کے ضمن میں بہت سے مضامین بیان فرمائے تھے۔ جن میں سے قیامت کا حق ہونا۔ اور دنیا میں اس کے نمونوں کا موجود ہونا۔ جو اس کیلئے دلیل بن سکیں۔ اور حضرت عیسیٰ کا خدا کا بندہ ہونا اور خدا کا اولاد بنانے سے پاک ہونا۔ اور شرک کا باطل ہونا۔ اور پہلے نبیوں کا خود موحد ہونا اور دوسروں کو اس کی تعلیم کرنا وغیرہ وغیرہ امور تھے۔ اب ان مسائل کے متعلق کفار کی بعض لغویات کا ذکر فرما کر ان کا بالقصد رد فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم کو پیشتر معلوم ہو چکا ہے۔ کہ قیامت آئے گی اور اس کے دلائل بھی تم کو معلوم ہو چکے)۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾

---

[1] اس آیت کے عام مفسرین نے جو تقریر کی ہے وہ میرے جی کو نہیں لگتی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے روح اور قصہ ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے متعلق سوال کے جواب میں ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں ان باتوں کا کل جواب دوں گا۔ اس پر وحی چند روز موخر ہو گئی۔ اور لوگوں نے اس کا چرچا کیا کہ محمدؐ کے خدا نے محمدؐ کو چھوڑ دیا آخر کار جب وحی آئی تو آپ نے جبرئیلؑ سے کہا کہ تم نے اتنی دیر کیوں لگادی اس پر انہوں نے یہ کہا۔ وما نتنزل الخ۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اگر ایسا ہوتا تو اس آیت کو سورۂ مریم سے اور خاص اس مقام سے کیا تعلق تھا۔ لہٰذا میں نے آیت کی یہ تقریر نہیں کی اور ابو مسلم اصفہانی نے اسے جنتیوں کا مقولہ قرار دیا ہے۔ مگر وہ بھی میری سمجھ میں نہیں آیا اس لئے میرے نزدیک اقرب یہی ہے جو میں نے لکھا ہے مگر مجھے شرح صدر نہیں ہے ۱۲۔

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝

ترجمہ: اور انسان (منکر بعث) یوں کہتا ہے کہ میں جب مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے (قبر سے) نکالا جاؤں گا کیا (یہ) انسان اس بات کو نہیں سمجھتا کہ ہم اس کو اس کے قبل (عدم سے) وجود میں لا چکے ہیں اور یہ (اس وقت) کچھ بھی نہ تھا سو قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان کو (اس وقت میں) جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی پھر ان کو دوزخ کے گرداگرد اس حالت سے حاضر کریں گے کہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے پھر (ان کفار کے) ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو جدا کریں گے جو ان میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے سرکشی کیا کرتا تھا پھر ہم (خود) ایسے لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ (یعنی اول) مستحق ہیں اور تم میں کوئی بھی نہیں جس کا اس پر سے گزر نہ ہو یہ آپ کے رب کے اعتبار سے لازم ہے جو (ضرور) پورا ہو کر رہے گا پھر ہم ان کلوگوں کو نات دیں گے جو خدا سے ڈر کر ایمان لاتے تھے اور ظالموں کو اس میں ایسی حالت میں رہنے دیں گے کہ (مارے رنج و غم کے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔

زندگی بعد الموت پر حیرت اور اس کا جواب

تفسیر: اور (باوجود ان باتوں کے) آدمی (کی نادانی دیکھو کہ وہ اس کا منکر ہے اور) کہتا ہے۔ کہ جب میں مر جاؤنگا تو کیا یہ لازمی بات ہے۔ کہ میں زندہ کر کے قبر سے نکالا جاؤں گا (ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ محال اور ناممکن امر ہے غرض وہ نہایت سختی سے اس کا انکار کرتا ہے۔ لیکن اس کا یہ انکار محض جہالت ہے) اور کیا آدمی (انکار کے وقت) اس بات کو یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اسے اس سے پیشتر ایسی حالت میں پیدا کیا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں تھا۔ (اور اس واقعہ کو یاد کر کے یہ نہیں سمجھتا کہ جس نے پہلی مرتبہ بلا کسی نمونہ کے پیدا کیا ہے۔ وہ ایک دفعہ پیدا کر کے اسی نمونہ پر دوسری مرتبہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ضرور پیدا کر سکتا ہے اور اس اس کا انکار بڑی سخت نافہمی ہے۔

بعث بعد الموت: بس تیرے رب کی قسم ہے ان سب کو ضرور زندہ کر کے اپنے یہاں جمع کریں گے اور (صرف انہی کو نہیں بلکہ اس کے ساتھ) شیاطین کو بھی (جن کے اغواء سے یہ ایسی بیہودہ باتیں کرتے ہیں) اور اس کے بعد ہم انہیں جہنم کے پاس لا کر بٹھا دیں گے۔ اس کے بعد ہم ہر گروہ میں سے (چھانٹ کر) ہر ایسے شخص کو نکالیں گے جو حق تعالیٰ کے مقابلہ میں سب سے زیادہ سرکش تھا۔ پھر ہم اس کو سب سے پہلے دوزخ میں داخل کریں گے کیونکہ) ہم بخوبی جانتے ہیں کہ اس میں داخل ہونے کا کون اوروں سے زیادہ مستحق ہے (اس لئے اس سے شروع کریں گے۔ اور چونکہ ہم اس سے خوب واقف ہیں۔ اس لئے ہم سے اس انتخاب میں غلطی بھی نہیں ہو سکتی۔

جہنم سے ہر ایک کا گزر: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا اس پر ورود نہ ہو (خواہ یوں کہ وہ اس میں داخل ہو۔ اور خواہ یوں کہ وہ اس میں کو ہو کر گزر جائے۔ جیسے کہ مومنین کا گزر (پل صراط پر کو ہوگا) یہ امر آپ کے رب پر لازم اور طے شدہ ہے۔ اور اس کے بعد ہم

متقین کو بچالیں گے۔ اور ظالمین کو اس میں پڑا چھوڑ دیں گے اور (اوپر یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ یہ قرآن خدا کا اتارا ہوا ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِى الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾

ترجمہ: اور جب ان (منکر) لوگوں کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں دونوں فریقوں میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ ہلاک کیے ہیں جو سامان اور نمود میں ان سے بھی (کہیں) اچھے تھے آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ گمراہی میں ہیں (یعنی تم) رحمٰن ان کو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہے یہاں تک کہ جس چیز کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے جب اس کو دیکھ لیں گے خواہ عذاب کو (دنیا میں) خواہ قیامت کو (دوسرے عالم میں) سو (اس وقت) ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ برا مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہدایت والوں کو ہدایت بڑھاتا ہے اور جو نیک کام ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے ہیں وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب میں بھی بہتر ہیں اور انجام میں بھی بہتر ہیں۔

آیات قرآنی اور کافروں کی بکواس:

تفسیر: لیکن) جس وقت ہماری آیات ان کے سامنے ایسی حالت میں پڑھی جاتی ہیں۔ کہ وہ بالکل واضح ہیں (اور ان میں ذرا بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں) تو یہ کافر لوگ (ان کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس پر دلیل یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ) مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ (اچھا تم یہ بتاؤ کہ) ہم دونوں جماعتوں میں کونسی جماعت کے رہنے کی جگہ بہتر اور مجلس عمدہ ہے (سو ظاہر ہے کہ ہم اہل دولت وثروت وجاہ ہیں اور ہماری یہ چیزیں اچھی ہیں۔ اور تم لوگ خستہ حال اور ذلیل وخوار ہو۔ اس لئے نہ تمہارے رہنے کی جگہ اچھی ہے اور نہ تمہاری مجلس عمدہ ہے۔ اور جبکہ واقعہ یہ ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ حق تعالیٰ کو ہم سے زیادہ تعلق ہے۔ لہٰذا مذہب بھی ہمارا ہی پسند ہوگا۔ اور جبکہ ہمارا مذہب پسندیدہ ہوا تو وہ آیات جن میں اس مذہب کی برائی ہے۔ خدا کی آیتیں نہیں ہوسکتیں۔ یہ ان کا استدلال ہے) اور (ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ) ہم ان سے پہلے کتنی ہی ایسی جماعتوں کو (ان کے کفر کی بدولت) تباہ وبرباد کر چکے ہیں۔ جو ان سے (دینوی) سامان اور ظاہری شان میں بہت اچھی تھیں (بس اگر دنیاوی ٹھاٹھ ہمارے تعلق اور ان کے مذہب کی حقیقت کی دلیل ہوتا۔ تو ہم ان کو کیوں برباد کرتے۔ اچھا اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ (اچھا) جو کوئی ہم میں سے گمراہی میں ہو خدا اس کی گمراہی

دراز کرے (خیر یہ لوگ برابر اسی خیال میں مبتلا رہیں گے کہ ہم مسلمانوں سے اچھے ہیں) یہاں تک کہ جس وقت وہ اس شے کو دیکھیں گے۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے خواہ دنیاوی عذاب کو (دیکھیں) یا قیامت کو اس وقت انہیں خوب معلوم ہو جائے گا کہ کون جگہ کے لحاظ سے بدتر اور قوم کے لحاظ سے کمزور ہے (کیونکہ اس وقت ان کی حالت تباہ ہوگی۔ اور وہ بے یار و مددگار ہوں گے اور مسلمانوں کی حالت نہایت اچھی اور ان کے یار و مددگار بہت ہوں گے۔ جن میں سب سے بڑا مددگار خدا ہے۔ خیر یہ تو کفار کی حالت تھی۔

قرآن اور مسلمانوں کا حال: اور (برخلاف ان کے مسلمانوں کی حالت یہ ہے۔ کہ جب ان کے سامنے خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ انہیں قبول کرتے اور ان پر عمل کرتے ہیں اور اس طرح) اللہ تعالیٰ (ان آیات سے ان لوگوں کی ہدایت کو ترقی دیتا ہے۔ جو پہلے سے ہدایت یافتہ ہیں (کیونکہ ان کے اس کو قبول کرنے اور ان پر عمل کرنے سے ان کے نور ایمان کو قوت اور ان کی بصیرت میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور یہی ترقی ہدایت ہے۔ لہٰذا یہ لوگ کفار سے اچھے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس دنیا کا فانی سامان نہیں ہے جو کہ ان کفار کے پاس ہے۔ مگر ان کے پاس وہ نیک اعمال ہیں جو باقی رہنے والے ہے)۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں۔ ان کے رب کے نزدیک جزا کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں (کیونکہ ان کو ان کا بہتر معاوضہ دیا جائے گا) اور واپسی کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں (کیونکہ ان نیکیوں کو ان کی طرف بہت بڑھا کر واپس کیا جائے گا برخلاف حطام دنیا کے کہ اس کا نتیجہ بجز خیبۃ وخسران کے کچھ بھی نہیں جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے)۔

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾

ترجمہ: بھلا آپ نے اس شخص (کی حالت) کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو (آخرت میں) مال اور اولاد ملیں گے کیا یہ شخص غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد (اس بات کا) لے لیا ہے ہرگز نہیں محض غلط کہتا ہے (اور) ہم اس کا کہا ہوا بھی لکھے لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے اور اس کی کہی ہوئی چیزوں کے ہم مالک رہ جائیں گے اور وہ ہمارے پاس (مال و اولاد سے) تنہا ہو کر آوے گا اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود تجویز کر رکھے ہیں تا کہ ان کے لئے وہ (عنداللہ) باعث عزت ہوں (ایسا) ہرگز نہیں (ہوگا بلکہ) وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے اور ان کے مخالف ہو جاویں گے

تفسیر: کافروں کی ناسمجھی: پس جبکہ کفار کی حالت وہ ہے جو ابھی معلوم ہوئی تو اے رسول) آپ نے اسے[1] بھی دیکھا جس نے

---

[1] یہ مقولہ عاص بن وائل کا بیان کیا جاتا ہے۔ جس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ حضرت خباب بن الارت کی مزدوری کے کچھ دام اس کے ذمہ تھے انہوں نے تقاضا کیا اس نے نہ دیئے اور کہا کہ تم لوگ قیامت کو مانتے ہو۔ قیامت میں تم میرے پاس آنا میں وہیں تمہیں دیدوں گا۔ کیونکہ جس طرح خدا نے مجھے یہاں مال اور اولاد دی ہے یونہی وہ مجھے وہاں بھی دیگا ۱۲

ہماری آیتوں کو نہ مانا۔ اور اس کے ساتھ یہ جرات کہ) کہا۔ کہ مجھے (قیامت میں) مال اور اولاد دی جائیگی۔ بھلا دیکھئے تو سہی کس قدر غلط دعویٰ ہے) کیا اس نے غیب کو دیکھ لیا ہے۔ یا (اس کے متعلق) خدا سے معاہدہ لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں (نہ اس نے غیب کو دیکھا۔ اور نہ خدا سے کوئی معاہدہ کیا ہے بلکہ یہ محض ایک غلط دعوی ہے۔ جس کا منشا محض کفر پر جرات ہے لہٰذا) ہم جو وہ کہتا ہے اسے بھگتیں گے۔ اور (بروز محاسبہ و جزاء اس کی اس جرات کے عوض میں) اس کا عذاب بڑھائیں گے اور جو وہ کہتا ہے (یعنی مال اور اولاد اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ اور) ہم اس میں اس کے جانشین ہوں گے اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا (اس لئے اور تو اسے کیا دیا جاتا۔ جو کچھ دیا گیا ہے۔ وہ بھی اس کے پاس نہ رہنے دیا جائے گا۔ خیر یہ مضمون بھی ختم ہوا) اور (تم کو اوپر شرک کی برائی بھی معلوم ہوگئی مگر) ان (مشرک) لوگوں نے خدا کے سوا بہت سے معبود بنائے تا کہ وہ ان کیلئے ایک بڑی قوت ہوں ہرگز (ایسا) نہیں (ہوسکتا) وہ ان کے لئے قوت تو کیا ہوتے) وہ تو ان کی عبادت کے بھی منکر ہو جائیں گے۔ اور ان کے مخالف بن جائیں گے۔ (چنانچہ معبودان باطلہ کے انکار اور ان کی مخالفت کے مضامین پہلے گزر چکے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيٰطِينَ عَلَى الْكٰفِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ
عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُونَ
الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ
جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ أَنْ دَعَوْا
لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فَرْدًا ﴿۹۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ
بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ
قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

ترجمہ: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر (ابتلاءً) چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو (کفر و ضلال پر) خوب ابھارتے رہتے ہیں سو آپ ان کے لئے جلدی نہ کیجئے ہم ان کی باتیں خود شمار کر رہے ہیں اور جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن (کے دار النعیم) کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے (وہاں) کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھے گا مگر ہاں جس نے رحمٰن کے پاس (سے) اجازت لی ہے اور (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد (بھی) اختیار کر رکھی ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) تم نے (جو) یہ (بات کہی تو) ایسی سخت حرکت کی ہے کہ

اس کے سبب کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں اس بات سے، کہ وہ لوگ خدا کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے (کیونکہ) جتنے بھی کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا تعالیٰ کے روبرو غلام ہو کر حاضر ہوتے ہیں (اور) اس نے سب کو (اپنی قدرت میں) احاطہ کر رکھا ہے اور سب کو شمار کر رکھا ہے اور قیامت کے روز سب کے سب اس کے پاس تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا سو ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان (عربی) میں اس لئے آسان کیا ہے کہ آپ اس سے متقیوں کو خوشخبری سنا دیں اور (نیز) اس سے جھگڑالو آدمیوں کو خوف دلا دیں اور ہم نے ان کے قبل بہت سے گروہوں کو (عذاب وقہر سے) ہلاک کر دیا ہے (سو) کیا آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان کی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں۔

شیطان کے اثرات انسان پر اور اس کے نتائج

تفسیر: اے رسول کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانین کو ان کافروں پر یوں چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو (کفریات پر) ابھارتے (اور ان کے منہ سے ایسی بیہودہ باتیں کہلاتے) ہیں (یہ حالت ان کی بیشک ایسی ہے کہ ان کو سزا دیجائے اور ان کے ان کفریات کا مزہ چکھایا جائے) سو آپ ان کے متعلق جلدی نہ کیجئے (ان کو بہت جلد عذاب دیا جانے والا ہے اور) ہم صرف ان کیلئے دن گن رہے ہیں، (چنانچہ) جس روز ہم متقین کو جمع کر کے خدا کے پاس بطور وفد کے (اور عزت کے ساتھ) لائیں گے اور مجرمین کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح (اور ذلت کے ساتھ ہکائیں گے۔ اس روز (ان لوگوں کو سخت سزا دیجائے گی اور) یہ لوگ سفارش کے بھی حقدار نہ ہوں گے ہاں جن لوگوں نے ایمان کو لا کر حق تعالیٰ سے نجات کا عہد لے لیا ہے۔ (ان کو سزا ہی نہ دیجائے گی۔ یا سفارش سے رہا کر دیا جائے گا خیر یہ مضمون بھی ختم ہوا۔

خدا تعالیٰ پر اتہام اولاد

اور (اوپر یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ حق تعالیٰ اولاد بنانے سے منزہ ہے مگر) ان لوگوں نے (بلاوجہ) کہا کہ خدا نے اولاد بنائی (ارے مدعیو) یقیناً تم نے بڑی سخت برائی کا ارتکاب کیا قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں۔ اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں کہ انہوں نے خدا کے لئے اولاد کا دعویٰ کیا خدا منزہ ہے اولاد سے خدا کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ اولاد بنائے (خوب سمجھ لو کہ خدا کیلئے کوئی بیٹا بیٹی نہیں۔ بلکہ) آسمانوں میں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ صرف اس کے سامنے ایک بندہ کی حیثیت سے حاضر ہونے والا ہے (اور کسی کی مجال نہیں کہ وہ اپنے لئے خدا کا بیٹا یا بیٹی ہونے کا دعویٰ کرے اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں کیونکہ) اس نے سب کا احصار کر رکھا ہے اور ان کو پورے طور پر گن رکھا ہے (لہٰذا سب کو اس کے سامنے بندگانہ طور پر مجبوراً حاضر ہونا ہوگا) اور وہ سب کے سب اس کے سامنے تنہا ہونے کی حالت میں آئیں گے جن کا نہ کوئی یار ہوگا، نہ مددگار، بلکہ بے کس و بے چارہ ہوں گے)۔

اہل ایمان سے سلوک

ہاں جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے (وہ اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ) ان کیلئے حق تعالیٰ دوستی پیدا کرائے گا (اور وہ آپس میں ایک

دوسرے کی دوستی کریں گے)۔ یہ واقعات ہیں) پس (آپ ان کی تبلیغ کیجئے۔ کیونکہ) ہم نے اس کو آپ کی زبان میں اسی لئے آسان کیا ہے۔ تاکہ آپ اس سے متقین کو خوش خبری دیں۔ اور اس سے ناحق جھگڑنے والے لوگوں کو ڈرائیں (مبادا ان پر ان کی شرارت کے سبب عذاب نازل ہو) (یہ بات کچھ ناممکن نہیں۔ کیونکہ) ہم پہلے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں (اچھا تمہیں کہو) کیا تم ان میں سے کسی کو بھی دیکھتے ہو۔ یا تم ان کی کوئی خفیف آواز بھی سنتے ہو (جبکہ نہیں دیکھتے اور نہیں سنتے تو ہمارا یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ بس جبکہ ہم نفس ہلاک پر قادر ہیں تو تعذیباً ہلاک پر بھی قادر ہیں اور اس کے انکار کی وجہ نہیں اور لوگوں کو عذاب کا انکار نہ کرنا چاہیے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمٰنُ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ
خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝

ترجمہ: (سورۂ طٰہٰ مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں) شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ طٰہٰ (کے معنی تو اللہ کو معلوم ہیں) ہم نے آپ پر قرآن (مجید) اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لئے (اتارا ہے) کہ جو (اللہ سے) ڈرتا ہو یہ اس ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے (اور) وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے اسی کی ملک ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ہیں اور جو چیزیں تحت الثریٰ میں ہیں اور (علم کی یہ شان ہے کہ) اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے بھی زیادہ مخفی کو جانتا ہے وہ اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

نزول قرآن کا منشاء

تفسیر: (اے رسول) ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا ہے کہ آپ (کسی قسم کی) تکلیف اٹھائیں ہاں (ہم نے اسے) ان لوگوں کی نصیحت کیلئے (نازل کیا ہے) جو (خدا سے) ڈریں (پس آپ تبلیغ کئے جایئے اور اس کا خیال نہ کیجئے۔ کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں۔ جس کو خدا کا خوف ہوگا آپ مانے گا) یہ قرآن اس کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے وہ رحمٰن ہے۔ جس کی شان یہ ہے کہ وہ تخت سلطنت پر متمکن ہے (اور اپنی تمام بادشاہت کا انتظام کرتا ہے) اسی کی ہیں تمام وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں۔ اور جو ان کے درمیان میں ہیں اور جو تحت الثریٰ میں ہیں اور (علم کی اس کے یہ حالت

ہے کہ) اگر تم زور سے بات کرو تو۔ (وہ اسے بھی جانتا ہے اور اگر چپکے سے بات کرو تو اسے بھی جانتا ہے۔ کیونکہ) وہ ہر پوشیدہ شئے اور اس سے بھی مخفی شے کو جانتا ہے (پھر زور سے کی ہوئی بات اس پر کیا مخفی رہ سکتی ہے)۔

رب العزت: وہ اللہ ہے جس کی شان یہ ہے کہ بس وہی معبود ہے۔ اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے اچھے نام ہیں (مثلاً خالق رب، معبود آلہ وغیرہ اور کوئی ان میں اس کا شریک نہیں۔ پس ایسے خدا کی نازل کی ہوئی کتاب ضرور اس کی مستحق ہے کہ لوگ اسے مانیں۔ اور اسے قبول کریں اور چونکہ وہ بادشاہ اور مالک اور ہر شے کا جاننے والا ہے اس لئے نافرمانوں کیلئے سخت سزا کا اندیشہ ہے۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۪ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۙ ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۚ ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

ترجمہ: اور کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السلام کے قصہ) کی خبر بھی پہنچی ہے جبکہ انہوں نے (مدین سے آتے ہوئے رات کو) ایک آگ دیکھی سو اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ تم ٹھہرے رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں یا (وہاں) آگ کے پاس رستہ کا پتہ مجھ کو مل جاوے سو وہ جب اس (آگ) کے پاس پہنچے تو ان کو منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں پس تم اپنی جوتیاں اتار ڈالو (کیونکہ) تم ایک پاک میدان یعنے طویٰ میں ہو (یہ اس کا نام ہے) اور میں نے تم کو (نبی بنانے کے لئے) منتخب فرمایا ہے سو (اس وقت) جو کچھ وحی کی جا رہی ہے اس کو سن لو (وہ یہ ہے کہ) میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تم تو میری ہی عبادت کرو اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو اور دوسری بات یہ سنو کہ) بلاشبہ قیامت آنے والی ہے میں اس کو (تمام خلائق سے) پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جاوے سو تم کو قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پاوے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی (نفسانی) خواہشوں پر چلتا ہے کہیں تم (اس بے فکری کی وجہ سے) تباہ نہ ہو جاؤ اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا

چیز ہے۔ (اے موسیٰ انہوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے (کبھی اس پر سہارا لگاتا ہوں اور (کبھی) اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی کام (نکلتے) ہیں ارشاد ہوا کہ اس کو (زمین پر) ڈال دو اے موسیٰ سو انہوں نے اس کو ڈال دیا یکا یک وہ (خدا کی قدرت سے) ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا ارشاد ہوا کہ اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اسکو اس کی پہلی حالت پر کر دیں گے اور تم اپنا (داہنا) ہاتھ اپنی (بائیں) بغل میں دے لو (پھر نکالو) وہ بلا کسی عیب (یعنی) بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا کہ یہ دوسری نشانی ہوگی تا کہ ہم تم کو اپنی (قدرت کی) بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھلائیں (اب یہ نشانیاں لے کر) تم فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔

تفسیر: **قصہ موسیٰؑ**: اور (اے رسولؐ) آپ کو موسیٰ کا قصہ بھی پہنچا ہے (آپ یہ قصہ سنئے۔ بہت مفید قصہ ہے۔ جو کہ بہت سی مفید باتوں پر مشتمل ہے۔ وہ قصہ یہ ہے کہ) جس وقت (وہ مدین سے واپس ہوتے ہوئے اپنے گھر والوں کو اپنے ساتھ مصر لیجارہے تھے۔ اور تاریکی کی وجہ سے راستہ بھول گئے تھے۔ اور) انہوں نے ایک آگ کو دیکھ کر اپنے گھر کے لوگوں سے کہا تھا کہ تم یہیں ٹھہرو۔ مجھے آگ دکھائی دی ہے (میں جاتا ہوں) ممکن ہے کہ میں اس میں۔ سے تمہارے پاس کچھ آگ لے آؤں۔ (جس سے تم تاپو۔ یا اس کی روشنی میں راستہ معلوم کرو) یا میں آگ پر کوئی رہنمائی پاؤں (اور وہاں مجھے کوئی ایسا شخص ملے جو راستہ جانتا ہو۔ اور ہمیں بتلا دے تو اس وقت وہ آگ کی طرف چلے۔

حضرت موسیٰ کو آواز

پس جبکہ وہ اس کے پاس آئے۔ تو ان کو کوہ طور کی دائیں جانب سے آواز دی گئی۔ کہ اے موسیٰ میں (تمہیں آواز دینے والا) تمہارا رب ہوں۔ لہٰذا تم (میرے حکم سے) اپنے جوتے اتار دو۔ کیونکہ تم ایک پاک وادی میں ہو۔ جس کا نام طویٰ ہے۔ اور میں نے تمہیں (اپنی رسالت کیلئے) منتخب کیا ہے لہٰذا تم ان باتوں کو توجہ سے سنو۔ جو تمہاری طرف وحی کی جاتی ہیں (وہ باتیں یہ ہیں۔ کہ) میں خدا ہوں صرف میں ہی معبود ہوں۔ اور کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا تم میری پرستش کرو۔ اور میری یاد کیلئے ٹھیک ٹھیک نماز پڑھتے رہو (کیونکہ یہ میری یاد کا بہتر طریقہ ہے۔ تم کو یہ بھی واضح ہو کہ) قیامت آنیوالی ہے۔ جس کو میں قریب قریب مخفی رکھوں گا (اور اس کا وقت نہ بتلاؤں گا۔ اور وہ اسلئے آنے والی ہے۔) تا کہ ہر شخص کو اس کی کوشش کا بدلہ دیا جائے۔ لہٰذا یہ نہ ہونا چاہیے۔ کہ تم کو کوئی ایسا شخص جو اس کو نہیں مانتا اور اپنی خواہش کا پیرو ہے تم (عملاً یا اعتقاداً) اس سے مانع ہو جائے (اور یا تم اس کو تسلیم ہی نہ کرو۔ یا اس کے لئے عمل میں کوتاہی کرو) اور اس طرح تم تباہ ہو جاؤ۔ (پس ان تمام باتوں کو خوب ذہن نشین کر لو۔ اور ان پر پورے طور پر کاربند ہو۔

حضرت موسیٰ کو عطائے معجزہ عصیٰ

اور اچھا اے موسیٰ (یہ تو بتاؤ) یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس سے سہارا لیتا ہوں۔ اور اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میری اور بھی ضروریات ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (اچھا اب) اسے (ہاتھ سے) ڈالدو۔ اب انہوں نے اسے ڈالا تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ ایک سانپ ہے جو کہ دوڑتا ہے (یہ حالت دیکھ کر وہ ڈر کے بھاگے) حق تعالیٰ نے فرمایا اسے پکڑ لو اور ڈرو مت۔ ہم اسے اس کی پہلی حالت میں لوٹا دیں گے (اور پھر لاٹھی بنا دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اسے پکڑا اور وہ پھر لاٹھی ہو گئی)۔

معجزہ ید بیضاء: اور (حق تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ) تم اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملاؤ (یعنی اسے بغل میں دے لو) وہ بطور ایک دوسری دلیل (قدرت) کے بلا کسی مرض کے سفید نکلے گا۔ (یہ ہم نے اس لئے کیا ہے) تا کہ ہم تمہیں اپنے بڑے دلائل (قدرت) کے کچھ نمونے دکھلائیں (تا کہ تمہارے یقین کو مزید قوت حاصل ہو۔ کیونکہ علم استدلالی اور علم مشاہدہ میں بہت فرق ہے۔ علم استدلالی میں وہم کو مداخلت کا موقع ملتا ہے۔ اور علم مشاہدہ میں وہم کی کمر ٹوٹ جاتی ہے اچھا تو) اب تم فرعون کے پاس جاؤ (اور اسے ہدایت کرو) وہ بہت حد سے بڑھ گیا ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿٣٥﴾

ترجمہ: عرض کیا کہ اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کر دیجئے اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرما دیجئے اور میری زبان پر سے بستگی (لکنت کی) ہٹا دیجئے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کر دیجئے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجئے اور ان کو میرے (اس تبلیغ کے) کام میں شریک کر دیجئے تا کہ ہم دونوں آپ کی خوب کثرت سے پاکی (شرک کے نقائص سے) بیان کریں اور آپ کا خوب کثرت سے ذکر کریں بیشک آپ ہم کو خوب دیکھ رہے ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

تفسیر: انہوں نے کہا۔ کہ اے میرے پروردگار (فرعون بڑا شخص ہے اور میں انسان ہوں۔ اور انسانی کمزوری مجھ میں بھی ہے۔ اس لئے طبعی طور پر جی ہچکچاتا ہے) آپ میرا سینہ کھول دیجئے (اور مجھے حوصلہ اور ہمت دیجئے۔ تا کہ نہ میں اس سے مرعوب ہوں اور نہ اس کی دھمکیوں وغیرہ کی پرواکروں) اور میرے لئے کام کو آسان کر دیجئے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دیجئے کہ وہ میری بات سمجھ لیں (یعنی مجھے قوت گویائی عطا فرمائیے تا کہ میں اپنی مدعا کو خوبی کے ساتھ ظاہر کرسکوں۔

ایک معاون کیلئے درخواست

اور میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارونؑ کو میرا مددگار بنائیے یعنی اس سے میری کمر مضبوط کیجئے اور اس کو (نبوت دے کر) میرے کام میں میرا شریک بنائیے تا کہ ہم دونوں آپ کی بہت تسبیح کریں اور آپ کی بہت یاد کریں (کیونکہ اول تو دو کی تسبیح اور ذکر ایک تسبیح سے زائد ہے۔ دوسرے جب ایک سے دوسرے کو تقویت ہوگی تو جمعیت قلب حاصل ہوگی۔ اور اس سے تسبیح و ذکر میں زیادتی ہوگی۔ تیسرے یہ ایک احسان دائمی شکر ہوگا اس لئے بھی تسبیح اور ذکر میں زیادتی ہوگی) یقیناً آپ ہم کو خوب دیکھنے والے (اور ہماری کمزوریوں اور ہماری ضرورتوں سے خوب واقف) ہیں (اس لئے آپ جانتے ہیں کہ میں یہ درخواست ضرورت کی بناء پر کر رہا ہوں۔

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ
مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ
عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ
فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ
نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ
عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي
ذِكْرِي ﴿٤٢﴾ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾
قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَا ۖ إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ ﴿٤٦﴾

ترجمہ: ارشاد ہوا کہ تمہاری (ہر) درخواست منظور کی گئی اے موسیٰؑ اور ہم تو ایک دفعہ اور بھی (اس کے قبل بے درخواست ہی) تم پر احسان کر چکے ہیں جبکہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتلانے کی تھی (وہ) یہ کہ موسیٰ کو (جلادوں کے ہاتھوں سے بچانے کیلئے) ایک صندوق میں رکھو پھر ان کو دریا میں ڈال دو پھر دریا ان کو (مع صندوق کے) کنارے تک لے آوے گا (آخر کار) ان کو ایک شخص پکڑ لے گا جو (کافر ہونے کی وجہ سے) میرا بھی دشمن ہے اور ان کا بھی دشمن ہے اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا (تا کہ جو تم کو دیکھے پیار کرے) اور تا کہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ (یہ قصہ اس وقت کا ہے) جبکہ تمہاری بہن چلتی ہوئی آئیں پھر کہنے لگیں کیا تم کو ایسے شخص کا پتہ دوں جو اس کو اچھی طرح پالے رکھے پھر (اس تدبیر سے) ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پھر پہنچا دیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کو غم نہ رہے اور تم نے (غلطی سے) ایک شخص (قبطی) کو جان سے مار ڈالا پھر ہم نے تم کو اس غم سے نجات دی اور ہم نے تم کو خوب خوب محنتوں میں ڈالا پھر (مدین پہنچے اور) مدین والوں میں کئی سال رہے پھر ایک خاص وقت پر تم (یہاں) آئے اے موسیٰ اور (یہاں آنے پر) میں نے تم کو اپنے لئے منتخب کیا (سو اب) تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں (یعنی معجزات) لے کر جاؤ اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہے پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کرلے یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جائے دونوں نے عرض کیا کہ ہمارے پروردگار ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ (کہیں) وہ ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ زیادہ شرارت نہ کرنے لگے ارشاد ہوا کہ تم اندیشہ نہ کرو (کیونکہ) میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سب سنتا دیکھتا ہوں۔

درخواست اور دعا کی قبولیت اور پہلے احسان کا تذکرہ

تفسیر: حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تمہارا مطلوب تم کو دیا گیا (یہ ہمارا تم پر احسان ہے) اور اس سے پہلے ایک اور دفعہ ہم تم پر احسان کر چکے ہیں یعنی اس وقت جبکہ ہم نے تمہاری ماں کی طرف اس امر کی وحی کی تھی جس کی اب (تمہاری طرف) وحی کی جا رہی ہے۔

بچپن کی حفاظت کی تدبیر

یعنی کہ اسے تابوت میں رکھ دو۔ پھر اسے دریا میں چھوڑ دو۔ پھر دریا اسے ساحل پر ڈالے کہ اسے میرا اور اس کا دشمن (یعنی فرعون لے لے (جس پر اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور تم فرعون کے یہاں پہنچ گئے) اور (فرعون سے محفوظ رکھنے کی یہ تدبیر کی کہ) مین نے تم پر اپنی جانب سے محبت ڈال دی (کہ جو کوئی تمہیں دیکھتا اسے تم پر پیار آتا) اور (یہ ہم نے اس لئے کیا) تاکہ تم میری آنکھ کے سامنے (اور میری نگرانی میں) پرورش کئے جاؤ۔ (اور تم کو کوئی بری نظر سے بھی نہ دیکھ سکے۔ الغرض ہم نے تم پر اس وقت احسان کیا تھا جبکہ یہ واقعات ہوئے) یعنی اس وقت جبکہ (تمہارے لئے انائیں بلائی جا رہی تھیں۔ اور تم کسی کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ اب) تمہاری بہن (فرعون کے یہاں) جاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ کیا میں تمہیں ایسی عورت بتاؤں جو اس کی (پرورش کی) ذمہ دار ہو جائے (جس پر وہ کہتے ہیں کہ ہاں ضرور بتلاؤ اس پر وہ تمہاری ماں کا پتہ دیتی ہے۔ اور تم اپنے ماں کے حوالہ کر دیئے جاتے ہو) پس (ان ترکیبوں سے) ہم نے تمہیں تمہاری میں کے پاس لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور وہ رنج نہ کرے (پس یہ ہمارے احسانات تھے جو ہم نے تم پر کئے تھے۔

قبطی کے مار ڈالنے کا وقت احسان اور مدین کا واقعہ

اور (دوسرے احسانات یہ ہیں کہ) تم نے (ایک شخص کو بلا قصد) مار ڈالا تھا (جس سے تم کو فرعون کی طرف سے بہت بڑا خطرہ تھا) پس ہم نے تمہیں (ایک خاص تدبیر سے) اس غم سے نجات دی (کہ تمہیں ان کے مشورہ کی ایک آدمی کے ذریعہ سے اطلاع کرا دی۔ اور تم وہاں سے بھاگ گئے) اور ہم نے تمہیں (شاق سفر اور بکریوں چرانے کا تکالیف وغیرہ سے) خوب پایا۔ لہٰذا تم (اسی حالت میں) برسوں مدین میں رہے۔ اس کے بعد (تب تم خوب صاف ہو گئے تو اب) اے موسیٰ تم ایک بڑی حیثیت کے آدمی ہو گئے اور میں نے تمہیں اپنا بنا لیا (یہ میرے انعامات تھے تم پر)۔

حضرت موسیٰ کو ہدایات الٰہی

(اچھا اب) تم یہی میری آیات لیکر جاؤ اور تمہارے بھائی بھی اور (دیکھو) میری یاد میں سستی نہ کرنا (اور مجھے برابر اس قاعدہ سے یاد کرتے رہنا جو تم کو بتلایا گیا ہے یعنی نماز و تسبیح وغیرہ) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ۔ کیونکہ وہ بہت حد سے بڑھ گیا ہے۔ اور اس سے نرمی سے گفتگو کرو ممکن ہے[۲] کہ وہ نصیحت مانے۔ یا (کم از کم) ڈرے (اور اس کے طغیان میں کچھ کمی آئے) ان دونوں نے کہا کہ اے ہمارے

---

[۱] جاء ھنا ناقصۃ. کمافی قولھم ماجاءت حاجتک ولم یتنبھوا لہ فقالوا ماقالوا ۱۲ منہ [۲] گو حق تعالیٰ کو معلوم تھا کہ فرعون ماننے والا نہیں ہے لیکن اگر اس امر کو موسیٰ علیہ السلام سے ظاہر کر دیا جاتا تو طبعی طور پر ان کی ہمت پست ہو جاتی اور وہ ایسی طرح تبلیغ نہ کر سکتے جس طرح سے کوئی ہدایت کی توقع کی حالت میں کرتا ہے۔ اس لئے ان پر اس کو ظاہر نہیں کیا گیا اور کلمہ لعل کا استعمال تذکر وخشیۃ کے امکان فی نفسہ کی بناء ہے نہ کہ اپنے ذاتی غم کی بنا پر فافہم ۱۲

رب ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر پیش دستی کرے (کیونکہ میرے ہاتھ سے اس کی قوم کا آدمی مارا گیا تھا اور وہ میری فکر میں تھا۔ لیکن میں چھپ کر بھاگ گیا تھا۔ اب جبکہ میں اس کے یہاں جاؤں گا۔ تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھے تنہا کو یا ہم دونوں کو پہلے ہی گرفتار کرلے) یا (ایسا تو نہ کرے بلکہ میری دعوت کو سن کر) حد سے بڑھ جائے (اور ہم پر کوئی تعدی کرے) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ڈرو نہیں (وہ تمہارا کچھ نہیں کرسکتا) میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں سنتا بھی ہوں۔ اور دیکھتا بھی ہوں۔ (پھر اس کی کیا مجال ہے کہ تم پر تعدی کرسکے)۔

فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۥ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ﴿٤٧﴾ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ﴿٥٣﴾ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿٥٤﴾

ترجمہ: سو تم اس کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے ہیں (کہ ہم کو نبی بنا کر بھیجا ہے) سو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور ان کو تکلیفیں مت پہنچا ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے (اپنی نبوت کا) نشان (یعنی معجزہ بھی) لائے ہیں اور ایسے شخص کے لئے سلامتی ہے جو (سیدھی) راہ پر چلے ہمارے پاس یہ حکم پہنچا ہے کہ (اللہ کا) عذاب اس شخص پر ہوگا جو (حق کو) جھٹلادے اور (اس سے) روگردانی کرے وہ کہنے لگا پھر (یہ بتلاؤ) تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ۔ موسیٰ نے کہا (ہمارا سب کا) رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر رہنمائی فرمائی فرعون نے کہا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر اعمال میں (محفوظ) ہے میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے وہ (رب) ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا اور اس (زمین) میں تمہارے (چلنے کے) واسطے راستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے نباتات پیدا کئے (اور تم کو اجازت دی کہ) خود (بھی) کھاؤ اور اپنے مواشی کو (بھی) چراؤ ان سب چیزوں میں اہل عقل کے واسطے (قدرت الٰہیہ کی) نشانیاں ہیں۔

بنی اسرائیل کے نجات کی اپیل کا حکم

تفسیر: پس تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے فرستادہ ہیں (اور اس نے ہمیں تیرے پاس بہت سے احکام دے کر بھیجا ہے۔ اور ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ اس سے کہو۔ کہ وہ بنی اسرائیل کو تکالیف میں مبتلا نہ رکھے اور اپنی غلامی سے انہیں رہائی

دے) لہٰذا تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ (اور نہیں تکلیف نہ دو (یہ ہمارا محض دعویٰ نہیں ہے بلکہ) ہم آپ کے پاس خدا کی نشانی لائے ہیں۔ اور ہم یہ کہے دیتے ہیں کہ سلامتی اس پر ہے جو ہدایت کا اتباع کرے (پس اگر تم ہماری ہدایت کی پیروی کرو۔ تو تمہارے لئے ہر خطرہ سے امن ہے۔ ورنہ تمہارے لئے سخت عذاب کا خطرہ ہے کیونکہ) ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو (خدا کی باتوں کو) جھٹلائے۔ اور (ان کے ماننے سے) پیٹھ پھیرے (موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے یہ پیغام فرعون کو پہنچا دیا)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی باہم گفتگو

اب فرعون نے (موسیٰ کو مخاطب کر کے) کہا کہ اے موسیٰ (وہ) تمہارا (دونوں کا) رب کون ہے (جس نے تمہیں یہ پیغام دے کر بھیجا ہے) انہوں نے کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی پیدائش عطا کی ہے (یعنی اسے پیدا کیا ہے) پھر (ان میں سے جو ذوی العقول تھے ان کو) صحیح راستہ بتایا ہے۔ اس جواب پر اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ اس نے ایک مستقل دوسرا سوال کیا اور اس نے کہا کہ اچھا پہلی جماعتوں کا کیا حال ہے۔ (اس سے غالباً اس کا مقصود ان کے علم مغیبات کے متعلق جانچ کرنی تھی یا اور کچھ مقصود ہو۔ واللہ اعلم) انہوں نے کہا کہ ان کے (تفصیلی) معلومات میرے خدا کی یہاں ایک کتاب (لوح محفوظ) میں موجود ہیں (نیز میرا رب نہ کسی شئے سے چوکتا ہے (کہ کوئی چیز اس کے علم سے رہ جائے) اور نہ وہ (کسی شئے کو) بھولتا ہے (لہٰذا وہ کتاب سے علیحدہ بھی ان کے حالات جانتا ہے اور اس کا علم کتاب تک محدود نہیں ہے۔

حضرت حق کے احسانات

یہاں تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب نقل کر کے حق تعالیٰ بطور جملہ معترضہ کے فرماتے ہیں کہ (وہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھو بنایا۔ اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے مختلف قسم کے نباتات پیدا کئے (اور کہہ دیا) کہ تم خود بھی کھاؤ۔ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ (اور یہ باتیں کسی اور کیلئے ثابت نہیں۔ لہٰذا وہی تمہارا رب اور معبود ہے اور کوئی نہیں اور) ان باتوں میں بہت سے دلائل (توحید) ہیں عقل والوں کیلئے (جو اپنی عقل کو کام میں لا کر صحیح بات کو معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ پس تم کو عقل سے کام لینا چاہیے۔ اور بیوقوف نہ بننا چاہیے۔ تم کو واضح ہو کہ)۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا
فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ
مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ
يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ
مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾

فَتَنَازَعُوٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾

ترجمہ: ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو (بعد موت) لے جاویں گے اور (قیامت کے روز) پھر دوبارہ اسی سے ہم تم کو نکال لیں گے اور ہم نے اس (فرعون) کو اپنی سب ہی نشانیاں دکھلائیں سو (جب بھی) وہ جھٹلایا ہی کیا اور انکار ہی کرتا رہا (اور) کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم ہمارے پاس اس واسطے آئے ہو (گے) کہ ہم کو ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کرو سو اب ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لاتے ہیں تو ہمارے اور اپنے درمیان میں ایک وعدہ مقرر کرلو جس کو نہ ہم خلاف کریں اور نہ تم خلاف کرو کسی ہموار میدان میں (تاکہ سب دیکھ لیں) موسیٰ نے فرمایا تمہارے (مقابلہ کے) وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں (تمہارا) میلہ ہوتا ہے اور (جس میں) دن چڑھے لوگ جمع ہو جاتے ہیں غرض (یہ سن کر) فرعون (دربار سے اپنی جگہ) لوٹ گیا پھر اپنا مکر کا (یعنی جادو کا) سامان جمع کرنا شروع کیا پھر آیا اس وقت موسیٰ نے ان (جادوگر) لوگوں سے فرمایا کہ ارے کم بختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ وافترا مت کرو کبھی خدا تعالیٰ تم کو کسی قسم کی سزا سے بالکل نیست ونابود ہی کردے اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ (آخر کو) ناکام رہتا ہے پس جادوگر (یہ بات سن کر) باہم اپنی رائے میں اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے (آخری نتیجہ سب متفق ہوکر) کہنے لگے کہ بیشک یہ دونوں جادوگر ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو (کے زور سے) تم کو تمہاری زمین سے نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ (مذہبی) طریقہ کا دفتر ہی اٹھادیں تو اب تم مل کر اپنی تدبیر کا انتظام کرو اور صفیں آراستہ کرکے (مقابلہ میں) آؤ اور آج وہی کامیاب ہے جو غالب ہوا۔

انسان کی پیدائش وموت

تفسیر: اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹادیں گے۔ اور اسی سے ہم تمہیں دوسری مرتبہ نکالیں گے (اور تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس ہوگی پس تمہیں ایسے کام نہ کرنے چاہیں۔ جس کی تمہیں سزا بھگتنی پڑے تمہارا شبہ قیامت کے متعلق صرف یہ ہے کہ ہم مٹی میں مل جانے کی بعد کیسے زندہ ہوجائیں گے سو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے بھی تو تم مٹی ہی میں ملے ہوئے تھے۔ اس وقت کیسے زندہ ہوگئے تھے۔ پس جس طرح اس وقت ہم نے تمہیں زندہ کیا تھا اسی طرح پھر مٹی میں ملا کر زندہ کردیں گے الغرض جس طرح یہ کلام قیامت کے آنے کے متعلق ایک دعویٰ ہے۔ یوں ہی یہی کلام اس کی دلیل بھی ہے۔ سبحان اللہ کیا لطیف کلام ہے خیر یہ دلائل تھے ہماری ربوبیت والوہیت وتوحید کے) اور یہ اپنے تمام دلائل ہم نے اسے دکھلائے تھے (کیونکہ ان میں کوئی بات بھی ایسی نہ تھی جو اس کے علم یا فہم سے باہر ہو مگر) اس پر بھی اس نے تکذیب کی۔ اور انکار کیا (چنانچہ اس نے کہا من ربکما یا موسیٰ۔ خیر یہ استطرادی مضمون تھا جو کہ ختم ہوگیا۔

حضرت موسیٰؑ کا معجزہ اور فرعون کا مناظرہ

اب اصل قصہ سنو۔ اس نے موسیٰ سے ان کی رسالت کی دلیل مانگی۔ انہوں نے لاٹھی کے اژدھا بن جانے کا معجزہ ثبوت میں پیش کیا اس پر اس نے اسے جادو بتلایا۔ اور) اس نے کہا کہ اے موسیٰ کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو سے ہماری سرزمین سے نکال دو۔ (اور خود اس پر قابض ہو جاؤ) سو ہم بھی تمہارے سامنے ایسا ہی جادو پیش کریں گے لہٰذا تم کسی ہموار جگہ کو ہمارے اور اپنے درمیان ایسا وعدہ گاہ بنا دو جس سے نہ ہم پیچھے رہیں نہ تم (بلکہ جو جگہ ہمارے اور تمہارے مقابلہ کیلئے طے ہو جائے اس جگہ مقررہ وقت پر ہم بھی پہنچ جائیں اور تم بھی) انہوں نے کہا کہ تمہارے (مقابلہ کے) وعدہ کا وقت میلہ کا دن ہے۔ پس میں بھی میلہ میں آ جاؤں گا اور تم بھی آ جانا) اور لوگوں[1] کا جمع کیا جانا دن چڑھے ہے (خلاصہ یہ کہ میلہ کے دن دوپہر سے پہلے ہمارا تمہارا میلہ ہی میں مقابلہ ہوگا)۔

مناظرہ کی تیاری: اب فرعون یہ طے کر کے چل دیا اور جا کر اپنا (سامان) مکر جمع کیا (یعنی تمام ماہرین سحر کو بلوایا۔ ان سے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کا عہد لیا۔ اور ان سے انعام وغیرہ کے وعدے کئے) اس کے بعد (مقررہ وقت پر میدان مقابلہ میں) آیا (جب دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو تبلیغ کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ

اور انہوں نے ان لوگوں سے (جو فرعون کے ساتھ ان کے مقابلہ کیلئے آئے تھے) کہا کہ ارے تمہارا برا ہو۔ تم (میری تکذیب اور کفر و شرک کر کے) خدا پر جھوٹ نہ تراشو۔ کہ وہ عذاب سے تمہارا استیاناس کر دے۔ اور (یہ میں کہے دیتا ہوں کہ مفتری کامیاب نہیں ہوتے اور) جس کسی نے بھی افترا کیا وہ ناکام ہوا (دنیا میں اس لئے کہ اس نے اپنے کو سچا ثابت کر کے کبھی سرخروئی حاصل نہیں کی۔ اور آخرت میں اس لئے کہ وہ آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو کر عذاب میں مبتلا ہوگا اور اگر وہ دنیا میں بھی مورد عذاب ہو جائے۔ تو یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں اور اگر دنیا میں عذاب سے بچ گیا تو یہ کوئی کامیابی نہیں۔ کیونکہ یہ محض چندروزہ ہے اور نتیجہ جہنم ہے)

باہم اختلاف اور مشورہ

اب (جبکہ انہوں نے یہ دھمکی سنی تو) آپس میں جھگڑا ہونے لگا (کسی نے کہا کہ اس سے مقابلہ مناسب نہیں۔ یہ آدمی سچا معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے اس کے خلاف کہا) اور یہ گفتگو انہوں نے (علی الاعلان نہیں کی۔ کیونکہ اول تو فرعون کا خوف تھا۔ دوسرے انہیں یہ بھی خیال ہوگا کہ اس سے ہماری فریق مقابل پر ہماری کمزوری ظاہر ہوگی۔ اس لئے انہوں نے یہ گفتگو) چپکے چپکے کی۔ اب (جو لوگ مقابلہ کرنا چاہتے تھے) انہوں نے ان لوگوں سے جو مقابلہ کے خلاف تھے) کہا کہ (تم اختلاف نہ کرو۔ اور اس کے باب میں ذرا وسوسہ کو دخل نہ دو) بلاشبہ یہ دونوں جادوگر ہیں۔ جو یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے نکال دیں۔ اور تمہارے عمدہ طریقہ کو (جس پر تم چل رہے ہو) فنا کر دیں۔ پس تم (اول) اپنی تدبیر کو پختہ کرو اس کے بعد صف بستہ ہو کر (ان کے سامنے میدان میں) آؤ (تا کہ ان پر تمہارا رعب پڑے) اور یہ سمجھ لو کہ جس نے آج غلبہ حاصل کر لیا۔ بس وہ کامیاب ہو گیا (لہٰذا اگر آج تم نے ان کو مات دیدی۔ تو پھر کامیابی کا سہرہ تمہارے سر ہے۔ اس

---

[1] ان یحشروا مبتداء و ضحی خبرہ تقدیرہ ان یحشروا کائن وقت الضحی. والجملة الخبرية بمعنى الانشاء اى يحشروا وقت ويحتمل تراكيب اخرى والله اعلم ۱۲

لئے تم کو چاہیے کہ مقابلہ میں پوری کوشش سے کام لو۔ اور ہر ممکن طریق سے انہیں شکست دو۔ اب وہ سب مقابلہ کیلئے تیار ہو گئے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا
حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾
قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ
سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ
وَمُوْسٰى ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ
عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ
قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۷۲﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ
مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا
وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ
عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾

ترجمہ: پھر انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ آپ (اپنا عصا) پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو پس یکا یک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کی نظر بندی سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے (سانپ کی طرح) چلتی دوڑتی ہوں سو موسیٰ کے دل میں تھوڑا سا خوف پیدا ہوا ہم نے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے اور (اس کی صورت یہ ہے) کہ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو (عصا) ہے اس کو ڈال دو ان لوگوں نے جو کچھ (سانگ) بنایا ہے یہ (عصا) سب کو نگل جائے گا یہ جو کچھ بنایا ہے جادوگروں کا سانگ ہے اور جادوگر کہیں جاوے (معجزے کے مقابلے میں کہیں) کامیاب نہیں ہوتا سو جادوگر سجدہ میں گر گئے اور (آواز بلند) کہا کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر فرعون نے کہا کہ بدوں اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں (یعنی میری خلاف مرضی) تم موسیٰ پر ایمان لے آئے واقعی (معلوم ہوتا ہے کہ) وہ (سحر میں) تمہارے بھی بڑے ہیں کہ انہوں نے تم کو سحر سکھلایا ہے سو میں تم سب کے ہاتھ پاؤں کٹواتا ہوں ایک طرف کا ہاتھ ایک طرف کا پاؤں اور تم سب کو کھجوروں کے

درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ہم دونوں میں (یعنی مجھ میں اور رب موسیٰ میں) کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے ان لوگوں نے صاف جواب دے دیا کہ ہم تجھ کو کبھی ترجیح نہ دیں گے بمقابلہ ان دلائل کے جو ہم کو ملے ہیں اور بمقابلہ اس ذات کے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھ کو جو کچھ کرنا ہو (دل کھول کر) کر ڈال تو بجز اس کے کہ اس دنیاوی زندگانی میں کچھ کرلے اور کر ہی کیا سکتا ہے بس اب تو ہم اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے تا کہ ہمارے (پچھلے) گناہ (کفر وغیرہ) معاف کردیں اور تو نے جو جادو (کے مقدمہ) میں ہم پر زور ڈالا اس کو بھی معاف کردیں اور اللہ تعالیٰ (تجھ سے) بدر جہا اچھے ہیں اور زیادہ بقا والے ہیں جو شخص (بغاوت کا) مجرم ہو کر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اس کے لئے دوزخ (مقرر) ہے اس میں نہ مرے ہی گا اور نہ جئے ہی گا اور جو شخص اپنے رب کے پاس مومن ہو کر حاضر ہوگا جس نے نیک کام بھی کئے ہوں سو ایسوں کے لئے بڑے اونچے درجے ہیں یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور جو شخص (کفر و معصیت) سے پاک ہو اس کا یہی انعام ہے۔

مناظرہ کی ابتدا

تفسیر: اور انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ یا تو یہ ہو۔ کہ تم (اپنا جادو) ڈالو اور یا یہ کہ ہم ان میں پہلے ہوں۔ جو کہ اپنا جادو) ڈالیں۔ موسیٰ نے کہا کہ (میں پہلے نہیں ڈالتا) بلکہ تم (پہلے) ڈالو اب (انہوں نے اپنا جادو ڈالا تو) یکا یک یہ ہوا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے موسیٰ کو یوں معلوم ہونے لگیں کہ وہ (سانپوں کی طرح) دوڑ رہی ہیں۔ اب تو موسیٰ کا جی دھک سے ہو گیا (اور وہ ڈر گئے) ہم نے (ان کی ہمت بندھائی اور) کہا کہ ڈرو مت غلبہ تمہیں کو ہوگا۔ اور (ہم نے ان سے یہ بھی کہا کہ) جو تمہارے ہاتھ میں ہے تم اسے ڈالو۔ وہ اس تمام شعبدہ کو نگل لیگا جو انہوں نے بنایا ہے (کیونکہ) جو انہوں نے شعبدہ بنایا ہے۔ وہ ایک جادوگر کا شعبدہ ہے۔ اور جادوگر جہاں بھی آئے (خواہ زمین سے آسمان پر پہنچ جائے۔ امر حق کے مقابلہ میں) کامیاب نہیں ہوسکتا (لہٰذا یہ کچھ بھی کریں تم پر کبھی غالب نہیں ہوسکتے پس موسیٰ نے ایسا ہی کیا اور ان کی لاٹھی اژدہا بن کر سب کو نگل گئی)۔

فرعونی جادوگروں کا ایمان اور فرعون کی ڈانٹ

اب (یہ حالت دیکھ کر تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے انہوں نے کہا کہ ہم تو موسیٰ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے (انہیں ڈانٹا اور) کہا کہ تم اس سے پہلے ہی ایمان لے آئے کہ میں تمہیں ایسا کرنے کی اجازت دوں (اور تم نے مجھ سے پوچھا بھی نہیں (معلوم ہوتا ہے کہ) وہ ضرور تمہارا افسر ہے۔ جس نے تمہیں جادو سکھلایا ہے (اور یہ تمہاری ملی بھگت اور جنگ زرگری تھی) لہٰذا میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مختلف جہت سے کاٹوں گا۔ (یعنی ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں) اور تمہیں کھجوروں کے تنوں میں سولی دوں گا۔ اور تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ ہم میں کس کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ پائیدار ہے (آیا میرا یا موسیٰ کے رب کا۔ جس سے ڈر کر تم نے میری نافرمانی کی ہے۔

جادوگروں کا جواب: انہوں نے کہا کہ ہم تجھے ان روشن حقائق پر جو ہمارے پاس آچکے ہیں۔ اور اس (خدا) پر جس نے

ہمیں پیدا کیا ہے۔ ترجیح نہیں دے سکتے۔ پس تو کرگزر جو تجھے کرنا ہے۔ تو صرف اس حیات دنیا کا فیصلہ کرسکتا ہے (کہ تو اسے ہم سے چھین لے۔ جیسا کہ تو نے اپنی دھمکی میں بیان کیا ہے۔ اس کے سوا تو کچھ نہیں کرسکتا۔ اور حیات دنیا اول تو خود کوئی معتد بہ چیز نہیں پھر وہ باقی رہنے والی بھی نہیں کیونکہ اگر آج نہ گئی تو کل جائے گی۔ پھر اس کے بچاؤ کیلئے ہم کفر کیوں اختیار کریں) ہم اپنے رب پر اس لئے ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمارے گناہ معاف کردے اور (بالخصوص اس) جادو کو (جو ہم نے موسیٰ کے مقابلہ میں کیا) جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا (کہ سپاہی سمجھ کر ہمیں بلوایا۔ اور بلوا کر شاہی اثر سے ہم سے یہ کام لیا۔ اور یہ ہمارا مقصد اس صورت میں بھی فوت نہیں ہوتا کہ تو ہمیں مار ڈالے۔ پھر ہم تیری دھمکی سے ایمان سے کیسے ہٹ سکتے ہیں) اور (دوسری بات یہ ہے کہ) خدا (نفع رسانی میں تجھ سے) بہتر اور (بقاء کے لحاظ سے تجھ سے زیادہ باقی رہنے والا ہے (لہٰذا نہ تیرا نفع اس کے نفع کے برابر ہوسکتا ہے اور نہ اس نفع کی پائیداری۔ خدا کے نفع کے پائیداری کے برابر ہوسکتی ہے پھر ہم تجھے اس کے مقابلہ میں کیسے ترجیح دے سکتے ہیں۔ یہاں تک ساحروں کا بیان ختم ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ: اب حق تعالیٰ استطراداً فرماتے ہیں۔ کہ فرعون کی سزا کو حق تعالیٰ کی سزا سے اور فرعون کے انعام کو حق تعالیٰ کے انعام سے کیا نسبت کیونکہ) بلاشبہ جو کوئی اپنے رب کے سامنے مجرمانہ حالت میں آئے گا۔ اس کے لئے دوزخ ہے۔ جس میں نہ وہ مرے گا (کیونکہ وہاں موت بھی نہیں) اور نہ جئے گا (کیونکہ ان کا جینا موت سے بدتر ہوگا بھلا یہ سزا فرعون کے قبضہ میں کب ہے) اور جو کوئی اپنے رب کے پاس ایسا مومن ہونے کی حالت میں آئے گا کہ اس نے نیک کام کئے تھے تو ایسے لوگوں کیلئے بڑے درجے ہیں یعنی ہمیشہ رہنے کے وہ باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی (اور عارضی طور پر بھی نہیں بلکہ) یوں کہ وہ لوگ ان میں ہمیشہ کو رہیں گے۔ اور یہ بھی معاوضہ ہے اس کا جو (کفر و معاصی سے) پاک ہوجائے (اور وہ اس معاوضہ کے قابل ہے۔ اور فرعون اپنے اوپر ایمان لانے والوں کو یہ معاوضہ کب دے سکتا ہے پس اس کے انعام کو حق تعالیٰ کے انعام سے کیا نسبت، لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں اور اس کے انعام کے حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس کے سوا کسی کی جزاء و سزا کی طرف التفات نہ کریں اور ساحروں نے بہت اچھا کیا۔ کہ انہوں نے فرعون کو خدا پر ترجیح نہیں دی۔ یہاں تک کہ استطرادی مضمون تمام ہوا۔ اب حق تعالیٰ اصل قصہ کی طرف عود فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ واقعات ہوچکے اور فرعون کو اس مقابلہ میں شکست فاش ہوئی مگر وہ اس پر بھی باز نہ آیا اور برابر سرکشی کرتا رہا۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۥ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ
دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ
فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ
جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ
وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾

وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَ مَاۤ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤى اَثَرِیْ وَ عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا اَفَطَالَ عَلَیْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ ﴿۸۶﴾

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے (ان) بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو (مصر سے) راتوں رات (باہر) لے جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں (عصا مار کر) خشک رستہ بنا دینا نہ تم کو کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ اور کسی قسم کا خوف ہوگا پس فرعون اپنے لشکروں کو لے کر ان کے پیچھے چلا تو دریا ان پر جیسا ملنے کو تھا آ ملا اور فرعون اپنی قوم کو بری راہ لایا اور نیک راہ ان کو نہ بتلائی اے بنی اسرائیل (دیکھو) ہم نے تم کو تمہارے (ایسے بڑے) دشمن سے نجات دی اور ہم نے تم سے (یعنی تمہارے پیغمبر سے) کوہ طور کی داہنی جانب آنے کا وعدہ کیا اور (وادی تیہ میں) ہم نے تم پر من وسلویٰ نازل فرمایا (اور اجازت دی کہ) ہم نے یہ نفیس چیزیں تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس (کھانے) میں حد (شرعی) سے مت گزرو کہیں میرا غضب تم پر واقع ہو جاوے اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوتا ہے وہ بالکل گیا گزرا ہوا اور (نیز اس کے ساتھ یہ بھی کہ) میں ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں پھر (اسی راہ پر) قائم (بھی) رہیں اور اے موسیٰ آپ کو اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا انہوں نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ یہی تو ہیں میرے پیچھے پیچھے (آ رہے ہیں) اور میں آپ کے پاس جلدی سے اس لئے چلا آیا کہ آپ (زیادہ) خوش ہوں گے ارشاد ہوا کہ تمہاری قوم کو تو ہم نے تمہارے (چلے آنے کے) بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا غرض موسیٰ (بعد انقضاء میعاد کے) غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے (اور) فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا تم پر (میعاد مقرر سے کچھ) زیادہ زمانہ گزر گیا تھا یا تم کو یہ منظور ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب واقع ہو اس لئے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو خلاف کیا۔

حضرت موسیٰ کو وحی کہ بنی اسرائیل کو لے کر چپکے سے چل دیں

تفسیر: اور (چونکہ وہ بنی اسرائیل کو تکلیفیں دیتا تھا۔ اور ان کو اپنے پنجہ ظلم سے نجات دینے پر آمادہ نہ ہوتا تھا۔ اس لئے ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی تم میرے بندوں کو (چپکے سے) رات کے وقت (یہاں سے نکال) لیجاؤ اور ان کیلئے ایسی حالت میں (اپنی لاٹھی مار کر) سمندر میں ایک خشک راستہ بناؤ۔ کہ نہ تمہیں (فرعون وآل فرعون کے) آ لینے کا اندیشہ ہو اور نہ (اور کسی قسم کا) خوف ہو (پس موسیٰ علیہ

السلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور وہ اپنی قوم کو رات کے وقت چپکے سے لیکر روانہ ہو گئے)۔

فرعون کا تعاقب اور ان کی غرقیابی

اب (جبکہ بنی اسرائیل کے چلے جانیکا علم ہوا تو) فرعون نے اپنی فوجوں کو لیکر ان کا تعاقب کیا۔ (اور سمندر میں خشک راستہ دیکھ کر اس میں کو فوجوں سمیت ہولیا) سو (اب کیا تھا سمندر دونوں طرف سے آکر مل گیا اور) سمندر کا وہ پانی ان کے پاس آگیا جو ان پر چھا گیا (اور جس میں ڈوب گئے) اور (افسوس کہ) فرعون اپنی قوم کو غلط راستہ پر لے چلا (جس کا نتیجہ ان کو مل گیا) اور وہ (انہیں) صحیح راستہ پر نہیں لے چلا (جیسا کہ اس کا دعویٰ تھا کہ واہدیکم الا سبیل الرشاد۔ اگر واقعی وہ انہیں صحیح راستہ پر لے چلتا تو یہ روز بد انہیں نہ دیکھنا پڑتا۔ خیر اس قصہ کو یہاں تک پہنچا کر استطراداً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بنی اسرائیل کو خطاب فرماتے ہیں۔

عہد نبوی کا بنی اسرائیل کو خطاب

(اور فرماتے ہیں کہ) اے بنی اسرائیل (ہم نے تم پر بڑے بڑے انعام کئے چنانچہ) ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی (جس کا ذکر ابھی سن چکے ہو) اور ہم نے تم سے طور کی دائیں جانب کا وعدہ کیا (کہ تم وہاں آؤ۔ ہم تمہیں ایک دستور العمل یعنی کتاب تورات دیں گے) اور ہم نے تم پر (وادی تیہ میں) من وسلویٰ اتارا۔ تم ان نعمتوں کی قدر کرو اور ایمان لاؤ) ہم نے جو چیزیں تمہیں کھانے کو دی ہیں انہیں کھاؤ اور ان میں (مبتلا ہو کر) سرکشی نہ کرو۔ کہ تم پر (اس سرکشی کی وجہ سے) بڑا غضب نازل ہو۔ (اور تم جائز طور پر میرے غضب کے مورد بن جاؤ) اور (یہ یاد رکھو کہ) جو کوئی ایسا ہو کہ اس پر میرا غضب نازل ہو۔ تو بس وہ غارت ہی ہو گیا۔ اور (جو کوتاہیاں اب تک کر چکے ہو ان سے توبہ کرو کیونکہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ میں ان لوگوں کو بڑا بخشنے والا ہوں جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور اچھا کام کریں اس کے بعد وہ (ان باتوں کے کرنے سے) بالکل صحیح راستہ پر ہو جائیں (یہاں تک استطرادی مضمون تھا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ اصل قصہ کی طرف عود فرماتے ہیں۔

حضرت موسیٰ کو ہدایت حق اور توریت کا وعدہ

اور فرماتے ہیں کہ فرعون کو ڈبونے کے بعد ہم نے موسیٰ سے وعدہ کیا کہ تم مع اپنی قوم کے سرداروں کے کوہ طور پر آؤ اور چند روز عبادت میں مصروف رہو اس کے بعد ہم تمہیں تورات دیں گے اس پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سرداروں سے کہہ دیا کہ میں آگے چلتا ہوں تم بھی میرے پیچھے چلے آنا۔ یہ ہدایت کر کے وہ تو روانہ ہو گئے۔ اور اپنے بجائے ہارونؑ کو اپنی قوم میں خلیفہ بنا گئے جب وہ کوہ طور پر پہنچے ہیں۔ تو ہم نے ان سے سوال کیا) اور (کہا کہ) اے موسیٰ تم اپنی قوم کو چھوڑ کر چل جلدی کیوں چلے آئے۔ (اور ان کے ساتھ کیوں نہ آئے) انہوں نے (اپنے ظن کے موافق کہا کہ وہ تو یہی تو ہیں میرے پیچھے (یعنی میں انہیں چھوڑ نہیں آیا۔ بلکہ وہ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں) اور اے میرے پروردگار میں اس لئے آپ کے پاس جلدی چلا آیا کہ آپ خوش ہوں (خیر یہ گفتگو ہو چکی۔ اور موسیٰ اپنے کام میں لگ گئے اور اپنی قوم کا انتظار کرتے رہے۔ جب وہ نہ آئے۔ اور مدت بھی قریب الختم یا ختم ہو گئی اس وقت انہیں سخت تشویش ہوئی کہ آخر کیا بات ہوئی کہ وہ اب تک نہیں آئے حالانکہ میں کہہ آیا تھا کہ جلدی آنا اس کے جواب میں) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (وہ آتے کیسے) ہم نے تو تمہارے (چلے آنے

بعد تمہاری قوم کو (ان کے سوء اختیار کے سبب) بلا میں ڈال دیا اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا۔ (اس لئے وہ نہیں آسکے) اب موسیٰ (توریت لے کر) اپنی قوم کی طرف خفا اور سخت رنجیدہ ہونے کی حالت میں واپس ہوئے (اور وہاں پہنچ کر) کہا کہ اے قوم کیا تم سے تمہارے رب نے (ایک دستور العمل دینے کا) اچھا وعدہ نہیں کیا تھا سو کیا اسے کچھ بہت عرصہ گزر گیا تھا (کہ تمہیں یاد نہ رہا۔ یا تم مایوس ہوگئے تھے۔ اس وجہ سے تم نے یہ حرکت کی) یا تم یہی چاہتے تھے کہ تمہارے رب کا غضب تم پر نازل ہو جائے اس لئے تم نے میرے وعدہ کے خلاف کیا۔

قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ەۙ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾

ترجمہ: وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اس کو اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا ولیکن قوم (قبط) کے زیور میں سے ہم پر بوجھ لد رہا تھا سو ہم نے اس کو (سامری کے کہنے سے آگ میں) ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے (بھی) ڈال دیا پھر اس (سامری) نے ان لوگوں کے لئے ایک بچھڑا (بنا کر) ظاہر کیا کہ وہ ایک قالب تھا جس میں ایک (بے معنی) آواز بھی سو وہ احمق) لوگ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے موسیٰ تو بھول گئے کیا وہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے تھے کہ وہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی ضرر اور نفع پر قدرت رکھتا ہے۔

فتنہ سامری کی تفصیل

تفسیر: انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کے وعدہ کے خلاف اپنے اختیار سے (اور قصداً) نہیں کیا بلکہ (واقعہ یہ ہوا کہ) ہم سے ان لوگوں (یعنی قطبیوں) کی آرائش کے سامان کے بوجھ اٹھوائے گئے (کہ ہم انہیں پھینک دیں) سو ہم نے انہیں پھینک دیا۔ پس (جس طرح ہم نے پھینکا) یونہی سامری نے بھی ڈالا (یہ قصہ تو ہو چکا اس کے اس نے ان کیلئے ایک ایسا بچھڑا بنایا یعنی ایک ایسا جسم جو بچھڑے کی طرح بولتا تھا ان لوگوں نے (اسے ایک عجیب چیز دیکھ کر) کہا کہ یہ تمہارا بھی خدا ہے۔ اور موسیٰ کا بھی۔ پس موسیٰ بھول گئے (جو اسے کوہ طور پر ڈھونڈنے گئے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ جب قوم فرعون کو ہلاک کیا گیا تو ان کے سامان آرائش کے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ ان کو اٹھا اٹھا کر پھینک دیا جائے۔ چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی۔ اور لوگوں نے اسے پھینک دیا۔ اس پھینکنے میں سامری بھی شریک تھا سامری نے اس سامان میں سے سونے چاندی کا سامان چن کر اور اس کو گلا کر ایک بچھڑا بنایا یا اسے بنا بنایا مل گیا۔ جس میں اس نے یہ تصرف کیا کہ اس میں مٹی ڈال کر ایک بولنے والا بچھڑا بنا دیا۔ غرض کچھ بھی ہوا ہو۔ اس نے اسے لوگوں کے سامنے پیش کیا لوگوں نے اس کے عجیب الخلقت ہونے کی وجہ سے اسکی پرستش شروع کر دی اور ہم اس گڑبڑ میں مصروف ہوگئے اس کی وجہ سے ہم طور پر نہ پہنچ سکے۔ اب یہ بات کہ یہ حکم کس نے دیا تھا اور کیوں دیا تھا۔ سو غالباً یہ حکم حضرت ہارونؑ نے دیا ہوگا۔ اور منشا اس کا لوگوں کو انہاک فی الدنیا سے بچانا۔ اور غنائم کا حلال نہ ہونا ہوگا۔ یہ واقعہ قرآن میں نہایت مجمل عنوان سے بیان فرمایا گیا ہے۔ اور کسی قابل وثوق ذریعہ سے اس کی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی اس

لئے اس مقام پر تفصیل نہیں کی گئی اور جس قدر کی گئی ہے وہ بھی قطعی نہیں کیونکہ قرآن کے الفاظ اس کے بیان میں نہایت مجمل ہیں۔ اور اس اجمال کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں قصص خود مقصود نہیں ہیں اس لئے ان کا جو حصہ مقصود ہوتا ہے اس کو بیان فرماتے ہیں اور جو مقصود نہیں ہوتا اسے یا مجملاً بیان فرماتے ہیں۔ یا چھوڑ دیتے ہیں۔ اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اس مضمون کو بیان فرما کر ضمنی طور پر ان کے خیال مذکورہ فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب یہ لوگ اس کو اپنا اور موسیٰ کا معبود سمجھتے ہیں) تو کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔ اور نہ ان کو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے۔ اور نہ نقصان (پھر یہ کیسا خدا ہے) الغرض یہ لوگ بڑے ہی کوڑ مغز ہیں۔ کہ ایسے مجبور کو اتنا بڑا رتبہ دیتے ہیں۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں سے ہارون نے (موسیٰ علیہ السلام کے لوٹنے سے) پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس (گوسالہ) کے سبب گمراہی میں پھنس گئے ہو اور تمہارا رب (حقیقی) رحمٰن ہے سو تم میری راہ پر چلو اور میرا کہا مانو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس ہو کر آئیں اسی (کی عبادت) پر برابر جمے بیٹھے رہیں گے (موسیٰ نے) کہا اے ہارون جب تم نے (ان کو) دیکھا تھا کہ یہ (بالکل) گمراہ ہو گئے تو (اس وقت) تم کو میرے پاس چلے آنے سے کون امر مانع ہوا تھا سو کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے تم میری ڈاڑھی مت پکڑو اور نہ سر (کے بال) (پکڑو مجھ کو اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان میں تفریق ڈال دی اور تم نے میری بات کا پاس نہ کیا (پھر سامری کی طرف متوجہ ہوئے) کہا کہ اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ مجھ کو ایسی چیز نظر آئی تھی جو اوروں کو نظر نہ آئی تھی پھر میں نے اس فرستادہ (خداوندی کی سواری) کے

نقش قدم سے ایک مٹھی (بھر خاک) اٹھالی تھی سو میں نے وہ مٹھی (اس قالب کے اندر) ڈال دی اور میرے جی کو یہی بات پسند آئی آپ نے فرمایا تو بس تیرے لئے اس (دنیوی) زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یہ کہتا پھرا کرے گا کہ مجھ کو کوئی ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے کہ جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں (یعنی آخرت میں جو عذاب ہوگا) اور تو اپنے اس معبود (باطل) کو دیکھ جس پر تو جما ہوا بیٹھا تھا (دیکھ) ہم اس کو جلادیں گے پھر اس (کی راکھ) کو دریا میں بکھیر کر بہادیں گے۔

فتنہ سامری حضرت ہارونؑ کی نصیحت

تفسیر: اور (اس سے بڑی جہالت یہ کہ ہارونؑ کی نصیحت کو بھی نہیں مانا۔ چنانچہ ہارون نے ان سے پیشتر کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم اس کے ذریعہ سے گمراہ کئے گئے ہو۔ اور (یہ تمہارا رب نہیں ہے بلکہ) تمہارا رب رحمٰن ہے پس تم میرا اتباع کرو اور میرا کہنا مانو انہوں نے کہا کہ ہم تو اس وقت تک اسے پوجتے رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر آئیں (خبر استطرادی مضمون ختم ہوا)۔

حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا غصہ

اب اصل قصہ سنو) موسیٰؑ نے ہارونؑ سے کہا کہ اے ہارون جب تم نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تو تمہیں کس چیز نے روک دیا تھا کہ تم میرا اتباع نہ کرو (جب کوئی چیز مانع نہ تھی) تو کیا تم نے میری نافرمانی کی (اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی ڈاڑھی اور بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچے) اب انہوں نے کہا کہ اے میرے ماں جائے تم نہ میری ڈاڑھی نہ پکڑو۔ اور نہ میرا سر (میں نے اپنی طرف سے ان جاہلوں کے سمجھانے میں کمی نہیں کی بلکہ انہوں نے میری بات ہی نہیں سنی اور کوئی عملی کاروائی اس لئے نہیں کی کہ) مجھے ڈر ہوا کہ (اس میں لڑائی جھگڑا ہوگا اور) تم کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈالدی۔ اور میری بات کا خیال نہ رکھا (اس لئے میں نے اس معاملہ کو آپ کے آنے تک ملتوی رکھا۔

سامری سے سوال و جواب

اب انہوں نے سامری سے کہا کہ او سامری تو نے یہ کیا کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے وہ شئے سوجھی جو اوروں کو نہیں سوجھی (یعنی میں نے گھوڑے پر ایک شخص کو جاتا دیکھ کر جس کو میں نے فرشتہ سمجھا جس کے گھوڑے کے سم میں یہ خاصیت تھی کہ جس جگہ پڑتا تھا اسی جگہ سبزہ پیدا ہو جاتا تھا۔ میں نے سمجھا کہ اس میں حیات بخشنے کی خاصیت ہے) سو میں نے (اس) فرشتہ (کے گھوڑے) کے نقش قدم (کی مٹی) میں سے ایک مٹھی بھر لی۔ اور (اس بچھڑے میں) اسے ڈال دیا۔ اور اسی کو میرے دل نے اچھا بتلایا۔ انہوں نے کہا اچھا جا۔ اب تیرے لئے زندگی بھر یہ رہیگا۔ کہ تو یہ کہے کہ چھونا نہیں اور تیرے لئے ایک ایسا وعدہ ہے جو تجھ سے خلاف نہیں کیا جاسکتا (اور وہ وعدہ عذاب آخرت ہے اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس پر تو جما ہوا تھا ہم اسے جلادیں گے پھر اس (کی راکھ) کو سمندر میں اڑا دیں گے یہاں تک قصہ ختم ہوگیا۔

چھوت چھات اور مردہ کو جلانے کی تاریخ

اس جگہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ **لامساس** کی کوئی قابل اطمینان تشریح مجھے نہیں ملی۔ مگر طبری کی روایت ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں چھوت کے مسئلہ کی طرف اشارہ ہے جو کہ ہندوؤں میں رائج ہے۔ اور یہ ایک سزا تھی جو خدا کی طرف سے سامری کو دی گی تھی۔ جو کہ بعد کو اس کے پیروں میں بطور تقلید کے جاری رہی۔ اسی طرح ہندوؤں میں جو مردے کو جلا کر دریا میں بہانے کی رسم ہے۔ اس کا ماخذ بھی

غالباً حضرت موسیٰ کا یہ فعل ہے کہ انہوں نے اس بچھڑے کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں ڈلوادی تھی۔ اور ہندوؤں میں گائے کی پرستش کا منشاء بھی شاید سامری کا یہ فعل ہو یہ محض قیاسات ہیں ان کو تفسیر قرآن نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ قرآن میں ان امور کی کوئی تشریح نہیں حتیٰ کہ خود لامساس بھی ایک مجمل فقرہ ہے اور مسئلہ چھوت سے اس کی تفسیر ضروری نہیں اسی طرح مجھے اس کی بھی صحیح طور پر تحقیق نہیں ہوئی۔ کہ وہ بچھڑا سامری نے خود بنایا تھا اسے بنا بنایا ملا تھا۔ مگر قرآن کے اس فقرہ سے کہ و کذلک القی السامری ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ وہ بچھڑا اسے بنا بنایا ملا۔ ورنہ اس فقرہ کی بظاہر ضرورت نہیں معلوم ہوتی نیز جب سامری نے بتا دیا ہے تو اس نے بھی اس کے بنانے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ صرف اس مٹی کے ڈالنے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ صرف اس مٹی کے ڈالنے کا ذکر کیا ہے۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تصرف صرف اتنا ہی تھا۔ اور بچھڑا اسے قبطیوں کے مال میں پہلے سے بنا بنایا ملا تھا۔ پھر اس کی بھی تحقیق نہیں کہ وہ کس چیز کا بنا ہوا تھا۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ اسی مادہ پر باقی رہا تھا۔ یا وہ مادہ گوشت پوست کی طرف منقلب ہو گیا تھا۔ قرآن کے اشارہ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ اپنے مادہ سابق پر باقی نہ رہا تھا یا وہ دھات کا نہ تھا۔ کیونکہ دھات گلتی ہے جلتی نہیں اور یہ احتمال کہ حضرت موسیٰ نے اس کا کسی لاگ سے کشتہ بنایا ہو۔ یا معجزانہ تصرف ہو۔ بعید ہے الغرض نہ ان امور کی قرآن میں تفصیل ہے اور نہ ان کی تفصیل کی ضرورت ہے لہٰذا مجملاً ایمان لانا چاہیے۔ اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت موسیٰ نے بچھڑے کی معبودیت کو سامری کے مقابلہ میں باطل کہا تھا اس لئے حق تعالیٰ اس کی تائید فرماتے ہیں۔

إِنَّمَآ إِلَٰهُكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ ءَاتَيْنَٰكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُۥ يَحْمِلُ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خَٰلِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِى ٱلصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ ٱلْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَتَخَٰفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾

ترجمہ: بس تمہارا (حقیقی) معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ (اپنے) علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے (جس طرح ہم نے موسیٰ کا قصہ بیان کیا) اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گذشتہ کی خبریں بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے (یعنی قرآن) جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری بوجھ (عذاب کا) لادے ہوں گے (اور) وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لئے برا (بوجھ) ہوگا جس روز صور میں پھونک ماری جاوے گی (جس سے مردے زندہ ہو جاویں گے) اور ہم اس روز مجرم (یعنی کافر) لوگوں کو (میدان قیامت میں) اس حالت سے جمع کریں گے کہ آنکھوں سے) کرنجی ہوں گے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں کہ تم لوگ (قبروں میں) صرف

دس روز رہے ہو گے جس (مدت) کی نسبت وہ بات چیت کریں گے ہم اس کو خوب جانتے ہیں (کہ وہ کس قدر ہے)
جبکہ ان سب میں کا زیادہ صائب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ نہیں تم تو ایک ہی روز (قبر میں) رہے ہو

تفسیر :معبود حقیقی: اور فرماتے ہیں کہ واقعی موسیٰ کا بیان بالکل صحیح ہے اور وہ گوسالہ ہرگز معبود نہیں ہوسکتا۔ اور تمہارا معبود وہی خدا ہے جس کی یہ شان ہے کہ وہی معبود ہے۔ اور کوئی نہیں وہ ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے (اس لئے اس کی یہ نفی بالکل صحیح ہے۔ اور اگر اور کوئی معبود ہوتا تو اسے ضرور معلوم ہوتا۔ خیر یہ استطرادی مضمون بھی ختم ہوا جو قصہ کے متعلقات میں سے تھا۔ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اے رسول آپ یہ قصہ سن چکے۔ دیکھئے) ہم آپ کے سامنے ان باتوں کی خبریں بیان کرتے ہیں جو اوپر گزر چکی ہیں (اور آپ کو ان کا بالکل علم نہیں یہ کھلی دلیل ہے۔ آپ کی نبوت کی مگر بدبخت لوگ نہیں مانتے) اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ہم نے اپنے پاس سے آپ کو ایک بڑی نصیحت کی چیز (یعنی قرآن) عطا کی ہے جو کوئی اس نصیحت کی چیز یعنی قرآن) سے روگردانی کرے گا۔ تو (اس کا بہت برا انجام ہوگا کیونکہ) ایسے لوگ قیامت میں اپنے اوپر (سزا کا) بار یوں اٹھائیں گے۔ کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور (حقیقت یہ ہے کہ) یہ بوجھ قیامت میں ان کیلئے نہایت ہی برا بوجھ ہے (خدا پناہ میں رکھے۔ مگر افسوس یہ ناعاقبت اندیش اس سے نہیں ڈرتے اور دنیا پر فریفتہ ہیں حالانکہ جس حیات پر یہ جان دیتے ہیں وہ محض چند روزہ چنانچہ) جس روز صور پھونکا جائے گا۔ اور ہم مجرمین کو اس روز اندھے[1] (یعنی بحالت گمراہی) مشہور کریں گے اس روز وہ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ تم تو صرف دس ہی دن رہے ہو۔ ہم اس کو خوب جانتے ہیں۔ جو وہ اس وقت کہیں گے جبکہ ان میں کا ان سے اچھی روشن رائے والا یہ کہے گا (دس تو تم نے بہت بتلائے) تم صرف ایک دن رہے ہو (چنانچہ دوسرے لوگ اس کی بھی تردید کریں گے اور کہیں گے کہ نہیں جی ایک دن بھی بہت ہے تم تو صرف ایک گھڑی رہے ہو جیسا کہ دوسری آیات میں ہے۔ کقولہ تعالیٰ یقسم المجرمون مالبثوا غیر ساعة یہ تو واقعہ ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ

[1] زرقاً کے معنی میں مفسرین نے محض اٹکل سے گفتگو کی ہے اور اندھے کے معنی محض قیاس سے لگائے ہیں اور گو قاموس میں یہ معنی بلاتردد نقل ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس کا بھی محض قیاس ہی ہے یا اسے اس باب میں

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۖ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١١٤﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿١١٥﴾

ترجمہ: اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا) سو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا پھر زمین کو ایک ہموار میدان کر دے گا کہ جس میں تو (اے مخاطب) نہ ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی دیکھے گا اس روز سب کے سب (خدائی) بلانے والے (یعنی صور پھونکنے والا فرشتہ) کے کہنے پر ہولیں گے اس کے سامنے (کسی کا) کوئی ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے (مارے ہیبت کے) دب جاویں گے سو تو (اے مخاطب) بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ نہ سنے گا اس روز (کسی کو کسی کی) سفارش نفع نہ دے گی مگر ایسے شخص کو کہ جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہو اور اس شخص کے واسطے بولنا پسند کر لیا ہو وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں کر سکتا اور (اس روز) تمام چہرے اس حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو (ہر طرح) ناکام رہے گا جو ظلم (یعنی شرک) لے کر آیا ہوگا اور جس نے نیک کام کئے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو اس کو (کامل ثواب ملے گا) نہ کسی زیادتی کا اندیشہ ہوگا اور نہ کمی کا اور ہم نے اسی طرح اس کو عربی قرآن کر کے نازل کیا ہے اور اس میں ہم نے طرح طرح سے وعید بیان کی ہے تاکہ وہ (سننے والے) لوگ ڈر جائیں یا یہ قرآن ان کے لئے کسی قدر (تو) سمجھ پیدا کر دے سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالیشان ہے اور قرآن (پڑھنے) میں قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے اور آپ یہ دعا کیجئے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دے اور اس سے (بہت زیادہ) پہلے ہم آدم کو ایک حکم دے چکے تھے سو ان سے غفلت (اور بے احتیاطی) ہوگئی اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی۔

قیامت اور پہاڑ

تفسیر: اور یہ لوگ (قیامت ہی کو نہیں مانتے اور طرح طرح کے شبہات کرتے ہیں چنانچہ وہ) آپ سے پہاڑوں کی نسبت سوال کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ تم جو کہتے ہو کہ قیامت آئے گی اچھا یہ اتنے اتنے بڑے پہاڑ کیا ہوں گے) آپ کہہ دیجئے کہ میرا (قدرت والا) پروردگار انہیں ایک بارگی اڑا دے گا اور زمین کو ایک ہموار میدان کر چھوڑے گا جس میں نہ تم کوئی ٹیڑھ دیکھو گے (جو کہ نشیب سے پیدا ہو جاتی ہے) اور نہ کوئی ابھار (دیکھو گے جو کہ ٹیلوں یا پہاڑوں سے پیدا ہو جاتا ہے) اس روز لوگ (میدان حشر کی طرف) بلانے والے کا یوں اتباع کریں گے کہ اس میں کوئی کجی نہ ہوگی (بلکہ قبروں سے اٹھ کر سیدھے آواز کی طرف ہولیں گے) اور حق تعالیٰ کے سامنے ان کی آوازیں پست ہوں گی اس لئے تم بجز کمزور آواز کے کچھ نہ سنو گے۔ اس روز (کسی کو) سفارش نافع نہ ہوگی بجز اس کے جس کے لئے

حق تعالیٰ (سفارش کی اجازت دیں۔ اور اس کے لئے (معافی کے باب میں) گفتگو کو پسند کریں۔ وہ ان کے آگے اور پیچھے کی تمام باتوں کو جانتا ہے (اس لئے وہ سچے واقعات بیان کرتا ہے) اور ان لوگوں کو ان (باتوں کا) پورا علم نہیں (اس لئے وہ ان کا انکار کرتا ہیں)۔ پس اس کا بیان صحیح ہے اور انکار ان کا غلط) اور (اس روز) تمام چہرے اس زندہ برقرار (خدا) کے سامنے پست ہوں گے (اور کسی کو اس کے حکم سے مجال سرتابی نہ ہوگی وہ جو بات جس کیلئے تجویز کرے گا اسے اس کی خواہی نہ خواہی ماننا پڑے گا) اور وہ لوگ (اس روز) سراسر ناکام ہوں گے۔ جنہوں نے (اپنے اوپر) ظلم (یعنی کفر کا بہت بھاری بوجھ) اٹھایا (کیونکہ ان کے لئے بجز سزا کے اور کچھ نہیں)۔

قیامت میں مومن

اور جو لوگ (ایسی حالت میں اچھے کام کریں گے کہ وہ مومن ہوں (کیونکہ کافر کا کوئی عمل مقبول نہیں) تو ایسے لوگوں کو نہ ظلم (محض) کا اندیشہ ہے (کہ ان کا معاوضہ بالکل نہ دیا جائے) اور نہ نقصان کا (کہ ان کو تھوڑا معاوضہ دیا جائے یہ بیان ہے ایمان وکفر کے نتائج کا) اور یوں (صاف صاف) ہم نے اس (نصیحت کی چیز) کو ایسی حالت میں نازل کیا ہے۔ کہ وہ قرآن عربی ہے (جس کو وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں) اور اس میں جابجا وعیدیں بیان کی ہیں۔ بدیں توقع کہ وہ (نافرمانی سے) بچیں۔ یا (کم از کم) وہ ان کیلئے ایک نئی نصیحت پیدا کردے (جس سے ان پر اتمام حجت ہو) پس بہت بڑے مرتبہ والا ہے) خدا جو کہ سچا بادشاہ ہے (جس نے ایسی عظیم الشان کتاب نازل کی۔ اور جو کہ بوجہ اپنی بادشاہت کے اپنی رعایا کو ہر قسم کی وعیدیں سنانے کا پورا حق اور ان کے نافذ کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے)۔

آنحضرت کو ہدایت زبانی

اور (چونکہ اس مقام پر انزال قرآن کا ذکر تھا اور اے رسول آپ اس کے نزول کے وقت مزید علم کے شوق میں۔ اس کا بھی انتظار نہیں کرتے کہ حامل وحی ایک مرتبہ آپ کو پورا مضمون سنادے۔ اور اس لئے آپ ان کے ساتھ ساتھ پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ سے کہا جاتا ہے کہ) آپ قبل اس کے کہ آپ کی طرف اس کی وحی پوری کردی جائے۔ قرآن میں جلدی نہ کیا کریں (بلکہ جس وقت تک وحی ہوتی رہے اس وقت تک اسے غور سے سنا کریں۔ اور اس کے بعد اسے پڑھا کریں) اور آپ (حق تعالیٰ سے مزید علم کی درخواست کرتے رہیں اور) یہ کہتے رہیں۔ کہ اے اللہ میرا علم اور بڑھا اور (اس درخواست کی اس لئے ضرورت ہے کہ) ہم نے آدمؑ کو ایک امر کی ہدایت کی تھی۔ سو وہ (اسے بمقتضائے بشریت) بھول گئے (اور ہماری نافرمانی کر بیٹھے) اور ہم نے ان کے لئے کامل آمادگی نہ پائی (اور اس سے ثابت ہوا کہ علم بڑی ضروری چیز ہے۔ کہ اس کے حصول کے بعد اس کا نسیان بھی مضر ہے۔ چہ جائیکہ سرے سے عدم حصول۔ اور دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ انسان خواہ کتنا ہی بڑے مرتبہ کا ہو۔ اسے ہر وقت حق تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے۔ تو دیکھو حق تعالیٰ نے ان مصالح کی بنا پر جو ان کے خروج از جنت سے وابستہ تھیں۔ نیز دوسری حکمتوں کی بنا پر ان کی اس لغزش سے حفاظت نہیں کی تو وہ اس میں مبتلا ہو گئے۔ اور اگر ہم انہیں فوراً تنبیہ کردیتے۔ تو وہ ضرور اس سے بچ جاتے اس لئے اس درخواست کی ضرورت ہے اور اس میں دونوں باتیں داخل ہیں۔ یعنی جو علم سرے سے حاصل نہ ہو۔ وہ علم دینا بھی۔ اور دیئے ہوئے علم میں سے اگر کسی بات سے ذہول ہو جائے۔ تو اس پر تنبیہ کردینا بھی۔ لہٰذا آپ اس دعا سے انشاء اللہ تعالیٰ ایسی غلطی سے بھی محفوظ رہیں گے جیسے آدمؑ سے ہو گئی تھی)۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرلو جبکہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدم کے سامنے سجدۂ (تحیت) کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (کہ اس نے انکار کیا پھر ہم نے (آدم سے) کہا اے آدم (یاد رکھو) یہ بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا (اس وجہ سے) دشمن ہے (کہ تمہارے معاملہ میں یہ مردود ہوا) سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ یہاں جنت میں تو تمہارے لئے یہ (آرام) ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے پھر ان کو شیطان نے بہکایا کہنے لگا کہ اے آدم کیا میں تم کو ہمیشگی (کی خاصیت) کا درخت بتلا دوں اور ایسی بادشاہی کا کہ جس میں کبھی ضعف نہ آوے سو (اس کے بہکانے سے) دونوں نے اس درخت سے کھا لیا تو ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور (اپنا بدن ڈھانکنے کو) دونوں اپنے اوپر جنت کے (درختوں کے) پتے چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے پھر (جب انہوں نے معذرت کی تو) ان کو ان کے رب نے (زیادہ) مقبول بنا لیا سو ان پر توجہ فرمائی اور راہ (راست) پر (ہمیشہ) قائم رکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں کے دونوں جنت سے اترو (اور دنیا میں) ایسی حالت سے (جاؤ) کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت (کا ذریعہ یعنی رسول یا کتاب) پہنچے تو (تم میں) جو شخص میری اس ہدایت کا اتباع کرے گا تو وہ (دنیا میں) نہ گمراہ ہوگا اور نہ (آخرت میں) شقی ہوگا۔

واقعہ حضرت آدم علیہ السلام

تفسیر: اور (قصہ اس غلطی کا مع اس کے نتائج کے یہ ہے کہ) جس وقت ہم نے (آدمؑ کو پیدا کر کے) فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو۔ تو ان سب نے سجدہ کیا۔ بجز ابلیس کے (کہ ہم نے اس سے سجدہ کو کہا) تو اس نے سجدہ نہیں کیا اور) اس نے صاف انکار کر دیا۔

اس پر ہم نے (آدمؑ سے) کہہ دیا۔ کہ اے آدمؑ یہ تمہارا دشمن ہے اور تمہاری بیوی کا بھی۔ لہٰذا (تم کو اس سے ہوشیار رہنا چاہیے اور اس کے کسی مشورہ پر عمل نہ کرنا چاہیے دیکھو) خبردار یہ نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے جس سے تو مصیبت میں پڑ جائے (کیونکہ جنت میں) تیرے لئے یہ بات حاصل ہے کہ تو نہ اس میں بھوکا رہیگا اور نہ ننگا اور تو اس میں نہ پیاسا ہوگا۔ اور نہ دھوپ کھائے گا (اور یہاں سے نکل کر یہ سب بلائیں تیرے پیچھے لگ جائیں گی۔ اور تو مصیبت میں پڑ جائے گا) اسکی بعد شیطان نے انہیں بری بات سمجھائی یعنی اس نے کہا کہ اے آدمؑ کیا میں تجھے ہمیشہ رہنے کا اور ایسے ملک کا درخت نہ بتلا دوں جو کہنہ نہ ہو۔ (اور جسے کھا کر تم ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ) پس (انہوں نے اس دھوکے کو غلطی سے بلا تعمد معصیت قبول کر لیا اور) ان دونوں (آدمؑ وحوّاؑ) نے اس (درخت) میں سے (جس سے ان کو منع کیا گیا تھا) کھالیا۔ اب (ان کا وہ لباس جو وہ پہنے ہوئے تھے۔ اتر گیا اور) ان کی شرمگاہیں۔ ان کے سامنے ظاہر ہوگئیں۔ اس پر وہ جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر ان (شرمگاہوں) پر رکھنے لگے۔ (یہ تو اثر تھا اس کھانے کا) اور آدمؑ نے (غلطی سے اور دھوکہ کھا کر) حق تعالیٰ کی نافرمانی کی تو (اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) وہ صحیح راستہ پر نہ رہے (کیونکہ صحیح راستہ اطاعت ہے۔ پس اطاعت سے جس درجہ انحراف ہوگا اسی درجہ صحیح راستہ سے انحراف ہوگا۔ پس نفس انحراف تو ہوا لیکن اس درجہ کا نہیں جس درجہ کا دوسرے اعصاۃ میں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا تعمد معصیت نہ تھا بلکہ صرف دھوکے میں آجانا تھا لیکن یہ حالت بھی قائم نہ رہی بلکہ اس کے بعد (جبکہ دونوں نے خوب توبہ اور معذرت کی) حق تعالیٰ نے انہیں (پھر) اپنا برگزیدہ بنالیا۔ چنانچہ اس نے ان پر رحمت کے ساتھ توجہ کی۔ اور ان کو صحیح رستہ پر لے آیا (اور اسی طرح اس کوشش سے خود شیطان روسیاہ ہوا اور آدمؑ کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ کیونکہ وہ پھر ویسے ہی بلکہ اس سے بھی بہتر ہوگئے۔ جیسے پہلے تھے۔

جنت سے دنیا میں: خیر جب انہوں نے اس درخت میں سے کھایا تو) حق تعالیٰ نے کہا کہ تم دونوں (مع شیطان کے) سب جنت میں سے نیچے جاؤ (کیونکہ) تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو (اور جنت جھگڑے فساد کی جگہ نہیں اس کام کیلئے زمین ہے وہاں آپس میں ایک دوسرے کے داؤ پیچ کرتے رہو۔ میں وہاں بھی تمہارے پاس احکام بھیجوں گا) پس جو میری راہ نمائی کا اتباع کرے گا تو نہ وہ راستہ بھولے گا اور نہ زحمت میں پڑے گا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ
لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ
تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ
وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝

ترجمہ: اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے (قبر سے) اٹھائیں گے وہ (تعجب سے) کہے گا کہ اے میرے رب آپ نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں

اٹھایا میں تو (دنیا میں) آنکھوں والا تھا ارشاد ہوگا کہ ایسا ہی (تجھ سے عمل ہوا تھا اور وہ یہ کہ) تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے تو نے ان کا کچھ خیال نہ کیا اور ایسا ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جاوے گا اور اسی طرح (ہر) اس شخص کو ہم (مناسب عمل کے) سزا دیں گے جو حد (اطاعت سے) گزر جاوے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لاوے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور بڑا دیر پا کیا ان لوگوں کو (اب تک) اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ ان (میں سے بعض) کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے (پھرتے) ہیں اس میں تو اہل فہم کے لئے (کافی) دلائل موجود ہیں۔

نصیحت خداوندی سے اعراض کا انجام

تفسیر: اور جو میری نصیحت سے اعراض کرے گا اس کیلئے (دنیا میں) ایک تنگ زندگی ہوگی جو حقیقت میں اس کیلئے وبال ہوگی۔ اگرچہ اسے اپنی بدمذاقی اور بے حسی سے اسکا احساس نہ ہو کیونکہ وہ زندگی جو اپنے آقا اور مالک کی مخالفت میں صرف ہو اور اپنے رب کی ناراضی کی حالت گزرے نہایت ہی بری زندگی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں کو اس کا احساس ہے۔ ان سے اگر کبھی نافرمانی ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت ان کو اس کا احساس ہوتا ہے اور ان کیلئے زندگی وبال معلوم ہوتی ہے۔ پھر جو لوگ عمر بھر معاصی میں مبتلا ہیں ان کی زندگی کا کیا پوچھنا ہے) اور (چونکہ اس نے اپنی دنیاوی زندگی اسی اندھے پن کی حالت میں بسر کی ہوگی۔ اس لئے) ہم اسے قیامت میں بھی اندھا (یعنی کافر و نافرمان) ہی اٹھائیں گے۔ اب وہ (جھوٹ بولے گا) اور کہے گا کہ اے میرے پروردگار آپ نے مجھے اندھا (اور کافر) کیوں محشور کیا۔ حالانکہ میں بینا (اور مومن) تھا اب حق تعالیٰ فرمائیں گے۔ کہ (جس طرح آج تجھے بھلا دیا گیا ہے اور تیری راحت کا کوئی خیال نہیں کیا گیا) اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئیں تھیں تو تو انہیں بھول گیا تھا اور جس طرح تو نہیں بھول گیا تھا) یوں ہی آج تجھے بھلایا جا رہا ہے۔ (الغرض انہیں یہ جواب دیا جائیگا جو ان کے لئے مایوس کن ہوگا) اور یوں جزء دیں گے ہم ان لوگوں کو جو (معصیت میں) حد سے گزر جائیں اور خدا کی آیات پر ایمان نہ لائیں (جیسا کہ ابھی تم سے بیان کیا گیا ہے) اور حقیقت یہ ہے کہ آخرت کا عذاب نہایت سخت اور بہت پائیدار ہے۔ (لیکن ان کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے کہ وہ اس کو معمولی بھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ سرے سے انکار کرتے ہیں) سو کیا اس بات نے ان کی راہنمائی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی جماعتوں کو (ان کے کفر کی بدولت) ایسی حالت میں غارت کر دیا ہے کہ وہ اپنے رہنے کے مقامات میں چلتے پھرتے تھے اس میں ارباب عقول کیلئے بہت سے دلائل ہیں (جن سے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ جو خدا اتنی قوموں کو سزا دے سکتا ہے وہ ان کو بھی سزا دے سکتا ہے اور ان کا انکار محض لایعنی ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۗ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۗ لَا نَسْئَلُكَ

رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝

ترجمہ: اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے فرمائی ہوئی نہ ہوتی اور (عذاب کے لئے) ایک میعاد معین نہ ہوتی (کہ وہ قیامت کا دن ہے تو عذاب لازمی طور پر ہوتا سو (جب عذاب کا آنا یقینی ہے تو) آپ ان کی (کفر آمیز) باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کیجئے (اس میں نماز بھی آ گئی) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً نماز فجر) اور اس کے غروب سے پہلے (مثلاً نماز ظہر وعصر) اور اوقات شب میں (بھی) تسبیح کیا کیجئے (مثلاً نماز مغرب وعشاء اور دن کے اول وآخر میں تا کہ (آپ کو جو ثواب ملے) آپ (اس سے) خوش ہوں اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے جس سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ (محض) دنیوی زندگی کی رونق ہے اور آپ کے رب کا عطیہ (جو آخرت میں ملے گا) بدرجہا بہتر ہے اور دیرپا ہے اور اپنے متعلقین کو (یعنی اہل خاندان کو یا مومنین کو) بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے ہم آپ سے معاش (کھانا) نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے اور وہ لوگ (عناداً) یوں کہتے ہیں کہ یہ رسول ہمارے پاس کوئی نشانی (اپنی نبوت کی) کیوں نہیں لاتے (جواب یہ ہے کہ) کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کے مضامین کا ظہور نہیں پہنچا اور اگر ہم ان کو قبل قرآن آنے کے (سزائے کفر میں) کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ (بطور عذر کے) یوں کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول (دنیا میں) کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے قبل اس کے کہ ہم (یہاں خود) بے قدر ہوں اور (دوسروں کی نگاہ میں) رسوا ہوں آپ کہہ دیجئے کہ (ہم) سب انتظار کر رہے ہیں سو (چندے) اور انتظار کر لو اب عنقریب تم کو (بھی معلوم ہو جاوے گا کہ راہ راست والے کون ہیں اور وہ کون ہے جو (منزل) مقصود تک پہنچا۔

تفسیر: **کفر کی سزا میں تاخیر**: اور (اے رسول) اگر آپ کے رب کی بات نہ گزر چکی ہوتی کہ (ان کو ایک خاص وقت تک مہلت دی جائے گی) تو وہ عذاب اب تک ان کو کبھی کا) آلپٹا ہوتا۔ اور (اب) ایک میعاد[1] معین ہے جس کے آنے پر ان کو سزا دی جائیگی۔ سو جو (تکلیف دہ) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان پر آپ صبر کئے جایئے اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب سے پیشتر بھی اس کی تسبیح کئے جایئے۔ اور رات کے کچھ اوقات میں بھی تسبیح کیجئے۔ اور ان کے، اطراف میں بھی، امید ہے کہ تم

[1] قوله اجل مبتداء قوله مسمی خبره وهذا هوا لراجح عندی ۱۲

(ان باتوں سے) خوش ہوں گے (اوران کو بخوشی قبول اوران پر بخوشی عمل کروگے) اور (دیکھنا)۔

دنیاوی آرائش سے اجتناب: جو آرائش حیات دنیا ہم نے انہیں (برائے چندے) نفع اٹھانے کو اس لئے دی ہے۔ کہ ہم اس میں ان کا امتحان کریں تم اس کی طرف آنکھ نہ اٹھانا۔ اور جو رزق تمہارے رب نے بقدر ضرورت تمہیں دیا ہے اس پر قانع رہنا کیونکہ تمہارے رب کا رزق (جو آخرت میں تمہیں ملنے) والا ہے۔ وہ اس آرائش دنیا سے) کہیں بہتر اور بہت زیادہ پائیدار ہے۔

نماز کی تاکید: اور اپنے لوگوں کو بھی نماز کی ہدایت کرتے رہو اور خود اس پر جمے رہو ہم تم سے (صرف اطاعت چاہتے ہیں اور) کھانا نہیں مانگتے۔ رزق تو ہم ہی تمہیں دیتے ہیں (پھر تم سے کیا مانگتے) اور (یہ یاد رکھو کہ) حسن انجام تقوی کیلئے ہے (بس گو دنیا میں ان کفار کو راحت ہو مگر اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ اور گو دنیا میں تمہیں قدرے تنگی ہو۔ مگر نتیجہ اس کا اچھا ہے لہٰذا جو سامان ان کے پاس ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے نظر اٹھا کر دیکھا جائے۔

تکلیف دہ بات کافروں کی طرف سے

اور (منجملہ ان تکلیف دہ باتوں کے جن پر آپ کو صبر کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک بات ان کی یہ ہے کہ) وہ کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی جانب سے کوئی آیت کیوں نہیں آتی (جوان کی رسالت کی تصدیق کرے) اور کیا ان کے پاس ان باتوں کا بیان کرنے والا نہیں آیا۔ جو پہلی کتابوں میں ہیں (جو وہ ایسا کہتے ہیں ضرور آیا ہے۔ تو پھر ان کو اور کسی آیت کی کیا ضرورت ہے خلاصہ[1] یہ کہ خود رسول ہی اپنے دعوی رسالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ وہ باوجود امی ہونے کی پہلی کتابوں کی باتیں ان کو سناتا ہے۔ پس اس کا ان باتوں سے ناواقف ہونے کے باوجود ان کو بیان کرنا۔ یہ ایک دلیل ہے۔ ان کے دعوی کی اور ان کی باتوں کا وہی باتیں ہونا۔ جو دوسرے ثابت الرسالت رسول اپنی امتوں کو بتلاتے آتے ہیں یہ دوسری دلیل ہے ان کے دعوی کی۔ پس وہ دو جہت سے اپنے دعوی کی خود دلیل ہیں۔ اور جو خود دلیل ہو ان کیلئے کسی دلیل کی کیا ضرورت ہے۔ لہٰذا یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے یہ لوگ جبکہ ان کے پاس ایسا رسول آیا ہے جو اپنے دعوی کی خود دلیل ہے اس کے ماننے میں ناحق حجتیں کرتے ہیں۔

ارسال رسول کی وجہ

اور اگر یہ ہوتا کہ ہم انہیں اس سے پہلے بذریعہ عذاب کے ہلاک کر دیتے تو اس وقت وہ یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم قبل اس کے کہ ذلیل اور رسوا ہوں۔ آپ کے احکام کا اتباع کرتے۔ (پس ہر حال میں حجتی ہیں۔ لہٰذا) آپ (انہیں چھوڑیئے۔ اور ان سے انتہائی گفتگو کے طور پر) کہہ دیجئے (کہ ہم میں اور تم میں) ہر ایک (نتیجہ کا) منتظر ہے۔ سو تم انتظار کرتے رہو۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہموار راستہ (کے چلنے) والے کون ہیں۔ اور صحیح راستہ پر کون ہے۔

---

[1] ارشد الی الیہ قولہ تعالیٰ۔ حتی تاتیھم البینۃ رسول من اللہ یتلوا صحفا الآیۃ۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۱﴾ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۲﴾ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۳﴾ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۴﴾ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۵﴾ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾

ترجمہ: سورۂ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

ان (منکر) لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آ پہنچا اور یہ (ابھی) غفلت میں (پڑے) ہیں (اور) اعراض کئے ہوئے ہیں ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو نصیحت تازہ (حسب حال ان کے) آتی ہے یہ اس کو ایسے طور سے سنتے ہیں کہ (اس کے ساتھ) ہنسی کرتے ہیں (اور) ان کے دل متوجہ نہیں ہوتے اور یہ لوگ یعنی ظالم اور کافر) لوگ آپس میں) چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) محض تم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں تو کیا پھر بھی تم جادو کی بات سننے کو (ان کے پاس جاؤ گے حالانکہ تم جانتے ہو پیغمبر نے فرمایا کہ میرا رب ہر بات کو خواہ آسمان میں (ہو) اور (خواہ) زمین میں (ہو) جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے بلکہ یوں) بھی) کہا کہ یہ (قرآن) پریشان خیالات ہیں بلکہ انہوں نے (یعنی پیغمبر نے) اس کو تراش لیا ہے بلکہ یہ تو ایک شاعر شخص ہیں تو ان کو چاہئے کہ ہمارے پاس ایسی کوئی (بڑی) نشانی لاویں جیسا پہلے لوگ رسول بنائے گئے ان سے پہلے کوئی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے ایمان نہیں لائے سو کیا یہ لوگ ایمان لے آویں گے۔

تفسیر: انسانوں کی غفلت کا حال: لوگوں کیلئے ان کا حساب قریب آ گیا ہے۔ اور وہ (ہنوز) غفلت میں (مبتلا

ہوکر نصیحت سے روگرداں ہیں (چنانچہ) ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے کوئی نئی نصیحت ایسی نہیں آتی۔ جس کو وہ ایسی حالت میں نہ سنتے ہوں۔ کہ وہ یوں کھیل میں مصروف ہوں۔ کہ ان کے دل (اس کے سننے سے) غافل ہوں (بلکہ ہر نصیحت کے ساتھ ان کا یہی برتاؤ ہے کہ وہ اسے نہایت بے توجہی سے سنتے ہیں اور اس کی ذرا بھی پروانہیں کرتے یہ تو کفار کی عام جہالت ہے جو کہ نہایت قابل افسوس ہے۔) اور جن لوگوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے (وہ اس قابل افسوس حالت سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں)۔

کافروں کا اعتراض

چنانچہ انہوں نے خفیہ سرگوشی کی کہ یہ (رسول) تو تم ہی جیسا آدمی ہے (پھر وہ کیسے رسول ہوسکتا ہے ہاں وہ جادوگر ہے اور اپنے جادو سے لوگوں پر اثر ڈالتا ہے) تو کیا تم دیکھتے بھالتے ہوکر جادو کے قریب ہوجاتے ہو (یہ تمہاری سخت غلطی ہے اور تمہیں اس کے پاس نہ جانا چاہیے۔ اس کے جواب میں) رسول نے (قالاً یا حالاً) کہا کہ (گو مجھے معلوم نہ ہو۔ کہ تم نے کیا بات کہی۔ لیکن میرا رب اسے جانتا ہے کیونکہ) میرا رب ہر اس بات کو جانتا ہے جو آسمان میں اور زمین میں کہی جائے۔ اور وہ بڑا سننے والا (اور بڑا جاننے والا ہے) اور جبکہ وہ جانتا ہے تو تمہیں اس کی سزا دے گا۔

کافروں کی طرف سے بکواس اور پروپیگنڈا۔

اور انہوں نے صرف یہی نہیں کہا) بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس کی باتیں پریشان خواب ہیں بلکہ (پریشان خوابیں بھی نہیں۔ بلکہ) اس نے اس (قرآن کو از خود بنالیا ہے۔ (اور یہ بھی نہیں کہ اس نے صرف ایک یہی بنالیا ہے) بلکہ وہ شاعر ہے (اور اس کا کام اور پیشہ ہی جھوٹ بولنا اور جھوٹی باتوں کو اپنی جادو بیانی سے ترویج دینا ہے) پس (اگر یہ باتیں نہیں ہیں اور وہ فی الحقیقت رسول ہے تو) وہ بھی کوئی نشانی لائے۔ جیسا کہ (بقول اس کے) پہلوں کو (نشانیاں دے کر) بھیجا گیا تھا (یہ بیان تھا ان کا لیکن یہ نادان جو پہلے رسولوں کی نظریں پیش کرتے ہیں اتنا نہیں سوچتے کہ) جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے وہ بھی ان سے پہلے (باوجود نشانات کے دیکھ لینے کے) ایمان نہ لائے تھے۔ پس جبکہ وہ ایمان نہ لائے تھے تو) کیا یہ لوگ (جو عناد اور سرکشی میں انہی جیسے ہیں یہ) ایمان لے آئینگے (جبکہ نہیں لائیں گے۔ تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ وہی اہلاک۔ جو ان کے لئے تھا۔ پس یہ احمق ہی ہیں، جو بلا اپنے منہ سے مانگتے ہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں ابھی ان لوگوں کو عذاب دینا منظور نہیں ہے اس لئے ان کی فرمائشی آیات نہیں بھیجتے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا جن کے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے سو (اے منکرو) اگر تم کو (یہ بات) معلوم نہ ہو تو اہل کتاب سے دریافت کرلو اور ہم نے ان رسولوں کے ایسے جسم نہیں

بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں (یعنی فرشتہ نہ بنایا تھا) اور وہ حضرات ہمیشہ رہنے والے نہیں ہوئے پھر ہم نے جو ان سے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کیا یعنی ان کو اور جن جن کو (نجات دینا) منظور ہوا ہم نے نجات دی اور حد (اطاعت سے) گزرنے والوں کو ہلاک کیا ہم تمہارے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ اس میں تمہاری نصیحت (کافی) موجود ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے اور نہیں مانتے۔

رسول آدمی ہی ہوتے رہے

تفسیر: اور (یہ جو وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی تم ہی جیسا آدمی ہے اس لئے رسول نہیں ہو سکتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ) ہم نے تم سے پہلے بھی صرف آدمیوں ہی کو رسول بنایا ہے۔ جن کی طرف ہم (آپ کی طرح) وحی (بھیجتے تھے سو) اے معترضو) اگر تم[1] نہ جانتے ہو۔ تو جو جانتے ہیں۔ ان سے پوچھ لو (دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں) اور (ان کا ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ) ہم[2] نے ان کو بھی ایسا جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتے ہوں (چنانچہ حضرت عیسیٰ بھی جب تک زمین پر رہے برابر کھانا کھاتے رہے اور جب دنیا میں آئیں گے تو اس وقت بھی کھائیں گے اور جب تک آسمان پر ہیں اس وقت بھی ممکن ہے کہ کھاتے ہوں اور وہ سب جزو بدن بن جاتا ہو۔ اور پاخانہ پیشاب کی ضرورت نہ ہوتی ہو) اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے (کہ ان پر فنا طاری نہ ہو بلکہ سب ایسے تھے۔ کہ ان میں سے کچھ مر چکے ہیں اور کچھ مرنے والے ہیں جیسے عیسی علیہ السلام۔ پس خالد اور ہمیشہ رہنے والا ان میں کوئی بھی نہیں۔ پس جبکہ موت منافی رسالت نہیں جو کہ انتہائی نقص ہے تو کھانا کھانا جو نقص ہونے میں اس سے کم ہے وہ کیوں منافی ہوگا۔ خیر تو ہم نے پہلے آدمی رسول بنا کر بھیجے جن کی اسی طرح تکذیب کی گئی۔ جس طرح آپ کی جاتی ہے۔ جس پر ہم نے مکذبین کو عذاب کی دھمکی دی اور مومنین سے نجات کا وعدہ کیا) اسکے بعد ہم نے ان سے اپنا وہ وعدہ سچا کیا۔ یعنی ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ) جن کو ہم چاہتے تھے (یعنی مومنین کو) انکو نجات دی۔ اور (کفر و سرکشی میں) حد سے گزر جانیوالے کو ہلاک کر دیا۔ پس اے تکذیب کرنے والو تم ان واقعات سے عبرت حاصل کرو۔ دیکھو) ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب اتاری ہے۔ جس میں نصیحت ہے (سو تم اس سے نصیحت حاصل کرو) پس کیا تم بالکل ہی نہیں سمجھتے۔ (کہ ایسی نافع اور مفید کتاب کو جھٹلاتے ہو اور اپنے نفع نقصان کا بالکل خیال نہیں کرتے۔ دیکھو نادان مت بنو اور عقل سے کام لو)۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾
فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ
اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾
فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ

[1] اس آیت سے معلوم ہوا کہ نہ جاننے والے سے پوچھنا اور اس کا اتباع لازم ہے اور یہی معنی ہیں تقلید کے اس لئے اس سے وجوب تقلید ثابت ہوتا ہے ۱۲ [2] واضح ہو کہ مرزا غلام احمد نے اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا انتقال ہو گیا مگر ہماری تفسیر سے ظاہر ہو گیا کہ یہ مرزا کی سخت جہالت اور کلام الٰہی کی سخت تحریف ہے ۱۲ منہ

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے ظالم (یعنی کافر) تھے غارت کردیں اور ان کے بعد دوسری قوم پیدا کردی سو جب ان ظالموں نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو اس بستی سے بھاگنا شروع کیا بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف چلو شاید تم سے کوئی پوچھے پاچھے اور وہ لوگ (نزول عذاب کے وقت) کہنے لگے کہ ہائے ہماری کمبختی بیشک ہم لوگ ظالم تھے سو ان کی یہی غل پکار رہی حتیٰ کہ ہم نے ان کو ایسا (نیست و نابود) کر دیا جس طرح کھیتی کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہوگئی ہو اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں اور اگر ہم کو مشغلہ ہی بنانا منظور ہوتا تو ہم خاص اپنے پاس کی چیز کو مشغلہ بناتے اگر ہم کو یہ کرنا ہوتا بلکہ ہم حق بات کو باطل پر پھینک مارتے ہیں سو وہ (حق) اس (باطل) کا بھیجا نکال دیتا ہے (یعنی اس کو مغلوب کر دیتا ہے) وہ (مغلوب ہو کر) دفعۃً جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے اس بات سے بڑی خرابی ہوگی جو تم گھڑتے ہو اور (حق تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ) جتنے کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے ہیں اور (ان میں سے) جو اللہ کے نزدیک بڑے مقبول و مقرب) ہیں وہ اس کی عبادت سے عار نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں (بلکہ) شب و روز (اللہ کی) تسبیح کرتے ہیں (کسی وقت) موقوف نہیں کرتے۔

ظالموں کا انجام تباہی

تفسیر: اور (یہ یاد رکھو کہ) ہم نے بہت سی ایسی بستیوں کو تباہ کر دیا ہے جو کہ (تمہاری طرح) ظلم پر کمربستہ تھیں۔ اور ان کے بجائے دوسرے لوگوں کو پیدا کر دیا ہے (وہ بھی تمہاری طرح عذاب کے منکر تھے۔ اور کہتے تھے کہ بھلا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں۔ لیکن انجام کار عذاب نے انہیں آگھیرا) پس جبکہ انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا۔ تو اب وہ وہاں سے بھاگتے ہیں (اس پر ان سے کہا جاتا ہے کہ) آپ لوگ بھاگیں نہیں (یہ عذاب نہیں۔ کیونکہ عذاب تو آپ لوگوں کے نزدیک ناممکن ہے۔ پھر وہ کیسے آسکتا ہے) اور اپنے اسی سامان عیش کی طرف جس میں آپ لوگ مصروف تھے اور اپنے گھروں کی طرف واپس جائیں شاید (حسب معمول) آپ لوگوں سے سوال کیا جائے (اور کوئی کہے کہ سرکار کا مزاج کیسا ہے۔ کوئی کہے کہ سرکار کہاں تشریف لے گئے تھے۔ ہم لوگ بیقرار تھے کوئی اپنی حاجت طلب کرے جیسے کہ امراء ... دستور ہے یہ کلام بطور تہکم کے ہے۔ الغرض وہ بھاگنا چاہتے ہیں۔ اور بھاگ بھی نہیں سکتے۔ اب جب وہ مجبور ... (انہوں

(واویلا شروع کی، اور) کہا کہ ہائے اے مصیبت، بلاشک ہم ظالم تھے (کہ ہم کو لاکھ سمجھایا گیا مگر ہم نے ایک نہ سنی) پس وہ برابر یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے ان کا کھیت بنادیا اور ان کو ٹھنڈا کر دیا (یہ واقعات ہیں جو صرف ممکن ہی نہیں۔ بلکہ واقع ہو چکے ہیں۔ پس تم ان سے عبرت حاصل کرو۔ اور ظلم سے باز آؤ ایسا نہ ہو کہ ان کی طرح تم کو بھی ایسے وقت پچھتانا پڑے جبکہ پچھتاوا نافع نہ ہوگا)۔

کائنات باعث تفریح نہیں ہے

اور تم لوگ جو خدا کی نسبت اولاد کا افتراء کرتے ہو اس کے متعلق سن لو کہ) ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو) خواہ وہ فرشتے ہوں یا کچھ اور) ایسی حالت میں نہیں پیدا کیا کہ کھیل (اور تفریح) کرتے ہوں (کہ کسی کو بیٹا بنائیں۔ اور کسی کو بیوی اور کسی کو بیٹی۔ اور ان سے جی بہلائیں) اگر ہم تفریح کی چیزیں بنانا چاہتے تو اسے اپنے پاس سے بناتے اگر ہمیں ایسا کرنا ہوتا (مطلب یہ ہے کہ اگر ہمیں تفریح مطلوب ہوتی تو تفریح کیلئے ہماری ذات وصفات کیا کم تھیں کہ ہم کو اس کیلئے مخلوقات کو پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی۔ لیکن جب ہم نے ان کو تفریح کی چیز نہیں بنایا۔ کیونکہ ہماری شان لہو ولعب سے اعلیٰ وارفع ہے تو ہم ان چیزوں کو کیا تفریح کی چیز بناتے) بلکہ ہم تو حق سے باطل پر ضرب لگاتے ہیں۔ جس پر وہ اس کو کچل دیتا ہے اور وہ فنا ہو جاتا ہے (پس ہم تو حکمت سے جو حق ہے۔ لہو ولعب جو باطل ہے فنا کرنے والے ہیں پھر ہمارے یہاں لہو ولعب کا کیا کام۔ الغرض ہم منزہ ہیں۔ اولاد بنانے سے) اور تمہارے لئے بڑی مصیبت ہے ان باتوں کی وجہ سے جو تم کہتے ہو۔

ساری کائنات خدا کی ہے

اور (اس خدا کی شان تو یہ ہے کہ) اسی کی ہیں۔ وہ تمام چیزیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے جن کو یہ معبود اور خدا کی بیٹیاں بناتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے کہ) وہ اس کی (بندگی کو تسلیم کرتے اور اس کی) عبادت سے نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں (بلکہ وہ رات دن یوں تسبیح کرتے ہیں کہ ذرا سا بھی وقفہ نہیں کرتے (خیر یہ تو ان کے آسمانی معبودوں کی حالت تھی اور معلوم ہو گیا کہ ان کا دعویٰ سراسر مدعی سست گواہ چست کا مصداق ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ
اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا
يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ

وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝٢٦ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝٢٧ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝٢٨ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝٢٩

ترجمہ: کیا (باوجودان دلائل توحید کے) ان لوگوں نے خدا کے سوااور معبود بنار کھے ہیں (بالخصوص) زمین کی چیزوں میں سے جو کسی کو زندہ کتے ہیں؟ زمین (میں یا) آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود (واجب الوجود) ہوتا تو دونوں درہم برہم ہو جاتے سو (ان تقریرات سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ ان امور سے پاک ہے جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہیں وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کرسکتا اور اوروں سے باز پرس کی جاسکتی ہے کیا خدا کو چھوڑ کر انہوں نے اور معبود بنار کھے ہیں (ان سے) کہیے کہ تم اپنی دلیل (اس دعویٰ پر) پیش کرو یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب (یعنی قرآن) اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتابیں (یعنی توراۃ وانجیل وغیرہ) موجود ہیں بلکہ ان میں زیادہ وہی ہیں جو امر حق کا یقین نہیں کرتے سو (اس وجہ سے) وہ اعراض کر رہے ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہیں بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق نہیں) پس میری ہی عبادت کیا کرو اور یہ (مشرک) لوگ یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں کو) اولاد بنارکھی ہے وہ (اللہ تعالیٰ اس سے) پاک ہے بلکہ (وہ فرشتے اس کے) بندے ہیں مگر (ہاں) معزز وہ اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کر سکتے اور وہ اسی کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں (وہ جانتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ ان کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور وہ بجز اس کے جس کے لئے (شفاعت کرنے کی) خدا تعالیٰ کی مرضی ہو اور کسی کی سفارش نہیں کر سکتے اور وہ سب اللہ عالیٰ کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور ان میں سے جو شخص (فرضا) یوں کہے کہ میں علاوہ خدا کے معبود ہوں سو ہم اس کو سزائے جہنم دیں گے (اور) ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

کافروں کے زمینی معبودوں کا بطلان

تفسیر: اب سنو ان لوگوں نے کچھ زمینی معبود بھی بنار کھے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ) کیا انہوں نے ایسے زمینی معبود تجویز کئے ہیں جو (کسی چیز کو) زندہ کرتے ہوں (یہ تو نہیں۔ اور یہ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ پھر وہ معبود کیا خاک ہیں۔ اور جس میں اتنی بھی صلاحیت نہ ہو کہ وہ کسی چیز کو زندہ کر سکے وہ بھی کہیں معبود ہو سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ نہ آسمان میں خدا کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ زمین میں) اگر ان میں خدا کے علاوہ اور بھی معبود ہوتے (جیسا کہ ان احمقوں کا دعویٰ ہے) تو (زمین آسمان ہی کا ہے کو رہتے) وہ تو اب تک کبھی کے خراب ہو گئے ہوتے (کیونکہ الوہیت کے دوازم میں سے ہے۔ تعال وتکبر خود مختارانہ تصرف ملک تام نفاذ وقول وغیرہ۔ اور یہ باتیں چند خداؤں کے موجودگی

ہیں کامل طور پر کسی کیلئے نہ ہوتیں۔ اس لئے آپس میں جنگ ہوتی اور جنگ کا نتیجہ فساد آسمان وزمین ظاہر ہے۔ پس تعدد آلہہ کی صورت میں فساد سماء والارض لازم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آسمان وزمین اپنے نظام پر قائم ہیں) پس ثابت ہوا کہ خدائے مالک تخت پاک ہے اس سے جو یہ کہتے ہیں (کہ خدا کے سوا اور بھی معبود ہیں۔ ذرا سوچو تو سہی۔ کہ خدا کی تو یہ شان ہے کہ) اس سے اس کام کے متعلق کوئی باز پرس نہیں کی جاسکتی۔ جو وہ کرتا ہے اور (جن کو یہ معبود کہتے ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ) ان سے باز پرس ہوتی ہے (پھر وہ خدا اور الٰہ اور معبود کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر مغلوب ومقہور ومحکوم وماتحت بھی خدا ہوسکتا ہے تو وہ بھی خدا ہو سکتے ہیں۔ اور جبکہ ایسا نہیں ہے تو ان کو خدا ماننا محض جہالت ہے)۔

خدا کے سوا گھڑے ہوئے معبودوں کی حقیقت

خیر تو کیا انہوں نے (ان واقعات اور دلائل کے باوجود بھی) خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں (اور یہ اس قدر واضح دلائل پر بھی باز نہیں آتے۔ اچھا) آپ ان سے کہئے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو (آخر تمہارے پاس ان کی الوہیت کا کونسا عقلی ونقلی ثبوت ہے، مگر وہ پیش کیا کریں گے۔ کچھ ہو تو پیش کریں پس جبکہ نہ وہ اپنی حجت پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہماری حجت میں قدح کر سکتے ہیں۔ تو آپ ان سے کہئے کہ تم توحید سے وحشت نہ کرو کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ) یہ میرے ساتھ والوں کو بھی نصیحت ہے اور مجھ سے پہلوں کو بھی نصیحت تھی (لہٰذا یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کو کوئی نہ مانے) بلکہ بہت سے لوگ سچی بات کو جانتے نہیں اس لئے وہ (اس سے) روگردان ہیں۔

توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے

اور (اے رسول) آپ سے پہلے ہم نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا۔ جس کی طرف ہم اس مضمون کو وحی نہ کرتے ہوں۔ کہ کوئی معبود نہیں۔ الا میں۔ لہٰذا تم میری پرستش کرو (پس یہ مضمون بالکل صحیح ہے کہ توحید کوئی نئی چیز نہیں جس سے وحشت ہو۔ بلکہ یہی ان لوگوں کو بھی نصیحت ہے۔ اور یہی ان سے پہلوں کو تھی خیر اس بیان سے تم کو معلوم ہوگیا۔ کہ انہوں نے۔ خدا کے سوا دوسرے معبود تجویز کئے سو اول تو خود یہی کفر کیا کم تھا۔ مگر انہوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ایک دوسرے کفر کا اضافہ کیا۔

خدا کیلئے اولاد کا غلط عقیدہ

اور ان لوگوں نے کہا۔ کہ خدا نے اولاد بنائی پاک ہے وہ (اس افتراء سے اور جن کو یہ خدا کی اولاد کہتے ہیں۔ وہ خدا کی اولاد نہیں ہیں) بلکہ وہ (خدا کے) معزز بندے ہیں۔ جو کہ گفتگو میں بھی اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ (کوئی کام بھی اپنی رائے سے نہیں کرتے بلکہ) کام بھی اسی کے حکم سے کرتے ہیں وہ ان کے آگے پیچھے کی تمام باتوں کو جانتا ہے (اس لئے اس کا یہ بیان ان کی نسبت واقفیت کی بناء پر ہے۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ جن کی عبدیت کی یہ حالت ہو ان کی نسبت اولاد ہونے کا دعوی کہاں تک صحیح ہے اور وہ کس حد تک معبود ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں) اور ان کی نسبت ان لوگوں کا یہ خیال بھی صحیح نہیں۔ کہ ہم ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا کا مقرب بنا دیں گے کیونکہ) وہ کسی کی سفارش ہی نہیں کرتے بجز اس کے جس کیلئے وہ (سفارش) پسند کرے۔ اور وہ اس کے خوف سے ہر دم ترساں ہیں (پھر ان سے ان نافرمانوں کو کیا توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ان کو خدا کا مقرب بنا دیں گے یہ تو واقعات ہیں) اور اگر (بالفرض) کوئی ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا کے سوا معبود ہوں۔ تو اسے ہم (انہی مشرکین کی طرح ان کی اس گستاخی کا) دوزخ بدلہ دیں

گے کیونکہ اس صورت میں وہ انہی مشرکین کی طرح ظالم ہوگا۔اور) ہم ظالموں کو یونہی سزا دیتے ہیں۔

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

ترجمہ: کیا ان کافروں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ آسمان اور زمین (پہلے) بند تھے پھر ہم نے دونوں کو (اپنی قدرت سے) کھول دیا اور ہم نے (بارش کے) پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے کیا (ان باتوں کو سن کر) پھر بھی ایمان نہیں لاتے اور ہم نے زمین میں اس لئے پہاڑ بنائے کہ زمین ان لوگوں کو لے کر ہلنے نہ لگے اور ہم نے اس (زمین) میں کشادہ رستے بنائے تاکہ وہ لوگ (ان کے ذریعہ سے) منزل (مقصود) کو پہنچ جائیں اور ہم نے (اپنی قدرت سے) آسمان کو (مثل) ایک چھت (کے) بنایا جو محفوظ ہے اور یہ لوگ اس (آسمان کے اندر) کی (موجودہ) نشانیوں سے اعراض کئے ہوئے ہیں (یعنی ان میں تدبر نہیں کرتے) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے (وہ نشانیاں یہی ہیں) ہر ایک ایک ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا اور ہم تم کو بری بھلی حالتوں سے اچھی طرح آزماتے ہیں اور پھر (اس زندگی کے ختم پر) تم سب ہمارے پاس آ چلے آؤ گے

شرک کی تردید

تفسیر: اور کیا یہ کافر (جو خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ کہ آسمان و زمین (ایک وقت میں) ملے ہوئے تھے۔اس کے بعد ہم نے انہیں جدا جدا کیا (یعنی وہ ایک وقت میں معدوم تھے جن میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ پھر ہم نے انہیں پیدا کر کے ان میں امتیاز قائم کیا یہ بات انہیں ضرور معلوم ہے کیونکہ وہ زمین و آسمان کو مخلوق اور خدا کو ان کا خالق جانتے ہیں۔ پھر کیا کسی دوسرے میں .. یہ بات پاتے ہیں ہرگز نہیں پھر .. دوسروں کو اسکا شریک کیسے بناتے ہیں) اور (یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ) ہم نے پانی (یعنی

منی) سے ہر زندہ شے کو (جو کہ منی سے پیدا ہوتی ہے) بنایا۔ (یہ ہماری کمال صفت کی کافی دلیل ہے پھر کیا وہ کسی اور میں یہ کمال دیکھتے ہیں جبکہ نہیں دیکھتے) تو کیا وہ (اب بھی) ایمان نہیں لاتے (اور شرک کو نہیں چھوڑتے بڑے غضب کی بات ہے)۔

زمین پر پہاڑوں کی پیدائش اور اس کا منشا

اور ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ بنائے (جو کہ اس کو ایک حالت پر قائم رکھے ہوئے ہیں) کہ مبادا وہ انہیں لے کر ایک طرف کو ڈھل جائے (اس میں علاوہ ہماری کمال صنعت کے ان پر ایک انعام بھی ہے) اور (اسی طرح) ہم نے اس (زمین) میں (بدیں توقع) کشادہ راہیں بنائیں کہ ان کو (اپنے مقاصد کی) راہ معلوم ہو۔ (اس میں بھی علاوہ صنعت کے ان پر انعام ہے) اور (اسی طرح) ہم نے آسمان کو ایک (ٹوٹنے پھوٹنے) سے محفوظ چھت بنا دیا (اس میں بھی علاوہ کمال صنعت کے ان پر انعام ہے کیونکہ اگر وہ کمزور ہوتا۔ اور ٹوٹ کر ان پر گرتا۔ تو وہ سب ہلاک ہو جاتے۔ الغرض ہماری تو یہ حالت ہے کہ ہم ان کیلئے ایسے لاجواب دلائل توحید قائم کر رہے ہیں) اور وہ ہیں کہ ہمارے تمام نشانات (ودلائل) سے برابر روگرداں ہیں (اور ایک دلیل کو بھی حقیقت بینی کے خیال سے نہیں دیکھتے۔ بڑے افسوس کی بات ہے)۔

آیات خداوندی

اور وہ (خدا) وہ ہے جس نے (اپنی کمال وقدرت سے) رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا اب وہ ایک ایک علیحدہ دائرہ میں چل رہے ہیں اور (مجال نہیں کہ چاند سورج کے مدار میں پہنچ جائے یا سورج چاند کے مدار میں آجائے اور اس طرح ان میں تصادم ہو جائے (یہ کمال صنعت اور کمال انتظام مخصوص ہے اس کے ساتھ اور کسی دوسرے میں یہ بات نہیں۔ پھر بھلا اور کوئی کیسے معبود ہو سکتا ہے الغرض شرک محض باطل ہے۔ اور مشرکین کی سخت نادانی ہے کہ وہ اس کے معتقد ہیں)۔

قانون موت وحیات: اور (ایک نادانی ان کی یہ ہے کہ وہ آپ سے شرک کی مذمت سن کر آپ کی موت کے خواہاں ہیں۔ اور یہ نادانی اس لئے ہے کہ) ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی آدمی کیلئے دنیا میں ہمیشہ رہنا نہیں رکھا (بلکہ بہت سے مر چکے ہیں اور جو کوئی باقی ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام یا پہلے زمانہ کے اور بڈھے جو آپ سے پہلے پیدا ہوئے اور اب تک موجود ہیں وہ ایک وقت میں ضرور مریں گے) پس اگر آپ بھی انتقال کر جائیں۔ تو (ان کے لئے کون سی خوشی کی بات ہے) کیا یہ (نہیں مریں گے اور) دنیا میں ہمیشہ رہیں گے (ایسا تو نہیں پھر آپ کی وفات ان کیلئے کیا خوشی کی بات ہے۔ جبکہ نہیں۔ تو ان کا آپ کی موت کی تمنا کرنا نادانی نہیں تو کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ) ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور (زمانہ حیات صرف اس لئے ہے کہ) ہم (اس میں) برائی اور بھلائی سے تم سب کا ایک امتحان کر رہے ہیں (اور اس زمانہ میں جو کچھ کسی کو خوشی یا غم۔ راحت یا تکلیف، صحت یا مرض تونگری وافلاس وغیرہ وغیرہ پہنچتے ہیں۔ سب ذریعہ امتحان ہیں) اور (اس امتحان کے ختم ہونے کے بعد) تم سب (مر گے اور مر کر حساب وکتاب کیلئے) ہماری ہی طرف واپس کئے جاؤ گے۔

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ
اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ

عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

ترجمہ: اور یہ کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہیں (اور آپس میں کہتے ہیں) کہ کیا یہی ہیں جو تمہارے معبودوں کا (برائی سے) ذکر کیا کرتے ہیں اور (خود) یہ لوگ (حضرت) رحمٰن کے ذکر پر انکار کیا کرتے ہیں انسان جلدی ہی (کے خمیر) کا بنا ہوا ہے ہم عنقریب (اس کے وقت آنے پر) تم کو اپنی نشانیاں (قہر کی یعنی سزائیں) دکھائے دیتے ہیں پس تم مجھ سے جلدی مت مچاؤ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کس وقت آوے گا اگر تم (وقوع عذاب کی خبر میں) سچے ہو کاش ان کافروں کو اس وقت کی خبر ہوتی جب کہ یہ لوگ (اس) آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ ان کی کوئی حمایت کرے گا بلکہ وہ (آگ) تو ان کو ایک دم سے آنے گی سو ان کو بدحواس کر دے گی پھر نہ اس کے ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی اور آپ سے پہلے جو پیغمبر گزرے ہیں ان کے ساتھ بھی (کفار کی طرف سے) تمسخر کیا گیا تھا سو جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا ان پر وہ عذاب واقع ہو گیا جس کے ساتھ وہ استہزاء کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کا ٹھٹھا

تفسیر: اور ایک نادانی ان کی یہ ہے کہ) جب یہ کافر آپ کو دیکھتے ہیں تو اور کچھ نہیں کرتے بجز اس کے کہ وہ آپ کی ہنسی کرتے ہیں کہ کیا یہی ہے جو تمہارے معبودوں کو (برائی سے) یاد کرتا ہے (ان لوگوں کو اپنے مصنوعی معبودوں کا تو اتنا خیال ہے کہ ان کی برائی کرنے والے کو اتنا برا سمجھتے ہیں) اور وہ خدا کی یاد کے بالکل ہی منکر ہیں (اور اسے بھول کر بھی یاد نہیں کرتے اور انہیں یاد بھی دلایا جاتا ہے تو مخالفت کرتے ہیں کیسی بے جا بات ہے۔

انسانی جبلت: منشا اس کا یہ ہے کہ) آدمی جلدی کا بنا ہوا ہے (اس لئے وہ یوں چاہتا ہے کہ جو کچھ ہونا ہے ابھی ہو جائے۔ اور اگر دیر ہوتی ہے تو مایوس یا منکر ہو جاتا ہے۔ اس بناء پر یہ لوگ عذاب کے جلدی نہ آنے کے سبب اس کے منکر ہیں۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے اے نادانو) عنقریب ہم تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائیں گے۔ پس تم جلدی نہ مچاؤ (ذرا وقت آنے دو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے)۔

عذاب کی جلدی: اور یہ لوگ (عذاب کے نہ آنے سے اس کے منکر ہیں اور انکار کے طور پر) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا۔ اگر تم سچے

ہو۔کاش یہ کافر لوگ (اپنی اس مصیبت کو جانیں (جو کہ ان کو اس وقت پیش آئے گی جبکہ یہ لوگ (دوزخ میں جائیں گے اور آگ انہیں آگے
سے بھی لپٹے گی اور پیچھے سے بھی اور وہ) نہ خود آگ کو اپنے چہروں سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیٹوں سے اور نہ یہی ہوگا کہ ان کی مدد کی
جائے (اور دوسرا انہیں اس عذاب سے بچائے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ انہیں پیشتر سے قیامت کے وقت کی اطلاع دیدی جائے۔لیکن ایسا نہ
ہوگا) بلکہ وہ ان کے پاس اچانک آئے گی۔اور انہیں ہکا بکا کردے گی پھر نہ وہ اسے لوٹا سکیں گے۔اور نہ یہی ہوگا کہ انہیں مہلت دی جائے۔

انبیاء کے ساتھ استہزاء

(اور اے رسول یہ ان کا آپ کے ساتھ استہزاء کچھ نیا نہیں بلکہ) آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ (انہی باتوں پر) استہزاء کیا گیا
ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان (تمسخر کرنے والوں) کو اسی شے نے آگھیرا جس کا وہ مذاق اڑاتے (پس یہی انجام ان کا ہوتا ہے)۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ
اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ
حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ
اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ڮ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا
مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَىِٕنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ
يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا
تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى
بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾
وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: اور یہ بھی (ان سے) کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں رحمٰن (کے عذاب) سے تمہاری
حفاظت کرتا ہو بلکہ وہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے روگرداں (ہی) ہیں کیا ان کے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہیں
کہ (عذاب مذکور سے) ان کی حفاظت کرلیتے ہوں وہ خود اپنی حفاظت کی قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں

کوئی اوران کا ساتھ دے سکتا ہے بلکہ میں نے ان کواوران کے باپ دادوں کو (دنیا کا) خوب سامان دیا یہاں تک کہ ان پر (اسی حالت میں) ایک عرصہ دراز گزر گیا کیاان کو یہ نظر نہیں آتا کہ ہم (ان کی) زمین کو (بذریعہ فتوحات اسلامیہ کے) ہر چہار طرف سے برابر گھٹاتے چلے جاتے ہیں سو کیا یہ لوگ غالب آویں گے آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف وحی کے ذریعہ سے تم کوڈراتا ہوں اور یہ بہرے جس وقت ڈرائے جاتے ہیں سنتے ہی نہیں اور (ان کی عالی ہمتی کی کیفیت یہ ہے کہ) اگران کوآپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی ذرا لگ جاوے تو یوں کہنے لگیں کہ ہائے ہماری کم بختی واقعی ہم خطاوار تھے اور (ہاں) قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں (اورسب کے اعمال کا وزن کریں گے) کسی پر اصلاً ظلم نہ ہوگا اور اگر (کسی کا) عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو (وہاں) حاضر کردیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں اور ہم نے (آپ کے قبل) موسیٰ اور ہارونؑ کوایک فیصلہ کی اور روشنی کی اور متقیوں کے لئے نصیحت کی چیز (یعنی توریت) عطا فرمائی تھی جو (متقی) اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ لوگ قیامت سے (بھی) ڈرتے ہیں اور یہ (قرآن بھی) ایک کثیر الفائدہ نصیحت (کی کتاب ہے) جس کو ہم نے نازل کیا تو کیا پھر بھی تم اس سے منکر ہو۔

عذاب الٰہی سے بچنا ممکن نہیں

تفسیر: آپ ان سے کہئے کہ (حق تعالیٰ کی قدرت کے ہزاروں نمونے تمہارے سامنے ہیں جو باآواز بلند پکار رہے ہیں کہ خدا عذاب کے نازل کرنے پر قدرت رکھتا ہے اب اس کے عذاب سے بچنے کی صورت صرف ایک ہے وہ یہ کہ کوئی خدا سے زبردست قوت عذاب کوروک دے اور تمہیں بچالے۔ اب تم ہم کو یہ بتلاؤ کہ) رات اور دن میں تمہیں خدا سے کون بچا سکتا ہے (اور کس میں یہ قوت ہے کہ وہ خدا کی مزاحمت کر کے عذاب کوروک دے اور تمہیں بچالے۔ جبکہ کوئی ایسا نہیں۔ تو کیا عذاب کا انکار اور اس سے بے فکری جنون نہیں ہے ایک یہی واقعہ ایسا ہے کہ وہ ان کو خدا کی یاد کی طرف متوجہ کرنے کیلئے کافی ہے۔ مگر وہ نہیں مانتے) بلکہ وہ برابر اپنے پروردگار کی یاد سے روگرداں ہیں (آخر اس اعراض کا کوئی منشا بھی ہے) کیا ان کیلئے ایسے معبود ہیں جو ہمارے سوا ان کو (عذاب سے) روک لیں (اور عذاب میں مبتلا نہ ہونے دیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ) نہ وہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ان کا ہم سے (بچانے میں کوئی ساتھ دے سکتا ہے۔ (پھر وہ کس گھمنڈ پر ہم سے اعراض کرتے ہیں۔ بات کچھ نہیں) بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ) ہم نے ان کواوران کے آباء کو (منافع دنیا سے) فائدہ پہنچایا یہاں تک کہ ان کی عمر دراز ہوگئی (اور اس عرصہ میں ان کو عذاب سے ہلاک نہ کیا گیا۔ اس سے یہ لوگ مغالطہ میں پڑ گئے اور سمجھ لیا کہ جو کچھ کہا جاتا ہے یہ سب غلط ہے ورنہ ہم پشتہا پشت سے بت پرستی کرتے چلے آرہے ہیں۔ اگر یہ بات حق تعالیٰ کو ناپسند تھی اور وہ ان باتوں پر عذاب بھیجنے والا تھا تو اب تک اسے کون مانع تھا۔ یہ مغالطہ ہے۔ جس مین یہ لوگ مبتلا ہیں) سو (یہ لوگ اس پر تو نظر کرتے ہیں لیکن) کیا وہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ ہم زمین کو اس کے اطراف وجوانب سے گھٹاتے آتے ہیں (اور کافروں کا ملک گھٹ کر مسلمانوں کا ملک برابر بڑھ رہا ہے) پس کیا (پہلے کی طرح اب بھی) وہی غالب ہیں۔ جبکہ نہیں تو ان کو سمجھ لینا چاہیے۔ کہ جس طرح ان کا زمین پر تسلط واقتدار عارضی تھا۔ یونہی سلامت من العذاب بھی عارضی اور ایک وقت معین تک ہے اور جیسے کہ وقت آجانے سے ان سے حکومت وریاست چھین لی گئی اسی طرح وقت آجانے پران سے سلامتی بھی چھین لی جائے گی۔

رسول کو فرائض منصبی کے ادا کرنے کی ہدایت

اے رسول) آپ (ان سے) کہئے کہ (یہ باتیں بے اصل نہیں ہیں بلکہ) میں تم کو وحی (الہی) سے ڈرارہا ہوں (پس تم انکار سے باز آؤ۔ اور لایعنی شبہات کو جانے دو یہ آپ کا فرض منصبی ہے۔ اس لئے آپ اسے انجام دیدیجئے۔ ورنہ خواہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ماننے والے نہیں۔ کیونکہ وہ بہرے ہیں) اور بہرے لوگ جبکہ انکو ڈرایا جائے (پکارنے والے کی) پکار کو نہیں سنتے (مگر یہ نہ سننا اسی وقت تک ہے جب تک عذاب نہیں آتا) اور اگر آپ کے رب کے عذاب کی انہیں ہوا بھی لگ جائے گی تو (اس وقت ان کے تمام نشے ہرن ہو جائیں گے اور) وہ کہیں گے۔ کہ ہائے رے ہماری تباہی واقعی ہم ظالم تھے (کہ ایسی خطرناک چیز سے بے فکر اور اس کے منکر تھے) اور یہ ضرور ہونا ہے۔

قیامت میزان: کیونکہ ہم قیامت میں انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے جس پر کسی پر ذرا ظلم نہ کیا جائے گا (اور نافرمانوں کو ان کے جرم سے زائد سزا نہ دی جائے گی۔ اور مطعین کے اجر میں کمی نہ کیجائیگی) اور اگر کسی کا عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے بھی (تول میں لے آئیں گے۔ اور ہم کافی محاسب ہیں (جن میں نہ بھول چوک کا احتمال ہے نہ تعدی کا۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ کسی پر ذرہ برابر ظلم ہو جائے۔

قرآن سے پہلے آسمانی کتابیں

اور (یہ باتیں کچھ نئی نہیں بلکہ اس سے پہلے) ہم موسیٰ اور ہارونؑ کو (حق و باطل میں) فیصلہ (کرنے والی کتاب) اور (صحیح راستہ دکھانے والی) روشنی اور ان متقین کے لئے نصیحت (کی کتاب) دے چکے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے بھی خائف ہیں۔ اور (اب) یہ (قرآن) ایک مبارک نصیحت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے سو کیا تم اسے کوئی نئی اور اوپری چیز سمجھتے ہو (یہ تمہاری بڑی غلطی ہے نہ یہ نئی ہے اور نہ اوپری بلکہ اس قسم کی نصیحتیں پہلے سے نازل ہوتی چلی آئی ہیں۔ چنانچہ موسیٰ و ہارونؑ کی نظیر تم سن ہی چکے)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا

بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

ترجمہ: اور ہم نے اس (زمانہ موسوی) سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی (شان کے مناسب) خوش فہمی عطا فرمائی تھی اور ہم ان کو خوب جانتے تھے ان کا وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے فرمایا کہ یہ کیا (واہیات مورتیں ہیں) جن (کی عبادت) پر تم جمے بیٹھے ہو وہ لوگ (جواب میں) کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے ابراہیمؑ نے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادے (ان کو) لائق عبادت سمجھنے میں صریح غلطی میں ہو وہ کہنے لگے کہ کیا تم (اپنے نزدیک) سچی بات (سمجھ کر) ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو یا دل لگی کر رہے ہو ابراہیمؑ نے فرمایا کہ نہیں (دل لگی نہیں) بلکہ تمہارا رب (حقیقی جو لائق عبادت ہے) وہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا (بھی) کیا اور میں اس (دعوٰی) پر دلیل بھی رکھتا ہوں اور خدا کی قسم تمہارے ان بتوں کی گت بناؤں گا جب تم (ان کے پاس سے) چلے جاؤ گے تو ان کے چلے جانے کے بعد) انہوں نے ان بتوں کو (تیر وغیرہ سے) ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بجز ان کے ایک بڑے بت کے کہ شاید وہ لوگ ابراہیمؑ کی طرف (دریافت کرنے کے لئے) رجوع کریں کہنے لگے کہ یہ ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے بڑا ہی غضب کیا بعضوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جس کو ابراہیم کر کے پکارا جاتا ہے ان بتوں کا (برائی سے) تذکرہ کرتے سنا ہے (پھر) وہ لوگ بولے کہ (جب یہ بات ہے) تو اچھا اس کو سب آدمیوں کے سامنے حاضر کرو تا کہ وہ لوگ (اس اقرار کے) گواہ ہو جاویں۔

حضرت ابراہیمؑ کی سلامت روی اور گھر والوں اور قوم کو ہدایت

تفسیر: اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی سلامت روی عطا کی تھی۔ اور ہم ان سے بخوبی واقف ہیں۔ (اس لئے ان کے متعلق جو کچھ ہم بیان کرتے ہیں وہ بالکل صحیح ہے اچھا اب ان کی راست روی کی تفصیل سنو۔ وہ یہ ہے کہ جس وقت انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو (بت پرستی میں مشغول دیکھ کر ان سے) کہا کہ یہ مورتیں کیا بلا ہیں جن پر تم جمے ہوئے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہی کو پوجتے دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ تم بھی اور تمہارے باپ دادے بھی کھلی غلطی میں مبتلا رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ کیا یہ تم نے سچی بات ہمارے سامنے پیش کی ہے یا تم ہنسی کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ (میں ہنسی نہیں کرتا بلکہ یہ سچی بات ہے کہ یہ تمہارے رب نہیں ہیں جن کی تم پرستش کرو) بلکہ تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ جس نے انہیں پیدا کیا ہے اور میں اس پر گواہ ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ کی تدبیر بتوں کے ساتھ

اور بخدا میں بعد اس کے کہ تم واپس ہو جاؤ۔ تمہارے بتوں کے ساتھ ایک حرکت کروں گا (جس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسے خدا

ہیں) پس جبکہ وہ چلے گئے۔ تو انہوں نے ان کو سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بجز ان کے بڑے (جو سب کا افسر مانا جاتا تھا اس کو) بدیں توقع (بچایا) کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں (اور اس سے پوچھیں کہ کس نے ایسا کیا ہے اور آپ اسے سزا دیجئے اور جب وہ جواب نہ دے سکے۔ تو ان بتوں کا عجز اور ان کا ناقابل پرستش ہونا ظاہر ہو جائے۔ یہ واقعہ ممکن ہے کہ اسی روز ہوا ہو۔ جس روز اوپر کی گفتگو ہوئی تھی۔ اور ممکن ہے کہ کسی اور دن ہوا ہو۔

بتوں کی درگت اور قوم کا غیض وغضب

پس جبکہ ابراہیمؑ ایسا کر چکے اور ان کو اس کی اطلاع ہوئی کہ کوئی ہمارے بت توڑ گیا تو) انہوں نے (آپس میں اس کا چرچا کیا اور) کہا۔ کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے یہ حرکت کی ہے یقیناً وہ بڑا ظالم تھا (کہ اس نے ایسی گستاخی کی) دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک شخص کو ان کا تذکرہ کرتے سنا ہے۔ جس کو ابراہیمؑ کہتے ہیں (وہ کہتا تھا کہ کبھی نہ کبھی میں ان کی خبر لوں گا اسی نے ایسا کیا ہوگا) انہوں نے کہا کہ اچھا۔ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ ممکن ہے کہ (جن لوگوں نے ان سے ایسا کہتے سنا ہے) وہ (اسے پہچان کر اس کی) گواہی دیں۔

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۗ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۗ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۗ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۗ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

ترجمہ: (غرض وہ سب کے روبرو آئے) ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے اے ابراہیم انہوں نے (جواب میں) فرمایا کہ نہیں ان کے اس بڑے (گرو) نے کی سو ان (ہی) سے پوچھ لو (نا) اگر یہ بولتے ہوں اس پر وہ لوگ اپنے جی میں سوچے پھر (آپس میں) کہنے لگے کہ حقیقت میں تم ہی ناحق پر ہو (کہ جو ایسا عاجز ہوگا وہ کیا معبود ہوگا) پھر (شرمندگی کے مارے) اپنے سروں کو جھکا لیا (اور یہ بولے کہ) اے ابراہیمؑ تم کو تو معلوم ہی ہے کہ یہ بت (کچھ) بولتے نہیں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تو کیا خدا کو چھوڑ کر تم ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ کچھ نفع پہنچا سکے اور نہ کچھ نقصان پہنچا سکے تف ہے تم پر (کہ باوجود وضوح حق کے باطل پر مصر ہو) اور ان پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے (آپس میں) وہ لوگ کہنے لگے کہ ان کو آگ میں جلاؤ اور اپنے معبودوں کا (ان سے) بدلہ لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے (جب انہوں نے متفق ہو کر آگ میں ڈال دیا تو اس وقت) ہم نے (آگ کو) حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم کے حق میں اور ان لوگوں نے ان کے ساتھ برائی کرنی چاہی تھی سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ناکام کر دیا اور ہم نے ابراہیمؑ کو اور (ان کے برادرزادے) لوطؑ کو ایسے ملک (یعنی شام) کی طرف بھیج کر بچا لیا جس میں ہم نے دنیا جہان والوں کے واسطے (خیر و) برکت رکھی ہے اور (ہجرت کے بعد) ہم نے ان کو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے ان سب کو (اعلیٰ درجہ کا) نیک کیا اور ہم نے ان کو مقتدا بنایا کہ ہمارے حکم سے (خلق کو) ہدایت کیا کرتے تھے اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے کرنے کا اور (خصوصاً) نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور وہ (حضرت) ہماری عبادت (خوب) کرتے تھے اور لوط (علیہ السلام) کو ہم نے حکمت اور علم (جو شان انبیاء کے مناسب ہوتا ہے) عطا فرمایا اور ہم نے ان کو اس بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے بلاشبہ وہ لوگ بڑے بدذات بدکار تھے اور ہم نے لوطؑ کو اپنی رحمت میں داخل کیا (کیونکہ) بلاشبہ وہ بڑے نیکوں میں سے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ قوم کے سامنے اور قوم سے گفتگو

تفسیر: (اب ابراہیمؑ برادری کے سامنے مجرمانہ حیثیت سے پیش کئے گئے) انہوں نے ان سے کہا۔ کہ اے ابراہیم کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے انہوں نے (اپنے متعلق نفی و اثبات سے اعراض کرتے ہوئے) کہا بلکہ ان[1] کے اس بڑے نے کیا ہے تم ان سے پوچھ لو۔ اگر بولتے ہوں۔ اس پر انہیں ہوش آیا (اور انہوں نے سمجھا کہ اس جواب سے اس کا مطلب ہم کو یہ بتلانا ہے کہ یہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی پرستش کی جائے) اور انہوں نے (دل میں) کہا کہ واقعی تمہیں ظالم ہو (کہ ایسی عاجز مورتوں کو پوجتے ہو لیکن) اُلٹا پھر پلٹ گئے (اور اسی خیال پر جمے اور کہا کہ) تم جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں (پھر ہم ان سے کیسے پوچھیں) انہوں نے کہا تو کیا تم خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو۔ جو تمہیں نہ کچھ نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جن

[1] یہ کلام صورۃً جھوٹ ہے اور حقیقۃً جھوٹ نہیں۔ کیونکہ اس کا مقصود ان کو تنبیہ اور ارشاد ہے نہ کہ اخفائے حقیقت اور اس مقصد پر قرینہ قائم ہے۔ جس کو وہ لوگ بھی سمجھتے ہیں لہٰذا وہ استعارہ و الغاز کے قبیل سے ہے نہ کہ جھوٹ کے قبیل سے ۱۲

کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو پس کیا تم بالکل ہی نا سمجھ ہو (کہ اتنی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ عاجز مورتیں قابل پرستش نہیں ہو سکتیں۔

جلانے کی رائے اور آگ کی تیاری اور حضرت ابراہیمؑ کی سلامتی

(یہ جواب سن کر) انہوں نے کہا کہ اسے جلا دو۔ اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ اگر تمہیں کرنا ہے (اب انہوں نے مشورہ کر کے آگ تیار کی۔ اور اس میں ان کو ڈالا گیا جس پر) ہم نے کہہ دیا کہ اے آگ تو ابراہیمؑ پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جا (اور دیکھنا ابراہیمؑ کو ذرا صدمہ نہ پہنچے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور انہوں نے ان کے ہلاکت کی تدبیر کرنی چاہی سو ہم نے (انہیں کو گھاٹے میں رہنے والا بنا دیا۔ کیونکہ وہ اپنی تدبیریں میں ناکام رہے۔

حضرت ابراہیمؑ پر الطاف ربانی

اور ہم نے ان کو اور لوطؑ کو (ان لوگوں کے شر سے) نجات دے کر اس سرزمین میں پہنچا دیا جس میں ہم نے دنیا جہان کیلئے برکت دے رکھی ہے (یعنی ملک شام میں جس میں جسمانی برکتیں یہ ہیں کہ وہاں پیداوار وغیرہ بکثرت ہے اور روحانی برکتیں یہ کہ وہ معدن ہے انبیاء کا) اور (وہاں) ہم نے ان کو اسحٰقؑ (بیٹا) اور (اس سے بھی) زائد یعقوبؑ (پوتا) عطا کئے اور ان سب کو ہم نے نیک لوگوں میں سے بنایا تھا۔ اور ان سب کو ہم نے (لوگوں کا) مقتدا بنایا تھا۔ جو کہ ہمارے حکم سے (لوگوں کو) صحیح رستہ بتاتے تھے۔ اور ہم نے ان کی طرف اچھے کام کرنے اور (بالخصوص) نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی تھی اور وہ سب صرف ہماری پرستش کرنے والے (اور شرک سے متنفر تھے۔

حضرت لوطؑ پر انعامات الٰہی: اور لوطؑ کو بھی (ہم نے سلامت روی عطا کی تھی۔ چنانچہ) ہم نے انہیں حکمت اور علم صحیح عطا کیا تھا اور جبکہ ان کی قوم نے ان کی ہدایت پر عمل نہ کیا تو) ہم نے انہیں ہلاک کیا اور) اور ان کو اس بستی سے نجات دی جو گندے افعال کرتی تھی۔ واقعی وہ بہت بڑے نافرمان لوگ تھے (جو ایسے گندے کام کرتے تھے) اور ہم نے انہیں (ان کی سلامت روی کے سبب) اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا (کیونکہ) وہ واقعی ٹھیک لوگوں میں سے تھے۔

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَنَجَّيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥ مِنَ ٱلْكَرْبِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾
وَنَصَرْنَٰهُ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَآ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ
أَجْمَعِينَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِى ٱلْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ
ٱلْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَٰهِدِينَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنَٰهَا سُلَيْمَٰنَ ۚ وَكُلًّا ءَاتَيْنَا حُكْمًا
وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُۥدَ ٱلْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَٱلطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَٰعِلِينَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنَٰهُ
صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّنۢ بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَٰكِرُونَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمَٰنَ
ٱلرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِى بِأَمْرِهِۦٓ إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلَّتِى بَٰرَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ
عَٰلِمِينَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ ٱلشَّيَٰطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُۥ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ

وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝

ترجمہ: اور نوحؑ (کے قصہ) کا تذکرہ کیجئے جب کہ اس (زمانہ ابراہیمی) سے (بھی) پہلے انہوں نے دعا کی سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور ان کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی اور (نجات اس طرح دی کہ) ہم نے ایسوں لوگوں سے ان کا بدلہ لیا جنہوں نے ہمارے حکموں کو (جو کہ نوحؑ لائے تھے) جھوٹا بتایا تھا بلاشبہ وہ لوگ بہت برے تھے اس لئے (ہم نے ان سب کو) غرق کر دیا اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام کے قصہ) کا تذکرہ کیجئے جبکہ دونوں کسی کھیت کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے جبکہ اس (کھیت) میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں (اور اس کو چر گئیں) اور ہم فیصلہ کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دے دی اور (یوں) ہم نے دونوں کو حکمت اور علم فرمایا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ (ان کی تسبیح کے ساتھ) وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور کرنے والے ہم تھے اور ہم نے ان کو (زرہ) بنانے کی صنعت تم لوگوں کے (نفع کے) واسطے سکھائی تا کہ وہ (زرہ) تم کو (لڑائی میں) ایک دوسرے کی زد سے بچائے سو تم شکر کرو گے بھی (یا نہیں) اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف کو چلتی جس میں ہم نے برکت کر رکھی ہے (مراد ملک شام ہے) اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں اور بعضے بعضے شیطان ایسے تھے کہ سلیمانؑ کے لئے (دریاؤں میں) غوطہ لگاتے تھے (تا کہ موتی نکال کر لا دیں) اور وہ اور کام بھی اس کے علاوہ کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے اور ایوبؑ کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے (بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے) اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور (بلا استدعا) ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا فرمایا اور ان کے ساتھ (گنتی میں) ان کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والوں کے لئے یادگار رہنے کے سبب سے۔

حضرت نوحؑ پر احسانات الٰہی

تفسیر: اور ہم نے نوحؑ کو بھی (سلامت روی عطا کی تھی) جبکہ انہوں نے (لوطؑ وغیرہ سے) پہلے (اپنی قوم کی گمراہی سے تنگ آ کر) دعا کی تھی (کہ اے اللہ ان سب کو غارت کر دے) جس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی تھی۔ اور ان کو اور ان کے آدمیوں کو بڑی سخت کلفت سے نجات دی تھی (جو کہ ان کو اپنی قوم کی نالائقی سے اٹھانی پڑی تھی۔) اور ہم نے ان کا اس قوم سے انتقام لیا تھا جس نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا (کیونکہ) واقعی وہ برے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو ڈبو دیا تھا۔

حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ پر فضل و کرم

اور ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو بھی سلامت روی عطا کی تھی) جبکہ وہ ایک کھیتی کے مقدمہ میں اس وقت فیصلہ کر رہے تھے جب کہ اس میں لوگوں کی بکریاں چھوٹ گئی تھیں (اور انہوں نے کھیت کا نقصان کر دیا تھا) اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے چنانچہ (داؤدؑ نے اس میں اجتہادی لغزش کھائی تو[1]) ہم نے وہ (فیصلہ) سلیمانؑ کو سمجھا دیا (اور انہوں نے معتدل فیصلہ کیا) اور ہم نے ہر ایک کو حکمت اور علم صحیح عطا کیا تھا۔ اور ہم نے داؤدؑ کے ساتھ پہاڑوں کو یوں مسخر کر دیا تھا کہ وہ (ان کے ساتھ) تسبیح کرتے تھے اور پرندوں کو بھی (یوں ہی مسخر کر دیا تھا) اور (فی الحقیقت) ہم (ایسا) کرنے والے تھے (لہٰذا اس میں ملحدانہ شبہات نہ کرنے چاہئیں۔ اور ہم نے تمہاری خاطر انہیں ایک خاص قسم کے لباس (یعنی زرہ) کا بنانا سکھلا دیا تھا تاکہ وہ تمہیں تمہاری جنگ (کے ضرر) سے محفوظ رکھے پس کیا تم (ہمارے اس انعام کا) شکر کرتے ہو (ہرگز نہیں۔ پس یہ تمہاری بہت بے جا بات ہے اور تم کو ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے کیونکہ اپنے منعم کے ساتھ مقابلہ اور مخالفت بہت بری بات ہے۔ پس تمہیں اپنے منعم کی اطاعت کرنی چاہیے اور اس کی مخالفت سے باز آنا چاہیے۔

حضرت سلیمانؑ کی حکومت ہوا وغیرہ پر

اور ہم نے سلیمانؑ کیلئے ہوا کو ایسی حالت میں مسخر کیا کہ وہ (قوت اور سرعت میں) تند (اور تکلیف نہ پہنچانے میں نرم) تھی۔ جو کہ ان کے حکم سے اس سرزمین کو جاتی تھی۔ جس میں ہم نے برکت دے رکھی ہے۔ (یعنی ارض شام کو) اور ہم ہر شے کو جانتے ہیں (اس لئے ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ واقع کے مطابق ہے اور اسمیں ملحدانہ شبہات نہ کرنے چاہئیں۔ اور (ہم نے) شیاطین میں سے (ان کیلئے) ان کو (مسخر کیا تھا) جو کہ ان کے خاطر دریا میں غوطہ لگاتے۔ اور (اس کے علاوہ) دوسرے کام کرتے تھے۔ اور ہم ان کی حفاظت کرنے والے تھے (تاکہ وہ سرکشی نہ کرنے پائیں)۔

حضرت ایوبؑ پر الطاف خداوندی

اور ہم نے ایوبؑ کو (سلامت روی عطا کی تھی) جب کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا تھا۔ کہ (اے میرے رب) مجھے تکلیف پہنچی ہے۔ اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں (پس آپ مجھ پر رحم کیجئے اور میری تکلیف کو دور فرمایئے) جس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی تھی۔ اور جو کچھ انہیں تکلیف تھی اسے ایسی حالت میں دور کیا تھا اور ان کو ان کے آدمی اور اتنے ہی ان کے ساتھ اور دیئے تھے کہ ایسا کرنا ہماری جانب سے ان پر رحمت اور خدا کی پرستش کرنے والوں کیلئے نصیحت تھی۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۞ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ
رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ
عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۞
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَزَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى

[1] یحتمل ان یکون اجتهاده خطاء ویحتمل ان یکون صوابا لا اصوب

رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَ وَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ٘ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَ تَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ: اور اسماعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفل کا تذکرہ کیجئے (یہ) سب (احکام الٰہیہ پر) ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت (خاصہ) میں داخل کر لیا تھا بیشک یہ کمال صلاحیت والے لوگوں میں سے تھے اور مچھلی والے (پیغمبر یونس علیہ السلام) کا تذکرہ کیجئے جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہو کر چل دیئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں) کوئی دارو گیر نہ کریں گے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں میں بیشک قصوروار ہوں سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح (اور) ایمان والوں کو (بھی کرب و بلا سے) نجات دیا کرتے ہیں اور زکریا (علیہ السلام) کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لاوارث مت رکھیو (یعنی مجھ کو فرزند دیجئے کہ میرا وارث ہو) اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں سو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ہم نے ان کو یحییٰ (فرزند) عطا فرمایا اور ان کی خاطر سے ان کی بی بی کو (جو کہ بانجھ تھیں) اولاد کے قابل کر دیا یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے اور اس بی بی (مریم) کا (بھی) تذکرہ کیجئے جنہوں نے اپنے ناموس کو (مردوں سے) بچایا (نکاح سے بھی اور ناجائز سے بھی) پھر ہم نے ان میں (بواسطہ جبرائیل) اپنی روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند (عیسیٰؑ) کو دنیا جہان والوں کے لئے (اپنی قدرت کاملہ کی) نشانی بنا دی یہ ہے تمہارا طریقہ کہ (جس پر تم کو رہنا واجب ہے اور) وہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب (حقیقی) ہوں سو تم سب میری عبادت کیا کرو اور ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا (سو ان کی سزا دیں گے کیونکہ) سب ہمارے پاس آنے والے ہیں۔

حضرت اسمٰعیلؑ وغیرہ پر لطف و کرم

تفسیر: اور (ہم نے) اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ کو بھی (سلامت روی عطا کی تھی کیونکہ) یہ لوگ بھی (خدا کی اطاعت پر) جمنے والے تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا تھا۔ (کیونکہ) واقعی یہ لوگ اچھے لوگوں میں سے تھے۔

حضرت یونسؑ کا واقعہ

اور مچھلی والے (یونسؑ) کو بھی (ہم نے سلامت روی عطا کی تھی) جبکہ وہ خفا ہو کر (ہمارے خلاف منشاء) چل دیا تھا۔ اور (گویا کہ[1] وہ سمجھا تھا کہ ہم اس پر قابو نہ پائیں گے (لیکن ہم نے اسے پکڑ لیا۔ اور مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیا) پس اس نے ان تہ بتہ تاریکیوں میں یوں دعا کی کہ (میں اقرار کرتا ہوں کہ) صرف آپ ہی معبود ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ آپ منزہ ہیں ہر نقص سے۔ واقعی میں ظالموں میں سے تھا (کہ میں آپ کے خلاف منشاء چلا آیا۔ یہ اس کی دعا تھی) جس پر ہم نے اس کی درخواست منظور کی۔ اور ہم نے اسے غم سے نجات دی اور ہم یونہی مومنوں کو نجات دیتے ہیں (جس کا نمونہ آپ کے سامنے ہے)۔

حضرت زکریاؑ پر عنایات ربانی

اور زکریاؑ کو بھی (ہم نے سلامت روی عطا کی تھی) جب کہ انہوں نے اپنے رب سے یوں دعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار آپ مجھے تنہا نہ چھوڑیئے (بلکہ مجھے میرا وارث عطا کیجئے یہ میری ایک طبعی خواہش ہے) اور (یوں) آپ سب وارثوں سے بہتر وارث ہیں (پھر آپ کے ہوتے ہوئے کسی وارث کی کیا ضرورت ہے) جس پر ہم نے ان کی درخواست منظور کی اور انہیں یحیٰؑ (بیٹا) دیا اور ان کی بیوی کو (جو بانجھ تھیں) ان کے خاطر (اولاد کے) قابل بنا دیا۔ یہ سب لوگ بھی نیک کاموں میں چستی دکھلانے والے تھے اور ہم کو رغبت اور خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے پست تھے۔

حضرت مریمؑ پر احسان الٰہی

اور ہم نے اس عورت (مریم) کو بھی (سلامت روی عطا کی تھی) جس نے اپنی ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونکی (جس سے اس کے بلا باپ کے بچہ پیدا ہوا) اور (اس طرح) ہم نے اس کو اور اس کے بیٹے کو (اپنی کمال قدرت کی) ایک نشانی بنایا (تا کہ لوگ سمجھیں کہ ہماری قدرت مطلقہ اسباب مادیہ کی پابند نہیں ہے۔ اور ہم جو چاہتے ہیں۔ صرف اپنے حکم سے کرتے ہیں۔ پس ان تمام باتوں سے ثابت ہوا۔ کہ تعلیم قرآن نئی نہیں ہے۔ بلکہ پہلے سے اللہ والے اسی تعلیم پر چلے آرہے ہیں۔ نیز ہم نے قبل از وقوع اختلاف کہہ دیا تھا کہ) تمہاری یہ جماعت ایک جماعت ہے۔ اور میں تمہارا رب ہوں۔ پس تم میری ہی پرستش کرو (پس یہ تعلیم بہت پہلے کی ہے۔ جس وقت کہ شرک کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ یہ تو ہماری تعلیم تھی) اور لوگوں نے (مختلف طریقے ایجاد کر کے) آپس میں پھوٹ ڈال لی (اس لئے شرک مخترع اور محدث اور لوگوں کو بنایا ہوا ہے۔ نہ کہ خدا کا تجویز کیا ہوا۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں جو ان کا دل چاہے کریں۔ ہم ان سے سمجھ لیں گے کیونکہ) سب کو ہماری ہی طرف واپس آنا ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾
وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ

[1] اس لفظ سے اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کا حقیقۃً یہ خیال نہ تھا بلکہ انہوں نے ایک ایسا فعل کیا تھا جس کا صحیح منشا یہ خیال ہو سکتا ہے اس لئے یہ کلام بول دیا گیا ہے اور اس قسم کا کلام عرف میں شائع ہے۔ اور یہ بات کہ قصہ کیا تھا اور غصہ کس پر تھا اور کیوں تھا اس کی کوئی تحقیق نہیں اور اس باب میں جو روایات ہیں وہ قابل اعتماد نہیں

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ: سو جو شخص نیک کام کرتا ہوگا اور وہ ایمان والا بھی ہوگا سو اس کی محنت اکارت جانے والی نہیں اور ہم اس کو لکھ لیتے ہیں اور ہم جن بستیوں کو (عذاب سے یا موت سے) فنا کر چکے ہیں ان کے لئے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ (دنیا میں) پھر لوٹ کر آویں یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جاویں گے اور وہ (غایت کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی سے (جیسے پہاڑ اور ٹیلہ) نکلتے (معلوم) ہوں گے اور (وہ رجوع وبعث کا) سچا وعدہ نزدیک آ پہنچا ہوگا تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جاویں گی (اور یوں کہتے نظر آویں گے) کہ ہائے ہماری کم بختی ہم اس (امر) سے غفلت میں تھے بلکہ (واقعہ) یہ ہے کہ ہم ہی قصوروار تھے بلاشبہ تم (اے مشرکین اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم میں جھونکے جاؤ گے (اور) تم سب اس میں داخل ہوگے اور یہ بات سمجھنے کی ہے کہ) اگر یہ (تمہارے معبود) واقعی معبود ہوتے تو اس (جہنم) میں کیوں جاتے اور سب (عابدین ومعبودین) اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے (اور) ان کا اس میں شور ہوگا اور وہاں (اپنے غل وشور میں کسی کی) کوئی بات سنیں گے بھی نہیں (یہ تو دوزخیوں کا حال ہوا)۔

نیک کام کی قدر افزائی

تفسیر: اب جو کوئی ایسی حالت میں نیک کام کرے کہ وہ مومن ہو تو اس کی کوشش کی ناقدری نہ ہوگی۔ بلکہ اسکو پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور ہم اس کیلئے اس کی سعی کو لکھنے والے ہیں (اور گو بلا کتابت کے بھی یہ احتمال نہیں تھا کہ اس کا کوئی عمل بھول میں آجائے کیونکہ ہمارے یہاں سہو ونسیان کو دخل ہی نہیں۔ لیکن کتابت کے بعد تو وہ احتمال اور بھی نہ رہے گا خیر یہ تو ان لوگوں کی حالت تھی جو کہ ایمان لا کر اعمال صالحہ کریں)۔

عناد کا انجام: اور جس بستی کو ہم (اس عناد کی بدولت روحانی) مردہ (اور قطعی طور پر کافر) بنا چکے ہیں۔ اس پر تو حرام ہے (کہ وہ اپنے کفر سے لوٹے۔ کیونکہ) وہ (اس سے) نہ لوٹینگے۔ یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج یوں کھولے جائینگے کہ وہ ہر بلندی سے تیزی سے اتریں گے (جو کہ علامت ہے قرب قیامت کی) اور (اسکے بعد قیامت کا) سچا وعدہ آ چکا ہوگا۔ (وہ اپنا انکار اور حجتیں سب بھول جائیں گے اور) یکایک یہ ہوگا کہ جو لوگ کفر پر جمے ہوئے تھے ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائینگی (اور وہ ہکابکا رہ جائیں گے۔ اس وقت ان کو اپنی غلطی پر تنبہ ہوگا اور وہ کہیں گے کہ) ہائے رے ہماری مصیبت ہم اس دن سے غفلت میں تھے (غفلت میں نہیں) بلکہ ہم ظالم تھے

---

[1] یہ تفسیر سلف نے کی ہے اور قادیانی کا اس سے حضرت عیسیٰ کے احیا ہونے کے معجزہ کو باطل کرنا۔ قطعاً باطل ہے چنانچہ ہم اس پر پہلے ہی تنبیہ کر چکے ہیں۔

(کہ ہم کو طرح طرح سے اس کے آنے کا یقین دلایا جاتا تھا اور ہم اسے نہ مانتے تھے۔ خیر اے کافرو۔ اس روز) تم اور جن چیزوں[1] کی تم خدا کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو سب جہنم میں جھونکے جاؤ گے (یہ محض بات نہیں بلکہ واقعہ ہے اور) فی الحقیقت تمہارا اس میں وررد ہوگا (اس سے ضمناً یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ وہ معبود نہیں ہیں کیونکہ) اگر وہ معبود ہوتے تو اس میں نہ جاتے (کیونکہ اگر وہ اپنے ذاتی استحقاق سے معبود تھے تب تو دوزخ میں نہ جانا ظاہر ہے۔ اور اگر تقرب خداوندی کی وجہ سے معبود تھے۔ تو ان کا دوزخ میں جانا دلیل ہے اس کی کہ وہ مقرب نہیں ہیں۔ پس ان کی الوہیت سراسر باطل ہے خیر وہ دوزخ میں جائیں گے) اور سب اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس میں ان کیلئے (گدھے کی سی) مکروہ آواز ہوگی۔ اور وہ اس میں (شوروشغب کی وجہ سے) سنتے نہ ہوں گے (یہ تو کفار کی حالت ہوگی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ
حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ
نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا
عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ
يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ ؕ وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ
وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ
وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ
اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ
عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ: اور جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ لوگ اس (دوزخ) سے (اس قدر) دور رکھے جاویں گے (کہ) اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے (اور) ان کو بڑی

[1] جن چیزوں کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس میں ملائکہ اور انبیاء داخل بلکہ مراد بت ہیں ۱۲ منہ

گھبراہٹ (یعنی نفخہ ثانیہ سے زندہ ہونے کی) غم میں نہ ڈالے گی اور (قبر سے نکلتے ہی) فرشتے انکا استقبال کریں گے (اور کہیں گے کہ) یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا وہ دن (بھی) یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم (نفخہ اولیٰ کے وقت) آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت (ہر چیز کی) ابتدا کی تھی اسی طرح (آسانی) سے اس کو دوبارہ پیدا کردیں گے یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے (اور) ہم ضرور (اس کو پورا) کریں گے اور ہم (سب آسمانی) کتابوں میں لوح محفوظ (میں لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین (جنت) کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے بلاشبہ اس (قرآن) میں (ہدایت کا) کافی مضمون ہے ان لوگوں کے لئے جو بندگی کرنے والے ہیں اور ہم نے (ایسے مضامین نافعہ دیکر) آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین پر) مہربانی کرنے کے لئے آپ (بطور خلاصہ مکرر) فرمادیجئے کہ میرے پاس تو صرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (حقیقی) ایک ہی معبود ہے سو اب بھی تم مانتے ہو (یا نہیں یعنی اب تو مان لو) پھر (بھی) اگر یہ لوگ سرتابی کریں تو (بطور اتمام حجت کے) آپ فرمادیجئے کہ میں تم کو نہایت صاف اطلاع کرچکا ہوں اور میں یہ جانتا نہیں کہ جس (سزا) کا تم سے وعدہ ہوا ہے آیا وہ قریب ہے یا دور دراز ہے (البتہ وقوع ضرور ہوگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تمہاری) پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو (بات) تم دل میں رکھتے ہو اس کی بھی خبر ہے اور میں (بالیقین نہیں جانتا (کہ کیا مصلحت ہے) شاید وہ (تاخیر عذاب) تمہارے لئے صورۂ امتحان ہو اور ایک وقت (یعنی موت) تک زندگی سے) فائدہ پہنچانا ہو پیغمبر نے (باذن الٰہی کہا کہ اے میرے رب فیصلہ کردیجئے حق کے موافق اور (پیغمبر نے کفار سے یہ بھی فرمایا کہ ہمارا رب (ہم پر) بڑا مہربان ہے جس سے ان باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہی جاتی ہے جو تم بنایا کرتے ہو۔

خدا کے نیک بندوں کا حال

تفسیر: اور برخلاف ان کے جن لوگوں کیلئے ہماری جانب سے نیکی گزر چکی ہے (اور انہوں نے ہماری توفیق سے دنیا میں نیک کام کئے ہیں۔ جیسے عامہ مومنین وانبیاء جیسے عیسیٰ وعزیر یہ لوگ اس سے یوں دور ہوجائیں گے کہ وہ اس کی آواز بھی نہ سنیں گے اور وہ ان نعمتوں میں جن کو ان کا جی چاہا گا ہمیشہ رہیں گے۔ ان کو بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی (ہاں خفیف پریشانی جو کہ قیامت کی دہشت اور انجام کے معلوم نہ ہونے سے طبعی طور پر ہوگی اس کی اور بات ہے اور وہ کوئی قابل اعتبار نہیں کیونکہ محض عارضی ہے) اور فرشتے ان سے یہ کہتے ہوئے ملیں گے کہ یہ تمہارا وہ (مبارک) دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (اب تمہارے لئے چین ہے۔ لہٰذا اب تم چین کرو۔ یہ واقعات محض دل خوش کن باتیں نہیں ہیں بلکہ سچے واقعات ہیں۔ پس تم قیامت کو ناممکن سمجھ کر ان کا انکار نہ کرنا کیونکہ قیامت ناممکن نہیں ہے بلکہ) جس روز ہم آسمانوں کو یوں لپیٹ دیں گے جیسے تحریرات کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے۔ تو جس طرح ہم نے پہلی پیدائش کو آسانی اور سہولت سے) ابتداء کیا تھا یوں ہی (اس روز سہولت اور آسانی سے) اس کا اعادہ کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے جو کہ ہم پر لازم ہے۔ بلاشبہ ہم ایسا کرنے والے ہیں (الغرض قیامت آنے والی ہے) اور اس روز جنت انہی کو ملے گی جو خدا کے نیک بندے ہیں اور کفار کا اس میں کوئی حصہ نہ

ہونگا کیونکہ) ہم نے (اس مضمون کو انبیاء کی زبانی بیان بھی کر دیا ہے۔ اور) بیان کے بعد کتب منزلہ میں لکھ بھی دیا ہے کہ زمین معلوم (یعنی جنت) کے مالک صرف میرے نیک بندے ہوں گے۔ اس میں کافی تبلیغ ہے ان لوگوں کو جو (اس پر اطمینان کر کے) خدا کی پرستش کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کیلئے رحمت ہیں

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو صرف تمام لوگوں پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے (تاکہ آپ ان کو ان کے منافع و مضار پر مطلع کریں۔ اور وہ منافع پر مطلع ہو کر ان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور مضار سے واقف ہو کر ان سے بچیں لیکن اگر کوئی اپنی بدبختی سے اپنے کو مضار سے نہ بچائے تو یہ خود اس کا قصور ہے اور چونکہ سب سے بڑی مضرت کی چیز شرک ہے۔ لہٰذا) آپ کہہ دیجئے کہ (اے لوگو) میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود صرف واحد ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں) پس کیا تم کو (اس وحدہ لاشریک کی) اطاعت منظور ہے (اور کیا تم شرک سے توبہ کرو گے تم کو ضرور ایسا کرنا چاہیے۔ پس آپ یہ پیغام ان کو پہنچا دیجئے) اب اگر وہ اس سے پیٹھ پھیریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہیں (اس اعراض کے برے نتائج کی) صحیح صحیح اطلاع کر چکا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ جس امر کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید۔ بلاشبہ وہ زور سے کہی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے اور ان چیزوں کو بھی جن کو تم چھپاتے ہو (اور اس لئے وہی خوب جانتا ہے کہ تمہیں کس وقت سزا دینا مناسب ہے) اور میں (کچھ) نہیں جانتا ممکن ہے کہ یہ تاخیر تمہارا امتحان اور تم کو ایک خاص وقت تک دنیوی منافع سے نفع پہنچانا ہو (جب ان باتوں پر بھی انہوں نے تکذیب ہی کی تو اس پر) رسول نے کہا کہ اے میرے پروردگار آپ صحیح فیصلہ فرما دیجئے (یہ تو حق تعالیٰ سے کہا) اور (مکذبین سے یہ کہا کہ) جو باتیں تم کہتے ہو ان پر ہم تو اپنے خدائے رحمان ہی سے استعانت چاہتے ہیں۔ (پس وہ ہماری مدد کرے۔ اور تم کو اس تکذیب کا مزہ چکھا دے)۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا
تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا
وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ
اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ
كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ

لہ السواء الاستواء والصواب یوصف بالاستواء کما یوصف الخطاء بالاعوجاج. ای آذنتکم علی وجه الاستواء والصحته ۱۲ منه

ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۗ وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۗ وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۸﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ ع

ترجمہ: سورۂ حج مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھہتر آیتیں اور دس رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو (کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی جس روز تم لوگ (اس زلزلہ) کو دیکھو گے اس دن تمام دودھ پلانے والیاں (مارے ہیبت کے) اپنے دودھ پیتے کو بھول جاویں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن ہونے سے پہلے) ڈال دیں گی اور (اے مخاطب) تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ (واقع میں) نشہ میں نہ ہوں گے ولیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں (یعنی ذات یا صفات میں) بے جانے بوجھے جھگڑا کرتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں جس کی نسبت (خدا کے یہاں سے) یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ جو شخص اس سے تعلق رکھے گا یعنی اس کا اتباع کرے گا) تو اس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ اس کو (راہ حق سے) بے راہ کردے گا اور اس کو عذاب دوزخ کا راستہ دکھلا دے گا اے لوگو اگر تم (قیامت کے روز) دوبارہ زندہ ہونے سے شک (وانکار) میں ہو تو ہم نے (اول) تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے (جو غذا سے پیدا ہوتا ہے) پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ (بعضی) پوری ہوتی ہے اور

(بعضی) ادھوری بھی تا کہ ہم تمہارے سامنے (اپنی قدرت) ظاہر کردیں اور ہم (ماں کے) رحم میں جس (نطفہ) کو چاہتے ہیں ایک مدت معین (یعنی وقت وضع) تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تا کہ تم اپنی بھری جوانی (کی عمر) تک پہنچ جاؤ اور (بعضے) تم میں وہ بھی ہیں جو (جوانی سے پہلے ہی) مرجاتے ہیں اور بعضے تم میں وہ ہیں جو نکمی عمر (یعنی زیادہ بڑھاپے) تک پہنچا دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے اور (آگے دوسرا استدلال ہے کہ) اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک (پڑی) ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے یہ سب اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اور (نیز اس سبب سے ہوا کہ) قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ (قیامت میں) قبر والوں کو دوبارہ پیدا کردے گا اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدوں واقفیت (یعنی علم ضروری اور بدوں دلیل) یعنی علم استدلال عقلی) اور بدوں کسی روشن کتاب (یعنی علم استدلال نقلی) کے تکبر کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے (یعنی دین حق سے) بے راہ کردیں ایسے شخص کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو جلتی آگ کا عذاب چکھادیں گے (اور اس سے کہا جاوے گا کہ یہ تیرے ہاتھ کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور یہ بات ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

روز قیامت کی ہولناکی

تفسیر: اے لوگو تم اپنے پروردگار سے ڈرو (اور اس کی مخالفت نہ کرو۔ دیکھو قیامت آنیوالی ہے جس میں تم کو خدا کے سامنے اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ تم قیامت کو ایک افسانہ یا معمولی چیز نہ سمجھو) یقیناً قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔ جس روز تم اسے دیکھو گے۔ اس روز ہر دودھ پلانے والی[1] اپنے اس بچہ سے غافل ہو جائے گی۔ جس کو دودھ پلاتی ہے (اور اس کے ایسے حواس باختہ ہونگے کہ اسے اپنے بچہ کا بھی خیال نہ رہے گا) اور حمل والی اپنا حمل گرادے گی۔ اور تم لوگوں کو نشہ میں سرشار دیکھو گے اور (حقیقت میں) وہ نشہ میں سرشار نہ ہوں گے ہاں (وہ عذاب الٰہی کے سبب بدحواس ہوں گے۔ کیونکہ) خدا کا عذاب بہت سخت ہے (اور ان میں اتنی تاب کہاں ہے کہ وہ اسے جھیل سکیں۔ اسلئے خود رفتہ اور حواس باختہ ہوں گے۔ پس تمہیں خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہیے اور اس کی مخالفت نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ واقعات بالکل صحیح ہیں)۔

قیامت کا انکار کرنے والے

اور (باوجود ان کی صحت کے) آدمیوں میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا کے معاملات میں بلا کسی علم صحیح کے (بلکہ محض اپنے اوہام اور تخیلات فاسدہ کی بنا پر) جھگڑتے ہیں (اور قیامت اور اس کے زلزلہ کا انکار کرتے ہیں) اور (اس طرح) ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ جس پر یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ جو کوئی اس کی سرپرستی میں آئے گا تو یہ امر یقینی ہے کہ وہ اسے گمراہ کرے گا اور اسے بھڑکتی آگ کے عذاب کی طرف رہنمائی کرے گا۔

---

[1] چونکہ زلزلہ قیامت مقدمہ قیامت ہے نہ کہ عین قیامت اور زلزلہ زندوں پر آئے گا اس لئے دودھ پلانے میں کوئی اشکال نہیں۔ ۱۲ منہ

حیات بعد الموت کا پہلی زندگی سے سبق

اے لوگو اگر تم کو دوبارہ زندگی کے باب میں کچھ خلجان ہو (جیسا کہ واقعہ ہے۔ گویا ایسا نہ ہونا چاہیے) تو (تم ہماری قدرت کے ان واقعات میں غور کرو جو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں مثلاً یہ کہ) ہم نے تم کو اول مٹی سے پیدا کیا (کیونکہ تمہارے باپ آدم مٹی کے تھے پھر جو غذا تمہارے ماں باپ نے کھائی۔ جس سے خون پیدا ہوا۔ وہ بھی مٹی ہی سے پیدا ہوئی تھی) اس کے بعد (تمہیں) نطفہ سے (پیدا کیا کیونکہ وہ غذا جو تمہارے ماں باپ نے کھائی تھی وہ اول خون بنی اور اسکے بعد خون سے منی بنی) اس کے بعد (اس منی کو پھر خون بنا کر تم کو) خون بستہ سے (پیدا کیا) اس کے بعد (اس خون بستہ کو گوشت کا لوتھڑا بنا کر تم کو) گوشت کے لوتھڑے سے (پیدا کیا) جو کہ بعض حالتوں میں) مکمل پیدا کیا گیا تھا اور (بعض حالتوں میں) نامکمل پیدا کیا گیا تھا۔ تاکہ (ان واقعات سے) ہم تمہارے لئے (اپنے کمال قدرت کے دلائل) ظاہر کر دیں۔ اور ہم جس کو چاہتے ہیں اسے رحموں میں ایک میعاد معین تک ٹھہراتے ہیں (اور جسے نہیں ٹھہرانا چاہتے۔ اسے یا تو بالکل ہی نہیں رہنے دیتے۔ یا کچھ دنوں رحم میں رکھ کر اسقاط کرا دیتے ہیں) اس کے بعد ہم تمہیں بچہ ہونے کی حالت میں (ماں کے پیٹ سے) نکالتے ہیں پھر (تم کو زندہ رکھتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ۔ اور تم میں سے کچھ وہ بھی ہیں جن کو (جوانی سے پہلے ہی یا جوانی کی حالت میں یا جوانی کے بعد خرافت سے پہلے ہی) وفات دیدی جاتی ہے اور تم میں کچھ ایسے ہیں جن کو نکمی عمر تک پہنچایا جاتا ہے تاکہ وہ (بت ہو جائے اور) جاننے کے بعد کچھ نہ جانے (اور اس طرح لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم اپنی قدرت سے عالموں کو جاہل اور عاقلوں کو لا عقل بنا دیتے ہیں۔ تم ان واقعات میں غور کرو اور سمجھو کہ جو خدا ایسے عجیب کام کر سکتا ہے کیا وہ دوبارہ آدمیوں کو پیدا نہیں کر سکتا۔

زمین کی خستہ حالی اور پھر شادابی

اور تم (ایک وقت میں) زمین کو خستہ حال دیکھتے ہو (کہ ہو کا میدان ہوتا ہے جسے دیکھ کر وحشت ہوتی ہے) پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ حرکت کرتی اور بڑھتی ہے اور ہر قسم کے خوشنما نباتات اگاتی ہے۔ (اب تم سوچو کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے) یہ صرف[1] اس وجہ سے ہوتا ہے کہ خدا ایک واقعی ذات ہے (اور تمام کمالات اس میں واقعی طور پر موجود ہیں) اور وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور (برین) یہ امر یقینی ہے کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی خلجان کی بات نہیں۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ خدا ان مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ جو قبروں میں (مدفون) ہیں الغرض قیامت کا آنا یقینی اور دلائل صحیحہ سے ثابت ہے۔

بلا علم خدا کے کاموں میں دخل کا انجام

اور برخلاف دلائل قاطعہ کے) کچھ لوگ ایسے ہیں کہ خدا کے کاموں میں بلا کسی علم صحیح کے اور بلا کسی ہدایت کے اور بلا کسی روشن کتاب کے (متکبرانہ انداز سے گردن موڑ کر اس غرض سے جھگڑا کرتے ہیں کہ لوگوں کو خدا کی راہ سے بھٹکا دیں ان کیلئے دنیا میں رسوائی ہے۔ اور قیامت میں ہم ایسے لوگ کا عذاب چکھا دیں گے۔ کہ (لے) یہ اس کا بدلہ ہے جو تو اپنے ہاتھوں کر چکا ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا بندوں پر ظلم کرنے

---

[1] جاننا چاہیے کہ مدخول باصرف پہلے تین انّ ہیں۔ جن میں اصل علت ان اللہ ھو الحق ہے جیسا کہ تفسیر سے ظاہر ہے اور ان اللہ یحی الموتی میں اس امر کی تصریح ہے جس کو یہ بیوند کورہ میں خاص دخل ہے اور چونکہ ان اللہ یحی الموتی سے ابہام تخصیص ہوتا تھا اس لئے آگے اس کے دفع کے لئے ان اللہ علی کل شیء قدیر بڑھا دیا گیا جس سے ان اللہ یحی الموتی کی تاکید بھی ہوگئی اور ابہام مذکور بھی دفع ہو گیا۔ اما ان الساعۃ اٰتیۃ لوان اللہ یبعث من فی القبور علیحدہ جملے ہیں جو کہ بطور حاصل کلام کے لائے گئے ہیں۔

والا نہیں ہے کہ انہیں ناحق سزا دے پس اگر تو جرم نہ کرتا تو تجھے یہ سزا کیوں دی جاتی۔ یہ تو ان لوگوں کی حالت تھی جو قیامت پر شبہات کرتے تھے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهِ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿١١﴾ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٢﴾ يَدْعُو لَمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ ۚ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ ﴿١٣﴾ إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ﴿١٥﴾ وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ ﴿١٦﴾

ترجمہ: اور بعض آدمی اللہ کی عبادت (ایسے طور پر) کرتا ہے (جیسے کسی چیز کے) کنارے پر (کھڑا ہو) پھر اگر اس کو کوئی (دنیوی) نفع پہنچ گیا تو اس کی وجہ سے (ظاہری) قرار پالیا اور اگر اس پر کچھ آزمائش ہوگئی منہ اٹھا کر (کفر کی طرف) چل دیا (جس سے) دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا یہی کھلا نقصان (کہلاتا) ہے خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر ایسے کی عبادت کرنے لگا جو نہ اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور نہ اس کو نفع پہنچا سکتا ہے یہ انتہا درجہ کی گمراہی ہے وہ ایسے کی عبادت کر رہا ہے کہ اس (کی عبادت) کا ضرر بہ نسبت اس کے نفع کے زیادہ قریب الوقوع ہے ایسا کارساز بھی برا اور ایسا رفیق بھی برا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل فرماویں گے کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے جو شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کر کے) اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول کی دنیا اور آخرت میں مدد نہ کرے گا تو اس کو چاہئے کہ ایک رسی آسمان تک تان لے پھر (اس کے ذریعہ سے آسمان پر پہنچ کر اگر ہو سکے) اس وحی کو موقوف کرا دے تو پھر (خوب) غور کرنا چاہئے آیا اس کی یہ تدبیر اس کی ناگواری کی چیز کو (یعنی وحی کو) موقوف کر سکتی ہے ہم نے اس قرآن کو اسی طرح اتارا ہے جس میں کھلی کھلی دلیلیں تعیین حق کی ہیں اور بات یہ (ہی) ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (حق کی) ہدایت کرتا ہے۔

خودغرضی والا ایمان اور اس کا انجام

تفسیر: اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ ایک پہلو پر خدا کی عبادت کرتے ہیں (یعنی وہ صرف اس حالت میں خدا کی پرستش کرتے ہیں کہ انہیں فائدہ ہی فائدہ ہو۔ اور نقصان نہ ہو) اب اگر انہیں کوئی بہتری لاحق ہوئی۔ تب وہ اس کے سبب مطمئن (اور اسلام پر قائم)

ہیں اور اگر انہیں کوئی امتحان لاحق ہوا (اور تکلیف پہنچی) تو اپنی (پہلی ہی روش پر پلٹ گئے نتیجہ یہ ہوا کہ) انہوں نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی (دنیا یوں کہ اسلام کے دینوی منافع سے محروم ہوئے اور آخرت کا کھونا تو ظاہر ہی ہے) یہی کھلا ہوا گھاٹا ہے۔ (کہ نہ دنیا ہی ملی نہ دین خدا بچائے ایسے خسران سے یہ لوگ (اسلام سے پھر کر) خدا کے سوا ایسی چیزوں کو پکارتے ہیں۔ جو کہ نہ ان کو نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ نفع پہنچاتی ہیں۔ یہی وہ گمراہی ہے جو ہدایت سے بہت دور ہے نیز یہ لوگ[1] ان کو پکارتے ہیں جن کا (واقعی) ضرر ان کے (خیالی) نفع سے اقرب ہے (بھلا اس سے زیادہ کیا گمراہی ہوگی) واقعی جس کا ضرر اس کے نفع سے اقرب ہو وہ نہایت برا سرپرست اور بہت برا ساتھی ہے (کیونکہ وہ ان کو تباہی میں ڈالیگا۔ برخلاف حق تعالیٰ کے کہ وہ نہایت عمدہ سرپرست اور نہایت عمدہ ساتھی ہے۔

نیک لوگوں کو بدلہ: کیونکہ) یقیناً اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی (کیونکہ اللہ قادر مطلق اور مختار مطلق ہے اور اس لئے جو چاہتا ہے کرتا ہے (برخلاف ان کے معبودوں کے کہ وہ مجبور محض ہیں اور اپنے پجاریوں کو کچھ بھی نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ہاں ان سے یہ ضرر ضرور پہنچتا ہے کہ ان کی پرستش سے خدا ناخوش ہوتا ہے اور وہ ان پجاریوں کو سزا دیتا ہے۔ پس لوگوں کو ایسے ناکارہ معبودوں کو چھوڑ کر خدا کی پرستش کرنا چاہیے کہ وہ ان کو اس کا بہتر معاوضہ دے گا۔

خدا سے بے نیاز مرتد: لیکن جو کوئی یہ سمجھے کہ (خدا کی پرستش کی ضرورت نہیں) خدا اس کی دنیا و آخرت میں کچھ مدد نہ کرے گا (جیسا کہ ان لوگوں کا خیال ہے جو کہ اسلام سے مرتد ہو جائے ہیں) تو اسے چاہیے کہ آسمان کی جانب (کسی شئے میں) رسی تانے پھر پھانسی لے لے اس کے بعد دیکھے کہ آیا اس کی تدبیر ان باتوں کو دور کرتی ہے۔ جو اس کو ناگوار ہیں (خلاصہ یہ کہ ایسے شخص کو بت تو کوئی نفع پہنچا ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ عاجز ہیں۔ اور خدا کی جانب سے وہ بدگمان ہے۔ تو اب اسے چاہیے کہ پھانسی کھا کر مر رہے۔ پھر دیکھے کہ اس سے بھی تکالیف دور ہوتی ہیں یقیناً نہ ہوں گی۔ تو اب بجز اس کے اس کیلئے کوئی صورت نہیں کہ وہ ایمان لا کر رضا و تسلیم اختیار کرے۔ بس اسی میں اس کیلئے بہتری ہے اور کوئی صورت اس کے لئے مفید نہیں۔ الغرض یہ آیات بینات ہیں جن کو ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا ہے) اور یوں ہم نے اس قرآن کو آیات بینات کی شکل میں نازل کیا ہے۔ (جس کا نمونہ تمہارے سامنے ہے مگر بدبخت لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے) اور یہ بات یقینی ہے کہ خدا اسی کو ہدایت کرتا ہے جس کو وہ (ہدایت طلبی کے سبب ہدایت دینا) چاہیے (یا جو کہ خود ہدایت حاصل کرنا چاہے اور حاصل دونوں کا ایک ہے واللہ اعلم)۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـِٕیْنَ وَ النَّصٰرٰی وَ الْمَجُوْسَ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَ مَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا

[1] اشارۃ الی ان مفعول یدعو محذوف بقرینۃ قولہ لمن ضرہ اقرب وقولہ لمن ضرہ الخ جملۃ مستانفۃ ولیس بمعقول لقولہ یدعو فلا اشکال فی دخول اللام علی من ۱۲

فِي رَبِّهِمْ ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ﴿١٩﴾ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٢٢﴾

ترجمہ: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان اور یہود اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور مشرکین اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان میں قیامت کے روز (عملی) فیصلہ کر دے گا (مسلمانوں کو جنت میں داخل کرے گا اور کافروں کو دوزخ میں) بیشک خدا تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے اے مخاطب کیا تجھ کو (عقل سے یا مشاہدہ سے) یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ کے سامنے (اپنی اپنی حالت کے مناسب) عاجزی کرتے ہیں جو کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے (تو) آدمی بھی اور بہت سے ایسے ہیں جن پر (بوجہ منقاد نہ ہونے کے) عذاب ثابت ہو گیا ہے اور (سچ یہ ہے کہ) جس کو خدا ذلیل کرے (اور اس کو توفیق ہدایت نہ ہو) اس کا کوئی عزت دینے والا نہیں (اور) اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے) جو چاہے کرے (جن کا اوپر آیۃ میں ذکر ہوا) دو فریق ہیں جنہوں نے بارے اپنے رب کے (دین کے) باہم اختلاف کیا سو جو لوگ کافر تھے ان کے (پہننے کے) لئے (قیامت میں) آگ کے کپڑے قطع کئے جاویں گے اور ان کے سر کے اوپر سے تیز گرم پانی چھوڑا جاوے گا (اور) اس سے ان کے پیٹ میں کی چیزیں (یعنی انتڑیاں) اور ان کی کھالیں سب گل جاویں گی اور ان کے (مارنے کے) لئے لوہے کے گرز ہوں گے وہ لوگ جب (دوزخ میں) گھٹے گھٹے (گھبرا جائیں گے) اور اس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیئے جاویں گے اور (ان کو) کہا جاوے گا کہ جلنے کا عذاب (ہمیشہ کے لئے) چکھتے رہو

مختلف مذاہب والوں کا فیصلہ

تفسیر: یقیناً جو لوگ مومن ہیں اور جو یہودی ہیں اور جو صابی ہیں اور جو نصاری ہیں اور جو مجوس ہیں۔ اور جو مشرک ہیں (جو کہ آپس میں اختلاف کر رہے ہیں اور اپنے اپنے مسلک کو اچھا بتلاتے ہیں۔ دنیا میں تو ان کے درمیان دلائل سے فیصلہ کر ہی دیا گیا ہے اور بتلا دیا گیا ہے کہ مسلمان حق پر ہیں لیکن دوسرے لوگ اپنی جہالت سے اسے نہیں مانتے اب) حق تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہیں (اور اس لئے وہ ہر ایک کے مسلک کو بخوبی جانتے ہیں۔

خدا کی اطاعت سے گریز کا نتیجہ

(اے مخاطب) کیا تو نہیں سمجھتا کہ تمام آسمان والے اور تمام زمین والے۔ اور (بالخصوص) سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور تمام زمین پر چلنے والے جانور اور بہت سے آدمی حق تعالیٰ کے سامنے سرفگندہ (اور اس کے مطیع) ہیں (اس سے بڑھ کر حق تعالیٰ کی الوہیت اور اس کے تفرد اور اسلام کی حقانیت کی کیا دلیل ہو سکتی ہے خیر یہ تو ان کی حالت ہے) اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان پر عذاب

سوار ہے (اور اس لئے باوجود اطاعت اضطراری[1] کے اطاعت اختیاری سے گریز کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے سوا اختیار کے سبب خدا نے ذلت دی ہے) اور جس کو خدا ذلت دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں (اس لئے یہ بد بخت ذلیل ہی رہیں گے۔

کافروں کا انجام: الغرض یہ دونوں گروہ (مسلمان اور مخالفین اسلام) دو فریق ہیں جو اپنے پروردگار کے باب میں جھگڑتے ہیں (ایک فریق کہتا ہے کہ صرف خدا کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اور دوسرا فریق اس سے اختلاف کرتا ہے) پس جو کافر ہیں (اور خدائے واحد کی اطاعت کرنا منظور نہیں کرتے) ان کیلئے آگ کے کپڑے تراشے جائیں گے۔ ان کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں جل جائیں گی اور ان کیلئے لوہے کے انکس ہوں گے (جن سے ان کو مارا جائے گا) جب کبھی وہ غم کے سبب اس سے نکلنا چاہیں گے تو اسی میں واپس کر دیا جائے گا اور (کہا جائے گا کہ) آگ کا عذاب خوب چکھو (یہ تو کفار کی حالت تھی۔ اب مسلمانوں کی حالت سنو ان کی حالت یہ ہے کہ)۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿٢٦﴾

ترجمہ: (اور) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور) ان کو وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاویں گے اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی اور (یہ سب انعام ان کے لئے اس لئے ہے کہ دنیا میں) ان کو کلمہ طیب (کے اعتقاد) کی ہدایت ہوگئی تھی اور ان کو اس (خدا) کے راستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد ہے (وہ راستہ اسلام ہے بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور (مسلمانوں کو) اللہ کے راستہ سے اور مسجد حرام (یعنی حرم) سے روکتے ہیں جس کو ہم نے تمام آدمیوں کے واسطے مقرر کیا ہے کہ اس میں سب برابر ہیں اس میں رہنے والا بھی اور باہر سے آنے والا بھی یہ (روکنے والے) لوگ معذب ہوں گے اور جو شخص اس میں (یعنی حرم میں) کوئی خلاف دین کا قصد ظلم (یعنی شرک و کفر) کے ساتھ کرے گا تو ہم عذاب دردناک کا مزہ چکھائیں گے اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلا دی اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا (یہ ان کے مابعد والوں کو سنانا ہے) اور میرے (اس) گھر کو طواف کرنے والوں کے اور (نماز میں) قیام و رکوع و سجدہ کرنے والوں کے واسطے پاک رکھنا۔

[1] اضطراری سرافگندگی تو سب کو عام ہے رہی اختیاری سو وہ ملائکہ اور بہت سے جنات اور بہت سے آدمیوں میں ہے اور گو کثیر من الناس من فی الارض میں داخل تھے مگر اہتمام کے لئے ان کو ذکر میں خاص لیا گیا کیونکہ کلام میں مقصود اہم انسان ہی ہیں ۱۲

مومنوں کی عزت افزائی

تفسیر: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے۔ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان میں ان کا لباس ریشم کا ہوگا (یہ سب کچھ تو آخرت میں ہوگا) اور (دنیا میں ان کو یہ فضیلت ہے کہ) ان کو اچھی بات (کلمہ توحید وغیرہ) کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ (یہ تو عام کفار اور مومنین کے حالات تھے۔

مشرکین مکہ کا حشر: اب خاص طور پر مشرکین مکہ کی حالت یہ ہے کہ) جن لوگوں نے کفر کیا اور جو کہ دوسروں کو خدا کی راہ سے اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے ایسا بنایا ہے کہ اس میں شہر کے رہنے والے دونوں برابر ہیں (یہ لوگ[1] اس کے باب میں زیادتی کرنے والے ہیں) اور جو کوئی اس کے باب میں ناحق طور پر زیادتی کے ساتھ کسی بات کا ارادہ کرے گا ہم اسے سخت تکلیف دہ عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور (یہ لوگ جو اپنے لئے اتباع ابراہیم کا حیلہ تراشتے ہیں۔ سو یہ سب غلط ہے کیونکہ ہم نے ابراہیم کو ان باتوں کا حکم نہیں دیا تھا جو وہ کرتے ہیں بلکہ) جب ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ میں لا کر رکھا تھا (اور ان کو خانہ کعبہ کی عمارت کا حکم دیا تھا۔ تو اس وقت ہم نے انہیں حکم دیا تھا) کہ (دیکھنا) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا (نہ اس میں حسی نجاست کا گذر ہونا چاہیے۔ نہ معنوی نجاست کا جیسے بت پرستی وغیرہ)۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِیْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ﴿۳۳﴾

ترجمہ: اور (ابراہیمؑ سے یہ بھی کہا گیا کہ) لوگوں میں حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کر دو لوگ تمہارے پاس (حج کو)

---

[1] اشارۃ الی تقدیر الخبر ۱۲

چلے آویں گے پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی تا کہ اپنے (دینیہ اور دنیویہ) فوائد کے لئے آموجود ہوں اور (اس لئے آویں گے) تا کہ ایام مقررہ (یعنی ایام قربانی) میں ان مخصوص چوپاؤں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں (یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہیں) جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے ہیں سو ان (قربانی کے) جانوروں میں سے تم (کو) بھی (اجازت مع الاستحباب ہے کہ) کھایا کرو اور (مستحب ہے کہ) مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کردیں اور اپنے واجبات کو پورا کریں اور (ان ہی ایام معلومات میں) اس مامون گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا طواف کریں یہ بات تو ہو چکی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے محترم احکام کی وقعت کرے گا سو یہ (وقعت کرنا) اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے اور ان مخصوص چوپاؤں کو باستثناء ان (بعض بعض) کے جو تم کو پڑھ کر سنا دیئے گئے ہیں تمہارے لئے حلال کر دیا ہے تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتوں سے (بالکل) کنارہ کش رہو اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو اس طور سے کہ اللہ ہی کی طرف جھکے رہو (اور) اس کے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ میں لے جا پٹکا یہ بات بھی ہو چکی اور (قربانی کے جانور کے متعلق اور سن لو کہ) جو شخص دین خداوندی کے ان (مذکورہ) یادگاروں کا پورا لحاظ رکھے گا تو اس کا یہ لحاظ رکھنا (خدا تعالیٰ سے دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے تم کو ان سے ایک معین وقت تک فوائد حاصل کرنا جائز ہے پھر (یعنی بعد ہدی بننے کے) ان کے ذبح حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے

تفسیر: اعلان حج: اور تمام لوگوں میں حج کا اعلان کردو وہ تمہارے پاس پیادہ اور ہر ایسے دبلے اونٹ پر جو کہ ہر راہ دراز سے آئیں گے (سوار ہو کر) اس غرض سے تمہارے پاس آئیں گے کہ اپنے دینی منافع کے سامنے آموجود ہوں اور چند گنتی کے دنوں (یعنی دسویں گیارہویں بارہویں تاریخوں میں ذبح کے وقت) ان (مویشیوں) پر جو اللہ نے ان کو کھانے کو دیئے ہیں خدا کا نام لیں (نہ کہ بتوں کا) پھر (جبکہ وہ خدا کے نام سے ان جانوروں کی قربانی کر چکیں تو اب تم کو اجازت ہے کہ) تم ان میں سے خود بھی کھاؤ (بشرطیکہ درم جنابت یا نذر نہ ہو) اور مصیبت زدہ محتاجوں کو بھی کھلاؤ پھر ان کو چاہیے کہ وہ (بال وغیرہ منڈوا کر اور ناخن وغیرہ کٹوا کر) اپنا میل کچیل صاف کریں۔ اور ان کو چاہیے کہ اپنی منتیں بھی پوری کریں۔ (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہوں) اور اس پرانے گھر کا طواف کریں یہ تھیں وہ باتیں جو ابراہیم سے کہی گئی تھیں جن کی لوگوں کو پابندی کرنی چاہیے) اور جو کوئی خدا کی قابل احترام باتوں کا احترام کرے تو وہ اس کے رب کے یہاں اس کیلئے نہایت اچھا ہے (اور اس کا اس کو بہتر نتیجہ ملے گا) اور (دیکھو) تمہارے لئے مویشی حلال کئے گئے ہیں (جیسا کہ تم کو **فکلوا منها واطعموا البائس الفقير** سے معلوم ہوا ہے) باستثناء ان مویشی کے جو تمہارے سامنے پڑھے جاتے ہیں (جیسا کہ سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام میں تم کو معلوم ہو چکا ہے) پس تم بتوں کی گندگی سے بھی بچنا (ایسا نہ کہ تم ان کے نام پر یا ان کے تھانوں پر ذبح کرنے لگو) اور غلط بات سے بھی پرہیز کرنا (اور یہ نہ کہنا کہ یہ فلاں بت کا ہے اور یہ فلاں کا ہے۔ الی غیر ذلک من الخرافات) بحالیکہ تم خدا کی طرف جھکے ہوئے اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہ کرنے والے ہو۔

شرک کرنے والے کی مثال

(یاد رکھو کہ) جو کوئی خدا کے ساتھ (کسی کو) شریک بنائے۔ تو گویا کہ وہ آسمان سے گرا ہے جس کو پرندے اچک لیجاتے ہیں۔ یا اسے

ہوا اڑا کر کسی دور جگہ میں لیجا ڈالتی ہے (کیونکہ جس طرح گرنے والے میں دو باتیں ہیں ایک بلندی سے پستی کی طرف آنا اور دوسرے مقصد سے بہت دور ہو جانا۔ اسی طرح شرک میں بھی یہ دونوں باتیں ہیں۔ کہ وہ اوج ہدایت سے قعر ضلالت میں گرتا ہے اور اپنے مقصد سے بہت دور نکل جاتا ہے لہٰذا تم کو شرک سے بہت احتیاط کرنی چاہیے)۔

شعائر الٰہی کا احترام

یہ باتیں شعائر اللہ میں سے ہیں جن کا تم کو احترام کرنا چاہیے۔ اور جو کوئی شعائر الٰہیہ کا احترام کرے تو اس کا ایسا کرنا بڑی خوبی کی بات ہے کیونکہ) وہ دلوں کے تقوی سے ناشی ہے (اور اس سے بڑھ کر کیا خوبی ہوگی۔ کہ آدمی کے دل میں تقویٰ اور خدا کا خوف ہو۔ خیر یہ تو ایک ضمنی مضمون تھا۔ اب اصل سنو) تمہارے لئے ان میں ایک خاص وقت تک مختلف منافع ہیں (پس تم اس وقت تک ان سے منافع حاصل کرو) اس کے بعد (دوسری بات جو پہلی بات سے مہتم بالشان ہے وہ یہ ہے کہ) ان کے (یعنی قربانی کیلئے) ان کی جگہ پرانے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کی جانب (یعنی کل حرم) ہے (پس جبکہ تم انہیں قربانی کے لئے لانا چاہو۔ تو وہاں لاؤ)

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾

ترجمہ: اور (جتنے اہل شرائع گزرے ہیں ان میں سے ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے سو (اس سے یہ بات نکل آئی کہ) تمہارا معبود (حقیقی) ایک خدا ہے تو تم ہمہ تن اسی کے ہو کر رہو (یعنی موحد خالص رہو) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ایسے احکام الٰہیہ کے سامنے) گردن جھکا دینے والوں کو جنت وغیرہ کی) خوشخبری سنا دیجئے جو ایسے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو ان مصیبتوں پر کہ ان پر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (بقدر حکم اور توفیق کے) خرچ کرتے ہیں اور

قربانی کے اونٹ اور گائے (اور اسی طرح بھیڑ اور بکری کو بھی) ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے ان جانوروں میں تمہارے (اور بھی) فائدے ہیں سو تم ان پر کھڑے کر کے (ذبح کرنے کے وقت) اللہ کا نام لیا کرو پس جب وہ (کسی کروٹ کے بل) گر پڑیں (اور ٹھنڈے ہو جائیں) تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی (محتاج) کو بھی کھانے کو دو (اور ہم نے ان جانوروں کو اس طرح تمہارے زیر حکم کر دیا تا کہ تم (اس پر اللہ تعالیٰ کا) شکر کرو اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون ولیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارا زیر حکم کر دیا تا کہ تم (اللہ کی راہ میں ان کو قربانی کر کے) اس بات پر اللہ کی بڑائی (بیان) کرو کہ اس نے تم کو (اس طرح قربانی کرنے کی) توفیق دی اور (اے محمدؐ) اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے بلا شبہ اللہ تعالیٰ (ان مشرکین کے غلبہ وغیرہ کو) ایمان والوں سے (عنقریب) ہٹا دے گا بیشک اللہ تعالیٰ کسی دغاباز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔

قربانی اور توحید

تفسیر: اور ہم نے ہر گروہ کیلئے قربانی مقرر کی ہے تا کہ وہ لوگ ان مویشیوں پر جو اس نے ان کو کھانے کو دیئے ہیں (ذبح کے وقت) خدا کا نام لیں (اور کسی بت وغیرہ کا نام نہ لیں) کیونکہ تمہارا معبود معبود واحد ہے (جس کا کوئی شریک نہیں) پس تمہیں اسی کی اطاعت چاہیے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا چاہیے نہ ذبح میں اور نہ کسی اور عبادت میں) اور (اے رسول) آپ ان خدا کے سامنے ہونے والے لوگوں کو خوشخبری دیجئے جن کی یہ حالت ہے کہ جب ان کے سامنے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو کہ ان تکالیف پر صبر کرتے ہیں جو ان کو پہنچیں۔ اور جو کہ نماز کو باقاعدہ ادا کرنیوالے ہیں۔ اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (خدا کی راہ) میں خرچ کرتے ہیں۔

قربانی کے اونٹ کی حیثیت

(خیر یہ مضمون ضمنی تھا اب ہم پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے ہر امت کیلئے قربانی مقرر کی ہے) اور ہم نے تمہارے لئے اونٹوں کو شعائر الٰہیہ میں سے بنایا ہے۔ تمہارے لئے ان میں بڑی دولت ہے (کیونکہ ان کے ذریعہ سے تم کو حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے) پس تم ایسی حالت میں کہ وہ کھڑے ہوں ان پر خدا کا نام لیا کرو اور خدا کا نام لے کر نحر کیا کرو (لیکن کھڑے ہونے کی قید لازمی نہیں بلکہ بنا پر افضلیت ہے اور بحکم حدیث گائیں بھی اونٹوں کے حکم میں ہیں) پھر جبکہ ان کی کروٹیں زمین پر ٹھہر جائیں (اور ان کی جان نکل جائے) تو تم خود بھی ان میں سے کھاؤ اور جو حاجت مند صاحب قناعت ہیں (اور اس لئے مانگنے نہیں آئے) ان کو بھی کھلاؤ اور ان کو بھی جو مانگنے آئے ہیں (دیکھو) یوں ہم نے ان کو تمہارا مسخر بنا دیا ہے کہ تم ان کی جان تک لے لیتے ہو (ورنہ اگر ہم مسخر نہ کرتے تم ایسا نہ کر سکتے تھے۔ بلکہ یہ بھی ممکن تھا کہ خود تم کو ان کا مسخر کر دیتے امید ہے کہ تم ہماری اس نعمت کی قدر کرو گے (اور کفران نعمت نہ کرو گے)۔

حقیقت قربانی

اس جگہ یہ بات بھی ضمناً سمجھ لینی چاہیے کہ) خدا کے پاس نہ محض ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کی خون ہاں اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچے گا (پس جو قربانیاں تقویٰ کے ساتھ کی جائیں وہ تو مقبول ہیں اور جو بلا تقویٰ کے کی جائیں وہ غیر مقبول پس تم کو تقویٰ کا پورا لحاظ

رکھنا چاہیے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ قربانی کی ضرورت نہیں۔ اور صرف تقویٰ کافی ہے۔ کیونکہ جس صورت میں قربانی واجب ہے۔ اس صورت میں قربانی نہ کرنے میں تقویٰ ہی محقق نہیں ہوسکتا۔ پھر کافی کیا چیز ہوگی۔ الغرض) یوں ہم نے ان کو تمہارا مسخر کیا ہے (کہ تم خدا کی راہ میں ان کو قربان کرتے اور حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرتے ہو۔ اور ایسا اس لئے کیا) تاکہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو۔ کہ اس نے تم کو (ان پر قابو پانے اور ان کو ذبح کرنے اور اس طرح حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی طرف) راہنمائی کی اور (اے رسول) آپ ان نیک کام کرنے والوں کو خوشخبری دیجئے (جو کہ اس پر حق تعالیٰ کی بڑائی کریں اور اس کی ہدایت پر عمل کریں۔

مومنین کی امداد

خیر یہ مضامین استطرادی تھے جو کہ مسجد حرام سے روکنے کے سلسلہ میں بیان کئے گئے تھے۔ اب پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مشرکین لوگوں کو خدا کی راہ سے اور مسجد حرام سے روکتے ہیں اور اس کیلئے وہ قتل وقتال سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ (لہٰذا کہا جاتا ہے کہ) یقیناً حق تعالیٰ مومنین کی طرف سے مدافعت کریں گے (کیونکہ) حق تعالیٰ کسی خیانت پیشہ کفر شعار کو پسند نہیں کرتے۔ (اس لئے وہ اس خیانت اور کفر کو گوارا نہیں کرتے کہ مسجد حرام پر ناحق قبضہ کر کے، خدا کے فرمان برداروں کو اس سے بجبر روکا جائے اور ان کو طرح طرح سے ایذائیں دیجائیں۔ لہٰذا)۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾

ترجمہ: (اب) لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دیدی گئی جن سے کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت ظلم کیا گیا ہے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے (آگے ان کی مظلومیت کا بیان ہے) جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے کے ہاتھ سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو اپنے اپنے زمانے میں) نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) وہ مسجدیں جن

میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا (اور) غلبہ والا ہے (وہ جس کو چاہے غلبہ اور قوت دے سکتا ہے) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے اور یہ (مجادل) لوگ اگر آپ کی تکذیب کرتے ہوں تو (آپ مغموم نہ ہوجئے) (کیونکہ) ان لوگوں سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیمؑ اور قوم لوط اور اہل مدین بھی (اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام) کی تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰؑ کو بھی (قبط کی طرف سے) کاذب قرار دیا گیا سو (تکذیب کے بعد) میں نے (ان) کافروں کو (چندے) مہلت دی پھر میں نے ان کو (عذاب میں) پکڑ لیا سو (دیکھو) میرا عذاب کیسا ہوا۔

جہاد کی اجازت مومنوں کو

تفسیر: جن لوگوں سے (ناحق) جنگ کی جاتی ہے (یعنی مسلمان) ان کو اس بناء پر (جنگ کی) اجازت دی جاتی ہے کہ ان پر (بہت کچھ) ظلم کیا گیا ہے (اور صبر کی بھی حد ہوتی ہے جب وہ باز ہی نہیں آتے۔ تو آخر کہاں تک صبر کیا جائے۔ پس ان کو چاہیے کہ وہ شوق سے اپنے دشمنوں سے جنگ کریں) اور اطمینان رکھیں کہ خدا ان کی مدد کرے گا کیونکہ) حق تعالیٰ کو ان کی مدد کی پوری قوت ہے) ان لوگوں کو جنگ کی اجازت دی جاتی ہے۔) جن کو ان کے گھروں سے بلا کسی حق کے نکالا گیا ہے۔ بجز اس جرم) کے کہ وہ کہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ (اور چونکہ نکالنے والوں کی یہ صریح زیادتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اجازت جنگ بالکل مناسب ہے لہٰذا ان کو چاہیے کہ خوب جی کھول کے لڑیں۔ تاکہ ان کا دین محفوظ رہے کیونکہ دین کی حفاظت کیلئے جنگ ایک ضروری شے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک معابد موجود ہیں۔

جہاد کا منشاء: اور اگر خدا ایک دوسرے سے مدافعت نہ کرتا (اور خدا پرستوں کو کفار پر حملہ کی اجازت نہ دیتا) تو راہبوں کے خلوت خانے اور معابد یہود اور معابد نصاریٰ اور مساجد جن میں اللہ کی بہت یاد کی جاتی ہے سب ڈھا دیئے جاتے (اور مشرکین ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ چھوڑتے۔ اس لئے خدا کے نام لینے والوں کو مخالفین کی مدافعت کی اجازت دینا ضروری تھا۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پوری مدافعت کریں اور اس طرح خدا کی مدد کریں) اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زبردست اور قابو یافتہ ہے (اس لیے اس کو ان کی مدد کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

جہاد کی اجازت کن لوگوں کیلئے ہے

ہاں تو ان لوگوں کو (جنگ کی اجازت دی جاتی ہے) جن کی یہ حالت ہے کہ اگر ہم ان کو زمین میں قوت دیدیں گے تو وہ باقاعدہ نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھی باتوں کا حکم کریں گے اور بری باتوں سے روکیں گے (نہ کہ مشرکین کی طرح بت پرستی کفر فسق

لہ شروعیت جہاد کی حکمت میں معابد یہود و نصاریٰ کی ابقاء کا اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ اپنے اپنے وقت میں جب تک کہ یہودیت و نصرانیت منسوخ نہ ہوئیں تھیں مساجد کی طرح ان کا ابقاء بھی ضروری تھا۔ نیز اس میں اس طرف بھی ایک لطیف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو مشرکین کی مدد نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ مسلمانوں کی طرح ان کے معابد کے بھی دشمن ہیں۔ ۱۲

وفجور وغیرہ۔ پس یہ بھی اسی کو مقتضی ہے۔ کہ ان کو جنگ کی اجازت دی جائے تا کہ دنیا سے شر دفع ہو اور خیر کا دور دورہ ہو) اور اخیر تمام کاموں کا اللہ ہی کے قبضہ میں ہے (اس لئے وہ سب کچھ کر سکتا ہے)۔

انبیاء کرام کی تکذیب کی تاریخ

اور اے رسول چونکہ ان کی تمام مزاحمتوں کا ماحصل آپ کی تکذیب ہے۔ اس لئے آپ سے کہا جاتا ہے کہ) اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں (گو اس کی گنجائش نہیں) تو (ان کو سزا کیلئے تیار رہنا چاہیے اور ہماری مہلت سے دھوکا نہ کھانا چاہیے کیونکہ) ان سے پہلے قوم نوحؑ اور عادؑ اور ثمودؑ اور قوم ابراہیمؑ اور قوم لوطؑ اور مدین کے رہنے والے تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰ کی بھی تکذیب کی گئی تھی۔ جس پر میں نے ان کافروں کو اول مہلت دی اس کے بعد انہیں پکڑ لیا۔ پھر دیکھو کہ ہمارا اعتراض کیسا (زبردست) تھا۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾

ترجمہ: غرض کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے (عذاب سے) ہلاک کیا جن کی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سو (اب ان کی یہ کیفیت ہے کہ) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور (اسی طرح ان بستیوں میں) بہت سے بیکار کنویں اور بہت سے قلعی چونے کے محل سو کیا یہ (منکر) لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے ان کے دل ایسے ہو جاویں کہ ان سے سمجھنے لگیں یا ان کے کان ایسے ہو جاویں جن سے سننے لگیں بات یہ ہے کہ (نہ سمجھنے والوں کی کچھ) آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں اور یہ لوگ (نبوت میں شبہ نکالنے کے لئے) آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن (امتداد میں یا اشتداد میں) برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کی شمار کے موافق اور بہت سی بستیاں ہیں جن کو میں نے (ان کی طرح) مہلت دی تھی اور وہ (ان ہی کی طرح) نافرمانی کرتی تھیں پھر میں نے ان کو (عذاب میں) پکڑ لیا اور (سب کو) میری ہی طرف لوٹنا ہو گا۔

تکذیب انبیاء کا نتیجہ

تفسیر: الغرض کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں کہ ہم نے ان کو ایسی حالت میں تباہ کر دیا کہ وہ ظالم تھیں اور اب اپنی چھتوں کے بل گری

پڑی ہیں اور کتنی ہی بیکار کنویں ہیں اور کتنے ہی پختہ محل ہیں (کہ ہم نے انہیں ویران کردیا) سو کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ وہ ان تباہ شدہ بستیوں کی حالت دیکھیں اور اس ذریعہ سے انہیں ہوش آئے اور) انہیں ایسے دل حاصل ہوں جن سے وہ سمجھیں یا ایسے کان (حاصل ہوں) جن سے وہ سنیں۔ کیونکہ (درحقیقت) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں۔ جو کہ سینوں میں ہوتے ہیں (لہٰذا ان کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہماری آنکھیں درست ہیں اس لئے ہم اندھے نہیں۔ کیونکہ ان کے دل اندھے ہیں۔ اور اس لئے انہیں ان کی بینائی کی درستی کی ضرورت ہے۔ جس کا علاج گزشتہ عبرتوں کا دیکھنا ہے) اور (جب وہ اس قسم کی باتیں سنتے ہیں تو) وہ تم سے جلدی عذاب کی درخواست کرتے ہیں (جس کا منشا ان کا انکار ہے۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا۔

خدا کے یہاں گنتی اور دن: اور (گو وہ اس میں دیر سمجھتے ہیں مگر خدا کے نزدیک اس میں دیر ہی نہیں ہے کیونکہ) آپ کے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تمہارے شمار سے ہزار برس (اس لئے جو چیز تمہارے حساب سے ہزار برس میں ہو وہ خدا کے لحاظ سے گویا ایک دن میں ہوئی) جیسے چیونٹی کو ایک میل کی مسافت ہزاروں میل کی برابر ہے۔ مگر آفتاب کو وہ مسافت ایک قدم کے برابر بھی نہیں اور ایک دن کی ایک ہزار سال سے تطبیق محض تقرب کیلئے ہے۔ اور تحدید مقصود نہیں ورنہ حق تعالیٰ کے لحاظ سے تو کروڑ برس بھی ایک لمحہ سے کم ہیں۔ الغرض دیر ہونے کی بنا پر ان کا انکار بالکل بیجا ہے۔ اور ہم نے کتنی بستیوں کو ایسی حالت میں (اول) مہلت دی ہے۔ کہ وہ ظلم پر کمربستہ تھے۔ پھر ہم نے انہیں پکڑ لیا ہے۔ اور (بالفرض عذاب سے نہ بھی آئے تو کیا آخر کبھی نہ کبھی تو مرو گے اس وقت ہمارے پاس آؤ گے۔ ہم اس وقت تم سے سمجھ لیں گے کیونکہ) واپسی تو ہماری ہی طرف ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٤﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿٥٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

ترجمہ: (اور) آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اے لوگوں میں تو صرف تمہارے لئے ایک آشکارا ڈرانے والا ہوں سو جو لوگ (اس ڈر کو سن کر) ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کرتے رہتے ہیں (نبی کو اور اہل ایمان کو) ہرانے کے لئے ایسے لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے (اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے) کچھ پڑھا (تب ہی) شیطان نے اس کے پڑھنے میں (کفار کے قلوب میں) شبہ ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو (جوابات قاطعہ سے) نیست و نابود کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات (کے مضامین) کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب علم والا خوب حکمت والا ہے (اور یہ قصہ اس لئے کیا ہے) تا کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لئے آزمائش (کا ذریعہ) بنا دے جن کے دل میں (شک کا) مرض ہے اور جن کے دل (بالکل ہی سخت ہیں اور اور واقعی (یہ) ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں اور تا کہ جن لوگوں کو فہم (صحیح) عطا ہوا ہے وہ (ان اجوبہ اور نور ہدایت سے) اس امر کا زیادہ یقین کر لیں کہ یہ (جو نبی نے پڑھا ہے وہ) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے سو ایمان پر زیادہ قائم ہو جاویں پھر اس کی طرف ان کے دل اور بھی جھک جاویں اور واقعی ان ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی راہ راست دکھلاتا ہے اور (رہ گئے) کافر لوگ (سو وہ) ہمیشہ اس (پڑھے ہوئے حکم) کی طرف سے شک ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر دفعۃً قیامت آ جاوے یا ان پر کسی بے برکت دن کا (کہ قیامت کا دن ہے) عذاب آ پہنچے بادشاہی اس روز اللہ ہی کی ہوگی وہ ان سب (مذکورین) کے درمیان (عملی) فیصلہ فرمائے گا سو جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا تو ان کے لئے ذلت کا عذاب ہوگا (وہ فیصلہ یہ ہوگا)۔

تفسیر: رسول کا منصب: (خیر اے رسول) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں صرف تمہیں ڈرانے والا ہوں (اور عذاب کا لانا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ کام صرف خدا کا ہے۔ وہ جس وقت چاہے گا اس وقت لائے گا) اب جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لئے مغفرت گناہاں اور عمدہ روزی ہے (جو کہ انہیں جنت میں ملے گی۔ اور جو لوگ ہماری آیات کے باب میں (ان کو غلط کرنے کی) لغی حالت میں کوشش کریں کہ وہ ہم کو عاجز کرنے والے ہیں (کیونکہ ان کو غلط کہنے کے یہی معنی ہیں کہ جو ہم کہتے ہیں وہ کر نہیں سکتے۔) یہ لوگ دوزخی ہیں اور (اے رسول[1] آپ جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ ان بیہودہ باتوں سے باز آئیں اور خدا کی آیتوں میں لایعنی شکوک و شبہات نہ کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

اور ان کے ایسا نہ کرنے سے آپ کو رنج اور کلفت ہوتی ہے اس لئے آپ سے کہا جاتا ہے کہ) ہم نے آپ سے پہلے بھی جو رسول

[1] هذا التفسير الصق بالسياق والسباق وابعد عن الوساوس والشبهات وهومماعلمني ربي. ولم اره لغيری واماقصة تلك الغرانيق فان كانت ثانية فهي امر آخر لاتعلق لهابالاية والذين ضرور الآية بهافلعله اجتهاد منهم والله اعلم ۱۲

اور جو نبی بھیجا ہے۔اس کی یہی حالت تھی کہ جب اس نے (ایسی آرزو کی۔تو شیطان نے اس کی اس آرزو میں وساوس وشبہات ڈالے۔ (جن کی بناء کفار ابطال آیات سے باز نہ آئے بس یہی برتاؤ شیطان کا آپ کے ساتھ ہے)۔سو حق تعالیٰ ان شکوک وشبہات کو جو شیطان (کافروں کے دلوں میں) ڈالتا ہے میٹ دے گا اس کے بعد وہ اپنی آیات کو (اپنے طرز عمل سے) مضبوط اور پختہ کر دے گا (مثلاً وہ عذاب کی تکذیب کرتے ہیں اور اس میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں سو حق تعالیٰ اس کے وقت پر انہیں عذاب میں مبتلا کرے گا اور شیطانی شبہات سب گاؤ خورد ہو جائیں گے اور حق تعالیٰ کی آیتیں بالکل پختہ ہو جائیں گی کہ ان میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہ رہے گی پس آپ ان کے شکوک وشبہات کی ذرا پروا نہ کریں۔

شیطان کے لئے مواقع شبہات کی وجہ

شیطان کو اس کا موقع اس واسطے دیا جاتا ہے) تا کہ حق تعالیٰ ان (شکوک وشبہات) کو جو شیطان ڈالے ان لوگوں کیلئے (موجب) عذاب بنا دے جن کے دلوں میں روگ ہے۔اور جن کے دل سخت ہیں (کیونکہ وہ اپنے مرض قلبی اور سنگدلی کی وجہ سے۔ان شکوک وشبہات کو قبول کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ عذاب ہے) اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ (جو سراسر ہٹ دھرمی سے ایسے معاندانہ شکوک وشبہات کرتے ہیں) ایسی مخالفت میں مبتلا ہیں۔جو (موافقت سے) بہت دور ہے۔اور (اس لئے ایسا کیا جاتا ہے۔تا کہ وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے (ان شکوک وشبہات کو رد کریں اور) جانیں کہ وہ (جو خدا نے کہا ہے) بالکل صحیح اور ان کے رب کی جانب سے ہے۔پس وہ اسے مانیں اور اس کے سامنے ان کے دل پست ہو جائیں اور یہ یقینی بات ہے۔کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہوں خدا ان کو سیدھے رستہ کی جانب رہنمائی کرنے والا ہے (کیونکہ ان کا ایمان لانا سیدھا راستہ ہے۔جو خدا نے انہیں بتایا ہے اور ان کو اس تک پہنچایا ہے)۔

کافروں کے شبہات اور قیامت

اور یہ ہم کہے دیتے ہیں کہ یہ لوگ جو کفر پر مصر ہیں۔اس کے متعلق ہمیشہ شک میں رہیں گے۔تا آنکہ ان کے پاس اچانک قیامت آ پہنچے۔یا ان کے پاس ایک سخت دن کا عذاب آ پہنچے (خیر کچھ مضائقہ نہیں) اس روز خاص حکومت خدا کی ہوگی (اور کسی کو اتنا بھی اختیار نہ ہوگا جتنا کہ دنیا میں ان کو دیا گیا ہے اس روز) وہ ان کے درمیان فیصلہ کریگا اب جو لوگ (کسی وقت) ایمان لے آئے ہیں۔اور انہوں نے ایمان لا کر اچھے کام کئے ہیں (جو کہ مقتضائے ایمان ہے) وہ تو نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے اور جنہوں نے برابر کفر کیا ہے اور ہماری آیتوں کو برابر جھٹلاتے رہے ہیں سو یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ
اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۞ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۞
ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۞ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ

اللہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللہَ ہُوَ الۡحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ ہُوَ
الۡبَاطِلُ وَ اَنَّ اللہَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡکَبِیۡرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللہَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫
فَتُصۡبِحُ الۡاَرۡضُ مُخۡضَرَّۃً ؕ اِنَّ اللہَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ ﴿۶۳﴾ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ
وَ اِنَّ اللہَ لَہُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں (یعنی دین کے لئے) اپنا وطن چھوڑا پھر وہ لوگ (کفر کے مقابلہ میں) قتل کیے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ایک عمدہ رزق دے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے اچھا (دینے والا) ہے (اور رزق حسن کے ساتھ) اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ لے جا کر داخل کرے گا جس کو وہ (بہت ہی) پسند کریں گے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر بات (کی مصلحت) کو خوب جاننے والا ہے بہت حلم والا (بھی) ہے یہ (مضمون تو) ہو چکا اور جو شخص (دشمن کو) اسی قدر تکلیف پہنچاوے جس قدر (اس دشمن کی طرف سے) اس کو تکلیف پہنچائی گئی تھی (اور) پھر اس شخص پر زیادتی کی جاوے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی ضرور امداد کرے گا اللہ تعالیٰ کثیر العفو کثیر المغفرت ہے (ایسے وقائق پر دارو گیر نہیں کرتا) یہ (مومنین کا غالب کر دینا) اس سبب سے ہے کہ اللہ رات (کے اجزاء) کو دن میں اور دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور (نیز) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ (ان سب احوال واقوال کو) خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے یہ (نصرت) اس سبب سے (یقینی) ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور (سب سے) بڑا ہے (اور اے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین سرسبز ہو گئی بیشک اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) سب باتوں کی خبر رکھنے والا ہے سب اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یعنی وہ سب کا مالک ہے) اور بیشک اللہ ہی ایسا ہے جو کسی کا محتاج نہیں (اور) ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے۔

مہاجرین اور شہداء

تفسیر: اور جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ترک وطن کیا اس کے بعد وہ مارے گئے۔ یا اپنی موت مرے خدا انہیں ضرور عمدہ روزی دے گا اور یہ بات یقینی ہے کہ حق تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ بہتر رزق دینے والا ہے (اب تم دیکھ لو کہ جو رزق وہ بطور انعام کے دے گا (وہ کس قدر عمدہ ہوگا) وہ ضرور انہیں ایسی جگہ میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے۔ اور یقیناً اللہ بڑا علم والا اور نہایت متحمل ہے۔ (اس لئے وہ اپنے علم کی بناء پر ان کے استحقاق وغیرہ کو جانتا ہے اور علم کی بنا پر جو فروگزاشتیں ان سے ہو گئی ہوں گی۔ ان سے درگزر کرے گا) یہ تو ہو چکا۔ اور (اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ) جو کوئی ایسی تکلیف پہنچائے جیسی اسے تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ پھر[1] (وہ تکلیف جو اسے پہنچائی گئی ہو بلکہ

---

[1] یہ ثم تعقیب ذکری کیلئے ہے۔۱۲

اس پر سراسر زیادتی کی گئی ہو۔ تو حق تعالیٰ (دنیا میں یا آخرت میں) ضرور اس کی حمایت کریں گے۔ (اور اگر اس سے بلا قصد تعدی کوئی زیادتی ہو جائے۔ تو وہ اسے معاف کریں گے۔ کیونکہ) اللہ تعالیٰ واقعی نہایت معاف کرنے والے اور بڑے بخشنے والے ہیں۔

قدرت الٰہی: یہ (تصرف وغیرہ) اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں شامل کر دیتا ہے (جس سے دن بڑھ جاتا ہے) اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے (جس سے رات بڑھ جاتی ہے۔ اور یہ اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نصرت وغیرہ امور مذکورہ پر قدرت رکھتا ہے) اور اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا اور بڑا دیکھنے والا ہے (جس سے وہ ہر شخص کی نیکی بدی ظالمیت و مظلومیت استحقاق نصرت وغیرہ امور کو بخوبی جانتا ہے پس جبکہ اس کے لئے کمال علم و کمال عمل دونوں حاصل ہیں۔ تو امور مذکورہ میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں نیز) یہ اس لئے ہے۔ کہ اللہ بالکل حق ہے۔ اور اس کے سوا جن کو یہ پکارتے ہیں۔ محض باطل ہیں (پس جو اللہ تعالیٰ کا ماننے والا ہے۔ وہ ضرور ان امور کا مستحق ہے۔ جو اوپر مذکور ہوئے۔ جیسے ہجرت کی صورت میں رزق حسن دیا جاتا۔ اس کا جنت میں داخل کیا جاتا۔ کفار کے ظلم کے مقابلہ میں اس کی حمایت کیا جانا) اور اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ بڑا عالیشان اور بڑے مرتبہ والا ہے (پس اس کے نزدیک یہ باتیں کیا مشکل ہیں) کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق تعالیٰ نے (اپنے کمال قدرت سے) آسمان سے پانی برسایا جس پر زمین بالکل سرسبز ہے۔ (کیا اور کوئی ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں پس ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ بالکل حق اور دوسرے معبود سراسر باطل ہیں) واقعی حق تعالیٰ بڑی خوبی کے ساتھ کام کرنے والے ہیں اور بڑے باخبر ہیں۔ (کیونکہ بغیر ان دونوں کے پانی برسانا اور زمین کا سرسبز کرنا کیونکر ممکن ہے) اسی کی ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں۔ اور یقیناً خدا ہی ہے جو کہ کامل بے نیاز۔ اور پورے پر مستحق ستائش ہے (پھر وہ کیسے حق نہ ہوگا۔ اور اس کے ماسوا دوسرے معبود جن میں یہ باتیں نہیں ہیں کیسے باطل نہ ہوں گے)۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِىْۤ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِىْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾

ترجمہ: ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے (اور اے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے زمین کی چیزوں کو اور کشتی کو (بھی) کہ وہ دریا میں اس (خدا کے حکم سے چلتی ہے اور وہی آسمانوں کو زمین پر

گرنے سے تھامے ہوئے ہے ہاں اگر اسی کا حکم ہو جائے تو خیر بالیقین اللہ تعالیٰ لوگوں (کے حال) پر بڑی شفقت اور رحمت فرمانے والا ہے اور وہی ہے جس نے تم کو زندگی دی پھر (وقت موعود پر) تم کو موت دے گا پھر (قیامت میں دوبارہ) تم کو زندہ کرے گا واقعی انسان ہے بڑا بے قدرا (جتنی امتیں اہل شرائع گزری ہیں) ہم نے (ان میں) ہر امت کے واسطے ذبح کرنے کا طریق مقرر کر دیا ہے کہ وہ اسی پر ذبح کیا کرتے تھے سو ان (معترض) لوگوں کو چاہئے کہ آپ سے اس امر (ذبح) میں جھگڑا نہ کریں اور آپ (ان کو) اپنے رب (یعنی اس کے دین) کی طرف بلاتے رہئے (کیونکہ) آپ یقیناً صحیح راستہ پر ہیں اور اگر (اس پر بھی) یہ لوگ آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں تو آپ (اخیر بات یہ) فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز (عملی) فیصلہ فرما دے گا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے (آگے اس کی تائید ہے کہ) اے مخاطب کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے یقینی بات یہ ہے کہ یہ (سب ان کا قول فعل) نامۂ اعمال میں ہے۔ (پس) یقیناً (ثابت ہو گیا کہ) یہ (فیصلہ کرنا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک (بہت) آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو انسان کیلئے خادم بنایا

تفسیر: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان چیزوں کو مسخر کیا ہے۔ جو کہ زمین میں ہیں (تا کہ ان سے تم کو تمہارے اختیار سے اور بلا اختیار کے اور تمہارے علم میں اور بلا علم کے نفع پہنچے) اور کشتیوں کو بھی یوں (مسخر کیا) کہ وہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہیں اور وہ آسمان کو اس بات سے روکے ہوئے ہے۔ کہ وہ زمین پر گر جائے (لہٰذا وہ نہیں گرتا) ہاں اس کے حکم سے (گر سکتا ہے یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو خدائے تعالیٰ کے حق اور دوسرے معبودوں کے باطل ہونے اور خدائے تعالیٰ کے مالک ومختار مافی السموات والارض ہونے وغیرہ امور پر شاہد ہیں۔ نیز ان امور سے معلوم ہوتا ہے کہ) یقیناً حق تعالیٰ لوگوں پر بہت ہی بڑے مہربان اور بڑی رحمت والے ہیں۔ (کیونکہ انہوں نے بلا ان کی درخواست کے اور ایسی حالت میں کہ عام طور پر لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی راحت کا اس قدر اہتمام کیا اب تم خود سوچ لو۔ کہ جس خدا کی مہربانی اور رحمت کی یہ حالت ہو۔ کیا اس کی مخالفت کا جواز کسی کی عقل تجویز کرتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ اس کی مخالفت سے باز آئیں)۔

انسان کی موت اور زندگی

اور وہ خدا وہ ہے جس نے اول تمہیں زندہ کیا اس کے بعد تمہیں موت دے گا۔ اس کے بعد تمہیں (دوبارہ) زندہ کرے گا (یہ تمام واقعات ایسے ہیں جو حق تعالیٰ کی الوہیت ووحدانیت پر کافی دلیل ہیں اور ان کا مقتضی یہ تھا کہ لوگ انہیں مانتے مگر) حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناقدرا ہے (کہ وہ ان کو دیکھ کر بھی انکار پر جما ہوا ہے اور شرک وبت پرستی اور خدا کی نافرمانی سے باز نہیں آتا۔ خیر اے رسول یہ کفار تمہاری تعلیم پر اعتراضات کرتے ہیں۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے۔

کفار کی غلطی: کیونکہ ہم نے ہر گروہ کے لئے ایک طریق عبادت تجویز کیا ہے۔ جس پر وہ چلتے ہیں سو ان کو اس معاملہ میں آپ سے

منازعت نہ کرنی چاہیے (اوران کو سمجھنا چاہیے کہ اصول میں اتحاد کے بعد فروع میں اختلاف مضر نہیں) اور آپ (ان کی تشکیکات کی طرف التفات نہ فرمایئے۔ اور برابر اپنے رب کے راستہ کی طرف دعوت دیئے جایئے۔ یقیناً آپ سیدھے راستہ پر ہیں (اوران کی تشکیکات لغو ہیں اور اگر یہ لوگ آپ سے خواہ مخواہ حجت کریں تو آپ فرما دیجئے کہ خدا ان کاموں کو خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ آپ یہ جواب دے کر جھگڑے کو ختم کیجئے) اب اللہ قیامت میں تمہارے درمیان ان امور میں فیصلہ کرے گا جن میں تم آپس میں اختلاف کرتے رہے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ ان تمام باتوں کو جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہیں (تم کو ضرور معلوم ہونا چاہیے کیونکہ یہ بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ) یہ تمام چیزیں ایک کتاب (لوح محفوظ) میں درج ہیں نیز خدا کے نزدیک یہ (آسمان وزمین کی خبروں کا جاننا) ایک معمولی بات ہے (کیونکہ اس کا علم تو غیر متناہی ہے۔ پھر اسکے علم کے سامنے اس علم کی کیا حقیقت ہے اور جبکہ وہ جانتا ہے تو پھر اس کا قیامت میں فیصلہ کرنا قابل انکار نہیں۔ اے رسول۔ یہ لوگ آپ کے تو صحیح طریق عبادت پر اعتراض کرتے ہیں۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ﴿٧١﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾

ترجمہ: اور یہ (مشرک) لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن (کے جواز عبادت) پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت (اپنی کتب میں) نہیں بھیجی اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی (عقلی) دلیل ہے اور ان ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو کہ (اپنے مضامین میں) خوب واضح ہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تم ان کافروں کے چہروں (بوجہ ناگواری باطنی کے) برے آثار دیکھتے ہو قریب ہے کہ یہ ان لوگوں پر اب حملہ کر بیٹھیں (گے) جو ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھ رہے ہیں آپ (ان مشرکین سے) کہیئے کہ کیا میں تم کو اس (قرآن) سے زیادہ ناگوار چیز بتلا دوں وہ دوزخ ہے (کہ) اس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

تفسیر: غیر اللہ کی پرستش: اور (خود ان کی یہ حالت ہے کہ) وہ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ جن کے متعلق خدا نے کوئی حجت نازل نہیں کی۔ اور نہ ان کو ان کے متعلق کچھ علم ہے (بھلا اس ظلم اور ناانصافی کی کوئی حد ہے) اور (یہ واضح ہو کہ) ایسے لوگوں کا کوئی بھی مددگار نہیں جو سراسر ظلم پر کمربستہ ہوں (اور اس لئے وہ اپنے ظلم کی سزا ضرور پائینگے اور (ان کے ظلم کی یہ حالت ہے کہ) جب ہماری آیتیں روشن اور واضح ہونے کی حالت میں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں (جو کہ اپنے صاف ہونے کی وجہ سے ہرگز قابل انکار نہیں ہیں) تو آپ کو ان کافروں کے چہروں سے انکار معلوم ہوتا ہے (کیونکہ وہ ان کو سن کر منہ بناتے ہیں۔ اور ایسے برافروختہ ہوتے ہیں کہ) ان لوگوں پر جو کہ ان کے سامنے ہماری آیات پڑھتے ہیں حملہ کر بیٹھنے کو ہوتے ہیں۔ آپ ان سے فرمایئے کہ (جب تم کو میری بات سے اس قدر نفرت

ہے) تو کیا میں تمہیں ان (آیات) سے بھی بدتر شئے نہ بتلاؤں (اچھا سنو) وہ آگ ہے (کیونکہ آیات کی برائی صرف تمہاری خیالی ہے اور آگ کی برائی واقعی پس جس قدر تم کو آیات سے وحشت اور نفرت ہے۔ اس سے زیادہ آتش دوزخ سے ہونی چاہیے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے کافروں سے اس کا وعدہ کیا ہے (جس کو وہ پورا کرے گا) اور وہ بہت برا مرجع ہے (خدا بچائے پس تم کو اس سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے نہ کہ آیات کو سن کر بگڑنا)۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾

ترجمہ: اے لوگو ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہے اس کو کان لگا کر سنو (وہ یہ ہے کہ) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جن کی تم لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ ایک (ادنیٰ) مکھی کو تو پیدا کر ہی نہیں سکتے گو سب کے سب بھی (کیوں نہ) جمع ہو جائیں اور (پیدا کرنا تو بڑی بات ہے وہ ایسے عاجز ہیں کہ) اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے جائے تو اس کو (تو) اس سے چھڑا (ہی) نہیں سکتے ایسا عابد بھی لچر اور ایسا معبود بھی لچر (افسوس ہے) ان لوگوں نے اللہ کی جیسی تعظیم کرنا چاہئے تھی (کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے) وہ نہ کی (کہ شرک کرنے لگے حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سب پر غالب (بھی) ہے اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے رسالت کے لئے جس کو چاہتا ہے) منتخب کر لیتا ہے فرشتوں میں سے) جن فرشتوں کو چاہے) احکام پہنچانے والے (مقرر فرما دیتا ہے) اور اسی طرح آدمیوں میں سے یقینی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے (یعنی) وہ ان (سب فرشتوں اور آدمیوں) کی آئندہ اور گذشتہ حالتوں کو (خوب) جانتا ہے اور تمام کاموں کا مدار اللہ ہی پر ہے (یعنی وہ مالک مستقل بالذات ہے۔

غیر اللہ کی بے کسی کا حال

تفسیر: اے لوگو اس وقت تم سے ایک بات یہ بیان کی جاتی ہے۔ تم اسے غور سے سنو جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو ان کی یہ حالت ہے کہ وہ ایک مکھی کو پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ سب اس کے لئے کمیٹی کریں (اور پوری قوت صرف کریں) اور اگر ان سے ایک مکھی کچھ چھین لے تو وہ اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے (اب تم سمجھ لو کہ مکھی کس قدر کمزور چیز ہے اور جو نہ مکھی پیدا کر سکتے ہیں اور نہ اس سے کچھ چھین سکتے ہیں وہ کس قدر کمزور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ طالب (بت[1] بھی نہایت کمزور ہیں اور مطلوب (مکھی) بھی (بہت کمزور ہے لہٰذا

[1] بتوں کو طالب اس لئے کہا گیا کہ وہ طالب استنقاذ ہیں اور مکھی کو اس لئے مطلوب کہا گیا کہ وہ اس کو استنقاذ کیلئے طلب کرتے ہیں اور مشہور تفسیر طالب کی عابد اور مطلوب کی معبود ہے۔ واللہ اعلم

ان کا ایسی کمزور چیزوں کی پرستش کرنا محض بے معنی ہے۔ افسوس کہ) انہوں نے خدا کا ایسا اندازہ نہیں کیا جیسا کہ ان کو کرنا چاہیے تھا (کیونکہ انہوں نے ایسی کمزور چیزوں کو خدا کے برابر بنادیا جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا بھی ایسا ہی کمزور ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ نہیں اور) یقیناً خدا بہت زبردست اور بڑا قابو یافتہ ہے۔ (اس کے سامنے ایک مکھی کی تو کیا حقیقت ہے۔ اس کے نزدیک تو آسمان وزمین وما فیہا کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور جس طرح انہوں نے خدا کے باب میں غلطی کی ہے۔

مسئلہ رسالت: اسی طرح انہوں نے رسول کے معاملہ میں بھی غلطی کی ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ رسول آدمی نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ) اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی رسول منتخب کرتا ہے۔ اور آدمیوں میں سے بھی (مگر فرشتوں کو انسانوں کی ہدایت کیلئے رسول نہیں بناتا۔ بلکہ ان سے دوسرے کام لیتا ہے۔ جیسے وحی پہنچانا۔ عذاب دینا وغیرہ وغیرہ کیونکہ) وہ بڑا سننے والا اور بڑا دیکھنے والا ہے (چنانچہ) وہ ان کی تمام آگے پیچھے کی باتوں کو جانتا ہے کہ کون رسالت کیلئے مناسب ہے اور کون نہیں۔ اور مناسب ہے تو کس قسم کی رسالت کیلئے مناسب ہے) اور اسی کی طرف تمام امور راجع ہوتی ہیں (اور اس لئے انتخاب رسول بھی اسی کا کام ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے اسے منتخب کرتا ہے۔ کسی کو اس پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱرْكَعُوا۟ وَٱسْجُدُوا۟ وَٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمْ وَٱفْعَلُوا۟ ٱلْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ ﴿٧٧﴾ وَجَٰهِدُوا۟ فِى ٱللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِۦ ۚ هُوَ ٱجْتَبَىٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَٰهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّىٰكُمُ ٱلْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِى هَٰذَا لِيَكُونَ ٱلرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱعْتَصِمُوا۟ بِٱللَّهِ هُوَ مَوْلَىٰكُمْ ۖ فَنِعْمَ ٱلْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ ٱلنَّصِيرُ ﴿٧٨﴾

ترجمہ: اے ایمان والو تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور (تم ایسے) نیک کام (بھی) کیا کرو امید (یعنی وعدہ) ہے کہ تم فلاح پاؤ گے اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تم کو (اور امتوں سے) ممتاز فرمایا اور (اس نے) تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی (اس) ملت پر (ہمیشہ) قائم رہو اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا (نزول قرآن سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ تمہارے (قابل شہادت اور معتبر ہونے کے لئے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں اور (اس شہادت رسولؐ کے قبل) تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ (تجویز) ہو سو تم لوگ (خصوصیت کے ساتھ) نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو وہ تمہارا کارساز ہے (کسی کی مخالفت تم کو حقیقۃً ضرر نہ دے گی) سو کیا اچھا کارساز ہے اور کیا اچھا مددگار ہے۔

عبادت خداوندی کا حکم

تفسیر: خیر) اے مسلمانو (اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں) تم برابر رکوع اور سجدہ کرتے رہو۔ اور اپنے پروردگار کی پرستش

کرتے رہو اور اچھے کام کرتے رہو اور امید ہے کہ تم کامیاب ہوں گے۔ اور حق تعالیٰ کی اطاعت میں ایسی کوشش کرو۔ جیسی کرنی چاہیے (پس اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرو اور جو کوتاہی تمہارے اختیار سے باہر ہے۔ اس میں تم معذور ہو۔ دیکھو) اس نے تمہیں اپنی اطاعت کیلئے منتخب کیا ہے (یہ اس کا کس قدر احسان ہے اور اس نے دین میں۔ یعنی تمہارے[1] باپ ابراہیم کے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی (کہ ایسے احکام مقرر کئے ہوں کہ تم سے نہ ہوسکیں)۔ یا بدقت ہوسکیں اور نفس شیطان کی مزاحمت سے وہ تم پر گراں ہو۔ تو یہ دوسری بات ہے کیونکہ وہ دین کی گرانی نہیں ہے بلکہ تمہارے نفس کی شرارت ہے۔ چنانچہ بڑے سے بڑا حکم شریعت کا جہاد ہے لیکن یہ ایسی خدمت ہے جس کو دنیاوی بادشاہوں کے سپاہی ہزار خوشامدوں کے ساتھ اور چند روپوں کے معاوضہ میں بخوشی اختیار کرتے ہیں۔ اس سے تم سمجھ لو کہ اگر حق تعالیٰ نے باایں ہمہ حقوق خالقیت و مالکیت وشہنشاہی و ربوبیت وغیرہ اور اتنے بڑے معاوضہ کے عوض میں جس کا نام جنت ہے فوجی خدمت لازم کی تو اب وہ کس طرح گراں ہے اسی پر خدا کے تمام احکام کو قیاس کرلو میں یقیناً کہتا ہوں کہ تم کو ایک بھی ایسا حکم نہ ملے گا جس سے بڑھ کر تم دنیاوی نفع کے لئے تکلیف گوارا نہ کرتے ہو پھر دین میں کیا تنگی ہوسکتی ہے۔ الغرض اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں کی اس لئے تم کو اس سے جی نہ چرانا چاہیے پھر اس میں ایک یہ بات بھی ہے کہ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اس لئے بھی تم کو اسے ماننا چاہیے) اس نے تمہارا نام پہلے ہی اطاعت شعار رکھا ہے۔ اور اس قرآن میں بھی (تم کو اطاعت شعار کہا ہے۔ پس تمہیں اس نام کی لاج ہونی چاہیے اور سر مو اطاعت سے انحراف نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ وہ خطاب ہے جو شہنشاہ حقیقی نے تم کو دیا ہے۔ تم یہ کام اس لئے کرنے چاہئیں) تاکہ رسول[2] اطاعت پر گواہ ہوں اور تم دوسرے لوگوں کے افعال پر گواہ ہو (اور یہ دونوں باتیں تمہارے لئے عزت کی ہیں)۔

نماز و زکوٰۃ

پس تم باقاعدہ نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور خدا کو پکڑے رہو۔ کیونکہ وہی تمہارا سرپرست ہے۔ سو نہایت ہی عمدہ سرپرست ہے۔ اور نہایت ہی عمدہ مددگار ہے۔ اور کیا کہنے ہیں اس کی سرپرستی کے اور کیا کہنے ہیں اس کی نصرت کے۔ پس تم کو اس کی سرپرستی اور نصرت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اور اس کی مخالفت کر کے اس سرپرستی و نصرت کو ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے۔

---

[1] فیه اشارة الی انه منصوب علی الاختصاص الاعزاء علی المبالغة. ۱۲

[2] یہ مضمون پارہ سیقول آیۃ وکذلک جعلنا کم امة وسطا الخ اور پارہ والمحصنات آیۃ فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید الخ میں گزر چکا ہے

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَّثَمَانَ عَشَرَةَ آيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۗ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝۱۴ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝۱۶

ترجمہ: سورۂ مومنون مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

بالتحقیق ان مسلمانوں نے (آخرت میں) فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں سے (خواہ قولی ہوں یا فعلی) برکنار رہنے والے ہیں اور جو (اعمال واخلاق میں) اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی (حرام شہوت رانی سے) حفاظت رکھنے والے ہیں لیکن اپنی بیبیوں سے یا اپنی (شرعی لونڈیوں سے حفاظت نہیں کرتے) کیونکہ ان پر (اس میں) کوئی الزام نہیں ہاں جو اس کے علاوہ (اور جگہ شہوت رانی کا) طلبگار ہو ایسے لوگ حد (شرعی) سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی (سپردگی میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں (ہاں) ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے بنایا پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) میں رہا پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو (گوشت کی) بوٹی بنا دیا پھر ہم نے اس بوٹی (کے بعض اجزاء) کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق بنا دیا سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں

سے بڑھ کر ہے پھر تم بعد اس (تمام قصہ عجیبہ) کے ضروری مرنے والے ہو پھر تم قیامت کے روز دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔

کامیاب مسلمان

تفسیر : بلاشبہ کامیاب ہیں وہ مسلمان جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو کہ بیہودہ باتوں سے روگردان ہیں اور جو کہ (اپنا) تزکیہ کرنے والے ہیں۔ اور جو کہ (ہر حرام جگہ سے) اپنی شرمگاہوں کی نگہداشت کرنے والے ہیں (اور کسی ایسے مقام پر انہیں نہیں کھولتے) ہاں اپنی بیویوں اور اپنی لونڈیوں پر (ان کے کھولنے کا مضائقہ نہیں) کیونکہ (ان پر ان کے کھولنے میں) ان پر کوئی الزام نہیں (اس گنجائش کے بعد) اب جو (شہوت رانی کے لئے) ان کے ماسوا کے خواہاں ہوں تو ایسے لوگ ضرور (قانونی) حد سے تجاوز کرنے والے (اور ملزم) ہیں (خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب ہم پھر مضمون سابق کو پورا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کامیاب ہیں وہ مسلمان جو افعال مذکورہ کرتے ہیں) اور جو کہ اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں۔ اور جو کہ اپنی نماز کی ہمیشہ نگہداشت رکھتے ہیں یہ (مذکورہ بالا اوصاف کے مسلمان) ہی وہ لوگ ہیں جو (فردوس پر) حق ملکیت رکھنے والے ہیں جو کہ (بعد مرنے کے) فردوس کے (بالفعل) مالک ہوں گے (نہ دنیا کی طرح برائے چندے بلکہ) وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے (برخلاف کفار کے کہ ان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی وقت بھی جنت کے مالک ہوں)۔

انسان کی پیدائش اور زندگی بعد الموت

اور (یہ شبہ نہ کیا جائے کہ وراثت فردوس موقوف ہے بعث بعد الموت پر اور بعث بعد الموت خود بے معنی ہے۔ کیونکہ) یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے بنایا ہے (کیونکہ اول مٹی سے غذا پیدا کی جو کہ انسان کا مادہ ہے) اس کے بعد ہم نے اس (انسان) کو (جو کہ اس وقت غذا کی صورت میں تھا بتدریج) نطفہ بنایا۔ جو کہ ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں تھا۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو خون بستہ بنایا۔ اس کے بعد ہم نے اس خون بستہ کو گوشت کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اس گوشت کے لوتھڑے کو ہڈیاں بنایا اس کے بعد ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا۔ اس کے بعد (بتدریج) ہم نے اسے ایک نئی پیدائش بخشی (اور انسان بنایا) سو نہایت بڑی شان ہے۔ اس خدا کی جو تمام صانعوں میں سب سے عمدہ صانع ہے (کہ اس نے مٹھی بھر خاک کو کیا سے کیا بنا دیا۔ جو کسی دوسرے کے امکان میں نہیں ہے۔ لوگو! تم اس کمال صنعت کو دیکھو۔ اور اس کی قدرت کا اعتراف کرو۔ اور ایسی باتوں میں جو اس کی قدرت وصنعت کے سامنے کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں دیکھ بھال کرنا حق شبہات نہ پیدا کرو۔ خیر یہ تمام باتیں ہو چکیں جن کا تم کو مشاہدہ بھی ہے اور اقرار بھی) اس کے بعد (ہم کہتے ہیں کہ) اس (خلقت) کے بعد تم ضرور مرو گے اور ہم تمہیں اسی پہلی حالت پر دوبارہ لے آئیں گے جس کا تم کو بھی اقرار ہے یعنی تم مٹی وغیرہ ہو جاؤ گے) اس کے بعد تم قیامت میں دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے (جس کا تم کو انکار ہے، مگر تمہارا استبعاد مذکورہ بالا واقعات کے مشاہدہ اور اقرار کے بعد محض تحکم ہے۔ اور یہ بیان بالکل صحیح ہے۔ یہ دلائل بعث تو بس ہو چکے)۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ

جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾ وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ﴿۲۱﴾ وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم مخلوق (کی مصلحتوں) سے بے خبر نہ تھے اور ہم نے آسمان سے (مناسب) مقدار کے ساتھ پانی برسایا پھر ہم نے اس کو (مدت تک) زمین میں ٹھہرایا اور ہم اس (پانی) کے معدوم کر دینے پر (بھی) قادر ہیں پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے باغ پیدا کئے کھجوروں کے اور انگوروں کے تمہارے واسطے ان میں بکثرت میوے بھی ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور (اسی پانی سے) ایک (زیتون کا) درخت بھی (ہم نے پیدا کیا) جو کہ طور سینا میں (بکثرت) پیدا ہوتا ہے جو اگتا ہے تیل لئے ہوئے اور کھانے والوں کا سالن لئے ہوئے اور تمہارے لئے مواشی میں (بھی) غور کرنے کا موقع ہے کہ ہم تم کو ان کے جوف میں چیز (یعنی دودھ) پینے کو دیتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور (نیز) ان میں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور ان پر اور کشتی پر لدے لدے پھرتے (بھی) ہو۔

آسمان وزمین اور بارش

تفسیر: اور (ان کے علاوہ مزید دلائل یہ ہیں کہ) بلاشبہ ہم نے تمہارے اوپر (تمہاری مصلحت کے لئے) سات آسمان بنائے اور (کچھ تمہاری ہی تخصیص نہیں بلکہ) ہم مخلوق سے کبھی بھی بے خبر نہیں ہوئے (بلکہ ہم نے ہمیشہ ان کا لحاظ رکھا۔ اور ہر ایک کی ضروریات کا برابر انتظام کرتے رہے ہیں) اور (آسمانوں کو بنا کر) ہم نے آسمان سے ایک انداز کے ساتھ پانی اتارا (نہ اتنا زیادہ کہ مخلوق تباہ ہو جائے۔ اور نہ اتنا کم کہ ان کی ضرورت کیلئے بھی کافی نہ ہو) اس کے بعد ہم نے اسے زمین میں رکھا (تا کہ حسب ضرورت مخلوق اس سے منتفع ہو) اور (ہمارا یہ رکھنا اضطراری نہیں بلکہ اختیاری ہے کیونکہ جس طرح ہمیں اس کے اتارنے پر قدرت تھی یوں ہی) ہم اس کے معدوم کر دینے پر (بھی) قادر ہیں (اور باوجود اس کے ایسا نہ کرنا ہمارا انعام واحسان ہے۔

باغات ومیوہ جات

خیر) اس کے بعد ہم نے اس سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں (وغیرہ) کے باغات پیدا کئے جن میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں اور جن میں سے تم غذا حاصل کرتے ہو۔ اور (باغات کے علاوہ ہم نے اس سے) ایک ایسا درخت (پیدا کیا) جو طور سینا سے نکلتا ہے جو کہ روغن اور کھانے والوں کے لئے ایک قسم کا سالن لئے ہوئے اگتا ہے (جس کا نام زیتون ہے۔ الغرض یہ تمام واقعات بوجہ حق تعالیٰ کے کمال علمی وعملی پر دال ہونے کے امکان بعث کے دلائل ہیں)۔

مویشی اور چوپائے اور ان سے منافع

اور (ان کے علاوہ) تمہارے مویشیوں میں بھی بہت بڑی عبرت کی چیز ہے کہ ہم تمہیں ان چیزوں میں سے ایک پینے کی چیز دیتے ہیں جو ان کے پیٹوں میں ہیں۔ اور ان میں تمہارے لئے اور منافع بھی ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔ اور ان پر اور (ان کے علاوہ) کشتیوں پر تم کو سوار بھی کیا جاتا ہے۔ (یہ واقعات بھی بوجہ اپنے صانع کے کمال علمی اور عملی پر دال ہونے کے امکان بعث کی دلیل ہیں اور علاوہ دلائل ہونے کے چونکہ یہ انعامات بھی ہیں۔ اس لئے وہ مقتضی شکر بھی ہیں۔ اور حق تعالیٰ کا شکر یہی ہے کہ اس کی باتوں کو اعتقاداً و عملاً مانا جائے۔ اس لئے یہ واقعات مقتضی ہیں ایمان و اعمال صالحہ کو جن میں سے تصدیق بالبعث بھی ہے۔ اس لئے تم کو چاہیے کہ ایمان لاؤ اور اعمال صالحہ کرو۔ اور بعث کی تصدیق کرو)۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۚ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ۧ

ترجمہ: اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا سو انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اس کے سوا کوئی تمہارے لئے معبود بنانے کے لائق نہیں (اور جب یہ بات ثابت ہے تو) پھر کیا تم (دوسروں کو معبود بنانے سے) ڈرتے نہیں ہو پس (نوح کی یہ بات سن کر) ان کی قوم میں دو کافر رئیس تھے (عوام سے) کہنے لگے کہ یہ شخص بجز اس کے کہ تمہاری طرح کا ایک (معمولی) آدمی ہے اور کچھ نہیں ہے (اس دعویٰ سے) ان کا مطلب یہ ہے کہ تم سے برتر ہو کر رہے اور اگر اللہ کو (رسول بھیجنا) منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا ہم نے یہ بات اپنے پہلے

بڑوں میں بھی نہیں سنی بس یہ ایک آدمی ہے جس کو جنون ہو گیا ہے سو ایک وقت خاص (یعنی اس کے مرنے کے وقت تک اس (کی حالت) کا اور انتظار کر لو نوحؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے بوجہ اس کے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا ہے پس ہم نے (اس کی دعا قبول کی اور) ان کے پاس حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کر لو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے پھر جس وقت ہمارا حکم (عذاب قریب) آ پہنچے اور (علامت اس کی یہ ہے کہ) زمین سے پانی ابلنا شروع ہو تو (اس وقت) ہر قسم (کے جانوروں) میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اس (کشتی) میں داخل کر لو اور اپنے گھر والوں کو بھی (سوار کر لو) باستثناء اس کے جس پر ان میں سے (غرق ہونے کا) حکم نافذ ہو چکا ہے اور (یہ سن لو کہ) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارے میں کچھ گفتگو مت کرنا (کیونکہ) وہ سب غرق کئے جائیں گے۔ پھر جس وقت تم اور تمہارے ساتھی (مسلمان) کشتی میں بیٹھ چکو تو یوں کہنا شکر ہے خدا کا جس نے ہم کو کافر لوگوں سے (یعنی ان کے افعال اور تکالیف سے) نجات دی اور یوں کہنا کہ اے میرے رب مجھ کو (زمین پر) برکت کا اتارنا اتاریو اور آپ سب اتارنے والوں سے اچھے ہیں اس (واقعہ مذکورہ) میں بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم (یہ نشانیاں معلوم کرا کرا پنے بندوں کو) آزماتے ہیں۔ پھر ہم نے (قوم نوحؑ کے بعد) دوسرا گروہ پیدا کیا پھر ہم نے ان میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان ہی میں کے تھے (ان پیغمبر نے کہا) کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود (حقیقی) نہیں کیا تم (شرک سے) ڈرتے نہیں ہو۔

حضرت نوحؑ کی تبلیغ اور قوم کا سلوک

تفسیر: اور (تم کو واضح ہو کہ انبیاء کی یہ تعلیمات اور مخالفین کی مخالفت کچھ نئی باتیں نہیں بلکہ بہت پرانی ہیں۔ اب ہم تم کو بعض پہلے واقعات اور ان کے نتائج سناتے ہیں تا کہ تم کو عبرت ہو۔ چنانچہ) یقیناً ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا جس پر انہوں نے کہا تھا کہ اے میری قوم تم خدا کی پرستش کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں سو کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے (اور اس کے خلاف غیروں کی پرستش کرتے ہو۔ نہایت بری بات ہے۔ تم کو خدا سے ڈرنا چاہیے۔ اس پر) ان کی قوم کے ان بڑے لوگوں نے جو کفر پر مصر تھے۔ یہ کہا کہ (لوگو! یہ رسول کیسا) یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم پر تفوق حاصل کرے۔ (اس غرض سے اس نے یہ جھوٹ تراشا ہے) اور اگر خدا (وہ بات چاہتا جو یہ کہتا ہے) تو وہ (آدمی کا ہے کو رسول بناتا۔ وہ اس کام کیلئے) فرشتے بھیجتا۔ ہم نے تو یہ بات اپنے پہلے باپ دادوں میں کبھی نہیں سنی (کہ اس نے کسی آدمی کی معرفت اپنے بندوں کو اپنے پیغام پہنچائے ہوں۔ یہ تو بالکل نئی بات ہے۔ لہٰذا یہ ہرگز رسول نہیں ہے۔ بلکہ) وہ صرف ایک شخص ہے جسے جنون ہے (اور اس کے سر پر ریاست کا جن سوار ہے۔ جو اسے یہ باتیں سمجھاتا ہے۔ پس تم (اس کی بات کے قبول کرنے میں جلدی نہ کرو۔ بلکہ) اس کے متعلق ایک وقت تک انتظار کرو۔ (دیکھو بہت جلد یہ جنون اس کے سر سے زائل ہو جائیگا الغرض وہ یہی باتیں کرتے رہے۔

حضرت نوحؑ کی دعا اور قوم پر تباہی بشکل طوفان

انجام کار) نوح نے (مایوس ہو کر) کہا کہ اے میرے پروردگار بدیں وجہ کہ انہوں نے میری تکذیب کی (اور اس پر اصرار کیا) آپ

اس پر ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ (آپ کی دعا مقبول ہوئی) آپ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنائیے۔ اب جب کہ ہمارا حکم آپہنچے۔ اور تنور سے پانی ابلے جو طوفان کی نشانی ہے۔ تو تم اس میں (ضروری جانوروں کے) ہر قسم میں سے دو عدد نر و مادہ کو اور اپنے لوگوں کو اس میں سوار کرلو۔ باستثناء اس کے جس پر ان میں حکم (غرق) نافذ ہو چکا ہے۔ اور جو لوگ ظلم پر کمربستہ ہیں۔ ان کے باب میں مجھ سے گفتگو نہ کرنا کیونکہ وہ ضرور ڈبوئے جائیں گے۔ پھر جس وقت تم اور وہ جو تمہارے ساتھ ہیں سب کشتی پر سوار ہو جائیں۔ تو تم کہو کہ شکر ہے۔ اس خدا کا جس نے ہمیں ظالم لوگوں سے نجات دی۔ اور کہو کہ اے میرے پروردگار مجھے برکت کا اتار اتاریو۔ اور (آپ سے اس لئے کہتا ہوں کہ) آپ اتارنے والوں میں سب سے بہتر اتارنے والے ہیں (یہ واقعہ تھا) اس واقعہ میں (اہل بصیرت کیلئے) بہت سی نشانیاں ہیں (جن سے وہ رسولوں کی سچائی پر استدلال کرسکتے ہیں) اور یہ یقینی بات ہے کہ ہم (بذریعہ ارسال رسل کے اپنے بندوں کو) آزمایا کرتے ہیں۔ (چنانچہ اسی آزمائش کا ایک نمونہ تمہارے سامنے موجود ہے۔ الغرض ہم نے ان لوگوں کو ڈبویا)۔

قوم نوحؑ کے بعد دوسرا طبقہ

اس کے بعد ہم نے ان (غرق شدہ لوگوں) کے بعد دوسرا طبقہ پیدا کیا۔ سو ان میں بھی ہم نے انہیں میں سے بدیں مضمون ایک رسول بھیجا کہ تم خدا کی پرستش کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم نہیں ڈرتے (اور خدا کے خلاف دوسروں کی پرستش کرتے ہو)۔

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ
بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ﴿٣٤﴾ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ
مُخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا
نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿٤٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ
بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿٤٢﴾
مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَىٰ كُلَّ مَا جَاءَ أُمَّةً
رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٤٤﴾
ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٤٥﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ
فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ﴿٤٧﴾

فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

ترجمہ: اوران پیغمبر کی یہ بات سن کر) ان کی قوم میں سے جو رئیس تھے جنہوں نے (خدا اور رسول کے ساتھ) کفر کیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیوی زندگانی میں عیش بھی دیا تھا کہنے لگے کہ بس یہ تو تمہاری طرح ایک معمولی آدمی ہیں (چنانچہ) یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو اور اگر تم اپنے جیسے ایک (معمولی) آدمی کے کہنے پر چلنے لگو تو بیشک تم (عقل کے) گھاٹے میں ہو کیا یہ شخص تم سے کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور (مرکر) مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو (دوبارہ زندہ کر کے زمین سے) نکالے جاؤ گے بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہے جو بات تم سے کہی جاتی ہے بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے کہ ہم میں کوئی مرتا ہے اور کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ کئے جاویں گے بس یہ ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور ہم تو ہرگز اس کو سچا نہ سمجھیں گے پیغمبر نے دعا کی کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا ارشاد ہوا کہ یہ لوگ عنقریب پشیمان ہوں گے چنانچہ ان کو ایک سخت آواز نے (یعنی عذاب نے) موافق وعدہ برحق کے آ پکڑا (جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے) پھر ہم نے ان کو خس وخاشاک (کی طرح پامال) کر دیا سو خدا کی مار کافر لوگوں پر پھر ان (عاد یا ثمود) کے (ہلاک ہونے کے) بعد ہم نے اور امتوں کو پیدا کیا کوئی امت (ان امتوں میں سے) اپنی مدت معینہ سے (ہلاک ہونے میں) نہ پیش دستی کر سکتی تھی اور نہ (اس مدت سے) وہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے تھے پھر (ان کے پاس) ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے (ہدایت کیلئے) بھیجا جب کبھی کسی امت کے پاس اس امت کا (خاص) رسول آیا انہوں نے اس کو جھٹلایا سو ہم نے (بھی ہلاک کرنے میں) ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا اور ہم نے ان کی کہانیاں بنا دیں سو خدا کی مار ان لوگوں پر جو (انبیاء کے سمجھانے پر بھی) ایمان نہ لاتے تھے پھر ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کو اپنے احکام اور کھلی دلیل دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس (بھی پیغمبر بنا کر) بھیجا سو ان لوگوں نے (ان کی تصدیق واطاعت سے) تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی متکبر چنانچہ وہ (باہم) کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر جو ہماری طرح کے آدمی ہیں ایمان لے آویں (اور ان کے مطیع بن جاویں) حالانکہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے زیر حکم ہیں غرض وہ لوگ ان دونوں کی تکذیب ہی کرتے رہے پس ہلاک کئے گئے (اور ان کے ہلاک ہونے کے بعد) ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی توراۃ) عطا فرمائی تاکہ (اس کے ذریعہ سے) وہ لوگ (یعنی قوم بنی اسرائیل) ہدایت پاویں اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰؑ) کو اور ان کی ماں (حضرت مریمؑ کو بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لے جا کر پناہ دی جو (بوجہ غلات اور میوہ جات پیدا ہونے کے) ٹھہرنے کے قابل اور شاداب جگہ تھی۔

اس دوسرے طبقہ کا سلوک اپنے پیغمبر سے

تفسیر: اور (قوم نوحؑ کی طرح) اس کی قوم کے بڑے لوگوں نے بھی جو کہ کفر پر کمربستہ تھے۔ اور قیامت کے آنے کو جھٹلاتے

تھے اور دنیاوی زندگی میں ہم نے ان کو عیش وعشرت دی تھی۔ یہی کہا کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے (چنانچہ) جو تم کھاتے ہو۔ وہ یہ کھاتا ہے۔ اور جو تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے (پھر یہ رسول کیسے ہے) اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کی اطاعت کی تب تو تم سراسر گھاٹے میں رہے۔

بعث بعد الموت پر حیرت

ہاں کیا وہ تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے۔ اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے۔ تو تم کو (پھر زندہ کر کے) نکالا جائے گا (دیکھو تو سہی کیسی خلاف عقل بات ہے) بہت دور ہے اور بہت دور ہے وہ بات جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ (اور نہایت ناممکن ہے وہ بات جو تم سے کہی جاتی ہے) بس جو کچھ ہے یہی حیات دنیا ہے یہیں ہم مرتے جیتے ہیں (اس کے علاوہ کوئی اور حیات نہیں۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے) اور ہم ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے یہ صرف وہ شخص ہے جس نے خدا پر نرا جھوٹ باندھا ہے۔ اور ہم اس کی بات نہیں مان سکتے۔

اس دوسرے رسول کی بد دعاء اور قوم کی تباہی

(الغرض ان لوگوں کو یہی برتاؤ رہا۔ انجام کار) اس رسول نے بھی کہا کہ اے میرے پروردگار بدیں وجہ کہ انہوں نے میری تکذیب کی آپ میری مدد کیجئے (اس کے جواب میں) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (گھبرایئے نہیں) تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ لوگ پشیمان ہوں گے۔ سو ان کو واقعی طور پر ایک سخت آواز نے آ پکڑا جس پر ہم نے ان کو خس وخاشاک بنا دیا۔ سو دور ہوں یہ ظالم لوگ (جنہوں نے حق کی اس قدر شدید مخالفت کی۔ اور وہ ہرگز اس قابل نہ تھے کہ ان کو دنیا میں باقی رکھا جاتا)۔

مختلف طبقے کی پیدائش اور مختلف انبیاء و رسل

اس کے بعد ہم نے ان لوگوں کے بعد دوسرے طبقے پیدا کئے (جو اپنے اپنے وقت پر ہلاک ہوئے۔ کیونکہ) کوئی گروہ نہ اپنی میعاد معین پر سبقت کرسکتا ہے اور نہ اس سے پیچھے ہٹ سکتا ہے (خیر ہم نے ان مختلف گروہوں کو یکے بعد دیگرے پیدا کیا) اس کے بعد ہم نے ان میں پے درپے متعدد رسول بھیجے (رسولوں کے آنے پر ان کا یہ حال تھا کہ) جب کسی گروہ کے پاس اس کا رسول آتا تو وہ لوگ اسے جھٹلاتے تھے اب ہم نے بھی ان کو ایک کے پیچھے ایک کر کے ہلاک کیا اور (اس طرح) ان سب کو افسانے بنا دیا۔ سو دور ہوں وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے۔

حضرت موسیٰ و ہارونؑ فرعون کے پاس

اس کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارونؑ کو اپنے احکام اور کھلی حجت دے کر فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا۔ سو انہوں نے بھی (اطاعت سے) تکبر کیا۔ اور وہ لوگ تھے ہی متکبر (چنانچہ انہوں نے کہا کہ کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لائیں حالانکہ ان کی قوم ہماری پرستار ہے اس بناء پر انہوں نے ان کی تکذیب کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (توارۃ) دی بدیں توقع کہ لوگ ہدایت قبول کریں گے۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ) اور ان کی ماں کو اپنی قدرت کی نشانی بنایا (چنانچہ مریم نے بلا مرد کے بچہ جنا اور عیسیٰ بلا باپ کے پیدا ہوئے) اور ہم (درمنثور میں ابن عباس سے حصر کے ساتھ اس کی تفسیر کی گئی ہے اور رواح میں اور تفسیر حقانی میں انجیل متی سے اس کا قصہ نقل کیا ہے کہ کوئی بادشاہ نجومیوں سے سن کر ان کا دشمن ہو گیا تھا مریم علیہ السلام بالہام حق ان کو لے مصر میں چلی آئی تھیں پھر اس ظالم کے مرنے کے بعد پھر شام میں آگئیں۔ واللہ اعلم ۱۲) نے انہیں ایک اونچی جگہ رکھا جو کہ رہنے

کے قابل اور شاداب تھی (نیز ہم نے مختلف اوقات میں رسولوں کو حکم دیا تھا کہ)۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۵۱ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝۵۲ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۳ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝۵۴ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۵۵ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَــيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۶ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝۵۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝۵۹ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝۶۰ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَــيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝۶۱ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۶۲ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝۶۳

ترجمہ: اے پیغمبرو تم (اور تمہاری امتیں) نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک کام (یعنی عبادت) کرو (اور) میں تم سب کے کیے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں اور (ہم نے ان سب سے یہ بھی کہا کہ) یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور (حاصل اس طریقہ کا یہ ہے کہ) میں تمہارا رب ہوں سو تم مجھ سے ڈرتے رہو سوان لوگوں نے اپنے دین میں اپنا طریق الگ الگ کر کے اختلاف پیدا کر لیا ہر گروہ کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے سو آپ ان کو ان کی (اسی) حالت میں ایک خاص وقت تک رہنے دیجئے کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے اس میں کوئی شک نہیں جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ (اس ایمان میں) اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے ہیں اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور (باوجود دینے کے) ان کے دل اس سے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں یہ لوگ (البتہ) اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں اور ہم (تو) کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ کام کرنے کو نہیں کہتے (بس جو کام بتلا رکھے ہیں سب آسان ہی ہیں) اور ہمارے پاس ایک دفتر (نامۂ اعمال کا محفوظ) ہے جو ٹھیک ٹھیک (سب کا حال) بتادے گا اور لوگوں پر ذرا ظلم نہ ہوگا بلکہ ان کفار کے قلوب اس دین کی طرف سے جہالت (اور شک) میں ہیں اور اس کے علاوہ ان لوگوں کے اور بھی (برے برے) عمل ہیں جن کو یہ کرتے رہتے ہیں۔

رسولوں کو ہدایات ربانی

تفسیر: اے رسولو تم حلال چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو (دیکھنا ان احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ کیونکہ) یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے جانتا ہوں (اور چونکہ یہ حکم من حیث الرسالۃ تھا۔ اس لئے وہ دوسروں کو بھی یہ حکم پہنچاتے تھے۔ اس لئے ان رسولوں کی تعلیم ہمارے ہی احکام کی تعلیم تھی۔ اور خود ان کی بنائی ہوئی نہ تھی) اور (ہم نے مختلف اوقات میں مسلمانوں سے یہ بھی کہا ہے کہ دیکھو تمہاری موجودہ جماعت فی الحال ایک جماعت ہے (جو کہ دین حق پر قائم ہے) اور میں تمہارا رب ہوں۔ سو تم مجھ سے ڈرنا (مبادا تم اس کو چھوڑ کر دوسرے دین تراش لو)۔

قوم کا حال

سو انہوں نے (اس حکم کا لحاظ نہ رکھا اور) اپنے کام کو آپس میں مختلف حصوں میں بانٹ لیا (کوئی بت پرست ہوا۔ کوئی آتش پرست۔ کوئی عزیر کو خدا کا بیٹا ماننے والا۔ کوئی عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ماننے والا۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض دین واحد پاش پاش ہو گیا اور اس کی صورت وحدانی قائم نہ رہی۔ اب یہ حال ہے کہ) ہر گروہ اس سے خوش ہے جو اس کے پاس ہے (اور اس خوشی میں اس قدر سرشار ہے کہ تھوڑی دیر کیلئے بھی یہ خیال نہیں آتا کہ ممکن ہے یہ لوگ جو اپنے کو خدا کا رسول بتلاتے ہیں سچے ہوں اور ہم غلط راستہ پر ہوں۔ آخر ذرا خالی الذہن ہو کر سوچیں تو سہی۔ کہ یہ صحیح کہتے ہیں یا غلط۔ چنانچہ اے رسول یہی معاملہ ان کا آپ کے ساتھ ہے) سو آپ انہیں ایک وقت تک اسی تاریکی جہالت میں مبتلا رہنے دیجئے (جب وقت آئے گا آپ ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

مال واولاد سے دھوکا کھانا نہیں چاہیے

کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم ان کو مال اور اولاد دے رہے ہیں (اس سے) ہم ان کیلئے بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں (ہاں وہ ضرور یہ سمجھتے ہیں اور یہ بھی ان کے باطل پر جمنے کا ایک منشاء ہے مگر واقعہ یہ نہیں ہے) بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) انہیں (اس کا) علم نہیں (کہ یہ انعام نہیں بلکہ سزا ہے۔ اور اس کا منشاء خوشنودی نہیں بلکہ ابتلاء ہے۔ الغرض ان کا یہ خیال غلط ہے۔ ہاں) جو لوگ اپنے رب کے خوف سے ترساں ہیں اور جو کہ اپنے رب کے احکام کو مانتے ہیں۔ اور جو لوگ کہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور جو لوگ ایسے ہیں کہ جو کچھ دیتے ہیں وہ ایسی حالت میں دیتے ہیں کہ ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے رب کے پاس جانا ہے (دیکھیے ہمارا دیا ہوا قبول ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اس لئے وہ ان شرائط کا لحاظ رکھتے ہیں جو دینے کیلئے خدا کی جانب سے مقرر ہیں) یہ لوگ بیشک ایسے ہیں جو بھلائیاں حاصل کرنے میں تیزی کر رہے ہیں (اور دولت کے خزانے جمع کرتے چلے جا رہے ہیں) اور یہ لوگ ہیں جو ان کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ (بس اگر بھلائیاں مطلوب ہیں تو ان کاموں کو اختیار کرنا چاہیے) اور (یہی نہیں کہ ان کاموں کو جیسا ان کا حق ہے اسی طرح کرو بلکہ جس قدر تم سے ہو سکے اس قدر کرو کیونکہ) ہم کسی شخص کو اس کے مقدور بھر ہی مکلف بناتے ہیں۔

اعمال نامے: اور ہمارے یہاں ایک نوشتہ ہے جو صحیح صحیح بولتا ہے (اور کسی کی بھلائی کو چھپا نہیں سکتا۔ بلکہ ہر بھلائی کو موبمو ظاہر کر دے گا) اور (ہماری عادت بھی نہیں کہ ہم کسی پر ظلم کریں اور کسی کو اس کی بھلائی کا بدلہ نہ دیں۔ اس لئے) ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا (بلکہ ہر بھلائی کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا پھر کونسی وجہ ہے کہ لوگ بھلائیوں کے حاصل کرنے کیلئے اعمال مذکورہ نہیں کرتے۔ کوئی وجہ

نہیں) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) ان کے دل اس طرف تاریکی میں ہیں اور (اس لئے) ان کے لئے ان باتوں کے علاوہ دوسرے کام ہیں جن کو وہ کرتے رہتے ہیں۔اور کرتے رہیں گے۔

خدا کی پکڑ اور انسانوں کا افسوس

یہاں تک کہ جب ہم ان کے بادۂ عیش سے سرشار (اور خدا سے غافل) اشخاص کو عذاب میں پکڑیں گے اس وقت یکا یک (انہیں ہوش آئیگا اور) وہ چلائیں گے (لیکن اس وقت چلانے سے کیا ہوتا ہے۔اس لئے ان کا چلانا بیکار ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ وقت نکل چکا) آج مت چلاؤ۔ (کیونکہ) ہماری جانب سے تمہاری کسی قسم کی کوئی مدد نہ کی جائے گی۔تمہارے سامنے میری آیتیں پڑھی جاتی تھیں اس پر تم لوگ متکبرانہ یوں پیچھے لوٹتے تھے کہ ان کے بیان کرنے والے کو چھوڑتے تھے (پھر کس بناء پر تمہاری مدد کی جائے۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۖ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٧﴾

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب (بعد الموت) میں دھر پکڑیں گے تو فوراً چلا اٹھیں گے (اس وقت ان سے کہا جاوے گا) کہ اب مت چلاؤ ہماری طرف سے تمہاری مطلق مدد نہ ہوگی میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر (رسول کی زبانی) سنائی جایا کرتی تھیں تو تم الٹے پاؤں بھاگتے تھے تکبر کرتے ہوئے قرآن کا مشغلہ بناتے ہوئے اس قرآن کی شان میں بیہودہ بکتے ہوئے تو کیا ان لوگوں نے اس کلام (الٰہی) میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے

جوان کے پہلے بڑوں کے پاس نہیں آئی تھی یا یہ لوگ اپنے رسول سے واقف نہ تھے اس وجہ سے ان کے منکر ہیں یا یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں (سوان میں تو کوئی وجہ بھی معقول نہیں) بلکہ (ان کی اصل تکذیب کی وجہ یہ ہے کہ) یہ رسول ان کے پاس حق بات لے کر آئے ہیں اور ان میں اکثر لوگ حق بات سے نفرت رکھتے ہیں اور بفرض محال اگر دین حق ان کے خیالات کے تابع ہو جاتا تو تمام آسمان اور زمین اور جوان میں آباد ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت کی بات بھیجی سو یہ لوگ اپنی نصیحت (نافعہ) سے بھی روگردانی کرتے ہیں یا آپ ان سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں تو آمدنی تو آپ کے رب کی سب سے بہتر ہے اور وہ سب دینے والوں سے اچھا ہے اور (خلاصہ ان کی حالت کا یہ ہے کہ) آپ تو ان کو سیدھے راستہ کی طرف (جس کو اوپر حق کہا ہے) بلا رہے ہیں اور ان لوگوں کی جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ اس (سیدھے) راستہ سے ہٹے جاتے ہیں اور اگر ہم ان پر مہربانی فرماویں اور ان پر جو تکلیف ہے اس کو ہم دور بھی کر دیں تو وہ لوگ (پھر) اپنی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے اصرار کرتے ہیں اور ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے (پورے طور سے) فروتنی کی اور نہ عاجزی اختیار کی یہاں تک کہ ہم جب ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو اس وقت بالکل حیرت زدہ رہ جاویں گے۔

عدم تدبر کا انجام

تفسیر: (خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب ہم مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ جو باطل پر اس قدر جمے ہوئے ہیں) تو کیا انہوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا جوان سے کہا جاتا ہے یا ان کے پاس کوئی ایسی نئی شئے آئی ہے جوان کے پہلے آباؤ اجداد کے پاس نہ آئی تھی یا وہ اپنے رسول کو پہچانتے نہیں۔ اس لیے وہ اس سے ناشناس ہیں (آخر بات کیا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ نہ باتیں نئی ہیں، نہ رسول اجنبی ہیں۔ بلکہ باتیں بھی پرانی ہیں اور رسول بھی۔ ان کے جانے پہچانے ہیں۔ پس منشاء اس کا بجز عدم تدبر کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ اور یہ خود ان کا قصور ہے اس لئے وہ باطل پر جمنے میں معذور نہیں ہوسکتے)۔ ہاں کیا وہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے (کس قدر غضب کی بات ہے کہ ایسے عاقل کو مجنون کہتے ہیں۔ انہیں ہرگز جنون نہیں) بلکہ وہ ان کے پاس بالکل سچا دین لائے ہیں۔ اور بہت سے لوگ حق کو ناپسند کرتے ہیں (اس لئے وہ عداوت حق میں ایسی تہمتیں تراشتے ہیں) اور (منشاء اس ناپسندیدگی کا یہ ہے کہ وہ دین حق ان کے خواہشات کے موافق نہیں لیکن) اگر حق ان کی خواہشات کا اتباع کرتا (اور حق وہی ہوتا جو وہ چاہتے) تو زمین و آسمان اور جوان میں ہیں سب خراب ہو جاتے (کیونکہ ان کا خیال ہے کہ بت معبود ہیں۔ سو اگر یہی حق ہوتا تو تعدد الٰہ لازم تھا اور تعدد الٰہ کی بناء پر فساد ارض وسماء لازم ہے۔ جیسا کہ پیشتر گزر چکا۔ اس لئے ملازمہ ثابت ہوگیا۔ اس لئے حق نے ان کی خواہشات کا اتباع نہیں کیا) بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت بھیجی (جو کہ ان کو لایعنی خواہشات سے روک کر حق کی طرف لانے والی ہے) سو (انہوں نے اس کی قدر ہی نہ کی اور) وہ (اپنی بدبختی سے) اپنی اس نصیحت سے برابر روگردان ہیں۔

بدبختی: (آخر اس کی کوئی وجہ بھی ہونی چاہیے۔ اے رسول) کیا آپ ان سے کچھ آمدنی (روپیہ پیسہ) مانگتے ہیں (جو کہ ان کو ناگوار ہے اور اس کی وجہ سے وہ حق کو قبول نہیں کرتے۔ ایسا تو نہیں ہے) کیونکہ آپ کے رب کی آمدنی (ہر آمدنی سے بہتر ہے) اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے (پھر آپ اپنے رب کی آمدنی کو چھوڑ کر لوگوں سے آمدنی کیسے طلب کر سکتے ہیں) اور یہ یقینی بات ہے کہ آپ ان کو سیدھے رستہ کی

طرف بلا رہے ہیں (جس کا مقتضی یہ ہے کہ وہ لازمی طور پر اس دعوت کو قبول کریں) اور یہ بھی یقینی ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ صحیح راستہ سے ہٹے ہوئے ہیں (اس کا بھی مقتضی یہی ہے کہ وہ اس دعوت کو قبول کریں۔ الغرض مقتضی موجود ہیں۔ اور مانع مرتفع۔ تو پھر حق سے اعتراض کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ بجز ہٹ دھرمی کے اور کچھ بھی نہیں۔ الغرض یہ لوگ دلائل سے تو بالکل نہ سمجھیں گے۔ ہاں سزا سے کسی قدر جھکیں گے مگر وہ بھی محض رفع الوقتی کیلئے) اور اگر (ابتلا کے بعد) ہم ان پر رحم کریں اور جو تکلیف انہیں لاحق ہے اسے دور کر دیں تو وہ اپنی اسی سرکشی میں سرگرداں ہونے کی حالت میں (اس پر) جمے رہیں گے اور (یہ محض فرض نہیں بلکہ واقعہ ہے چنانچہ) ہم نے انہیں (بعض اوقات) عذاب میں پکڑا۔ سو نہ وہ اس وقت اپنے رب کے سامنے پست ہوئے (کہ ہمیشہ کیلئے کفر سے باز آ جاتے) اور نہ اب تضرع کرتے ہیں (بلکہ برابر اسی کفر پر مصر ہیں اور مصر مریں گے) تا آنکہ جس وقت ہم ان پر سخت عذاب والا دروازہ کھول دیں گے اس وقت انہیں ہوش آئے گا اور) وہ حیرت زدہ رہ جائیں گے (کہ ارے ہم تو کیا سمجھے ہوئے تھے۔ اور یہ کیا ہونے لگا۔ لیکن اس وقت یہ سب کچھ بیکار ہوگا۔ الغرض ان کو ایسی ہٹ دھرمی نہ چاہیے۔ اور حق تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے)۔

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِیْ
ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ
وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا
وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ
اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَیَقُوْلُوْنَ
لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۸۶﴾
سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ
وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ
بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ
كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾
عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ: اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین پر پھیلا رکھا ہے اور تم سب (قیامت میں) اسی کے پاس لائے جاؤ گے اور وہ ایسا ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے اختیار میں ہے رات اور دن کا گھٹنا بڑھنا سو کیا تم (اتنی بات نہیں سمجھتے بلکہ یہ بھی ویسی ہی بات کہتے ہیں جو اگلے (کافر) لوگ کہتے چلے آئے (یعنی) یوں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں رہ جاویں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جاویں گے اس کا تو ہم سے اور (ہم سے) پہلے ہمارے بڑوں سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں محض بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آتی ہیں آپ (جواب میں) یہ کہہ دیجئے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) یہ زمین اور جو اس پر رہتے ہیں یہ کس کی ہیں اگر تم کو کچھ خبر ہے وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کی ہیں (تو) ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں غور کرتے (اور) آپ یہ بھی کہئے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) ان سات آسمانوں کا مالک اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے (اس کا بھی) وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ بھی (سب) اللہ کا ہے (اس وقت) آپ کہیئے کہ پھر تم (اس سے) کیوں نہیں ڈرتے آپ (ان سے) یہ بھی کہئے (اچھا) وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تم کو کچھ خبر ہے (تب بھی جواب میں) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں آپ (اس وقت) کہئے کیا کہ پھر تم کو کیسا خبط ہو رہا ہے بلکہ ہم نے ان کو سچی بات پہنچائی ہے اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں اللہ نے کسی کو اولاد نہیں قرار دیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو (تقسیم کر کے) جدا کر لیتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا اللہ ان (مکروہ) باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ (اس کی نسبت) بیان کرتے ہیں جاننے والا ہے سب پوشیدہ اور آشکارا کا غرض ان لوگوں کے شرک سے وہ بالاتر ہے۔

کان، آنکھ اور دل وغیرہ کی نعمتیں

تفسیر: اور وہ (خدا جس کی اطاعت کی طرف تم کو بلایا جاتا ہے) وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں پیدا کیں۔ (پھر کیا اس کا مقتضی یہ نہیں ہے کہ تم شکر کرو۔ مگر افسوس ہے کہ) تم بہت کم شکر کرتے ہو۔ اور وہ وہی تو ہے جس نے تمہیں زمین میں پیدا کیا۔ اور جس کے پاس لیجا کر تم کو جمع کیا جائے گا (پھر کیا اس کا مقتضی یہ نہیں ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو۔ ضرور ہے مگر افسوس ہے کہ تم ایسا نہیں کرتے)۔

کافروں کے شبہات اور اس کے جوابات

اور (یہ شبہ کہ ہم اس کے پاس کیسے جائیں گے محض غلط ہے کیونکہ) وہ وہی تو ہے جو جلاتا اور مارتا ہے (پھر وہ تمہیں دوبارہ کیونکر نہیں جلا سکتا) اور اسی کے اختیار میں تو ہے رات اور دن کی آمد و رفت (پھر جو ایک مرتبہ رات کے بعد دوبارہ رات اور ایک مرتبہ دن کے بعد دوبارہ دن کرتا ہے۔ کیا اس کی قدرت کے آگے یہ کچھ مشکل ہے کہ تم کو دوبارہ زندہ کر دے۔ جب یہ واقعات مشاہد ہیں اور تم کو ان کا اقرار بھی ہے) تو کیا تم سمجھتے نہیں (کہ بعث کا انکار اور اطاعت سے گریز کرتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے خیر باوجودیکہ بعث کی نظیریں ان کے سامنے تھیں مگر انہوں نے اس کو بالکل نہیں مانا) بلکہ انہوں نے بھی ویسا ہی کہا جیسا پہلے لوگ کہتے تھے (یعنی) انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم مرجائیں گے

اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائینگے تو کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے (جیسا کہ یہ مدعی رسالت کہتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) اس کا خود ہم سے بھی وعدہ کیا گیا ہے اور اس سے پہلے ہمارے آباؤ اجداد سے بھی (مگر محض غلط ہے اور) یہ پہلے لوگوں کے افسانے ہیں (جن کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔

منکروں سے سوالات اور افہام تفہیم

پس اے رسول) آپ (ان منکروں سے) یوں کہئے کہ (تم یہ تو بتاؤ کہ) زمین اور جو اس میں ہیں وہ کس کے ہیں اگر تم جانتے ہو (تو بتلاؤ۔ اس کے جواب میں) وہ ضرور یہ کہیں گے کہ اللہ کے (اس کے جواب میں) آپ کہئے کہ (جب سب چیزیں اللہ کی ہیں تو کیا تم (یہ جان کر بھی) نصیحت قبول نہیں کرتے (کہ کبھی بعث کا انکار کرتے ہو جس کے یہ معنی ہیں کہ خالق و مالک اپنی مخلوقات و مملوکات میں تصرف سے عاجز ہے جو کہ سراسر بے معنی ہے کبھی اس کے ساتھ دوسروں کو معبود بناتے ہو اور اپنے خالق و مالک کی اطاعت سے سرتابی کرتے ہو۔ بڑے غضب کی بات ہے اے رسول) آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ ساتوں آسمانوں کا مالک اور عظیم الشان تخت شاہی کا مالک کون ہے (اس کے جواب میں بھی) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ (یہ سب چیزیں) اللہ کی ہیں۔ اب آپ فرمائیے کہ (جب یہ مسلم ہے) تو کیا تم (اس مالک سمٰوت والعرش سے) ڈرتے نہیں (کہ طرح طرح سے اس کی مخالفت کرتے ہو۔ بہت بری بات ہے) نیز آپ یہ بھی کہئے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے۔ اور جو دوسروں کو پناہ دیتا ہے۔ اور اس کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی۔ اگر تم جانتے ہو (تو بتلاؤ۔ اس کے جواب میں بھی) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ صفت اللہ کی ہے۔ اب آپ فرمائیے کہ (جب یہ مسلم ہے) تو تمہاری مت کہاں سے ماری گئی (کہ تم ایسے قاہر خدا کی مخالفت پر مصر ہو۔ پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ یہ باتیں غلط نہیں ہیں) بلکہ ہم ان کے پاس حق محض لائے ہیں۔ اور وہ جھوٹے ہیں (جو اس کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پاکی: چنانچہ) نہ خدا نے کوئی بیٹا بنایا، نہ خدا کے ساتھ کسی وقت میں بھی کوئی معبود تھا (جیسا کہ ان لوگوں کا دعویٰ ہے اگر ایسا ہوتا) تب تو ہر خدا اپنی مخلوقات کو لے کر الگ ہو جاتا۔ اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا (جس کا لازمی نتیجہ فساد عالم تھا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ ثابت ہوا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور (منزہ ہے حق تعالیٰ جو کہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں (اور جب وہ منزہ ہے) تو وہ بدتر ہے۔ ان کے شرک سے۔ اور (یہ باتیں ایسی ہیں جن پر) ان کو نہایت سخت سزا دی جائے گی (اور چونکہ چنے کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ
نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾
وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا
جَاۗءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ
اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ

اَنۡسَابَ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فِىۡ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلۡفَحُ وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ وَهُمۡ فِيۡهَا كٰلِحُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ: آپ (حق تعالیٰ سے) دعا کیجئے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جارہا ہے اگر آپ مجھ کو دکھادیں تو اے میرے رب مجھ کو ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجئے اور ہم اس بات پر کہ جو ان سے وعدہ کررہے ہیں آپ کو بھی دکھلا دیں قادر ہیں آپ ان کی بدی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کردیا کیجئے جو بہت ہی اچھا اور (نرم) ہو ہم خوب جانتے ہیں جو جو کچھ یہ آپ کی نسبت) کہا کرتے ہیں اور آپ یوں دعا کیا کیجئے کہ اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سر) پرموت آ (کھڑی ہو) تی ہے اس وقت کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو (دنیا میں) پھر واپس بھیج دیجئے تا کہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں (پھر جاکر) نیک کام کروں ہرگز (ایسا) نہیں (ہوگا) یہ (اس کی) ایک بات ہی بات جس کو وہ کئے جارہا ہے اور ان لوگوں کے آگے ایک (چیز) آڑ (کی آنے والی) ہے مراد اس سے موت ہے) قیامت کے دن تک پھر جب (قیامت میں) صور پھونکا جائے گا تو ان میں (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا سو جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب (یعنی ناجی) ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے چہروں کو (اس جہنم کی) آگ جھلستی ہوگی اور اس (جہنم) میں ان کے منہ بگڑے ہوں گے کیوں کیا تم کو میری آیتیں (دنیا میں) پڑھ کر سنائی نہیں جایا کرتی تھیں اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے (یہ اس کی سزا مل رہی ہے)۔

تفسیر: **دعا کا حکم**: اس لئے اے رسول) آپ یوں کہئے۔ کہ اے میرے پروردگار اگر تو مجھے وہ عذاب دکھلائے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو اے میرے پروردگار، تو مجھے (عذاب میں) ان ظالموں کے ساتھ (شریک) نہ کرنا (بلکہ دوسرے انبیاء کی طرح مجھے بھی بچالینا) اور (اس دعا کی اس لئے) ضرورت ہے کہ) ہم اس پر قدرت رکھتے ہیں کہ تمہیں وہ شی دکھلائیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں (پس جب تک عذاب نہ آئے اس وقت تک) آپ (ان کی) برائی کا دفعیہ اس طریق سے کرتے رہئے جو عمدہ ہو (یعنی ان کی زیادتی کے مقابلہ میں صبر وتحمل سے کام لیجئے۔ اور ان کے ساتھ نرمی برتئے) اور ہم ان باتوں کو خوب جانتے ہیں جو یہ لوگ (ہمارے یا آپ کی شان میں) کہتے ہیں (اس لئے ہم وقت پر خود سمجھ لیں گے) اور (چونکہ شیاطین فساد پیدا کرنے کیلئے موقع کے منتظر رہتے ہیں۔ اس لئے) آپ یہ کہتے رہئے کہ اے میرے پروردگار میں شیاطین کے وساوس سے آپ کی پناہ لیتا ہوں اور اے میرے رب (وساوس تو در کنار) میں اس سے بھی آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ کہ وہ میرے پاس بھی آئیں (خیر یہ لوگ بدی سے باز نہ آئیں گے)۔

بعد موت پچھتاوا مگر بے فائدہ در برزخ

یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے گی اس وقت وہ (باز آئے گا اور) کہئے گا کہ اے میرے پروردگار آپ مجھے (دنیا میں) واپس کو دیجئے۔ امید ہے کہ اب میں اس (جہان) میں جس کو میں نے چھوڑا ہے نیک کام کروں گا (لیکن) ہرگز ایسا نہیں ہے۔ یہ صرف اس کے کہنے کی بات ہے۔ جو وہ کہہ رہا ہے (ورنہ واپسی کے بعد بھی وہ ایسا نہ کرے گا) اور (نہ یہ درخواست منظور ہی ہو سکتی ہے بلکہ) ان کے سامنے برزخ ہے (جس میں انہیں) اس روز تک (رہنا ہوگا) جس روز ان کو اٹھایا جائے گا (یعنی قیامت تک)۔

قیامت اور انسانی حالات کا حشر

اب (جب قیامت آئے گی اور) صور پھونکا جائے گا تو (اس وقت ان کی یہ حالت ہوگی کہ) ان کی آپس کی رشتہ داریاں باقی نہ رہیں گی۔ (نہ بیٹا باپ کو باپ سمجھے گا۔ نہ باپ بیٹے کو بیٹا۔ وھلذا) اور نہ کوئی کسی کی بات پوچھے گا (بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی اور حساب کتاب شروع ہوگا) اب جس کے اعمال موزونہ بھاری ہوں گے سو یہ لوگ تو کامیاب ہیں۔ اور جن کے اعمال موزونہ ہلکے ہوں گے۔ تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کا نقصان کر لیا (اور) جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے چہروں کو آگ جھلستی ہوگی۔ اور وہ اس میں (ناخوشی سے) منہ بگاڑے ہوں گے (لیکن اے منہ بگاڑنے والو) کیا تمہارے سامنے میری آیات نہ پڑھی جاتی تھیں۔ جن کی تم تکذیب کیا کرتے تھے۔ (پس جب کہ یہ ہوتا تھا تو یہ بلا تو تمہاری خود مول لی ہوئی ہے پھر ناخوش کیوں ہوتے ہو۔

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب واقعی اپنے ہاتھوں ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا تھا اور (بیشک) ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب ہم کو اس (جہنم) سے (اب) نکال دیجئے پھر اگر ہم دوبارہ (ایسا) کریں تو ہم بیشک پورے قصوروار ہیں

ارشاد ہوگا کہ اسی (جہنم) میں راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو (ہم سے) عرض کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخش دیجئے اور ہم پر رحمت فرمایئے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں سو تم نے ان کا مذاق مقرر کیا تھا (اور) یہاں تک (اس کا مشغلہ کیا) کہ اس مشغلہ نے تم کو ہماری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی کیا کرتے تھے میں نے ان کو آج ان کے صبر کا یہ بدلا دیا کہ وہی کامیاب ہوئے ارشاد ہوگا کہ (اچھا یہ بتلاؤ) کہ تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہوگے وہ جواب دیں گے کہ ہم ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے اور سچ یہ ہے کہ ہم کو یاد نہیں) سو گننے والوں سے پوچھ لیجئے ارشاد ہوگا کہ تم (دنیا میں) تھوڑی ہی مدت رہے (لیکن) کیا خوب ہوتا کہ تم (یہ بات دنیا میں) سمجھتے ہوتے ہاں تو کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یونہی مہمل (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یا (خیال کیا تھا) کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے سو (اس سے کامل طور پر ثابت ہو گیا کہ) اللہ تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے جو کہ بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں (اور وہ) عرش عظیم کا مالک ہے اور جو شخص (اس امر پر دلیل قائم ہونے کے بعد) اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی بھی عبادت کرے کہ جس (کے معبود ہونے) پر اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں سو اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہوگا (جس کا نتیجہ لازمی یہ ہے کہ) یقیناً کافروں کو فلاح نہ ہوگی (بلکہ ابدالآباد معذب رہیں گے) اور آپ یوں کہا کریں کہ اے میرے رب (میری خطائیں) معاف کر اور رحم کر اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

کافروں کا کف افسوس ملنا

تفسیر: (نیز) وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار، ہم پر بدبختی سوار ہوئی۔ اور ہم خطا کار تھے۔ آپ (ہم پر مہربانی فرمادیں گے اور) ہمیں اس سے نکال دیں۔ اب اگر اب کے ہم ایسا کریں گے تو یقیناً ظالم ہوں گے (اور ضرور اس سزا کے مستحق ہوں گے) حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ دفع[1] ہو۔ اسی میں اور مجھ سے خطابت مت کرو (تم کو اپنی حرکتیں بھی یاد ہیں۔ دیکھو) میرے بندوں کی ایک جماعت کہتی تھی کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے۔ آپ ہمارے گناہ معاف کیجئے اور ہم پر رحم کیجئے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں اس پر تم نے ان کو مسخرہ بنایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھلا دی اور تم ان کی تمسخر و ایذا میں ایسے گرفتار ہوئے کہ تمہیں میرا بھول کر بھی خیال نہ آیا) اور تم برابر ان سے ہنستے رہتے تھے (کیا ان حرکتوں پر تم ہم سے مراعات کے متوقع ہو۔ یہ تمہارا خیال خام ہے اور آج تمہاری کوئی رعایت نہیں کی جا سکتی۔ دیکھو) آج میں نے ان کو ان کے صبر کا یہ بدلہ دیا ہے کہ وہ کامیاب ہیں۔

انسانوں سے دنیا میں رہنے کے متعلق سوال

(نیز) حق تعالیٰ فرمائیں گے۔ کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم زمین میں کتنے برس رہے۔ وہ کہیں گے کہ (جی برس کیسے) ہم تو ایک دن یا اس سے بھی کم رہے۔ آپ گننے والوں سے پوچھ لیجئے۔ حق تعالیٰ فرمائیں گے۔ بیشک تم کم ہی رہے ہو۔ کاش تم جانتے ہوتے (کہ ہمیں یہاں

---

[1] ای اخسئوا کالتین فیھا ای فی جھنم و کلمۃ اخسئوا کلمۃ زاجر ولیس المراد لانتقال من مکان الی مکان ۱۲ منہ

بہت کم رہنا ہے اور جہاں ہمیشہ رہنا تھا وہاں کیلئے انتظام کرتے۔ نادانو! جب یہ حالت ہے) تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں محض بیکار پیدا کیا ہے (اور اس کی کوئی غرض وغایت نہیں ہے) اور (کیا تم یہ خیال کرتے تھے کہ) تمہیں ہماری طرف واپس نہ لایا جائے گا۔ سو برتر ہے خدا جو کہ واقعی بادشاہ ہے (عبث وغیرہ سے اور) کوئی معبود نہیں۔ ہاں وہ ضرور معبود ہے وہ مالک ہے تخت مکرم کا۔ اور جو کوئی خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو ایسے معبود کو پکارے گا جس کے متعلق اس کے پاس کوئی حجت نہیں۔ اس کا حساب اس کے پروردگار کے یہاں ہے (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خائب وخاسر ہوگا کیونکہ) کافر کامیاب نہیں ہوتے (یہ گفتگو تو کفار سے متعلق تھی) اور (اے رسول آپ سے کہا جاتا ہے کہ اگر یہ لوگ طلب مغفرت ورحمت نہیں ہیں تو نہ ہوں) آپ (اس کو طلب کیجئے اور) کہئے کہ اے میرے پروردگار آپ مغفرت فرمائیے اور رحم فرمائیے۔ اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والے ہیں۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً فِيْ تِسْعِ رُكُوْعَاتٍ
سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ
فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ
لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ
ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ
تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ یہ ایک سورت ہے جس کے (الفاظ) کو (بھی) ہم (ہی) نے نازل کیا ہے اور اس (کے معنی یعنی احکام) کو (بھی) ہم (ہی) نے مقرر کیا ہے اور ہم نے اس (سورت) میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تا کہ تم سمجھو اور عمل کرو زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد سو ان میں ہر ایک کے سو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے معاملے میں ذرا رحم نہ آنا چاہئے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور دونوں کو سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت کو حاضر رہنا چاہئے زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ یا مشرکہ کے اور (اسی طرح) زانیہ کے ساتھ بھی اور کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا مشرک کے اور یہ (یعنی ایسا نکاح) مسلمانوں پر حرام (اور موجب گناہ) کیا گیا ہے اور جو لوگ (زنا) کی تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ (اپنے دعویٰ پر) نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو اسی درے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی

کبھی قبول مت کرو (یہ دنیا میں ان کی سزا ہوئی) اور یہ لوگ (آخرت میں بھی مستحق سزا ہیں اس وجہ سے کہ) فاسق ہیں لیکن جو لوگ اس (تہمت لگانے) کے بعد (خدا کے سامنے) توبہ کرلیں اور اپنی (حالت کی) اصلاح کرلیں سو (اس حالت میں) اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت کرنے والا رحمت کرنے والا ہے۔

لازم العمل سورۃ

تفسیر۔ یہ ایک سورۃ ہے جس کو ہم نے نازل کیا۔ اور (عمل کیلئے) لازم کیا ہے جس میں صاف صاف احکام ہیں (جن میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے (امید ہے کہ تم نصیحت مانو گے اور ان پر بلاتردد عمل کر کے سعادت حاصل کرو گے۔

زناکار مرد وعورت کی سزا

چنانچہ ایک حکم یہ ہے کہ) جو عورت زنا کرے اور جو مرد زنا کرے تو تم ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ (بشرطیکہ وہ غیر محصن[1] ہوں کیونکہ محصن کیلئے بحکم حدیث رجم ہے اور سو کوڑے آزاد مرد وعورت کیلئے ہیں۔ اور لونڈی غلام کیلئے پچاس کوڑے ہیں بحکم فعلیھن نصف ماعلی المحصنات من العذاب. اور تم کو خدا کے دین کے معاملہ میں ان پر ترس نہ آنا چاہیے اگر تم خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کے سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے (تاکہ ان کو مشاہدہ سے اور دوسروں کو ان سے سن کر عبرت ہو اور وہ یہ سمجھیں کہ یہ فعل کس قدر موجب تکلیف اور موجب رسوائی ہے اور یہ سمجھ کر اس سے باز رہیں۔ لیکن یہ حکم وجوباً نہیں ہے بلکہ استحباباً ہے۔

زانیہ اور زانی کا نکاح

دوسرا حکم یہ ہے کہ) زانی صرف زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرسکتا ہے اور زانیہ سے صرف زانی یا مشرک نکاح کرسکتا ہے اور مسلمانوں پر ایسا کرنا حرام کیا گیا ہے۔

ف: چونکہ عرب میں شراب کی طرح زنا کی بھی کثرت تھی۔ اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح شراب خوری کے انسداد کیلئے ابتداء میں سخت احکام نافذ کئے گئے تھے اسی طرح انسداد زنا کیلئے بھی ابتداء میں یہ حکم نافذ کیا گیا تھا مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اور اس کے ابتدائی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اس میں مشرکہ اور مشرک سے نکاح کا حکم ہے جو کہ بعد کو منسوخ ہو چکا ہے اور زانیہ کے صالح سے اور زانی کے عفیفہ سے نکاح کے عدم جواز کے نسخ کی دلیل اجماع ہے۔ اس تقدیر پر آیت میں کسی تکلف کی ضرورت نہیں رہتی۔ الغرض یہ احکام تو ان لوگوں کے تھے جو زنا کا ارتکاب کریں)۔

تہمت کی حد اور سزا

اور جو لوگ پاکباز عورتوں کو (زنا کا) الزام لگائیں۔ پھر وہ (اپنے دعوی پر) چار گواہ (بشرائط خاصہ) نہ لائیں تو ان کو (حد کے طور پر) اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی نہ قبول کرو۔ اور یہ لوگ (خدا کے) نافرمان ہیں (اس لئے خدا ان سے ناخوش ہے) ہاں جو لوگ اس (الزام وغیرہ) کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی حالت درست کرلیں تو (وہ لوگ فسق سے مستثنیٰ ہیں۔ گو مقبول الشہادۃ پھر بھی نہیں۔ کیونکہ ردشہادۃ تتمہ ہے حد کا) اور (فسق سے مستثنیٰ اس لئے ہیں کہ) حق تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اس لئے وہ گنہگاروں کی توبہ قبول کر کے ان کے گناہ معاف کردیتا ہے۔ یہ حکم ان لوگوں کا تھا جو اپنی بیویوں کے علاوہ دوسری عورتوں کو الزام لگائیں)۔

---

[1] محصن اس کو کہتے ہیں جو مسلمان اور آزاد اور عاقل بالغ اور واطی بنکاح صحیح ہو ۱۲

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی (منکوحہ) بیبیوں کو (زنا کی) تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنے (ہی دعویٰ کے) اور کوئی گواہ نہ ہوں (جن کو عدد میں چار ہونا چاہیے) تو ان کی شہادت (جو کہ دافع حبس یا حد قذف ہو) یہی ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ بیشک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں اور (اس کے بعد) اس عورت سے سزا (ئے حبس یا حد زنا) اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر کہے کہ بیشک یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو اگر یہ سچا ہو اور (اے مردو اور عورتو) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم ہے (کہ ایسے ایسے احکام مقرر کئے ہیں) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا (اور) حکمت والا ہے (تو تم بڑی مضرتوں میں پڑ جاتے)

حکم لعان

تفسیر: اور جو لوگ خود اپنی بیویوں کو الزام لگائیں اور ان کیلئے بجز ان کے اور گواہ نہ ہوں تو (ان کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں خاوند اور بیوی سے قسمیں لی جائیں۔ (اور) ان میں سے مرد کی قسم خدا کی بدیں مضمون چار قسمیں ہیں کہ وہ ضرور سچا ہے۔ اور پانچویں یوں کہ اس پر خدا کی لعنت اگر وہ (اس الزام میں جو اس نے اپنی بیوی پر لگایا ہے) جھوٹا ہو۔ اور عورت سے حد زنا کو یہ بات دور کر سکتی ہے کہ وہ بدیں مضمون خدا کی چار قسمیں کھائے کہ یہ مرد مجھ پر الزام لگانے میں ضرور جھوٹا ہے اور پانچویں (قسم) یوں (کھائے کہ اس عورت پر خدا کا غضب پڑے اگر وہ مرد (اس الزام میں) سچا ہو۔ (اس طرح دونوں سزا سے بچ جائیں گے مگر قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کر دے گا۔ جو مرد کی جانب سے طلاق سمجھی جائے گی۔ اور جب تک وہ اپنی اپنی بات پر قائم رہیں گے اس وقت تک ان کا آپس میں نکاح نہ ہو سکے گا۔ ہاں اگر مرد اپنے کو جھٹلا دے یا عورت مرد کی تصدیق کرے تو بعد جاری ہونے حد کے نکاح ہو سکے گا۔ خیر تم لوگوں کو غنیمت سمجھنا چاہیے کہ اتنا بڑا معاملہ قسا قسمی ہی پر ٹل گیا کیونکہ یہ خدا کی مہربانی اور رحمت ہے کہ اس نے اسے یوں رفع دفع کر دیا) اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم یوں آسانی سے نہ چھوٹ جاتے۔ بلکہ اور کوئی سخت قانون نافذ کیا جاتا) اور یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے (اس لئے جس کا قصور ہوا سے توبہ کر لینی چاہیے) اور بہت حکمت والا ہے (اس لئے اس نے ایسا قانون بنایا جس میں دونوں فضیحت سے بچ گئے۔ یہاں تک قانون عام کا بیان فرما کر آگے خاص حضرت عائشہؓ کی تہمت کے واقعہ پر کلام کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ
مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ
ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُو
عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا
فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ
وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن
نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا
إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ
أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: جن لوگوں نے یہ طوفان (حضرت صدیقہؓ کی نسبت) برپا کیا ہے (اے مسلمانو) وہ تم میں کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے تم اس (طوفان بندی) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ (باعتبار انجام کے) تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور ان میں سے جس نے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہوگی آگے ان قاذفین مومنین کو ناصحانہ ملامت ہے) جب تم لوگوں نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس والوں کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا اور (زبان سے) یوں کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہے (آگے اس حسن ظن اور افک کے وجوب کی وجہ ارشاد ہے کہ یہ (قاذف) لوگ اس (اپنے قول) پر چار گواہ کیوں نہ لائے سو جس صورت میں یہ لوگ (موافق قاعدہ کے) گواہ نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نہ ہوتا دنیا میں اور آخرت میں تو جس شغل میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا جب کہ تم اس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کی تم کو (کسی دلیل سے) مطلق خبر نہیں اور تم اس کو ہلکی بات (یعنی غیر موجب گناہ) سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات تھی اور تم نے جب اس (بات) کو (اول) سنا تھا تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے بھی نکالیں معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے

اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر ایسی حرکت مت کرنا اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے جو لوگ (بعد نزول آیات کے بھی) چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں سزائے دردناک (مقرر) ہے اور (اس امر پر سزا کا تعجب مت کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور (اے تائبین) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل و کرم ہے (جس سے تم کو توفیق توبہ کی دی) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے۔ (تو تم بھی اس وعید سے نہ بچتے)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی برأت

تفسیر: جو لوگ تم میں سے یہ بہتان لائے ہیں (کہ نعوذ باللہ حضرت عائشہؓ نے اس فعل ناجائز کا ارتکاب کیا) وہ تم میں کی ایک مختصر جماعت ہے (بس یہ سراسر ازماست کہ بر ماست کا مصداق ہے خیر) تم اس کو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے (مال کے لحاظ سے) بہتر ہے (کیونکہ حضرت عائشہؓ کی برأت ہو جائے گی۔ اور آئندہ کیلئے ایسی کاروائیوں کا انسداد ہو جائے گا۔ ہاں اس میں خود ان لوگوں کیلئے ضرور برائی ہے کیونکہ) ان میں سے ہر ایک کو وہ گناہ ہوا جو اس نے کیا ہے (اور اس کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا) اور ان میں سے جس نے اس میں بڑا حصہ لیا ہے (یعنی عبداللہ بن ابی منافق جو بانی ہے اس فتنہ کا) اس کو بہت بڑا عذاب ہوگا (خیر اس منافق نے جو کچھ کیا وہ تو اس کا کام ہی تھا اس لئے اس کی کوئی شکایت نہیں۔ ہاں اے مسلمانو! تم سے ضرور اس کی شکایت ہے کہ) جس وقت تم نے اس کو سنا تھا اسی وقت تم مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے لوگوں کی نسبت اچھا گمان کیوں نہ کیا۔ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ کھلا ہوا بہتان ہے (اور اس منافق کی بات کا کیوں اعتبار کر لیا۔

زنا کیلئے چار عینی گواہ کی شرط

اچھا اگر وہ سچے تھے تو) وہ چار گواہ (معائنہ کے) کیوں نہ لائے۔ اور جب کہ وہ چار گواہ نہ لائے تو وہ خدا کے نزدیک سراسر جھوٹے ہیں (واقع کے لحاظ سے بھی کیونکہ واقعہ بالکل غلط ہے اور ضابطہ کے لحاظ سے بھی کہ انہوں نے چار گواہوں سے اس کا ثبوت نہیں دیا۔ اگر وہ چار بظاہر معتبر گواہ خاص شرائط کے ساتھ پیش کر دیتے۔ تو کم از کم ضابطہ کے طور پر تو سچے ہو جاتے۔ مگر انہوں نے یہ بھی نہیں کیا اس لئے وہ محض جھوٹے ہیں) اور اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی (جو کہ منشا ہوئی ہے درگزر کا) تو جس (لایعنی) کام میں تم مشغول ہوئے تھے۔ اس میں تم کو بڑا عذاب لاحق ہوتا۔ جبکہ تم اس (بیہودہ بات) کو زبانوں پر لاتے۔ اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہتے ہو جس کا تم کو علم نہیں۔ اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے ہو حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑی بات ہے اور یہ کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تھا تو کہہ دیتے کہ ہم سے نہ ہوگا کہ ہم یہ بات کہیں حاشا اللہ یہ بڑا بہتان ہے (الغرض تم کو یہ کرنا چاہیے تھا اور تم نے بہت برا کیا کہ ایسا نہیں کیا۔ دیکھو) خدا تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسی (نادانی کی) بات کرو۔ اگر تم مومن ہو۔ (کیونکہ ایمان کا مقتضی ہے اطاعت حق سبحانہ۔ اور یہ خدا کا حکم ہے تو اس کی اطاعت ایمان کا مقتضی ہے۔) اور خدا تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے (تاکہ تم ان پر عمل کرو) اور حق تعالیٰ بڑا جاننے والا ہے اور بہت حکمت والا ہے (اس لئے اس کے احکام صحیح اور حکمت کے موافق ہیں اور ان پر بلا چون و چرا عمل درست ہے۔

بری بات کی اشاعت اور اس کی قباحت

دیکھو) جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں یہ بری بات پھیلے (اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں) ان کو دنیا اور آخرت میں سخت

تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (اس لئے جو کچھ وہ کہے اسے دل سے مان لو یہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت تھی کہ تم کو اس عذاب سے بچالیا) اور اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم کو بھی اس میں مبتلا کرتا) اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا بہت مہربان اور بڑا رحم والا ہے (کہ اپنے بندوں کی خطاؤں سے درگزر کرتا اور قرار واقعی سزائیں دیتا ہے)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ
فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ
مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ
مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا
وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ
الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ
تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ
دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ
لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو تم شیطان کے قدم بقدم مت چلو (یعنی اس کے اغوا پر عمل مت کرو) اور جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے تو وہ تو (ہمیشہ ہر شخص کو) بے حیائی اور نامعقول ہی کام کرنے کو کہے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی (توبہ کر کے) پاک و صاف نہ ہوتا و لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (توبہ کی توفیق دے کر) پاک و صاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی (اور دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہئے کہ یہ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کر دے بیشک اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے (آگے منافقین کے وعید کی تفصیل ہے) جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاکدامن ہیں (اور) ایسی باتوں (کے کرنے) سے (بالکل) بے خبر (اور) ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا جس روز ان کے خلاف میں ان کی زبانیں گواہی دیں گی اور ان کے ہاتھ اور ان

کے پاؤں بھی (گواہی دیں گے) ان کاموں کی جو کہ یہ لوگ کیا کرتے تھے اس روز اللہ تعالیٰ ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا اور (اس روز ٹھیک ٹھیک) ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا (اور) بات (کی حقیقت) کو کھول دینے والا ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے) گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ (منافق) کہتے پھرتے ہیں ان (حضرات) کے لئے (آخرت میں) مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے۔

شیطان کی پیروی سے مکمل اجتناب کی تاکید

تفسیر: اے مسلمانو! (تم نے بڑی غلطی کی کہ اس معاملہ افک میں شیطان کی پیروی کی آئندہ کے لئے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ) تم (کسی بات میں) شیطان کے قدم بقدم نہ چلنا۔ اور جو کوئی شیطان کے قدم بقدم چلے گا تو (وہ لامحالہ بے حیائی کی باتوں اور بری باتوں میں مبتلا ہوگا۔ کیونکہ) وہ تو بے حیائی کی بات اور بری بات ہی کا حکم کرے گا (اس سے یہ ممکن ہے ہی نہیں کہ وہ کسی اچھی بات کا حکم کرے) اور (تم جو بہت سی برائیوں سے پاک صاف ہو تو یہ حق تعالیٰ کا تم پر فضل اور رحمت ہے کیونکہ) اگر تم پر خدا کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تم میں سے کوئی پاک صاف نہیں رہ سکتا تھا۔ مگر خدا جس کو چاہتا ہے اسے پاک کرتا ہے (لیکن چاہتا عام طور پر اسی کو ہے جو خود بھی چاہے اور عناد سے کام نہ لے۔ اور چونکہ اس نے تمہیں پاک کرنا چاہا۔ اس لئے پاک کر دیا۔) اور اللہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے (اس لئے وہ سب کی باتیں سنتا اور سب کی حالت جانتا ہے اگر تم نے اس کے احکام کی خلافت ورزی کی تو وہ تم سے سمجھ لے گا)۔

عطایا روکا نہ جائے

اور (چونکہ حضرت عائشہؓ کے باپ ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عزیز مسطح کی مالی امداد اس بنا پر بند کر دی ہے کہ اس نے تہمت میں حصہ لیا۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ) تم میں سے مالدار اور گنجائش والوں کو ایسا نہ چاہیے کہ وہ ایسے لوگوں کے دینے میں کوتاہی کریں جو کہ رشتہ دار بھی ہیں اور محتاج بھی۔ اور خدا کی راہ میں ترک وطن کرنے والے بھی۔ اور ان کو چاہیے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تمہارے قصور معاف کرے (ضرور چاہتے ہو تو تم کو چاہیے کہ دوسروں کا قصور معاف کر دو۔ خدا تمہاری لغزشیں معاف کرے گا) اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحم والا ہے (اس سے تم سمجھ لو کہ اس معافی کے صلہ میں وہ تمہارے کتنے قصور معاف کرے گا۔ اب ہم اس مضمون افک کو ختم کرنا چاہتے ہیں اسلئے آخر میں پھر اس کی برائے یاد دلاتے ہیں۔

پاکباز عورت کو متہم کرنے کا گناہ

اور کہتے ہیں کہ) جو لوگ پاکباز، بے خبر مومن عورتوں کو الزام لگاتے ہیں ان لوگوں پر دنیا میں بھی پھٹکار ہے اور آخرت میں بھی۔ اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا (یعنی جس روز ان کے ہاتھ زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے اعمال کے جو وہ کیا کرتے تھے ان کے مقابلہ میں گواہی دیں گے اس روز خدا ان کو ان کی صحیح اور واقعی سزا دے گا۔ اور وہ جان لیں گے کہ یقیناً خدا ایک کھلی ہوئی واقعی چیز

ہے (اور محض ڈرانے کی شے نہیں ہے۔ الغرض قصہ افک محض من گھڑت ہے۔ جس کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔

کفاءت پاکبازی میں: کیونکہ) گندی عورتیں گندے مردوں کے شایاں ہیں۔ اور گندے مرد گندی عورتوں کے شایاں ہیں (جیسے یہ افتراء پرداز منافق مرد اوران کی منافق عورتیں) اور صاف ستھری عورتیں صاف ستھرے مردوں کے شایان ہیں۔ اور صاف ستھرے مرد صاف ستھری عورتوں کے شایان ہیں (جیسے عائشہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جبکہ یہ صورت ہے تو حضرت عائشہؓ جو رسول کی بیوی ہیں اس گندے اور ناپاک فعل سے ملوث کیسے ہوسکتی ہیں۔ الحاصل) یہ لوگ (جن سے اس تہمت کا تعلق ہے) بری ہیں اس بات سے جو یہ (مفتری لوگ) کہتے ہیں ان کیلئے (اس جھوٹے الزام کے معاوضہ میں) مغفرت اور عمدہ رزق ہے (برخلاف ان تہمت لگانے والوں کے کہ ان کیلئے اس کے معاوضہ میں عذاب عظیم ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے یہاں تک زنا اور تہمت زنا کا بیان تھا۔ آگے ان کے دواعی کا انسداد کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ
ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ
لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ
وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ
إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾

ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کرلو اور (اجازت لینے سے قبل) ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو یہی تمہارے لئے بہتر ہے (یہ بات تم کو اس لئے بتلائی ہے) تا کہ تم خیال رکھو (اور اس پر عمل کرو) پھر اگر ان گھروں میں تم کو کوئی (آدمی) معلوم نہ ہو تو (بھی) ان گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ تم کو (مختار اذن کی جانب سے) اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے (اجازت لینے کے وقت) یہ کہہ دیا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے (اور اگر خلاف کروگے تو سزا کے مستحق ہوگے تم کو ایسے مکان میں چلے جانے کا گناہ نہ ہوگا جن میں (گھر کے طور پر) کوئی نہ رہتا ہو ان میں تمہاری کچھ برت ہو اور تم جو کچھ علانیہ کرتے ہو اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے آپ مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے بیشک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔

بغیر اجازت گھروں میں داخلہ کی ممانعت

تفسیر: اے مسلمانو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں نہ داخل ہو۔ تاوقتیکہ تم (گھر والوں کو بذریعہ طلب اذن کے

متنبہ کر کے ان سے) مانوس نہ ہو جاؤ۔ اور اس کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے (اس سے کہ تم ایسی حالت میں بلاطلب اذن داخل ہو کہ گھر والے تم سے اجنبی اور بے خبر ہوں) امید ہے کہ تم نصیحت مانو گے۔ اب اگر تم ان میں کسی کو نہ پاؤ۔ (یعنی وہاں سے تمہیں جواب نہ ملے) تو تم ان میں داخل نہ ہو (بلکہ) یہاں تک (توقف کرو) کہ تم کو اجازت مل جائے۔ اور اگر (بجائے اجازت کے) تم سے یوں کہا جائے کہ (اس وقت ملنے کا موقع نہیں ہے) آپ لوٹ جایئے تو لوٹ جاؤ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ ستھری بات ہے۔ اور (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خوب واقف ہے (اس لئے خلاف ورزی کی صورت میں وہ تم سے مواخذہ کرے گا ہاں) اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ایسے گھروں میں (بلا اجازت) داخل ہو جو رہنے کے نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں تمہارا کچھ فائدہ ہو (جیسے نشست و برخاست وغیرہ) اور (واضح ہو کہ) خدا ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جن کو تم ظاہر کرتے ہو اور ان چیزوں کو بھی جن کو تم چھپاتے ہو (اس لئے غیر مسکونہ گھروں میں بھی کسی بری نیت سے جیسے چوری وغیرہ داخل نہ ہونا چاہیے۔ ایک تو انسداد زنا و تہمت زنا کیلئے یہ انتظام تھا۔

چلنے میں پست نگاہی اور غیر محرم عورت کو دیکھنے کی ممانعت

اور دوسرا یہ انتظام ہے کہ اے رسول) آپ مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ (رستہ گلی میں غیر محرم عورتوں کے مل جانے کے وقت) اپنی آنکھیں بند کریں (اور ان کو نہ دیکھیں) اور (غیر محرموں سے) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے (اور اس کے خلاف میں زنا کے ساتھ تلوث یا تلوث کا احتمال ہے تم کو واضح ہو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو حق تعالیٰ اس سے باخبر ہیں (اور اس لئے وہ ان احکام کی خلاف ورزی پر تمہیں سزا دیں گے)۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ
اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ
اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا
يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ: اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (غالبًا) کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت (کے موقع مذکورہ) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے (محارم پر یعنی) باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا

اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے (حقیقی علاتی اور اخیافی بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی (حقیقی علاتی اور اخیافی) بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا ان مردوں پر جو طفیلی (کے طور پر رہتے) ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے واقف نہیں ہوئے (مراد غیر مراہق ہیں) اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور مسلمانو (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی ہو تو) تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

عورت کو نگاہ بازی کی ممانعت

تفسیر: اور (اے رسول) آپ مومن عورتوں سے بھی فرما دیجئے کہ وہ بھی (غیر مردوں کے دیکھنے سے) اپنی آنکھیں بند رکھیں اور (غیر مردوں سے) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

آرائش واعضاء کے پردہ کا حکم

اور اپنی آرائش (کے اعضاء) کو کھلا نہ رکھیں (بلکہ ان کو کپڑے میں چھپائے رکھیں کیونکہ وہ ستر ہیں) باستثناء ان اعضا کے جو (عادۃً)[1] ظاہر ہوں (اور ان کے چھپائے رکھنے میں دشواری ہو۔ جیسے وجہ وکفین وقدمین۔ کیونکہ ان کو بناء بر ضرورت ستر ہونے سے خارج کیا جاتا

---

[1] قال اللہ تعالیٰ ولایبدین زینتهن. الاماظهر منها. وقال ایضاولا یبدین زینتهن الالبعولتهن الآیة اقول توهم الناس ان الابداء نی کلا النصین بمعنی واحد وهوا لکشف للغیر ولیس کذلک بل المراد فی النص الاول هوالابداء فی نفسه . ای عدم اللتغطیة بالثوب وفی الثانی هوالکشف للغیر. ومعنی النص الاول ان لایترکن مواضع زینتهن مکشوفة فی انفسها غیرمغطاه بالثوب لانها عورة مستحقة للسترفی بعض الاحیان الاماظهر منهاعادة کالوجه والکفین والقدمین فان فی تغطیتها حرجابینا. ولهذالم تجعل عورة مستحقة للستر فی نفسها . ومعنی النص الثانی ان لایکشفن مواضع زینتهن (سواء کانت مکشوفة فی نفسها وغیر عورة کالوجه وغیره اومستورة تحت الثیاب وعورة کالساقین وغیرهما) لاحد الالبعولتهن ومن ضاهاهم .فیکون مفاد النص الاول النهی عن کشف العورة ومفاد النص الثانی النهی عن ترک الاحتجاب والفرق بین کشف العورة وترک الاحتجاب . ان ترک الاحتجاب بتوقف علی وجودالغیر بخلاف کشف العورة فانه یتحقق بلدونه ایضا.لان المرأة اذاتعرت فی بیتها ولیس معها احد یقال انها کاشفة للعورة ولایقال انها تارکة للاحتجاب .واذا کشف الوجه لغیرمن استناه اللہ تعالی یقال انها تارکه للاحتجاب . ولایقال انها کاشفة للعورة الاان کشف العورة لیس بمنهی عنه مطلقا بل فی بعض الاحوال. وهو حضور من لایجوز له النظر الی عورتها. اومظنة حضوره اوکونها فی الصلوة وکذلک ترک الاحتجاب لیس بمنهی عنه مطلقا بل فی بعض الاحوال. وهوکون المکشوف له غیر من استناه اللہ اوکون المکشوف من غیر مواضع الزینة فاذا اجمع کشف العورة وترک الاحتجاب المحرمان. اشتهات الحریة واذا الفرداحد هما. عن الآخر خفت. مثلا اذاکشف المرأة وجهها للاجنبی عندخوف الفتنه وعلم الضرورة کانت آثمة بالنص الثانی فقط لا بالنص الاول لانهالم تکشف العورة نعم کشفت موضع الزینة لمن لایاح له الکشف واذا کشف الساق له کانت آثمة بالنصین لانها کشفت العورة فی موضع الحرمة وکشفت موضع الزینة لغیر من لایاح له الکشف وانما قلنا انه لیس الابداء فی کلا النصین بمعنی الکشف للغیربل هوفی النص الاول بمعنی الکشف فی نفسه وفی النص الثانی بمعنی الکشف للغیر لانه لوکان کذلک کان معنی النص الاول انه لایبدین زینتهن لاحد الاالوجه والکفین والقدمین فانهن یبدینها لکل احد . ومفاده انه انه یجوزا بداء غیر هاللمحارم بالنص الثانی وایضاً لمابین اللہ تعالیٰ فی النص الثانی کشف الزینة للغیر اطلق الزینة ولم یقید هابغیر الوجه والکفین والقد مین وهویدل علی ان ابداء الزینة بغیرمن استناه اللہ تعالی مبنی عنه مطلقا من غیر تقیید بغیر الوجه والکفین والقد مین وایضا لمانهی اللہ تعالی عن ضرب الارجل لیعلم ماتخفین من زینتهن فکیف یجوزعاقل ان یغیر ا بداء الوجه والکفین والقلمین مع کونه اعظم مفسدة من ضرب الارجل بالجملة لوندیرا حد سیاق النصین تار کالتقلید المقلدین لایشک فی ان ماقلنا هوالصواب والمقصود من النص الاول هو بنیان ان ای عضو من الاعضاء عورة وای عضومنها غیر عورة لاتفصیل ان ای عضو بینا بعور کشفة للغیر وای عضو منها لایجوز کشفه له والمقصود من النص الثانی هوبیان انه لایجوز ابداء الزینة مطلقا سواء کان وجها اوغیره فی الضرب بالارجل لغیر المحارم وهذا التحقیق وان کان مخالفًا لماعلیه المقلدون الاانه لایخالف نصاولا اقوال المجتهدین لتدبر ولشکر وبه یندفع شغب جلة زماننا الذین یظنون ان الحجاب المتعارف مخالف للقرآن منعکسین باقوال المقلدین من الفقهاء والمفسرین الذین اخطاوا فی تفسیر الآیتین لعدم التدبر فی سیاق النصین فاحفظ هذاالتحقیق فانه نافع جدا. واللہ تعالیٰ اعلم

ہے) اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں ڈالے رہیں (تاکہ پستانوں کا ابھار وغیرہ مخفی رہے۔ یہ حکم تو فی نفسہ اعضاء کے کشف وستر سے متعلق تھا) اور (دوسروں کے سامنے ان کے کھولنے اور نہ کھولنے کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ) اپنی آرائش (کے اعضاء) کو (مطلقاً خواہ وہ چہرہ اور ہاتھ پاؤں ہوں یا کچھ اور۔ جیسے پنڈلیاں، بازو، کلائیاں، گردن) کسی کے سامنے نہ کھولیں۔ بجز اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے یا اپنی اولاد کے یا اپنے خاوندوں کی اولاد کے یا اپنے حقیقی یا علاتی یا اخیافی) بھائیوں کے یا اپنے (ان ہی) بھائیوں کی اولاد کے یا اپنی (حقیقی یا علاتی یا اخیافی) بہنوں کی اولاد کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنی مملوکوں کے یا (اپنے ان نامحرم) وابستگان کے جو کہ (عورتوں سے) مستغنی ہوں (جیسے دیوانے یا مسلوب الحواس بڈھے) یا ان لڑکوں کے جو ہنوز عورتوں کے قابل اخفاء چیزوں سے ناواقف ہیں۔ اور نہ اپنے پاؤں کو زور سے زمین پر ماریں۔ تاکہ ان کی وہ آرائش جس کو چھپاتی ہیں معلوم ہو۔ اور اے مسلمانو! (جو کچھ ان معاملات میں کوتاہیاں ہوئی ہوں یا آئندہ ہوں ان سے) تم سب کو خدا کے سامنے توبہ کرنی چاہیے۔ امید ہے کہ تم (اس پر عمل کرکے) کامیاب ہوگے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ڰ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

ترجمہ: اور تم میں (یعنی احرار میں) جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو اس (نکاح کے) لائق ہو اس کا بھی اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ (اگر چاہے گا) ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے خوب جاننے والا ہے اور ایسے لوگوں کو کہ جن کو نکاح کا مقدور نہیں ان کو چاہیے کہ (اپنے نفس کو) ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اگر چاہے) ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے (پھر نکاح کر لیں) اور تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں تو (بہتر ہے کہ) ان کو مکاتب بنا دیا کرو اگر ان میں بہتری (کے آثار) پاؤ اور اللہ کے (دیئے ہوئے) اس مال میں سے ان کو بھی دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے (تاکہ جلدی آزاد ہوسکیں) اور اپنی (مملوکہ) لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو (اور بالخصوص) جب وہ پاکدامن رہنا چاہیں محض اس لئے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ (یعنی مال) تم کو حاصل ہو جائے اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد ان کے لئے) بخشنے والا مہربان ہے اور ہم نے تمہارے پاس کھلے کھلے احکام بھیجے ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کی بعض حکایات اور (خدا سے) ڈرنے والوں کے لئے نصیحت کی باتیں (بھیجی ہیں)

فائدہ بسلسلہ پردہ

تفسیر: یہ وہ آیات ہیں جن میں حق تعالیٰ نے نہایت زور کے ساتھ پردہ کا حکم دیا ہے اور ان احکام پر ایک سرسری نظر ڈالنے والے کو بہت آسانی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں میں جس قدر پردہ ہنوز مروج ہے ان آیات کی رو سے اس کو اور سخت کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس میں اب بھی بہت سی کوتاہیاں ہورہی ہیں۔ چہ جائیکہ اس کو بالکل اڑا دیا جائے۔ یا اس میں ایسی ترمیم کی جائے جس سے وہ کالعدم ہوجائے مثلاً عورتوں کو صرف برقع کی آڑ میں رکھا جائے۔ اور اس سے زیادہ ان پر کسی قید کے عائد کرنے کی ضرورت نہ سمجھی جائے۔ جیسا کہ آجکل کے روشن خیال یورپ کی کورانہ تقلید میں ایسا کررہے ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا قانون خداوندی کی صریح مخالفت اور جو غرض پردہ کی مشروعیت سے بھی اس کو بالکل نظرانداز کردینا ہے۔ کیونکہ صرف برقع کی آڑ زنا کی روک تھام کیلئے ہرگز کافی نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ تجربہ شاہد ہے بالخصوص ایسے زمانہ فتن میں جس میں گھروں کی چاردیواریاں بھی بمشکل زنا سے بچاسکتی ہیں۔

فائدہ۔ عورت کے لئے آواز کا پردہ

پردہ کے متعلق جو امور منصوص ہیں۔ پردہ ان میں منحصر نہیں ہے بلکہ یہ احوال ہیں۔ جن پر دوسرے ضروری امور قیاس کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً آواز کی حفاظت کا قرآن میں ذکر نہیں۔ لیکن جب کہ زیور کی آواز سنانے کی ممانعت منصوص ہے۔ تو خود عورت کو بلاضرورت غیر مردوں کو اپنی آواز سنانا اور ان سے باتیں کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ اس میں اس کے بہ نسبت زیادہ فتنہ ہے۔ الی غیر ذلک۔ الغرض جس قدر امور داعی الی الزناء ہوسکتے ہیں۔ سب میں احتیاط لازم ہوگی۔

فائدہ۔ کافر عورتیں مردوں کے حکم میں ہیں لہٰذا ان سے پردہ ضروری ہے

نسائھن حنفیہ کے نزدیک اضافت بملابست اتحاد مذہب ہے۔ اور کافر عورتیں مردوں کے حکم میں ہیں۔

فائدہ۔ ماملکت کی مراد

حنفیہ کے نزدیک ماملکت ایمانہم سے صرف لونڈیاں مراد ہیں خواہ مسلمان ہوں یا کافر۔ ان فوائد سے فارغ ہوکر پھر ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے زنا سے بچنے کیلئے پردہ کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ تم لوگ پردہ کا اہتمام کرو تا کہ زنا سے محفوظ رہو)۔

بے نکاح مرد وعورت کی شادی

اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں اور عورتوں کی اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے ان کی جو اس لائق ہوں شادی کردیا کرو (ورنہ زنا کا خطرہ ہے اور غریبی کا کچھ خیال نہ کیا کرو) اگر وہ غریب ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے (ان کی حیثیت اور ضرورت کے موافق) غنی کردے گا اور اللہ بہت صاحب وسعت اور بڑا جاننے والا ہے (صاحب وسعت ہونے کی وجہ سے اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور علم کی وجہ سے وہ ان کی ضرورت اور مصلحت سے بے خبر نہیں۔ پھر کیا خطرہ ہے)۔

جسے شادی پر قدرت نہ ہو اسے پارسائی کا حکم

اور جس کو (بوجہ ناداری کے) نکاح نہ میسر ہو۔ ان کو چاہیے کہ وہ اس وقت تک پارسا بنے رہیں جب تک کہ حق تعالیٰ ان کو اپنے فضل

سے غنی کر دے (اور ضبط شہوت کی تکلیف پر صبر کریں۔ اور ہرگز زنا میں مبتلا نہ ہوں)۔

غلاموں کے ساتھ رعایت

اور (چونکہ غلامی کی حالت میں نکاح کرنے سے مالک کا نقصان ہے اس لئے مناسب ہے کہ) تمہارے مملوکوں میں سے جو لوگ عقد کتابت کے خواہاں ہوں۔ ان کو مکاتب بنا دو۔ بشرطیکہ تم ان میں بہتری پاؤ (اور سمجھو کہ یہ بدل کتابت بہ سہولت ادا کر دے گا اور اس کی آزادی میں کوئی مفسدہ بھی نہیں الی غیر ذلک) اور (مکاتب بنا کر) ان کو خدا کے اس مال میں سے جو اس نے تم کو دے رکھا ہے (بقدر مناسب مال دیدیا کرو تا کہ وہ بذریعہ تجارت کے اس سے مال پیدا کر کے تمہارا بدل کتاب آسانی سے ادا کر سکیں گو ایسا کرنا ضرور نہیں لیکن چونکہ ان کے ساتھ احسان اور سلوک ہے اس لیے مناسب ہے)۔

لونڈیوں سے پیشہ زنا کرانے کی ممانعت

اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ عفت کی خواہاں ہوں اس غرض سے کہ تم (اس کے ذریعہ سے) حیات دنیا کا سامان (یعنی خرچی) طلب کرو زنا پر مجبور نہ کیا کرو (کیونکہ جب وہ خدا کے حکم کے وقعت کیلئے اس لذت سے دست بردار ہوتی ہیں جس پر مال قربان ہے تو یہ بڑی نازیبا بات ہے کہ تم محض مال کیلئے خدا کے حکم کو نظر انداز کرو۔ ہاں اگر وہ خود زنا کرنا چاہتیں تو یہ عقلاً وحقیقۃً تو نہیں لیکن عرفاً وظاہراً ایک حد تک معقول تھا کیونکہ ان میں اس کا تقاضا تھا۔ اور ان کو اس سے لذت حاصل ہوتی تھی لیکن ان کا بچنا اور تمہارا مجبور کرنا تو بہت ہی نامعقول اور سراسر مدعی سست اور گواہ چست کا مصداق ہے۔

فائدہ: وبهذا التقرير ظهر فائدة التصريح بقوله ان اردن تحصنا. مع كونه مفهوما من الاكراه لان الاكراه لايكون الاعلى خلاف المراد وهى تقبيح ذلك الاكراه بحكم العرف. فافهم فان الحق لايتجاوز ٥ اور جو کوئی انہیں مجبور کرے (اور وہ مجبوری زنا کا ارتکاب کریں) تو حق تعالیٰ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد (ان کو معاف کرے گا کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے اور ہم نے (قرآن کے ضمن میں) تمہاری طرف کھلے ہوئے احکام اور ان لوگوں کی حالت جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور متقین کیلئے نصیحت بھیجی ہے (پس تم کو چاہیے کہ احکام کا اتباع کرو۔ اور نصیحت کو قبول کرو۔ اور امم سابقہ کے حالات سے عبرت حاصل کرو۔ اور چونکہ ان احکام کا قبول کرنا موقوف ہے حق تعالیٰ کے مجمع صفات ماننے پر اس لئے کہا جاتا ہے کہ)

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ
اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ
زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا
اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نور (ہدایت) دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کے نور ہدایت (کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے (فرض کرو) ایک طاق ہے (اور) اس میں ایک چراغ رکھا ہے (اور) وہ چراغ ایک قندیل میں ہے (اور وہ قندیل) طاق میں رکھا ہے اور وہ قندل ایسا (صاف شفاف) ہے جیسے ایک چمکدار ستارہ ہو اور وہ چراغ ایک نہایت مفید درخت (کے تیل سے) روشن کیا جاتا ہے کہ وہ زیتون (کا درخت) ہے جو کسی آڑ کے) نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ اس کا تیل (اس قدر صاف اور سلگنے والا ہے کہ) اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا اور جب آگ بھی لگ گئی تب تو) نور علی نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے (اس نور ہدایت) تک جس کو چاہتا ہے راہ دے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں (کی ہدایت) کے لئے (یہ) مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے وہ ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے) ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے ان (مسجدوں) میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی (نمازوں میں) بیان کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور (بالخصوص) نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت (اور) وہ ایسے دن (کی داروگیر) سے ڈرتے رہتے ہیں جن میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جاویں گی انجام (ان لوگوں کا) یہ ہوگا کہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دے گا (یعنی جنت) اور (علاوہ جزا کے) ان کو اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دے گا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے شمار دے دیتا ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات

تفسیر: حق تعالیٰ چاندنا ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ کیونکہ ان کی رونق اور آبادی اسی کی ذات سے ہے نیز اس کا نور ان سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ) اس کی (اس) روشنی کی (جو آسمانوں اور زمین سے ظاہر ہوتی ہے) ایسی مثال ہے جیسے ایک طاق ہو۔ جس میں ایک روشن بتی ہو۔ وہ بتی ایک قندیل میں ہو، وہ قندیل ایسا (چمکدار اور صاف شفاف) ہو جیسے کہ وہ ایک خوب روشن ستارہ ہے۔ اس کو ایسے فائدہ مند درخت یعنی زیتون (کے تیل) سے روشن کیا گیا ہو۔ جو نہ (کسی آڑ کے) جانب شرق میں ہو نہ جانب غرب میں (بلکہ کھلے میدان میں ہو۔ جس میں پیہم دھوپ کے پڑنے نے ایک خاص لطافت پیدا کر دی ہو۔ جس کی وجہ سے) اس کے تیل کی یہ حالت ہو کہ (وہ اپنی لطافت اور چمک کی وجہ سے) ایسا معلوم ہو کہ ابھی بھڑک اٹھے گا۔ اگرچہ اسے آگ نے چھوا بھی نہ ہو (کہ اس حالت میں) روشنی پر روشنی ہے (کیونکہ ایک روشنی تیل کی دوسرے روشنی شعلہ کی۔ تیسرے روشنی قندیل کی۔ پس جو حالت قندیل کے پردہ میں اس شعلہ کی ہے کہ وہ بجائے متاثر ہونے کے اس کو نہایت قوت کے ساتھ ظاہر کرنے والا ہے۔ یہ ہی حالت آسمان و زمین کی ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی ذات اور صفات کو نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر کرنے والے ہیں (لیکن) حق تعالیٰ اپنی اس روشنی کی طرف (ہر ایک کو رہنمائی

نہیں کرتا بلکہ) جس کو چاہتا ہے اس کو رہنمائی کرتا ہے (اور چاہتا عادۃً اسی کو ہے جو خود بھی ابتداء چاہے ۔ اور جن کو ابتداء منظور ہی نہیں ۔ ان کو ہدایت نہیں کرتا ۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگ اس نور سے اندھے ہیں اور باوجود اپنے کمال ظہور کے کہ وہ ان کو دکھائی نہیں دیتا ۔ الغرض یہ مثال ہے حق تعالیٰ کی) ۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتے ہیں (تا کہ وہ سمجھیں) اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے (اس لئے اس کی مثالیں بالکل صحیح ہیں ۔ خیر اوپر مہتدین وغیر مہتدین کا اجمالاً ذکر ہوا تھا ۔ اب دونوں کے متعلق قدرے تفصیل کی جاتی ہے ۔

مساجد اور عبادت گاہوں کا احترام

اور کہا جاتا ہے کہ) ان گھروں میں جن کے متعلق خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور اس (تعظیم کے سلسلہ) میں خدا کا نام لیا جائے ۔ ان میں وہ لوگ صبح وشام خدا کی تسبیح کرتے ہیں ۔ جن کی یہ حالت ہے کہ نہ ان کو خدا کی یاد اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے خرید منع کرتی ہے اور نہ فروخت ۔ (بلکہ وہ دنیاوی کاروبار کے ساتھ ہی ان کاموں کو بھی عمدہ طریق سے انجام دیتے ہیں نیز) وہ اس روز سے ڈرتے ہیں جس میں دل بھی پلٹ جائیں گے ۔ اور نظریں بھی (چنانچہ اس روز نہ دلوں کی وہ حالت ہوگی جو اب ہے اور نہ نظروں کی ۔ کیونکہ دلوں میں بجائے سکون کے اضطراب ہوگا ۔ اور بجائے انکار کے تسلیم ۔ الی غیر ذلک ۔ اور نظروں میں بجائے غلط بینی کے راست بینی وغیرہ وغیرہ ۔ اور یہ سب وہ اسلئے کرتے ہیں) تا کہ حق تعالیٰ جزاء دیں ان کو ان کے اعمال بہتر صورت میں دے ۔ اور اپنے فضل سے ان کو (ان کے اعمال) زائد دے اور خدا (کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں اس لئے) وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے ۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

ترجمہ : اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا (آدمی) اس کو (دور سے) پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس کو (جو سمجھ رکھا تھا) کچھ بھی نہ پایا اور قضا الٰہی کو پایا سو اللہ تعالیٰ نے اس (کی عمر) کا حساب اس کو برابر سرابر چکا دیا (یعنی عمر کا خاتمہ کر دیا) اور اللہ تعالیٰ دم بھر میں حساب کر دیتا ہے یا وہ ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کہ اس کو بڑی لہر نے ڈھانک لیا ہو اس (لہر) کے اوپر دوسری لہر اس کے اوپر بادل (ہے غرض) اوپر تلے بہت سے اندھیرے (ہی اندھیرے) ہیں کہ اگر (کوئی ایسی حالت میں) اپنا ہاتھ نکالے (اور دیکھنا چاہے) تو دیکھنے کا احتمال بھی نہیں اور جس کو اللہ ہی نور (ہدایت) نہ دے اس کو (کہیں سے بھی) نور نہیں (میسر ہو سکتا)

کافروں کے اعمال کی مثال

تفسیر : اور (برخلاف ان کے) جنہوں نے کفر پر اصرار کیا ۔ ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک میدان میں چمکتا ہوا ریت ۔ کہ

پیاسا آدمی اسے پانی سمجھتا ہو۔ یہاں تک کہ جب وہ (کافر) جو پیاسے کے مشابہ ہے (اپنے) اس (عمل) کے پاس آئے گا (جو کہ سراب کے مشابہ ہے) تو اس کو کچھ بھی نہ پائے گا۔ اور خدا کو اپنے قریب پائے گا۔ سو وہ اس کو اس کا حساب پورا کردے گا (اور بتلادے گا کہ تیرے پاس اعمال حسنہ کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ ہے وہ اعمال سیئہ ہی ہیں لہٰذا ان کی سزا بھگت اور (یہ واضح ہو کہ) حق تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے (اس لئے لوگوں کو چاہیے کہ اعمال صالحہ کریں اور سیئہ کو صالحہ سمجھ کر دھوکے میں نہ پڑیں کہ بعد کو پچھتانا پڑے) یا (ان کی حالت ایسی ہے) جیسے کہ ایک بہت گہرے سمندر میں متعدد تاریکیاں ہوں یعنی ایک ایسی موج چھائی ہو جس کے اوپر ایک اور ایسی موج ہو جس کے اوپر ابر ہو۔ یہ متعدد تاریکیاں ایک دوسرے کے اوپر ہیں (اور ان تاریکیوں میں) آدمی کی یہ حالت ہے کہ جب اپنا ہاتھ نکالے تو بہت قریب ہے کہ وہ اسے بھی نہ دیکھ سکے (حالانکہ وہ اس سے بہت ہی قریب ہے پس یہی حالت ان کافروں کی ہے۔ کہ وہ جہالت کی تہ بتہ تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان کو حق تعالیٰ کا نور باوجود غایت ظہور کے نہیں دکھلائی دیتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ خدا نے ان کے عناد کی وجہ سے ان کو نور بصیرت نہیں دیا)۔ اور جس کو خدا روشنی نہ دے اس کے لئے کوئی روشنی نہیں ہو سکتی۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ
صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٤١﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِلَى اللَّهِ
الْمَصِيرُ ﴿٤٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ
يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِن جِبَالٍ فِيهَا مِن بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ
عَن مَّن يَشَاءُ ۖ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ
وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ
اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٥﴾ لَّقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ
وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم
مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا
أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾

ترجمہ: اے مخاطب کیا تجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں میں اور زمین میں (مخلوقات) ہیں اور بالخصوص پرندے جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں سب کو اپنی اپنی دعا اور اپنی تسبیح معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے سب افعال کا پورا علم ہے اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ (ایک) بادل کو (دوسرے بادل کی طرف) چلتا کرتا ہے (اور) پھر اس بادل (کے مجموعہ) کو باہم ملا دیتا ہے پھر اس کو تہ بتہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس (بادل) کے بیچ میں سے نکلتی ہے اور اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں میں سے اولے برساتا ہے پھر ان کو جس (کی جان پر یا مال) پر چاہتا ہے گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اس کو ہٹا دیتا ہے (اور) اس بادل کی بجلی کی چمک کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے اب بینائی لی (اور نیز) اللہ تعالیٰ رات کو اور دن کو (بھی) بدلتا رہتا ہے اس (سب مجموعہ) میں اہل دانش کے لئے استدلال (کا موقع) ہے اور اللہ (تعالیٰ ہی) نے ہر چلنے والے جاندار کو (بری ہو یا بحری) پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں بعضے تو وہ (جانور) ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعضے ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں اور بعضے ان میں وہ ہیں جو چار (پیروں) پر چلتے ہیں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پورا قادر ہے ہم نے حق کے سمجھانے والے دلائل نازل فرمائے ہیں اور (ان عام لوگوں میں سے) جس کو اللہ چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت فرماتا ہے اور یہ (منافق) لوگ (زبان سے) دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لے آئے اور (خدا و رسول کا) حکم (دل سے) مانا پھر اس کے بعد (موقع ظہور صدق دعویٰ پر) ان میں کا ایک گروہ سرتابی کرتا ہے اور یہ لوگ (دل میں) اصلاً ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول ان کے اور ان کے خصم کے) درمیان میں فیصلہ کر دیں تو ان میں کا ایک گروہ پہلو تہی کرتا ہے اور اگر ان کا حق (کسی کی طرف واجب) ہو تو سر تسلیم خم کئے ہوئے آپ کے پاس چلے آتے ہیں آیا ان کے دلوں میں (کفر جازم کا) مرض ہے یا یہ (نبوت کی طرف سے) شک میں پڑتے ہیں؟ یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم نہ کرنے لگیں نہیں بلکہ (اصلی سبب یہ ہے کہ) یہ لوگ برسر ظلم ہوتے ہیں۔

اللہ کی تسبیح و تحمید

تفسیر: (اے کافر باللہ انسان) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں (کوئی نماز کی شکل میں اور کوئی دوسری شکل میں کیونکہ) ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح کا علم ہے (اس لئے یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ بھلا جانور اور جمادات وغیرہ کیونکہ تسبیح کرتے ہیں کیونکہ وہ غیر ذی العقول اور اس لئے ان سے تسبیح متصور نہیں۔ اور وجہ اس شبہ کی دفع کی یہ ہے کہ ان کو بقدر ضرورت علم ہے اگرچہ تم کو ان کے علم کا علم نہ ہو۔ اور حق تعالیٰ ان کی ان باتوں سے خوب واقف ہے جو وہ کرتے ہیں۔ (اس لئے اس کا یہ بیان واقفیت کی بنا پر ہے۔ پس جبکہ جانور اور نباتات و جمادات وغیرہ سب اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ جو فرع ہے۔ ان کے خدا کو پہچاننے کی۔ تو اے نادان کافر تجھے کیا ہوا کہ تو اسے نہیں مانتا) اور (وہ سب یہ تسبیح اس لئے کرتے ہیں کہ) خدا ہی کیلئے ہے حکومت آسمانوں اور زمین کی۔ اور اسی کی طرف سب کی واپسی ہوگی (اور یہ دونوں باتیں مقتضی ہیں تسبیح کو اس لئے وہ تسبیح کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حکومت

نیز اے کافر باللہ انسان) کیا تجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں جوڑتا ہے۔ پھر ان کو تہ بتہ کرتا ہے۔ اب تو اس کے درمیان سے مینہ نکلتے دیکھتا ہے اور وہ آسمان[1] سے ان پہاڑ جیسے بادلوں سے جو اس میں ہیں اولے برساتا اور ان کو جس پر چاہتا ہے گراتا ہے۔ اور جن سے چاہتا ہے ان کو پھیر دیتا ہے اس کی بجلی کی روشنی کی یہ حالت ہے کہ نگاہیں چھین لینے کو ہے (مگر حق تعالیٰ نگاہوں کو محفوظ رکھتا ہے علی ہذا) حق تعالیٰ رات اور دن کو الٹتا پلٹتا رہتا ہے (پس یہ تمام باتیں حق تعالیٰ کی بادشاہت آسمان وزمین اور اس کے تفرد کے کافی دلائل ہیں اور) ان کے دیکھنے والوں کیلئے بہت بڑا استدلال ہے۔ (حکومت وتفرد خداوندی پر۔ لہٰذا کفار کو چاہیے کہ وہ اپنی نظریں درست کریں اور ان دلائل کو دیکھ کر انکار سے باز آئیں)۔

چلنے والے کی پیدائش

اور اللہ نے ہر چلنے والے کو (جو کہ منی سے پیدا ہوتا ہے) منی سے پیدا کیا ہے۔ اب کوئی ان میں اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے اور کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے۔ اور کوئی چار پاؤں پر (وہکذا) اب تم بتلاؤ کہ یہ صنعت عجیبہ خدا کے سوا کوئی اور بھی کر سکتا ہے جبکہ کوئی نہیں تو اس کی حکومت اور تفرد مسلم ہوا۔ پھر اس کو کیوں نہیں مانا جاتا۔ الغرض) وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (اور اس لئے وہ متفرد ہے۔ اپنے ملک میں۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں جو اس کا مزاحم ہو سکے۔ الغرض) ہم کھلی کھلی دلیلیں نازل کر چکے ہیں۔ (اب جس کے آنکھ ہو وہ دیکھے) اور حق تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے (مگر اغلباً چاہتا انہی کو ہے جو خود بھی اہتدا چاہتے ہیں۔ الغرض یہ لوگ دلائل کے خلاف کفر کرتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ ہم خدا اور سول پر ایمان لے آئے۔ اور ہم مطیع ہو گئے پھر بعد اس قول کے ان میں کی ایک جماعت (اس قول سے) پھر جاتی ہے (اور کھلم کھلا انکار کر بیٹھتی ہے) اور (اس لئے) یہ لوگ مومن نہیں ہیں (گو زبان سے اقرار توحید ورسالت واطاعت کریں)۔

خدا کی دعوت کا جواب

اور جس وقت ان کو خدا اور سول کی طرف اس لئے بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو یکایک ان کی جماعت (اس سے) رو گرداں ہو جاتی ہے۔ اور (برخلاف اس کے) اگر حق ان کا ہو تو وہ ان کے پاس ان کو مانتے ہوئے آتے ہیں (آخر اس کا سبب کیا ہے) کیا ان کے دلوں میں (ہوا پرستی کا) مرض ہے (کہ جو بات ان کی خواہش کے موافق ہو۔ اسے مانیں اور جو خلاف ہو اسے نہ مانیں) یا ان میں ایمان وتصدیق جس کے وہ مدعی تھے اب باقی نہیں رہا اور) شک پڑ گیا ہے۔ یا (وہ قطعی طور پر خدا اور سول کو جھوٹا جانتے ہیں۔ اور اس بنا پر) انہیں اندیشہ ہے کہ خدا اور سول ان پر ظلم کریں گے (اور اس لئے وہ فیصلہ کو منظور نہیں کرتے۔ آخر کوئی تو بات ضرور ہے۔ اور جو کچھ بھی ہو اس سے ان کا قول آمنا باللہ الخ جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ صاحبو! خدا اور سول ہرگز ظالم نہیں کہ ان سے ظلم کا اندیشہ ہو) بلکہ خود یہی لوگ سراسر ظالم ہیں (کہ دوسروں کا حق مارنا چاہتے ہیں۔ اور خدا اور سول کی عدالت میں اس لئے آنے سے انکار کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہاں انصاف ہوگا۔ اور حق

---

[1] المراد من السماء جہة السماء ای الفوق ومن الجبال بدل الله وضمیر فیهما راجع الی السماء ۱۲

دار کو اس کا حق دلایا جائے گا۔ پس ان کے برتاؤ سے ثابت ہوا کہ یہ فی الحقیقت مومن نہیں بلکہ ان کا محض زبانی دعویٰ ہے کیونکہ)۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ
طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ
تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا
الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٥٧﴾

ترجمہ: مسلمانوں کا قول تو جب کہ ان کو (کسی مقدمہ میں) اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ رسول
ان کے درمیان میں فیصلہ کردیں یہ ہے کہ وہ (خوشی خوشی) کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور (اس کو) مان لیا اور ایسے لوگ
(آخرت میں) فلاح پائیں گے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی مخالفت سے
بچے پس ایسے لوگ بامراد ہوں گے اور وہ لوگ بڑا زور لگا کر قسمیں کھایا کرتے ہیں کہ (واللہ ہم ایسے فرمانبردار ہیں کہ) اگر
آپ ان کو (یعنی ہم کو) حکم دیں تو وہ ابھی نکل کھڑے ہوں آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ بس قسمیں نہ کھاؤ (تمہاری)
فرمانبرداری (کی حقیقت) معلوم ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے آپ کہئے کہ اللہ کی اطاعت
کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ (اطاعت سے) روگردانی کرو گے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ وہی (تبلیغ)
ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا ہے اور اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو راہ پر
جالگو گے اور (بہرحال) رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے (اے مجموعہ امت) تم میں جو لوگ ایمان لاویں
اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا
جیسے ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی

اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت کے) لئے قوت دے گا۔ اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل (بامن کر دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں (اور) میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد (ظہور) اس (وعدے) کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں اور (اے مسلمانو) نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (باقی احکام میں بھی) رسول کی اطاعت کیا کرو تا کہ تم پر (کامل) رحم کیا جاوے (اے مخاطب) کافروں کی نسبت یہ خیال مت کرنا کہ زمین میں (بھاگ کر ہم کو) ہرا دیں گے اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

مومنوں کا حال

تفسیر: سچے مومنوں کا قول جب ان کو اس غرض سے خدا اور رسول کی طرف بلایا جائے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں صرف یہ ہے کہ وہ کہیں کہ ہم نے حکم سنا اور ہمیں منظور ہے اور یہی لوگ کامیاب بھی ہیں (برخلاف ان منافقوں کے۔ کہ یہ مومن ہیں نہ کامیاب۔ اور ان کی یہ کامیابی کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ) جو لوگ خدا اور رسول کی اطاعت کریں اور خدا سے ڈریں اور اس کی مخالفت سے بچیں وہ ضرور کامران ہیں (اور مومنین معہودین میں یہ صفت موجود ہے اس لئے فلاح ان کیلئے ثابت ہے)۔

منافقوں کا حال

اور یہ لوگ بڑے زور سے قسمیں کھاتے ہیں کہ (ہم ایسے مطیع ہیں کہ) اگر آپ ہمیں حکم دیں گے تو ہم چلے جائیں گے (یعنی جہاد کیلئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اگر آپ ہمیں ترک وطن کا حکم دیں تو ہم اس کی بھی تعمیل کریں گے) آپ ان سے کہئے کہ قسمیں نہ کھاؤ (تمہاری) اطاعت جانی بوجھی ہے خدا (ان باتوں سے دھوکا نہیں کھا سکتا کیونکہ وہ) ان کاموں سے خوب واقف ہے جو تم کرتے ہو۔ آپ ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ (دھوکے سے کام نہ چلے گا بلکہ) تم (واقعی طور پر) خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔ (تا کہ تم کو فائدہ ہو۔

منافقوں کی چال سے رسول کا نقصان نہیں

رسول کو یہ حکم دے کر اے منافقین اب تم سے کہا جاتا ہے کہ جب ہمارا یہ حکم رسول کی معرفت تم تک پہنچ جائے تو) اب اگر تم اس کے ماننے سے پیٹھ پھیرو۔ تو (رسول کا کچھ نقصان نہیں بلکہ خود تمہارا نقصان ہے۔ کیونکہ) ان کے ذمہ وہ بار ہے جو ان پر ڈالا گیا ہے۔ اور تمہارے ذمہ وہ جو تم پر ڈالا گیا ہے (سو جو بار ان پر ڈالا گیا تھا وہ تبلیغ تھا۔ جس سے وہ سبکدوش ہو گئے اور تمہارے اوپر جو بوجھ ڈالا گیا تھا۔ وہ بار اطاعت تھا جس کے اٹھانے سے تم نے انکار کیا۔ جس کا تم کو خمیازہ بھگتنا ہوگا) اور اگر تم (حکم کے مطابق) ان کی اطاعت کرو۔ تو تم راہ راست پر آ جاؤ گے۔ الغرض ماننے میں تمہارا فائدہ ہے۔ اور نہ ماننے میں تمہارا نقصان) اور رسول کا کسی حال میں نقصان نہیں کیونکہ ان) کے ذمہ صرف کھلی کھلی پیام رسانی ہے (جس سے وہ سبکدوش ہو چکے ہیں۔ دیکھو اطاعت نہایت مفید چیز ہے۔ اس میں آخرت کے فائدہ کے علاوہ دنیا کا بھی فائدہ ہے۔

مومنوں سے خدا کا وعدہ

کیونکہ حق تعالیٰ ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لے آئے ہیں اور نیک کام کئے ہیں وعدہ کرتا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں حکومت

عطا کرے گا۔ جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو (ایمان کی بدولت) حکومت عطا کی تھی۔ اور ان کے خاطر دین کو قوت دے گا جس کو ان سے ان کیلئے پسند کیا ہے۔ اور ان کو ان کے خائف ہونے کے بعد بجائے خوف امن عطا کیا۔ بحالیکہ وہ میری ہی پرستش کریں گے۔ اور کسی شئے کو میرے ساتھ شریک نہ کریں گے (اب اگر تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ تو تم بھی اس حکومت میں حصہ دار ہو گے۔ یہ انتہائی حجت ہے۔ اور جو کوئی اس (حجت) کے بعد بھی کفر پر مصر رہے تو ایسے لوگ نرے نافرمان ہیں (جو کہ نہ دلیل سے اطاعت قبول کرتے ہیں، نہ وعید سے، نہ وعدہ آخرت سے، نہ وعدہ دنیا سے۔

عبادت واطاعت کا حکم

بس تم نافرمانی کو چھوڑو) اور باقاعدہ نمازیں پڑھو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا (اگر کسی کو شبہ ہو کہ یہ وعدہ محض دل خوش کن ہے اور یہ کیونکر سمجھ میں آسکتا ہے کہ کفار کی اتنی قوی جماعت مغلوب اور مسلمانوں کی اس قدر قلیل اور کمزور جماعت غالب ہو جائے۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اے نادان معترض) تو کافروں کو یہ نہ سمجھنا کہ وہ دنیا میں خدا کو عاجز کر دینگے (اور خدا ان کو کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ بلکہ وہ ضرور دنیا میں مغلوب ہوں گے) اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بری جائے بازگشت ہے (خدا بچائے۔ یہ تمام استطرادی مضامین تھے۔ جو سلسلہ گفتگو میں درمیان میں آگئے تھے۔ اس لئے پھر پردہ کے مضامین کی طرف عود کیا جاتا ہے جو کہ پہلے سے بیان ہو رہے تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ
ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ
صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَیْسَ عَلَیْكُمْ وَ لَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ
طَوّٰفُوْنَ عَلَیْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝
وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ
یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ
عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ وَ اللّٰهُ
سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ
وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآىٕكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ
اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ

اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

ترجمہ: اے ایمان والو (تمہارے پاس آنے کیلئے) مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے ان کو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہئے (ایک تو) نماز صبح سے پہلے (اور) دوسرے جب سونے لیٹنے کے لئے دوپہر کو اپنے (بعض) کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے) نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردہ کے (وقت) ہیں (اور) ان اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ (بلا اجازت چلے آنے میں) ان پر کچھ الزام ہے (کیونکہ) وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس اسی طرح (جیسا کہ یہ حکم صاف صاف بیان کر دیا) اللہ تعالیٰ تم سے (اپنے) احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جس وقت تم میں کے وہ لڑکے (جن کا اوپر حکم آیا ہے) حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہئے جیسا کہ ان سے اگلے لوگ اجازت لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو (کسی کے) نکاح (میں آنے) کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو (البتہ) اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں اور (ہر چند کہ بڑھیوں کو منہ کھولنے کی اجازت ہے لیکن اگر) اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے نہ تو اندھے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ خود تمہارے لئے اس بات میں (کچھ مضائقہ ہے) کہ تم اپنے گھروں سے (جن میں بی بی اور اولاد کے گھر بھی آگئے) کھانا کھالو یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھر سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (پھر اس میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ (کھاؤ) پھر (یہ بھی معلوم رکھو کہ) جب تم اپنے گھروں میں جانے لگا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو (جو کہ) دعا کے طور پر (ہے اور) جو خدا کی طرف سے مقرر ہے (اور) برکت والی عمدہ چیز ہے (خدا تعالیٰ نے جس طرح احکام بتلائے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے (اپنے) احکام بیان فرماتا ہے تا کہ تم سمجھو (اور عمل کرو)۔

غلام اور لڑکوں کے اندر گھر میں آنے کے آداب

تفسیر: اے مسلمانو تمہارے مملوکوں اور ان لڑکوں کو جو ابھی حد بلوغ کو نہیں پہنچے (یعنی نہ بالغ ہیں اور نہ مراہق) تم سے تین مرتبہ (دن رات میں اندر آنے کی) اجازت لینی چاہیے (ایک) صبح کی نماز سے پہلے اور (دوسرے) اس وقت جب کہ تم دوپہر کے وقت (سونے کے لئے)

اپنے (بعض) کپڑے اتارتے ہو۔ اور (تیسرے) عشاء کی نماز کے بعد (کیونکہ) یہ تمہارے تین پردہ کے وقت ہیں۔ ان کے سوا (دوسرے اوقات میں ان کے بلا اجازت آنے میں) نہ تم پر کوئی گناہ ہے۔ اور نہ ان پر (کیونکہ) وہ تمہارے پاس ہر وقت کے آنے والے ہیں۔ یعنی تم ان کے پاس وہ تمہارے پاس (اس لئے ہر مرتبہ اجازت لینے میں حرج ہے لیکن اگر کسی خارج قرینہ سے معلوم ہوا کہ اس وقت تخلیہ ہے تو اس وقت اجازت کی ضرورت ہے۔ لاشتراک العلۃ۔ دیکھو) یوں حق تعالیٰ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے اور بڑے حکمت والے ہیں (اس لئے یہ احکام انہوں نے اپنے علم وحکمت کی بنا پر صادر فرمائے ہیں۔ پس تم کو چاہیے کہ بلا چون وچرا ان پر عمل کرو)۔

حد بلوغ کے چند حکم

اور جس وقت تم میں سے نابالغ لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جائیں۔ تو ان کو بھی (ہر وقت) یوں ہی اجازت لینی چاہیے جس طرح ان سے پہلے (یعنی عمر میں بڑے) اجازت لیتے ہیں (دیکھو) یوں حق تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان فرماتے ہیں (جس کا تم مشاہدہ کر رہے ہو) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے اور بڑے حکمت والے ہیں (لہٰذا تم کو ان کے احکام کی بلا چون وچرا اطاعت کرنی چاہیے)۔

بڑی بوڑھی عورتیں

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو (اپنی خواہش کے زوال اور ضعیف العمری کے سبب) نکاح کی امید نہ رہی ہو سو ایسی عورتوں پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے (مثلاً چادر[1] اور دوپٹہ) اتار دیں بشرطیکہ بن ٹھن کر نہ نکلیں۔ (کیونکہ بننے سنورنے سے اس ضعیف العمری میں بھی فتنہ کا احتمال ہے) اور ان کا (ہر حالت میں) بے پردگی سے احتیاط کرنا ان کیلئے بہتر ہے (کیونکہ احتیاط بہر حال اولیٰ ہے۔

کھانے پینے کے متعلق بعض احکام

یہ تو پردہ کے متعلق تفصیل تھی۔ اب معاشرت کے بعض اور احکام بیان کئے جاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ) نہ اس باب میں اندھے پر کوئی تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے۔ اور نہ بیمار پر کوئی تنگی ہے اور نہ خود تم پر (کوئی تنگی ہے) کہ تم (تنہا یا ان معذورین کو ساتھ لے کر) خود اپنے گھروں میں سے کھاؤ۔ یا اپنے باپوں کے گھروں میں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں میں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں میں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں میں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں میں سے یا اپنے ماموں کے گھروں میں سے۔ یا اپنی خالاؤں کے گھروں میں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یعنی مالک کی طرف صراحۃً یا دلالۃً تمہیں ان میں سے کھانے پینے کی اجازت ہے لیکن اگر کنجیاں دینے سے مقصود صرف حفاظت ہو تو جائز نہیں) یا اپنے دوستوں کے گھروں میں سے (کیونکہ عادۃً ان کو تمہارے کھانے سے گرانی نہ ہوگی۔ اور اس لئے ان کی طرف سے دلالت اذن ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ناگواری کا احتمال ہو تو پھر بلا صراحۃ ورضا اجازت بندے کے نہ کھانا چاہیے نیز) تم پر اس میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم اکٹھے ہو کر کھاؤ یا الگ الگ۔

گھروں میں داخلہ کے آداب

پس (جب کہ یہ امور معلوم ہو گئے تو اب) جس وقت تم (اجازت لیکر یا بلا اجازت کھانے کے لئے یا دوسری غرض سے) گھروں میں جاؤ تو بطور ایک مبارک اور عمدہ دعا کے جو کہ خدا کی جانب سے (مقرر ہوئی) ہے اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو۔ (دیکھو) یوں حق تعالیٰ

---

[1] جس سے وجہ اور کفین وقدمین ڈھکے رہتے ہیں حاصل یہ کہ وجہ کفین وقدمین کا کشف جائز ہے جو کہ ثواب کیلئے ناجائز تھا ۱۲

تمہارے لئے احکام بیان فرماتے ہیں امید ہے کہ تم سمجھو گے (دیکھو)۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾

ترجمہ: بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لئے مجمع کیا گیا ہے (اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے) (تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں نہیں جاتے (اے پیغمبرؐ) جو لوگ (ایسے مواقع پر) آپ سے اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ (اہل ایمان) لوگ (ایسے مواقع پر) اپنے کسی (ضروری) کام کے لئے آپ سے (جانے کی) اجازت طلب کریں تو ان میں سے آپ جس کے لئے چاہیں اجازت دے دیا کریں اور اجازت دے کر بھی) آپ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا (معمولی بلانا) مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو (دوسرے کی) آڑ میں ہو کر تم میں سے (مجلس نبویؐ سے) کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ اللہ کے حکم کی (جو کہ بواسطہ رسول پہنچا ہے) مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر (دنیا میں) کوئی آفت (نہ) آن پڑے یا ان پر (آخرت میں) کوئی دردناک عذاب نازل (نہ) ہو جائے (اور یہ بھی) یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (موجود) ہے سب خدا ہی کا ہے اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم (اب) ہو اور اللہ تعالیٰ اس دن کو بھی (جانتا ہے) جس میں سب اس کے پاس دوبارہ زندہ کر کے لائے جائیں گے پھر وہ ان کو سب جتلا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ (تو) سب کچھ جانتا ہے۔

مومنوں کے اوصاف خصوصی

تفسیر: مومن صرف وہ لوگ ہیں جو خدا اور رسول کو مانتے (ان کی باتوں کو سچا جانتے اور ان کو قبول کرتے) ہیں اور جس وقت وہ ان (رسول) کے ساتھ کسی ایسا کام پر ہوں جو لوگوں کو اکٹھا کئے ہوئے ہے۔ تو اس وقت تک نہ جائیں جب تک کہ وہ ان سے اجازت نہ حاصل کر لیں

(لہٰذا) اے رسول جو لوگ آپ سے جانے کیلئے اجازت مانگتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں (برخلاف ان لوگوں کے کہ جو بلا اجازت چمپت ہو جاتے ہیں کہ وہ مومن نہیں ہیں) پس جس وقت وہ اپنے کسی کام کیلئے اجازت مانگیں تو آپ کو اجازت ہے کہ ان میں سے جس کو آپ چاہیں اجازت دیدیں اور خدا سے ان کیلئے معافی مانگیں خدا بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم والا ہے (وہ احسن معافی دے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کیلئے ادب

اے مسلمانو! تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایسا نہ بتاؤ جیسا کہ تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا (کہ چاہو آؤ چاہو نہ آؤ۔ اور آنے کے بعد جب تک چاہو رہو۔ اور جب چاہو چلے جاؤ۔ بلکہ یہاں بلانے پر آنا اور بلا اجازت نہ جانا لازم ہے) خدا ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے آڑ میں ہو کر چپکے سے سٹک جاتے ہیں۔ سو ان لوگوں کو جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے (اور بلا اجازت چلے جاتے) ہیں اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آئے یا انہیں سخت تکلیف دہ عذاب لاحق ہو (دیکھو یہ دونوں باتیں کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ) اللہ ہی کی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں (اس لئے وہ ان میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے اور اس سے (اسے کوئی مانع نہیں) نیز وہ اس حالت کو بھی بخوبی جانتا ہے جس پر تم ہو (جو کہ مقتضی ہے نزول بلا اور عذاب کو۔ لہٰذا نزول عذاب ہرگز قابل انکار نہیں) اور جس روز وہ اس کے پاس لوٹ کر جائیں گے۔ تو اس روز وہ ان کو ان کاموں کی خبر دیدے گا۔ جو انہوں نے کئے ہیں۔ اس لئے تم کو وہ کام کرنے چاہئیں جن سے تم کو پشیمانی نہ ہو)۔ اور اللہ ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے (اس لئے اس کا خبر دینا کوئی قابل انکار بات نہیں۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ
تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ
لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ۝ وَ
قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ
الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ
يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝
اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

مَّسْحُورًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝

ترجمہ: (سورۂ فرقان مکی ہے اور اس میں ستتر آیتیں ہیں) شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ بڑی عالیشان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب (یعنی قرآن) اپنے بندۂ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی تا کہ وہ (بندہ) تمام دنیا جہان والوں کے لئے ڈرانے والا ہو ایسی ذات جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی حکومت حاصل ہے اور اس نے کسی کو (اپنی) اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اس کا شریک ہے حکومت میں اور اس نے (ممکنات میں سے) ہر (موجود) چیز کو پیدا کیا پھر سب کا الگ الگ اندازہ رکھا اور (باوجود حق تعالیٰ کے ایسے یکتا ہونے کے) ان مشرکین نے (خدا کی توحید) کو چھوڑ کر اور ایسے معبود قرار دیئے ہیں جو کسی چیز کے خالق نہیں اور (بلکہ) وہ خود مخلوق ہیں اور خود اپنے لئے نہ کسی نقصان (کے رفع کرنے) کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور نہ کسی کے مرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کے جینے کا اور نہ کسی کو (قیامت میں) دوبارہ جلانے کا اور کافر (یعنی مشرک) لوگ (قرآن کے بارے میں) یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں نرا جھوٹ ہے جس کو ایک شخص (یعنی پیغمبر) نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس (گھڑت) میں اس کی امداد کی ہے سو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے اور یہ (کافر) لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آئی ہیں جن کو اس شخص (یعنی پیغمبر) نے لکھوا لیا ہے پھر وہی (باتیں) اس کو صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں آپ (اس کے جواب میں) کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو اس ذات نے اتارا ہے جس کو چھپی باتوں کی خواہ وہ آسمانوں میں ہوں یا زمین میں ہوں خبر ہے واقعی اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور یہ (کافر) لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ (ہماری طرح) کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر ڈراتا یا اس کے پاس (غیب سے) کوئی خزانہ آ پڑتا یا اس کے پاس کوئی (غیبی) باغ ہوتا جس سے یہ کھایا کرتا اور (ایمانداروں سے) یہ ظالم یوں (بھی) کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی کی راہ پر چل رہے ہو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھئے تو یہ لوگ آپ کے لئے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں سو (ان خرافات سے) وہ (بالکل) گمراہ ہو گئے پھر وہ راہ نہیں پا سکتے۔

تعلیم توحید

تفسیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بڑی عالی شان ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اس غرض سے یہ فیصلہ کی کتاب نازل فرمائی کہ وہ (اس کے ذریعہ سے) مخلوق کیلئے نذیر (اور ان کے اعمال کے نتائج بد سے ڈرانے والا) ہو۔ یعنی وہ ذات جس کیلئے مخصوص ہے بادشاہت آسمانوں اور زمین کی۔ اور (جس نے) نہ (کسی کو) بیٹا بیٹی بنایا۔ اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے۔ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا تو اس کا ایک خاص اندازہ رکھا (الغرض یہ صفات تھیں خدا کی جن کے سبب وہ تنہا عبادت کا مستحق تھا۔ مگر لوگوں نے جہالت سے کام لیا) اور انہوں نے اس کے سوا ایسے معبود بنا لئے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے۔ اور خود پیدا کئے جاتے ہیں۔

اور (دوسرے تو درکنار) خود اپنے لئے بھی نہ ضرر کا اختیار رکھتے ہیں، نہ نفع کا۔ اور نہ موت کا اختیار رکھتے ہیں، نہ حیات کا۔ اور نہ دوبارہ زندگی کا (اور اس لئے وہ بوجہ عجز محض کے کسی طرح قابل پرستش نہیں ہیں بھلا اس سے زیادہ اور نادانی کیا ہوگی)۔

کافروں کی سرکشی قرآن کے سلسلہ میں

اور (جب ان کی جہالت کو دور کرنے کیلئے یہ کتاب نازل کی گئی تو اس سے بھی ان کا جہل دور نہ ہوا) اور ان کافروں نے کہا کہ یہ ایک من گھڑت قصہ ہے جس کو رسول نے تراشا ہے۔ اور دوسرے لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے۔ سو بلاشبہ یہ لوگ بہت بڑے ظلم اور بہت بڑے جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تو صرف پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ جن کو اس نے دوسرے لوگوں سے لکھ لیا ہے۔ اور وہ صبح وشام اسے لکھوائے جاتے ہیں (اے رسول) آپ (ان سے) کہئے کہ (نادانو یہ باتیں نہ مجھے کوئی بتاتا ہے اور نہ میں نے کسی سے لکھی ہیں بلکہ) اس (قرآن) کو اس (خدا) نے نازل کیا ہے جو تمام ان مخفی باتوں کو جاننے والا ہے۔ جو کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں (چنانچہ وہ مجھے تمہارے ان مخفی حالات پر اطلاع دیتا ہے جس کا دوسروں کو علم نہیں ہے۔ اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ خدا کا نازل کیا ہوا ہے۔ اور کسی کا بتلایا ہوا نہیں۔ ورنہ وہ تمہارے مخفی حالات کیسے بتلا سکتا تھا۔ نیز یہ قرآن بوجہ معجز ہونے کے ایسے مخفی امور پر مشتمل ہے جن کے خدا کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔ یہ بھی دلیل ہے۔ اس بات کی کہ یہ خدا کا نازل کیا ہوا ہے۔ اور کسی کا تعلیم کیا ہوا نہیں) یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم والا ہے۔ (اس لئے اس نے اب تک ان افتراؤں کی سزا نہیں دی ورنہ تمہارا جرم ضرور مستوجب سزا تھا۔ اور اگر اب بھی توبہ کرلو تو وہ معاف کرنے کیلئے موجود ہے)۔

رسول پر کافروں کی طرف سے اعتراض

اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی پھرتا ہے (بھلا کہیں ایسے بھی رسول ہوتے ہیں اچھا اگر یہ باتیں رسالت کے منافی نہ تھیں تو) اس کی طرف کوئی فرشتہ اس لئے کیوں نہ بھیجا گیا کہ اس کے ساتھ ہو کر (لوگوں کیلئے) نذیر (اور ڈرانے والا) ہوتا۔ یا (اگر یہ بھی نہیں تو) اس کی طرف کوئی خزانہ بھیجا جائے۔ یا اس کے پاس کوئی باغ ہو جس میں سے وہ کھائے (ورنہ یہ کیونکر معقول ہو سکتا ہے کہ خدا کا مقرب اور خدا کا رسول اور نان شبینہ کو محتاج۔ بھلا کسی کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے) اور ان ظالموں نے یہ بھی کہا کہ (لوگو! جس کا تم اتباع کرتے ہو۔ وہ رسول نہیں بلکہ اس پر کسی نے جادو کر رکھا ہے اور) تم صرف جادو کئے ہوئے شخص کی پیروی کر رہے ہو (اے رسول) آپ ملاحظہ تو کریں کہ یہ (احمق) آپ کے متعلق کیسی عجیب وغریب باتیں بیان کر رہے ہیں جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صحیح راستہ سے بچل گئے اور اب انہیں صحیح راستہ نہیں مل سکتا (جب تک کہ وہ ان باتوں سے توبہ نہ کریں)۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۫ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا ۝ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ

ثُبُوْرًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿١٤﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ
وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى
رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ
نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا
قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ
مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿١٩﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ
وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿٢٠﴾

ترجمہ: وہ ذات بڑی عالیشان ہے کہ اگر وہ چاہے تو آپ کو (کفار کی) اس (فرمائش) سے (بھی) اچھی چیز دے دے یعنی بہت سے (غیبی) باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور آپ کو بہت سے محل دے دے بلکہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں اور (انجام اس کا یہ ہوگا کہ) ہم نے ایسے شخص کے لئے جو کہ قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ تیار کر رکھی ہے وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ (دور ہی سے) اس کا جوش وخروش سنیں گے اور (پھر) جب وہ اس (دوزخ) کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جاویں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو آپ (ان کو یہ مصیبت سنا کر) کہیے کہ (یہ بتلاؤ کہ) کیا یہ (مصیبت کی) حالت اچھی ہے یا وہ ہمیشہ کے رہنے کی جنت (اچھی ہے) جس کا خدا سے ڈرنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ان (کی اطاعت) کا صلہ ہے اور ان کا (آخری ٹھکانا (اور) ان کو وہاں وہ سب چیزیں ملیں گی جو کچھ وہ چاہیں گے (اور) وہ (اس میں) ہمیشہ رہیں گے (اے پیغمبر) یہ ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے اور قابل درخواست ہے اور جس روز اللہ تعالیٰ ان (کافر) لوگوں کو اور جن کو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے ان (سب) کو جمع کرے گا پھر ان معبودین سے) فرماوے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ (خود ہی) راہ (حق) سے گمراہ ہو گئے تھے وہ (معبودین) عرض کریں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں ولیکن آپ نے (تو) ان کو اور ان کے بڑوں کو (خوب) آسودگی دی یہاں تک کہ وہ (آپ کی) یاد کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے (اس وقت اللہ تعالیٰ ان عابدین کو برملا لاجواب کرنے کے لئے فرماوے گا کہ) تو تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو (اب) تم نہ تو خود (عذاب کو) ٹال سکتے ہو اور نہ (کسی دوسرے کی طرف

سے) مدد دیئے جا سکتے ہو اور جو (جو) تم میں ظالم (یعنی مشرک) ہوگا ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم (مجموعہ مکلفین) میں ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنا ہے کیا صبر کرو گے (یعنی صبر کرنا چاہئے) اور آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے

باغات قیامت کے بعد اور کافروں کا قیامت سے انکار

تفسیر : بڑی شان والا ہے۔ وہ (خدا) جس کی یہ صفت ہے کہ اگر وہ چاہے تو تمہیں اس سے بھی بہتر چیز دیدے (جس کے وہ آپ کے لئے خواہاں ہیں) یعنی (بجائے ایک باغ کے) ایسے بہت سے باغ جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں۔ اور (ان کے ساتھ) آپ کو بہت سے محل دیدے (اور یہ بات اس کی شان رفیع کے سامنے کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ مگر چونکہ حکمت کے سبب مشیت متعلق نہیں ہوئی۔ اس لئے یہ چیزیں نہیں دی گئیں۔ پس یہ نہ دینا بے تعلقی کی وجہ سے نہیں بلکہ عدم مشیت کی وجہ سے ہے۔ جس کا سبب حکمت ہے چنانچہ وہ یہ چیزیں قیامت میں آپ کو دے گا۔ مگر یہ نادان قیامت ہی کو نہیں مانتے) بلکہ انہوں نے قیامت کی بھی تکذیب کی۔ اور ہم نے اس کے لئے جو قیامت کی تکذیب کرے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

دوزخ کی ہیئت

(چنانچہ) جب وہ دور سے ان کو دیکھے گی تو وہیں سے یہ لوگ اس کا جوش وخروش سنیں گے۔ اور جب کہ ان کو اس کی ایک تنگ جگہ میں جکڑ کر ڈالا جائے گا تو وہاں موت کو پکاریں گے (اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ) آج تم لوگ ایک ہلاکت کو نہ پکارو۔ بلکہ بہت سی ہلاکتوں کو پکارو (کیونکہ تمہاری معصیت ایسی نہیں جو ایک مرتبہ ہائے موت کہنے کے قابل ہو۔ بلکہ وہ اس قابل ہو کہ برابر کہے جاؤ۔ الغرض یہ ہونا ہے اس لئے اے رسول) آپ (ان کو یہ حالت سنا کر) ان سے کہئے کہ (کیوں اے منکرو) کیا یہ (مصیبت کی جگہ) بہتر ہے یا وہ ہمیشہ رہنے کا باغ۔ جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے لئے اعمال کا معاوضہ اور ان کی جائے بازگشت ہے۔ نیز اس میں ان کو وہ چیزیں ملیں گی جو وہ چاہیں گے (نہ صرف عارضی طور پر بلکہ) یوں کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی آپ کے رب پر بطور ایک ایسے وعدہ کے لازم ہے جس کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے (کیونکہ حق تعالیٰ نے اس کا التزام کیا ہے۔ اور متقین کو اس کے مطالبہ کا حق دیا ہے۔ خیر یہ مضمون بطور جملہ معترضہ کے تھا۔ اب ہم پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں۔

قیامت کا دن اور سوال جواب

اور کہتے ہیں کہ ہم نے ان لوگوں کیلئے دوزخ تیار کر رکھی ہے) اور جس روز حق تعالیٰ ان کو اور ان چیزوں کو جن کو یہ خدا کے سوا پوجتے تھے محشور کریگا۔ اور کہے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا ہے (جو تم کو پوجتے تھے) یا یہ خود راہ بھول گئے تھے۔ تو وہ کہیں گے کہ حاش للہ (ہم نے انہیں گمراہ نہیں کیا کیونکہ) خود ہمیں زیبا نہ تھا کہ ہم آپ کے سوا دوسرے سرپرست بنائیں (پھر ہم ان کو ایسا مشورہ کیسے دے سکتے تھے) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ آپ نے ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو دنیا سے اس قدر نفع پہنچایا کہ انجام کار وہ نصیحت کو بھول گئے اور ہلاک شدہ لوگ ہو گئے (الغرض ان کے شرک کا منشا انہماک فی الدنیا تھا نہ کہ تعلیم وترغیب۔ پس یہ ان کا جواب ہوگا) سو (اے مشرکو)

دیکھو خود ان معبودوں نے اس بات کے متعلق تمہاری تکذیب کر دی جو تم کہتے ہو۔ اس لئے (تم پر جرم ثابت ہو گیا اور اب) نہ تم خود سزا کو اپنے سے پھیر سکتے ہو۔ اور نہ کسی دوسرے کی مدد حاصل کر سکتے ہو۔ اور (یہ ضروری بات ہے کہ) جو کوئی تم میں سے ظلم پر مصر رہے گا ہم اسے بہت بڑے عذاب کا خوب مزہ چکھائیں گے (پس اگر تمہیں اس سے بچنا ہے تو اس ہی اصرار کو چھوڑ دو۔ اور ایمان لاؤ)۔

تمام انبیاء انسان تھے اور کھاتے پیتے تھے

اور (اے رسول ان لوگوں کا آپ کے کھانا کھانے اور بازاروں میں چلنے پھرنے پر شبہ بھی محض لغو ہے کیونکہ) ہم نے آپ سے پہلے بھی جو رسول بھیجے ہیں ان کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ کھانا کھاتے ہیں۔ اور بازاروں میں چلتے ہیں (کوئی ایک بھی ان باتوں سے بکلی منزہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام[1] بھی جب تک دنیا میں رہے اور رسالت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ وہ بھی برابر کھاتے رہے۔ اور بازاروں میں پھرتے رہے۔ اور جب پھر آئیں گے اس وقت بھی وہ ایسا کریں گے) اور (منشاء اس کا یہ ہے کہ) ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کے امتحان کا ذریعہ بنایا ہے (چنانچہ اسی بناء پر رسولوں کو بھی ایسی صفت پر بھیجا کہ وہ دوسروں کے امتحان کا ذریعہ بنیں کہ کون ان کی صفات بشریہ پر نظر کر کے منکر ہوتا ہے اور کون ان کے کمالات ملکیہ کی بنا پر ان پر ایمان لاتا ہے۔ اچھا بتاؤ کہ) اب تو جمو گے (اور لغزش نہ کھاؤ گے تم کو ضرور ایسا کرنا چاہیے) اور (اے رسول) آپ کا رب بینا ہے (اس لئے وہ ان افعال کو دیکھ رہا ہے اور ان کو ان کے مناسب سزا دے گا)۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَىِٕذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے (بوجہ اس کے کہ اس کے منکر ہیں) وہ یوں کہتے ہیں کہ

[1] اس تقریر میں مرزائیوں کے استدلال کا رد ہے جو کہ وہ اس سے ثبوت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے ہیں ۱۲

ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور یہ لوگ حد (انسانیت) سے بہت دور نکل گئے ہیں جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے اس روز مجرموں (یعنی کافروں) کے لئے کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اور کہیں گے کہ پناہ ہے پناہ ہے اور ہم (اس روز) ان کے (یعنی کفار کے) ان (نیک) کاموں کی طرف جو کہ وہ (دنیا میں) کر چکے تھے متوجہ ہوں گے سو ان کو ایسا بیکار کر دیں گے جیسے پریشان غبار (البتہ) اہل جنت اس روز قیام گاہ میں بھی اچھے رہیں گے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے ہوں گے اور جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے (زمین پر) بکثرت اتارے جاویں گے (اور) اس روز حقیقی حکومت (حضرت) رحمٰن (ہی کی ہوگی اور وہ (دن) کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا اور جس روز ظالم (یعنی کافر آدمی غایت حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاوے گا اور کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ میں رسول کے ساتھ (دین کی) راہ پر لگ لیتا ہائے میری شامت (کہ ایسا نہ کیا اور) کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس (کمبخت) نے مجھ کو نصیحت آئے پیچھے بہکایا (اور ہٹا دیا) اور شیطان تو انسان کو (عین وقت پر) امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے اور (اس دن) رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری (اس) قوم نے اس قرآن کو (جو کہ واجب العمل تھا) بالکل نظر انداز کر رکھا تھا اور ہم اسی طرح (یعنی جس طرح یہ لوگ آپ سے عداوت کرتے ہیں) مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں اور ہدایت کرنے کو اور مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے۔

کافروں کا مطالبہ اور ان کا انجام

تفسیر: اور ان لوگوں نے جو کہ (بوجہ انکار بعث کے) ہم سے ملنے کے توقع نہیں رکھتے یہ بھی کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے یا ہم اپنے پروردگار کو کیوں نہیں دیکھتے۔ یقیناً ان لوگوں نے اپنے جی میں اپنے کو بہت بڑا سمجھا کہ (نزول ملائکہ اور نبوت کے خواہاں ہوئے) اور حد سے بہت بڑھ گئے (کہ رویت خداوندی کا حوصلہ کیا۔ خیر) جس روز یہ (منعت) لوگ (عذاب کے) فرشتوں کو دیکھیں گے۔ اس روز ان مجرمین کیلئے کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی۔ اور وہ کہیں گے کہ خدایا اس بلا سے بچائیو۔ اور ہم ان کے اعمال کی طرف آئیں گے تو ان کو ہبا منثوراً (یعنی ملیامیٹ) کر دیں گے۔

اصحاب جنت

اس روز اہل جنت ٹھکانے کے لحاظ سے بہتر اور آرام گاہ کے لحاظ سے اچھے ہوں گے۔

یوم قیامت اور کافروں کا اظہار افسوس

اور جس روز آسمان پھٹ کر ایک بدلی ظاہر ہوگی۔ اور فرشتے اتارے جائیں گے۔ اس روز حقیقی حکومت حق تعالیٰ کی ہوگی (جس میں غیر کی) حکومت کا شائبہ تک نہ ہوگا۔ اور وہ کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا۔ اور اس روز جس روز ظالم شخص اپنے ہاتھ کاٹے گا یعنی (شدت افسوس سے) کہے گا کہ اے کاش میں رسول کے ساتھ راہ بناتا (اور اس سے موافقت پیدا کرتا) ہائے رے بری بدبختی کاش میں فلاں شخص کو اپنا مخلص دوست نہ بناتا (جس کے بہکائے میں آکر میں نے رسول کی مخالفت کی تھی) اس نے مجھے نصیحت کی بات سے

جب کہ وہ میرے پاس آئی مجھے بھٹکا دیا۔ اور شیطان تو آدمی کو بالکل چھوڑ دینے والا ہے (اس لئے وہ تو کیا ہی رد کرتا۔ الغرض ان کے معبود بھی ان سے بیزاری ظاہر کریں گے۔ اور شیطان بھی ان کی کوئی مدد نہ کرے گا) اور رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ رکھا تھا اس لئے ہر طرح وہ ملزم اور قابل سزا ٹھہریں گے۔ اور اپنے کرتوت پر نادم ہوں گے۔ خیر یہ مضامین تہدید بطور جملہ معترضہ کے تھے۔ اب ہم مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں۔

انبیائے کرام کی مخالفت

اور کہتے ہیں کہ آپ کو ان کفار کے آپ کی نبوت کے متعلق شبہات معلوم ہو گئے) اور (جس طرح آپ ان لوگوں کی عداوت دیکھ رہے ہیں) یوں ہی ہم نے ہر نبی کے لئے جرائم پیشہ لوگوں میں سے دشمن بنائے ہیں (جو اسی قسم کے شبہات سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر آپ ان کی عداوت کی کچھ پرواہ نہ کیجئے) اور (اپنے رب پر بھروسہ رکھئے۔ آپ کا رب کافی ہدایت کرنے والا اور مددگار ہے (اس لئے وہ ان کو اپنے منصوبوں میں کامیاب نہ ہونے دے گا)۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۝ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۝ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

ترجمہ: اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر یہ قرآن دفعۃً واحدۃً کیوں نہیں نازل کیا گیا اس طرح (تدریجاً) اس لئے (ہم نے نازل کیا) ہے تاکہ ہم ان کے ذریعہ سے آپ کے دل کو قوی رکھیں اور (اس لئے) ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر اتارا ہے اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم (اس کا) ٹھیک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا آپ کو عنایت کر دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے مونہوں کے بل جہنم کی طرف لے جائے جاویں گے یہ لوگ جگہ میں بھی بدتر ہیں اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہیں۔

کتاب اللہ پر اعتراض اور جواب

تفسیر: اور ان کافروں نے یہ بھی کہا کہ (اگر قرآن خدا کی کتاب تھا تو وہ قرآن (توریت وانجیل وغیرہ کی طرح) دفعۃً اس پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔ یہ ٹھیک ہے (کہ قرآن دفعۃً نازل نہیں کیا گیا۔ لیکن کیوں؟ اس لئے) تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے تمہارے دل کو جمائے رکھیں اور (اسی لئے) ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔ کیونکہ رسالت کے زمانہ میں مختلف اوقات میں کفار کی طرف سے ایسی مزاحمتیں اور مخالفتیں ظاہر ہوتی ہیں جن سے طبعی طور پر رسولوں پر ان کا اثر ہوتا ہے۔ اور ان کا جی چھوٹ جاتا ہے ایسے مواقع پر پرانے احکام کی بہ نسبت نئے احکام زیادہ موثر ہوتے ہیں۔ اس لئے قرآن کو دفعۃً نازل نہیں کیا گیا۔ بلکہ حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا۔ اس کے علاوہ دفعۃً اتنی بڑی کتاب کے نازل ہونے سے اندیشہ تھا کہ تم گھبرا جاتے کہ یہ یاد کیونکر ہوگی اور اس پر عمل کیونکر ہوگا۔ اس لئے تھوڑا تھوڑا نازل کیا گیا۔ تاکہ اس کے یاد کرنے اور اس پر عمل کرنے دونوں میں سہولت ہو۔ الغرض یہ جواب تھا ان کے شبہ کا) اور یہ لوگ

جو کوئی شبہ بھی آپ کے سامنے پیش کریں گے (اس کے جواب میں) ہم آپ کے سامنے بالکل صحیح بات اور کشف حقیقت میں نہایت عمدہ پیش کر دیں گے۔ (پس نہ ان کو یہ گمان ہونا چاہیے کہ ہم اس قسم کے شبہات سے حق پر غالب آجائیں گے۔ اور نہ آپ کو ان سے پریشان ہونا چاہیے۔ اور چونکہ اس قسم کے شبہات کا مقصود صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ تم اور تمہارے متبعین گمراہ ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ لوگ خدانخواستہ ایسے کیوں ہوتے) جو لوگ اپنے چہروں کے بل دوزخ کی طرف لیجائے جائیں گے (یعنی یہ کفار اور ان کے ہم مشرب) ان ہی کا ٹھکانا بھی بدتر ہے اور وہی گمراہی میں بھی پڑے ہوئے ہیں (کیونکہ تم لوگوں کے ٹھکانے کی برائی یا راہ راست سے گمراہی اگر ثابت ہے تو محض ان کے خیال باطل سے اور ان کیلئے یہ باتیں واقعی طور پر ثابت ہیں۔ اس لئے وہ ضرور تم سے ان باتوں میں بڑھے ہوئے ہیں)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ؗ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

ترجمہ: اور تحقیق ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو ان کا معین بنایا تھا پھر ہم نے (دونوں کو) حکم دیا کہ دونوں آدمی ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری (توحید کی) دلیلوں کو جھٹلایا ہے سو ہم نے ان کو (اپنے قہر سے) بالکل ہی غارت کر دیا اور قوم نوحؑ کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں جب انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو (طوفان سے) غرق کر دیا اور ہم نے ان (کے واقعہ کو) لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیا اور (آخرت میں) ہم نے ان ظالموں کے لئے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے اور ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے بیچ بیچ میں بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ہر ایک (کی ہدایت) کے واسطے عجیب عجیب (یعنی مؤثر اور بلیغ) مضامین بیان کئے اور (جب نہ مانا) ہم نے سب کو بالکل برباد ہی کر دیا اور یہ (کفار مکہ) اس بستی پر ہو گزرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے تھے (سو کیا یہ لوگ) اس کو دیکھتے نہیں رہتے بلکہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے (یعنی آخرت کے منکر ہیں) اور جب یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں کہ کیا یہی ہیں جن کو خدا

تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اس شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر (مضبوطی سے) قائم نہ رہتے اور جلدی ہی ان کو معلوم ہو جاوے گا جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص گمراہ تھا (اے پیغمبر!) آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے سو کیا آپ اس کی نگرانی کر سکتے ہیں یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔

آل فرعون کا حشر

تفسیر : اور (ان تکذیب کرنے والوں کو واضح ہو کہ) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارونؑ کو مددگار بنایا تھا۔ سو ہم نے ان سے کہا تھا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا ہے (اور جا کر انہیں سمجھاؤ۔ چنانچہ وہ گئے اور جا کر سمجھایا۔ لیکن انہوں نے ان کی تکذیب کی) اس پر ہم نے انہیں برباد کر دیا۔

قوم نوحؑ کا انجام

اور ہم نے قوم نوحؑ کو جب کہ انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی (طوفان میں) ڈبو دیا اور لوگوں کیلئے ان کو ایک نشانی بنایا (یہ سزا تو دنیاوی ہے) اور (آخرت میں ہم نے ظالموں کیلئے سخت تکلیف دہ عذاب تیار کر رکھا ہے (جو کہ ان کو مرنے کے بعد دیا جائے گا)۔

قوم عادؑ و ثمودؑ کی بربادی

اور (ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب الرس کو بھی اور ان کے درمیان بہت سی امتوں کو (سمجھایا) اور ہر ایک کیلئے مثالیں بیان کیں۔ اور (جب انہوں نے کسی طرح نہ مانا تو) ان سب کو بھی برباد کر دیا (پس اگر یہ لوگ بھی تکذیب سے باز نہ آئے تو کچھ عجب نہیں کہ ان کو بھی ہلاک کر دیا جائے)۔

عبرت و بصیرت

اور ان لوگوں کو اس بستی پر ضرور گزر ہوا ہے۔ جس پر بہت بری بارش کی گئی تھی (یعنی پتھر برسائے گئے تھے) تو کیا (اس وقت) وہ اسے دیکھتے نہ تھے (ضرور دیکھتے تھے۔ پھر انہوں نے اس سے عبرت کیوں نہ حاصل کی۔ الغرض ان کی عبرت حاصل نہ کرنے کا منشاء یہ نہیں کہ انہوں نے اس کو دیکھا نہیں) بلکہ (اصل بات یہ کہ) ان کو دوبارہ زندہ ہونے (اور حساب کتاب اور اپنے اعمال کی جواب دہی) کی توقع نہ تھی (کیونکہ وہ ان کو ناممکن چیزیں سمجھتے تھے۔ یہ وجہ تھی عبرت نہ حاصل کرنے کی۔ خیر یہ مضامین بھی استطرادی تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسخر

اب ہم مضمون سابق کی طرف پھر عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کفار آپ کی نبوت میں شبہات مذکورہ کرتے ہی ہیں) اور علاوہ شبہات کے وہ ایک بیہودگی یہ کرتے ہیں کہ) جب آپ کو دیکھتے ہیں تو اور کچھ نہیں کرتے بجز اس کے کہ آپ سے تمسخر کرتے ہیں کہ کیا یہی وہ حضرت ہیں جنہیں خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے (توبہ توبہ بھلا یہ اور رسول) اگر ہم ان پر جم نہ جاتے تو یہ تو ہم کو ہمارے معبودوں سے بھٹکانے ہی کو ہو گیا تھا (وہ تو خیر ہو گئی کہ ہم اس کی باتوں میں نہ آئے۔ غرض وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ہدایت یافتہ اور رسول کو گمراہ بتلاتے ہیں جو کہ ان کی سراسر بیہودگی ہے) اور جب کہ وہ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو انہیں ضرور معلوم ہو جائے گا کہ ان دونوں میں زیادہ گمراہ کون تھا۔

خواہشات نفسانی کے بندے

(اے رسول) آپ نے انہیں دیکھ بھی لیا۔ جنہوں نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے (اور وہ سراسر مبتدع ہوئے اور حق سے بالکل روگرداں ہیں) تو کیا آپ ایسے لوگوں (کی ہدایت) کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں پھر آپ ان کی ہدایت میں اس قدر منہمک اور ان کے ہدایت نہ حاصل کرنے سے اس قدر آزردہ کیوں ہوتے ہیں) کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ان میں سے بہت سے لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں (اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو یہ آپ کی غلطی ہے کیونکہ) وہ محض جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ گم کردہ ہیں (کیونکہ وہ اگر از خود راستہ نہیں پا سکتے تو راہ پر لانے سے آتو جاتے ہیں ان میں تو یہ بات بھی نہیں پھر یہ ان سے زیادہ راہ گم کردہ کیوں نہ ہوں گے خیر۔ اے خدا کو چھوڑ کر ہوائے نفسانی کی پرستش کرنے والے انسان)۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

ترجمہ: (اے مخاطب) کیا تو نے پروردگار کی (اس قدرت) پر نظر نہیں کی کہ اس نے سایہ کو کیونکر (دور تک) پھیلایا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس کو ایک حالت پر ٹھہرا ہوا رکھتا پھر ہم نے آفتاب کو اس (سایہ کی درازی اور کوتاہی) پر علامت مقرر کیا پھر ہم نے اس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ سمیٹ لیا اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ کی چیز اور نیند کو راحت کی چیز بنایا اور دن کو زندہ ہونے کا وقت بنایا اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی امید دلا کر دل کو) خوش کر دیتی ہیں اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چار پایوں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کر دیں اور ہم اس (پانی) کو (بقدر مصلحت) ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے ہیں تا کہ لوگ غور کریں سو (چاہئے تھا کہ غور کر کے اس کا حق ادا کرتے لیکن اکثر لوگ بے ناشکری کے نہ رہے اور اگر ہم چاہتے تو آپ کے علاوہ اسی زمانہ میں) ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے سو (اس نعمت کے شکریہ میں) آپ کافروں کی خوشی کا کام

نہ کیجئے اور قرآن سے انکاز ورشور سے مقابلہ کیجئے (آگے پھر عود ہے دلائل توحید کی طرف) اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو (صورۃً) ملایا جن میں ایک (کا پانی) تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک (کا پانی) شور تلخ ہے اور ان کے درمیان میں (اپنی قدرت سے) ایک حجاب اور ایک مانع قوی رکھ دیا۔

دھوپ اور سایہ میں کمال صنعت گری

تفسیر: کیا تو نے اپنے رب کو نہیں دیکھا کہ اس نے سائے کو کیسے پھیلایا ہے اور وہ چاہتے تو اسے ایک جگہ ٹھہرا دیتا اور بڑھنے نہ دیتا پس (کیا تیرے کسی معبود میں یہ قدرت ہے جب کہ نہیں تو تو اسے چھوڑ کر دوسروں کو کیوں پوجتا ہے (یہ ہماری کمال قدرت وصنعت کی ایک دلیل ہے) پھر ہم نے دھوپ کو اس پر دلالت کرنے والا بنایا (کیونکہ) دھوپ سایہ کی ضد ہے۔ **والاشیاء تعرف باضدادھا**۔ نیز آدمی دھوپ سے پریشان ہو کر سائے کو ڈھونڈھتا ہے اس لئے دھوپ اس کو سایہ تک پہنچاتی ہے اور اسے بتلاتی ہے کہ ایک ایسی شئے بھی ہے جو اس تکلیف سے نجات دینے والی ہے یہ ہماری دوسری قدرت ہے) پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سمیٹ لیا (کیونکہ سایہ ایک حد تک بڑھتا ہے اور بڑھ کر گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ فنا ہو جاتا ہے۔ یہ تیسری دلیل ہے اور یہ دلائل اس کے کمال قدرت وصنعت پر پورے طور سے دلالت کرتے ہیں پس اے انسان تیرا ایسے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرنا نادانی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے)۔

دن رات، نیند اور ہوا، پانی

اور وہ خدا (جس کی طرف تجھے دعوت دی ہے) وہ ہی تو ہے جس نے (تم پر یہ انعام کیا کہ) تمہارے لئے رات کو لباس اور نیند کو راحت (کی چیز) اور دن کو اٹھنے کا وقت بنایا۔ اور وہ وہی تو ہے جس نے اپنی رحمت (یعنی نزول باراں سے پہلے ہواؤں کو (اس رحمت کی) خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا۔ اور (ان ہواؤں کے بعد ہم نے آسمان سے نہایت پاک صاف پانی[1] اس غرض سے برسایا کہ ہم اس سے مردہ بستی کو زندگی بخشیں (یعنی خشک و بے گیاہ زمین کو سرسبز وشاداب کریں۔ اور اس کو اپنی مخلوقات میں جس کو ہم نے پیدا کیا ہے کثیر التعداد چوپاؤں اور آدمیوں کو پلائیں (ان واقعات کا مقتضی یہ تھا کہ لوگ ہمارا شکر کرتے اور دوسروں کو چھوڑ کر ہماری پرستش کرتے) سو بہت سے آدمیوں نے بجز ناشکری کے کوئی بات ہی منظور نہ کی (چنانچہ اس وقت بھی لوگوں کی حالت مشاہد ہے کہ وہ خود بھی کفر کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی کافر بنانے کی کوشش کرتے ہیں یہ حالت تو کفار کی تھی)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان خداوندی اور ہدایت الٰہی

اور (اے رسول آپ سے کہا جاتا ہے کہ) اگر ہم چاہتے تو اس وقت ہر بستی میں ایک نیا رسول بھیج دیتے (لیکن یہ ہمارا انعام ہے کہ ہم نے صرف آپ کو رسول بنایا) پس (آپ کو اس نعمت کی قدر کرنا چاہیے اور) ان کافروں کی باتوں میں نہ آیئے (جو آپ کو اس سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں) اور اس (قرآن) کے ذریعہ سے ان کا پورا مقابلہ کیجئے (خیر یہ مضمون استطرادی تھا اب ہم پھر اصل مضمون بیان کرتے ہیں۔

---

[1] الطهور مبالغة من الطهارت لامن التطهير فيكون معناه البالغ فى الطهارت حدا للمال وهو الذى يتعدى طهارته الى غيره فالذين فسروا الطهور بالمطهر للغير مرادهم التفسير ماللازم لابيان المعنى اللغوى فافهم ۱۲

کھارا اور شیریں سمندر ساتھ ساتھ

اور کہتے ہیں کہ وہ خدا (جس کی طرف تم کو بلایا جاتا ہے وہی تو ہے جس نے انعامات مذکورہ کئے) اور وہ وہی تو ہے جس نے (یہ عجیب صنعت ظاہر کی کہ) دو سمندروں کو ملا دیا کہ یہ تو تسکین بخش شیریں ہے اور یہ تلخی لئے ہوئے نمکین (یعنی دونوں پاس پاس اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں) اور اس نے ان کے درمیان ایک آڑ (اور ایسی روک) بنا دی ہے جو کہ ممنوع (من الانتقاض) ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿٥٤﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ﴿٥٥﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٥٧﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ﴿٥٨﴾ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ﴿٥٩﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ﴿٦٠﴾

ترجمہ: اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے (یعنی نطفہ سے) آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا اور (اے مخاطب) تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے اور (باوجود اس کے) یہ (مشرک) لوگ (ایسے) خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو کچھ نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ ان کو کچھ ضرر پہنچا سکتی ہیں اور کافر تو اپنے رب کا مخالف ہے اور ہم نے آپ کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ (ایمان والوں کو جنت کی) خوشخبری سنائیں اور (کافروں کو دوزخ سے) ڈرائیں آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ہاں جو شخص یوں چاہے کہ اپنے رب تک (پہنچنے) کا راستہ اختیار کرے اور اس حی لا یموت پر توکل رکھئے اور (اطمینان کے ساتھ) اس کی تسبیح و تحمید میں لگے رہئے اور وہ (خدا) اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی (طور پر) خبردار ہے وہ ایسا ہے جس نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے سب چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا اور بڑا مہربان ہے سو اس کی شان کسی جاننے والے سے پوچھنا چاہئے اور جب ان (کافروں سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو (بوجہ جہل عناد کے) کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے کیا ہم اس کو سجدہ کرنے لگیں جس کو تم سجدہ کرنے کے لئے ہم کو کہو گے اور اس سے ان کو اور زیادہ نفرت ہوئی ہے۔

آدمی کی پیدائش اور رشتہ داری

تفسیر: اور وہ وہی تو ہے جس نے (یہ عجیب صنعت دکھلائی ہے کہ پانی سے آدمی کو پیدا کیا اس کے بعد (یہ انعام کیا کہ) اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔ اور (یہ تو اس کے نزدیک کچھ بھی بات نہیں) آپ کا رب بہت بڑا قدرت والا ہے (وہ اس سے کہیں بڑھ کر کام کرسکتا ہے۔

انعامات الٰہی کا تقاضا اور انسانوں کا حال

الغرض حق تعالیٰ تو یہ انعامات اور کمالات میں جو اس کو مقتضی ہیں کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کی پرستش کریں) اور (برخلاف اس کے) یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ ان کو کوئی نفع پہنچاتی ہیں۔ اور نہ انہیں کوئی نقصان پہنچاتی ہیں۔ (یہ ان لوگوں کی بڑی نازیبا حرکت ہے) اور (یہ ان کی مخالفت کچھ نئی نہیں بلکہ) کافر ہمیشہ سے اپنے رب کا مخالف رہا ہے (اور یہ لوگ اسی جنس کے ہیں۔ اس لئے یہ بھی مخالفت کرتے ہیں)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب اور آپ کی تسلی

اور (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کی مخالفت سے دلگیر نہ ہوں کیونکہ) ہم نے آپ کو صرف خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (اور ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ پھر آپ کیوں فکر کرتے ہیں) آپ ان سے کہئے کہ (لوگو) میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ اس لئے اس میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے) ہاں جو کوئی خدا تک راہ بنانا (اور اس تک پہنچنا) چاہے (اس کا بیشک نفع ہے اب تمہیں اختیار ہے چاہے مانو یا نہ مانو)۔ اور (آپ ان کی مخالفتوں اور مزاحمتوں کی بھی پرواہ نہ کیجئے۔ بلکہ اپنے کام میں لگے رہئے) اور اس خدائے زندہ پر بھروسہ رکھئے جو کبھی نہ مرے گا۔ اور اس کے حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہئے۔ اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے (اس لئے وہ ان کی مخالفتوں اور مزاحمتوں کا مناسب تدارک کرے گا۔

آسمان و زمین کے پیدا کرنے کی مدت

جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو پیدا کیا اور اس کے بعد تخت شاہی پر بیٹھا۔ (اور عنان حکومت ہاتھ میں لی) وہ رحمٰن ہے چنانچہ تم اس کی بابت ہر کسی واقف حال سے دریافت کر دیکھو (دیکھو وہ یہی بتلاتا ہے یا نہیں۔ پس واقعہ تو یہ ہے کہ خالق سموت وارض اور شہنشاہ عالم ہی کا نام رحمٰن ہے) اور (باوجود اس کے ان لوگوں کے جہل اور تعدی کی یہ حالت ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کے آگے سر جھکاؤ۔ تو وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے۔ کیا ہم اس (مجہول ہستی) کو (محض تمہارے کہنے سے) سجدہ کریں۔ جس کے بابت تم ہم سے کہتے ہو۔ الغرض وہ اس حکم کو نہیں مانتے) اور اس سے ان کی وحشت بڑھتی ہے (خیر اگر یہ وحشت کرتے ہیں کریں۔ ان کے جہل سے حقیقت نہیں بدل سکتی اور حقیقت یہی ہے کہ)۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ﴿۶۱﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖۗ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا

يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ
لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا
فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾
وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا
هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ
الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا
وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

ترجمہ: وہ ذات بہت عالیشان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس (آسمان) میں ایک چراغ (یعنی آفتاب) اور نورانی چاند بنایا اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اور یہ سب کچھ دلائل ونعم جو مذکور ہوئے) اس شخص کے (سمجھنے کے) لئے ہیں جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے اور (حضرت رحمان کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے لوگ (جہالت کی) بات (چیت) کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام (یعنی نماز) میں لگے رہتے ہیں اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھئے کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے بیشک وہ جہنم برا ٹھکانا اور برا مقام ہے (تو یہ ان کی حالت طاعات بدنیہ میں سے) اور (طاعات مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ) وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط وتفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اس کو سابقہ پڑے گا کہ قیامت کے روز اس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل (وخوار) ہوکر رہے گا مگر جو (شرک ومعاصی سے) توبہ کرلے اور ایمان (بھی) لے آئے اور نیک کام کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے (گذشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور ہے رحیم ہے اور جو شخص (اس کی معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو (وہ بھی عذاب سے بچا رہے گا کیونکہ) وہ اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے اور وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقاً) بیہودہ مشغلوں کے پاس کو ہو کر گزریں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان

(احکام) پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری
بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا کرنا اور ہم کو متقیوں کا افسر بنا دے ایسے لوگوں کو
(بہشت میں رہنے کو) بالا خانے ملیں گے بوجہ ان کے (دین وطاعت پر) ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اس (بہشت)
میں (فرشتوں کی جانب سے) بقا کی دعا اور سلام ملے گا (اور) اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام
ہے آپ (عام طور پر لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ میرا رب تمہاری ذرا بھی پرواہ نہ کرے گا اگر تم عبادت نہ کرو گے سو تم تو
(احکام الٰہیہ کو) جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ (جھوٹا سمجھنا تمہارے لئے) وبال (جان) ہوگا۔

آسمان وغیرہ اور اس کی زینت سے جذبہ شکر گزاری

تفسیر: بڑی شان والا ہے وہ (خدائے رحمٰن) جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس میں ایک چراغ (یعنی
سورج) اور ایک روشن چاند بنایا۔ اور وہ وہ ہے جس نے اس شخص کی رہنمائی) کیلئے جو نصیحت ماننا چاہیے یا شکر کرنا چاہیے۔ رات اور دن کو
آنے جانے والے بنایا (تاکہ وہ ان کی ذاتی حالت اور ان کے نظام کو دیکھ کر سمجھے کہ ان کا کوئی ایسا مالک ہے جو کہ ان کا خالق ہونے کے
ساتھ نہایت مدبر و منتظم و علیم و حکیم و قدیر وغیرہ ہے۔ الغرض یہ تو شیطان کے بندوں کی حالت تھی جو ابھی ہم کو معلوم ہوئی)۔

رحمٰن کے بندے اور ان کے اوصاف خصوصی

رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں (نہ کہ تکبرانہ انداز سے اکڑ کر) اور جبکہ نادان لوگ ان سے گفتگو
کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ (ہمارا) سلام ہے (ان باتوں کو۔ اور ہم ایسی باتوں کو پسند نہیں کرتے) اور جو کہ راتوں کو اپنے رب کیلئے سجدے اور
قیام کرنے والے ہیں۔ اور جو کہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے جہنم کا عذاب ہٹا دیجئے کیونکہ اس کا عذاب ایک عظیم الشان تباہی ہے۔
کیونکہ وہ نہایت بری قرارگاہ اور قیام گاہ ہے۔ اور جن کی یہ حالت ہے کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں۔ تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں (کہ معاصی میں
صرف کریں اور نہ کمی کرتے ہیں کہ (حقوق خداوندی بھی ادا نہ کریں) اور ان کا خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان معتدل ہوتا ہے اور جو کہ خدا
کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کوئی ایسی جان مارتے جس کے مارنے کو خدا نے حرام کیا ہے۔ ہاں واجبی طور سے ضرور قتل کرتے ہیں
(مثلاً حد میں یا قصاص میں یا جہاد میں)۔ اور وہ زنا بھی نہیں کرتے۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا اسکا گناہ سے سامنا ہوگا۔ چنانچہ اس کیلئے قیامت
میں عذاب بڑھایا جائے گا۔ اور وہ اس میں ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ رہے گا (جیسا کہ یہ کفار کرتے ہیں) ہاں جو (ان میں سے) توبہ کر لے
اور ایمان لے آئے اور (بجائے ان برے کاموں کے) اچھے کام کرے۔ سو یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا (اور ان
کو معاف کر کے ان کے بجائے نیکیاں رکھ دے گا اور اب وہ بجائے زانی کے عفیف اور بدکار کے نیکوکار وغیرہ ہوں گے) اور (یہ بات خدا کے
نزدیک کچھ بھی مشکل نہیں کیونکہ) خدا بڑا بخشنے والا اور بہت رحم والا ہے اور جو کوئی توبہ اور عمل صالح کرتا ہے وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے (پس
جب کہ وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور خدا غفور رحیم ہے تو وہ انہیں کیوں نہ معاف کرے گا۔ خیر یہ مضامین استطرادی تھے۔

جھوٹ وغیرہ سے اجتناب

آگے ہم پھر رحمٰن کے بندوں کی صفات بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جن میں صفات مذکورہ بالا ہیں)

اور جو کہ جھوٹی باتوں کے پاس بھی نہیں پھٹکتے (جیسے بت پرستی وغیرہ۔ اور جب ان کا کسی بیہودہ مشغلہ پر گزر ہوتا ہے تو شریفانہ (اور بھلے مانسوں کی طرح) چلے جاتے ہیں۔ اور جن کی یہ حالت ہے کہ جب ان کو خدا کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو (کافروں کی طرح) ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ ان کو غور سے سنتے اور سمجھتے اور ان کے مقتضی پر عمل کرتے ہیں) اور جو کہ یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں (آنے والے) متقیوں کا مقتدا بنا (یعنی ہم کو تقویٰ عطا کر۔ تاکہ بعد کے آنے والے ہماری پیروی کریں اور ہم کو دوہرا اجر ملے۔

انعامات واحسانات

الغرض یہ صفات ہیں رحمٰن کے بندوں کی اور) یہ لوگ ہیں جن کو ان کے ثابت قدمی کے سبب بالا خانے ملیں گے اور ان میں ان کے سامنے دعا وسلام (کے تحائف) پیش کئے جائینگے (اور ان کو وہ بالا خانے) یوں (دیئے جائیں گے) کہ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہایت اچھی قرارگاہ اور قیام گاہ ہیں یہ غرضے (اور مبارک ہیں وہ لوگ جن کو وہ نصیب ہوں۔ اے رسول آخر میں) آپ (خلاصہ کلام کے طور پر ان منکرین کو یہ حکم سنا دیجئے اور ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر تمہارا (خدا کو) پکارنا (اور اس کی پرستش) نہ ہو تو میرے رب کو تمہاری کچھ پروا نہیں۔ سو تم نے (بجائے پرستش کے اس کی) تکذیب کی اس لئے اب وہ (تکذیب) ضرور (تمہارے) گلے کا ہار ہوگی (اور تم کو اس کا خمیازہ بھگتنا لازم ہے)۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○　وَّفِيْهَا اَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨

ترجمہ: سورۂ شعراء مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ طٰسٓمّٓ یہ (مضامین جو آپ پر نازل ہوتے ہیں) کتاب واضح (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر (رنج کرتے کرتے اپنی جان دے دیں گے۔ اگر ہم (ان کو مومن کرنا) چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہو جاویں اور (ان کی حالت یہ ہے کہ) ان کے پاس کوئی تازہ فہمائش (حضرت) رحمٰن کی طرف سے ایسی نہیں آتی جس سے یہ بے رخی نہ کرتے ہوں سو (اس بے رخی کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ) انہوں نے (دین حق کو) جھوٹا بتلا دیا سو اب عنقریب ان کو اس بات کی حقیقت معلوم ہو جاوے گی جس کے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے کیا

انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کس قدر عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں اس میں (توحید کی) ایک بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بلاشبہ آپ کا رب غالب ہے رحیم ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی

تفسیر: (ہم تصدیق کرتے ہیں کہ) یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں (اور آپ کی بنائی ہوئی نہیں ہیں اور ان لوگوں کا ان کو آپ کی طرف منسوب کرنا بالکل غلط ہے) کیا بعید ہے کہ آپ اس لئے اپنی جان کھو بیٹھیں کہ یہ لوگ مومن نہیں ہوتے (اور آپ کی تصدیق نہیں کرتے۔ سو آپ اس فکر میں نہ پڑیے اور اس غم میں نہ گھلئے) اگر ہمیں منظور ہو تو ہم ان پر آسمان سے ایک نشانی نازل کریں جس پر ان کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں (اور ان کو مانتے ہی بنے مگر چونکہ ہمیں جبر منظور نہیں کیونکہ وہ حکمت ابتلاء کے منافی ہے اس لئے ہم ایسا نہیں کرتے۔ پس جبکہ ہم باوجود قدرت کے مجبور نہیں کرتے تو آپ تو قدرت بھی نہیں رکھتے۔ پھر آپ کیوں مجبور کرتے ہیں۔ آپ کی شفقت کی تو یہ حالت ہے کہ آپ ان کے غم میں گھلے جاتے ہیں) اور (ان کی گمراہی اور عناد کی یہ کیفیت ہے کہ) کوئی جدید نصیحت ان کے پاس ایسی نہیں آتی کہ وہ اس سے روگرداں نہ ہوں (بلکہ جو نئی نصیحت بھی آتی ہے۔ اس سے وہ ضرور روگردان ہوتے ہیں) سو انہوں نے تکذیب کی۔ لہٰذا عنقریب انہیں ان باتوں کی خبر ہو جائے گی جن کا وہ مذاق اڑاتے تھے اور (یہ لوگ کچی باتوں کا مذاق اڑاتے ہیں تو) کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کس قدر ہر قسم کی بوٹیاں پیدا کی ہیں۔ یقیناً ان میں بہت بڑی نشانی ہے (ہماری وحدانیت اور تفرد فی الصفات الکمالیہ کی) اور (باوجود اس کے ان میں بہت سے لوگ تصدیق نہیں کرتے (اور الٹا مذاق اڑاتے ہیں۔ بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہے) اور یہ یقینی بات ہے کہ آپ کا رب بہت غالب اور بڑا رحم والا ہے (چنانچہ وہ غلبہ کے سبب ان کو سزا دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ مگر رحم کی وجہ سے اس کو ٹال رہا ہے خیر ایک آیت تو یہ تھی جو ابھی مذکور ہوئی)۔

وَ اِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَ یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ لَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۱﴾ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اور (ان لوگوں سے اس وقت کا قصہ ذکر کیجئے) جب آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا (اور حکم دیا) کہ تم ان ظالم لوگوں کے یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ (اور اے موسیٰ دیکھو) کیا یہ لوگ (ہمارے غضب سے) نہیں ڈرتے انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ مجھ کو جھٹلانے لگیں اور (طبعی طور پر ایسے وقت میں کہ) میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان (اچھی طرح) نہیں چلتی اس لئے ہارون کے پاس بھی وحی بھیج دیجئے میرے ذمہ ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے سو مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھ کو (قبل تبلیغ رسالت) قتل کر ڈالیں ارشاد ہوا کہ کیا مجال ہے سو (اب) تم دونوں ہمارے احکام لے کر جاؤ ہم (نصرت وامداد سے) تمہارے ساتھ ہیں سنتے ہیں سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادہ ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے (دونوں حضرات گئے اور فرعون سے سب مضامین کہہ دیئے) فرعون کہنے لگا کہ (آہا تم ہو) کیا ہم نے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تم اپنی (اس) عمر میں برسوں ہم میں رہا سہا کئے اور تم نے اپنی وہ حرکت بھی کی تھی جو کی تھی (یعنی قبطی کو قتل کیا تھا) اور تم بڑے ناسپاس ہو موسیٰ نے جواب دیا کہ (واقعی) اس وقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی تھی پھر مجھ کو ڈر لگا تو میں تمہارے گھر سے مفرور ہوگیا پھر مجھ کو میرے رب نے دانشمندی عطا فرمائی اور مجھ کو پیغمبروں میں شامل کر دیا اور (رہا احسان جتلانا پرورش کا سو) وہ یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا تھا۔

قوم فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

تفسیر: اور (دوسری آیت یہ ہے کہ) جس وقت ہم نے موسیٰ کو آواز دی کہ تم ظالم جماعت یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ (اور انہیں سمجھاؤ) کیا وہ (خدا سے) نہیں ڈرتے (کہ ایسے ناشائستہ افعال کرتے ہیں۔ بڑی ہی بات ہے) تو (اس کے جواب میں) موسیٰ نے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے اور (ان کی تکذیب سے میرا دل تنگ ہوگا۔ اور (دل تنگی کے سبب) میری زبان نہ چلے گی۔ لہٰذا آپ ہارونؑ کو بھی رسول بنا دیجئے (تا کہ وہ میری مدد کریں) اور میں ان کا مجرم بھی ہوں (کہ میں نے ان کی قوم کے ایک آدمی کو غلطی سے مار دیا تھا) اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا (کہ وہ تمہیں مار ڈالیں) پس تم دونوں (بے کھٹکے) ان کے پاس ہمارے احکام لیجاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور (ہر بات کو) بخوبی سنتے ہیں (اس لئے کوئی کھٹکے کی بات نہیں) پس تم (براہ راست) فرعون کے پاس جاؤ۔ اور جا کر کہو کہ ہم رب العالمین کے یہ پیغام دے کر بھیجے ہوئے ہیں کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دیں (چنانچہ وہ گئے اور جا کر انہوں نے پیغام مذکور پہنچایا۔

فرعون کا برتاؤ: اس کے جواب میں) فرعون نے کہا کہ (اے موسیٰ) کیا ہم نے اپنے یہاں تجھے بچے کو نہ پالا تھا (ضرور پالا تھا) اور تو ہمارے یہاں اپنے عمر کے بہت برس رہا (اور اسی زمانہ میں) تو نے وہ حرکت بھی کی تھی۔ جو کی تھی (جس کا تجھے خود علم ہے ہمارے کہنے کی ضرورت نہیں) حالانکہ تو اس حرکت میں ناسپاس تھا (کیونکہ ہمارے حق پرورش کا مقتضی یہ نہ تھا کہ تو ہمارے آدمی کو مارے۔ لیکن تو نے ناسپاسی سے ایسا کیا۔ پس کل تک تو تیری یہ حالت تھی اور آج تو رب العالمین کا پیغامبر ہوگیا)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب

انہوں نے کہا کہ بیشک میں نے اس وقت وہ کام کیا تھا۔ اور میں اس میں غلطی پر تھا (گو قصداً میں نے اس کا ارتکاب نہ کیا تھا) اس لئے جب مجھے اندیشہ ہوا تو میں تمہارے یہاں سے بھاگ گیا۔ اب (جبکہ میں بھاگ گیا تو) مجھے میرے رب نے حکمت عطا فرمائی اور مجھے پیغمبر بنایا۔ اور یہ وہ نعمت ہے[1] جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلیل کر رکھا ہے (جو کہ میری قوم ہے اور میرے ساتھ جو کچھ بھی کیا گیا ہے اس کا منشاء صرف یہ تھا کہ تو نہ جانتا تھا کہ میں بھی بنی اسرائیل میں سے ہوں اگر تجھے معلوم ہو جاتا تو پھر دیکھتے کہ تو میرے ساتھ کیا کرتا۔ ضرور ہے کہ تو میرے ساتھ بھی وہی کرتا جو بنی اسرائیل کے اور بچوں کے ساتھ تو نے کیا ہے۔ اس لئے وہ احسان ہرگز اس قابل نہیں کہ اسے منہ پر لایا جائے یہ گفتگو نہ کر)۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾

ترجمہ: فرعون (اس بات میں لاجواب ہوا اور سخن کا پہلو بدل کر اس نے) کہا کہ رب العالمین کی ماہیت (اور حقیقت) کیا ہے موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ (مخلوقات) ان کے درمیان میں ہے اس کا اگر تم کو یقین کرنا ہو (تو یہ پتہ بہت ہے) فرعون نے اپنے اردگرد (بیٹھنے) (والوں سے کہا کہ تم لوگ (کچھ سنتے ہو کہ سوال کچھ اور جواب کچھ) موسیٰ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے بزرگوں کا فرعون (نہ سمجھا اور) کہنے لگا کہ یہ تمہارا رسول جو (بزعم خود) تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہے مجنون (معلوم ہوتا) ہے موسیٰ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کا بھی اگر تم کو عقل ہو تو اس کو مان لو) فرعون (آخر جھلا کر) کہنے لگا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تم کو جیل خانہ بھیج دوں گا موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اگر میں کوئی صریح دلیل پیش کر دوں تب بھی (نہ مانے گا) فرعون نے کہا اچھا تو وہ دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو سو موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ دفعۃً ایک نمایاں اژدہا بن گیا اور (دوسرا معجزہ دکھلانے کے لئے اپنا ہاتھ (گریبان میں دے کر) باہر نکالا تو وہ دفعۃً سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا۔

---

[1] قوله تلك مبتداء انث لتانيث الخبر وقوله نعمة خبره وقوله ان عبدت بيان لتلك المشاربه الى مافى الضمير ١٢

فرعون کا سوال اور اس کے سوال کا جواب

تفسیر: فرعون نے (اس گفتگو کو چھوڑا۔ اور) کہا کہ (اچھا آپ تو رب العالمین کے رسول ہیں) اور خود رب العالمین کیا ہے (ذرا اس کے بھی اوصاف بیان فرما دیجئے) انہوں نے کہا کہ وہ مالک ہے آسمانوں اور زمین اور ان تمام چیزوں کا جو ان کے درمیان میں ہیں۔ اگر تم لوگ یقین کرنے والے ہو (تو یقین کر لو) اس نے اپنے گردوالوں سے کہا کہ کیا آپ غور سے (اس کی بات نہیں) سنتے (ذرا سنو تو سہی کیسی عجیب بات کہہ رہا ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کا مالک ہے (ورنہ اس کا پتہ ہے نہ نشان۔ بھلا کسی کی عقل میں یہ بات آتی ہے) انہوں نے کہا کہ ہاں وہ تمہارا بھی رب ہے۔ اور تمہارے پہلے آباؤ اجداد کا بھی۔ اس نے کہا (صاحبو) یہ شخص جو تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے یقیناً پاگل ہے (کہ وہی بے تکی ہانک رہا ہے۔ اور تنبیہ سے بھی متنبہ نہیں ہوتا) انہوں نے کہا کہ (صرف تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا ہی نہیں بلکہ) وہ رب ہے مشرق و مغرب اور ان تمام چیزوں کا جو ان کے درمیان میں ہیں اگر تم سمجھ رکھتے ہو (تو سمجھ لو۔ کیونکہ یہ کیونکر سمجھ میں آسکتا ہے کہ اتنا بڑا عالم بلا کسی خالق کے از خود موجود ہو) اور بلا کسی کامل الصنع کے ایسی عجیب غریب صنعتوں پر مشتمل ہو اور بلا کسی مدبر و منتظم کے اس کامل نظام پر قائم ہو)۔

فرعون کی دھمکی اور حضرت موسیٰ کی معجزہ نمائی

اس نے کہا کہ (ان بے معنی باتوں کے بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں۔ انتہائی گفتگو یہ ہے کہ) اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا۔ تو میں تجھے جیل خانہ بھیج دوں گا۔ انہوں نے کہا اور اگر میں آپ کے سامنے کوئی کھلی ہوئی حجت پیش کروں (تو کیا اس وقت بھی آپ نہ مانیں گے) اس نے کہا اچھا اگر تو سچا ہے تو اسے لا (اور پیش کر) اس پر موسیٰ نے اپنی لاٹھی چھوڑ دی۔ سو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ تو کھلا ہوا (اور صاف) اژدہا ہے۔ اور (اپنے گریبان میں سے) اپنا ہاتھ نکالا۔ تو وہ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ دیکھنے والوں کے سامنے روشن ہے۔

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝

ترجمہ: فرعون نے اہل دربار سے جو اس کے آس پاس (بیٹھے) تھے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہاری سرزمین سے باہر کر دے سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو (چندے) مہلت دیجئے اور شہروں میں چپڑاسیوں (کو حکم

---

[1] فلسفی مزاجوں نے اس جگہ بڑی رقت آفرینی سے کام لیا ہے لیکن افسوس ہے کہ سب لایعنی ہے ۱۲

نامے) دے کر بھیج دیجئے کہ وہ (سب شہروں سے) سب ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لا کر حاضر کر دیں غرض وہ جادوگر ایک معین دن کے خاص وقت پر جمع کر لئے گئے اور (فرعون کی طرف سے بطور اعلان عام کے) لوگوں کو یہ اشتہار دیا گیا کہ کیا تم لوگ جمع ہو گے (یعنی جمع ہو جاؤ) تا کہ اگر جادوگر غالب آ جاویں تو ہم ان ہی کی راہ پر رہیں پھر جب وہ جادوگر (فرعون کی پیشی میں) آئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم (موسیٰ علیہ السلام) پر غالب آ گئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ (اور انعام) ملے گا فرعون نے کہا کہ ہاں اور (مزید برآں) تم اس صورت میں (ہمارے) مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

معجزہ دیکھ کر فرعون کی بدحواسی اور مقابلہ کی تیاری

تفسیر: (یہ دیکھ کر) اس نے اہل دربار سے جو اس کے پاس تھے کہا کہ (صاحبو) یہ بڑا واقف کار جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو سے تم کو تمہاری سرزمین سے نکال دے اب تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ (ہماری رائے یہ ہے کہ) آپ ان کو اور ان کے بھائی کو مہلت دیں اور تمام شہروں میں (جادوگروں کو) اکٹھا کرنے والے لوگ روانہ فرمائیں۔ وہ لوگ آپ کے پاس تمام بڑے بڑے اور ماہر فن جادوگروں کو لے آئیں گے (پس ان سے ان کا مقابلہ کرایا جائے) چنانچہ (اس پر عمل کیا گیا اور) جادوگر ایک خاص دن کے ایک خاص وقت (پر مقابلہ) کیلئے جمع کئے گئے۔ اور لوگوں سے بھی کہہ دیا گیا کہ (صاحبو) کیا آپ لوگ (میدان مقابلہ میں) جمع ہوں گے (آپ صاحبوں کو ضرور ایسا کرنا چاہیے کیا بعید ہے کہ ہم جادوگروں کی راہ پر رہیں اگر وہی غالب ہوں جیسا کہ گمان غالب ہے اور ہمیں موسیٰ کی پیروی نہ کرنے کیلئے معقول عذر ہاتھ آ جائے) پس جب کہ جادوگر (بلائے ہوئے) آئے (اور ان سے مقابلہ کیلئے کہا گیا) تو انہوں نے کہا کہ آیا (سرکار سے ہمیں) انعام ملے گا۔ اگر ہم غالب ہوں۔ اس نے کہا کہ ہاں (تم کو انعام بھی ملے گا) اور (مزید برآں یہ کہ اس صورت میں) تم مقرب لوگوں میں سے ہو گے (اس گفتگو کے بعد مقابلہ کا وقت آیا۔

قَالَ لَهُمْ مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٤٣﴾ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٥﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿٤٨﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٩﴾ قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥١﴾

ترجمہ: موسیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم کو جو کچھ ڈالنا ہو (میدان میں) ڈالو سو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بیشک ہم ہی غالب آویں گے پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا سو ڈالنے کے ساتھ ہی (اژدہا بن کر) ان کے تمام تر بنے بنائے دھندے کو نگلنا شروع کر دیا سو (یہ دیکھ کر) جادوگر (ایسے متاثر ہوئے کہ سب سجدے میں

گر پڑے اور پکار پکار کر) کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے۔ فرعون کہنے لگا کہ ہیں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے بدوں اس کے کہ میں تم کو جازت دوں ضرور (معلوم ہوتا ہے کہ) یہ (جادو میں) تم سب کا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے سواب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے (اور وہ یہ ہے) میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسرے طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی پر ٹانگ دوں گا (تاکہ اوروں کو عبرت ہو) انہوں نے جواب دیا کہ کچھ حرج نہیں ہم اپنے مالک کے پاس جا پہنچیں گے (اور) ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کردے اس وجہ سے کہ ہم (اس موقع پر حاضرین میں سے) سب سے پہلے ایمان لائے

حضرت موسیٰ اور جادوگران فرعون کا مقابلہ اور نتیجہ

تفسیر: اور مقابلہ کے وقت) موسیٰ نے ان سے کہا کہ ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے اس پر انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہا کہ فرعون کے اقبال سے ضرور ہمیں کو غلبہ ہوگا۔ اب موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ ان تمام چیزوں کو نگلے جاتی ہے۔ جو وہ بناتے ہیں۔ اب تو جادوگر سجدہ کرتے ہوئے زمین پر گرنے پر مجبور ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو کہ رب ہے موسیٰ اور ہارونؑ کا (یہ حالت دیکھ کر فرعون نہایت برہم ہوا اور) اس نے کہا کہ تم نے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں اس کی تصدیق کرلی۔ یقیناً (تمہاری سازش ہے اور) وہ تمہارا افسر ہے جس نے تم کو جادو سکھلایا ہے۔ سوعنقریب تمہیں (اس سازش کا نتیجہ) معلوم ہوجائے گا۔ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا۔ اور تم کو سولی دوں گا۔ ان لوگوں نے (یہ دھمکی سن کر) کہا کہ (آپ کے ایسا کرنے میں ہمارا) کوئی نقصان نہیں (کیونکہ) ہمیں تو اپنے رب کے پاس جانا ہی ہے (چاہے وہ خود بلالے۔ یا تو بھیج دے) نیز ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے قصوروں کو اس وجہ سے معاف کردے کہ ہم نے سب سے پہلے تصدیق کی ہے (اور تیرا اس پر ہم کو سزا دینا ہمارے مقصد میں معین ہے اس لئے بھی ہمیں نقصان نہیں بلکہ سراسر نفع ہے۔ الغرض فرعون تصدیق پر آمادہ نہ ہوا اور برابر تکذیب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اب اس کو سزا دینے کا وقت آیا)۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ
حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ
حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا
لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ
بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۖ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ میرے ان بندوں کو شاشب (مصر سے باہر) نکال لے جاؤ (اور فرعون کی جانب سے) تم لوگوں کا تعاقب کیا جاوے گا فرعون نے تعاقب کی تدبیروں کے لئے آس پاس کے) شہروں میں چپراسی دوڑا دیئے (اور یہ کہلا بھیجا) کہ یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل ہماری نسبت) تھوڑی سی جماعت ہے اور انہوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے اور ہم سب ایک مسلم جماعت (اور باقاعدہ فوج) ہیں غرض ہم نے ان کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا () ہم نے ان کے ساتھ تو) یوں کیا اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو ان کا مالک بنایا (یہ جملہ معترضہ تھا آگے قصہ ہے) غرض (ایک روز) سورج نکلنے کے وقت ان کو پیچھے سے جا لیا پھر دونوں جماعتیں مقابل ہوئیں آپس میں ایسی قریب ہوئیں کہ) ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے ہمراہی (گھبرا کر) کہنے لگے کہ (اے موسیٰ) بس ہم تو ان کے ہاتھ آ گئے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے وہ مجھ کو (دریا سے نکلنے کا) ابھی راستہ بتلا دے گا پھر ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی عصا کو دریا پر مارو چنانچہ (انہوں نے اس پر عصا مارا جس سے) وہ (دریا) پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا (بڑا) تھا جیسا بڑا پہاڑ اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہنچا دیا اور (انجام قصہ یہ ہوا کہ) ہم نے موسیٰ کو اور ان کے ساتھ والوں کو سب کو بچا لیا پھر دوسروں کو غرق کر دیا (اور) اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب بڑا زبردست ہے (اور) بڑا مہربان ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت ربانی

تفسیر: اور (اس سلسلہ میں) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تم میرے بندوں کو (جنہوں نے میری اطاعت قبول کی ہے یہاں سے) رات ہی رات لے جاؤ (کیونکہ) تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ اب فرعون نے شہروں میں لشکر جمع کرنے والے لوگ بھیج دیئے کہ یہ بنی اسرائیل بہت مختصر جماعت ہے اور یہ ہمیں اپنی حرکتوں سے طیش دلاتے ہیں۔ اور ہم ایک چوکس جماعت ہے (پس ان تمام امور کا مقتضی یہ ہے کہ ان کو گرفتار کر لیا جائے۔ اور اس طرح انکے فتنہ کا خاتمہ کر دیا جائے ورنہ ممکن ہے کہ ان کو مہلت دینا رنگ لائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور وہ بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہو گئے۔ فرعون تو ان کے گرفتار کرنے کی فکر کر ہی چکا تھا اس نے یہ دیکھ کر کہ شکار ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔ ان کا تعاقب کیا۔

فرعون کا حشر: جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ غرق کر دیئے گئے۔ اور ملک بنی اسرائیل کے ہاتھ آیا) پس اس طرح ہم نے ان لوگوں کو باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ جگہ سے نکال باہر کیا۔ اور بنی اسرائیل کو ان کے بعد ان چیزوں کا مالک بنایا۔ چنانچہ دھوپ نکلے (جبکہ ان کو ان کے قضیہ روانگی کی اطلاع ہوئی) وہ لوگ ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ اب جب کہ دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو پکڑ لئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ (تم گھبراؤ نہیں) ایسا نہیں ہو سکتا میرے ساتھ میرا رب ہے۔ وہ ضرور مجھے کوئی نجات کی راہ دکھلائے گا۔ پس ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تم اپنی لاٹھی سے

سمندر کو مارو (چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا) اس پر وہ پھٹ گیا (اور آدھا پانی ایک طرف اور آدھا دوسری طرف ہو گیا) اب ہر حصہ پانی کا (اونچائی میں) ایسا ہو گیا جیسا کہ ایک بڑا پہاڑ۔ اور ہم دوسری جماعت کو بھی وہاں لگا لائے۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور ان کو جو ان کے ساتھ تھے سب کو بچا لیا۔ اور اس کے بعد ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا (الغرض یہ واقعات ہیں اور) ان واقعات میں بھی (ہمارے توحد وتفرد کی) بڑی نشانی ہے اور (باوجود اس کے) ان میں سے بہت سے تصدیق کرنے والے نہیں ہیں۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ آپ کا رب بہت غالب اور بڑا رحم والا ہے (جو کہ باوجود قدرت کے ان کے معاندین کو چھوڑے ہوئے ہے)۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا
فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ
يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾
اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ
يَهْدِيْنِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿٧٩﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِيْ
يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ
حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِيْ
مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ
يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ
لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿٩٥﴾
قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿١٠١﴾
فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں کے سامنے ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم

سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان ہی (کی عبادت پر جمے بیٹھے رہتے ہیں ابراہیم نے فرمایا کہ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم ان کو پکارا کرتے ہو یا یہ تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا یہ تم کو کچھ ضرر پہنچا سکتے ہیں ان لوگوں نے کہا کہ (ان کی عبادت کرنے کی وجہ یہ تو) نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا تم نے ان کو (غور سے) دیکھا بھی جن کی تم عبادت کیا کرتے ہو تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی کہ یہ (معبودین میرے (اور تمہارے) لئے باعث ضرر ہیں مگر ہاں رب العالمین جس نے مجھ کو (اور اسی طرح سب کو) پیدا کیا پھر وہی مجھ کو (میری مصلحتوں کی طرف) رہنمائی کرتا ہے اور جو مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں (جس کے بعد شفا ہو جاتی ہے) تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے اور جو مجھ کو (وقت پر) موت دے گا پھر (قیامت کے روز) مجھ کو زندہ کرے گا اور جس سے مجھ کو یہ امید ہے کہ میری غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کر دے گا اے میرے پروردگار مجھ کو حکمت عطا فرما اور (مراتب قرب میں) مجھ کو اعلیٰ درجہ کے) نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما اور میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں جاری رکھ اور مجھ کو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور میرے باپ (کو توفیق ایمان کی دے کر اس) کی مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں ہے اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھ کو رسوا نہ کرنا اس دن میں کہ (نجات کے لئے) نہ مال کام آوے گا اور نہ اولاد مگر ہاں (اس کی نجات ہوگی) جو اللہ کے پاس (کفر و شرک سے) پاک دل لے کر آوے گا اور (اس روز) خدا ترسوں (یعنی ایمان والوں) کے لئے جنت نزدیک کر دی جائے گی اور گمراہوں (یعنی کافروں) کے لئے دوزخ سامنے ظاہر کی جاوے گی اور (اس روز) ان سے کہا جاوے گا کہ وہ معبود کہاں گئے جن کی تم خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے کیا (اس وقت) وہ تمہارا ساتھ دے سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں پھر (یہ کہہ کر) وہ (معبودین) اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیئے جاویں گے وہ کفار اس دوزخ میں گفتگو کرتے ہوئے (ان معبودین سے) کہیں گے کہ بخدا بے شک ہم صریح گمراہی میں تھے جبکہ تم کو (عبادت میں) رب العالمین کے برابر کرتے تھے اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں نے (جو کہ بانی ضلالت تھے) گمراہ کیا (سو اب) نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے (کہ چھڑا لے اور نہ کوئی مخلص دوست ہے (کہ خالی دلسوزی ہی کر لے) سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو (دنیا میں) پھر واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے بیشک اس واقعہ میں (بھی طالبان حق کے لئے) ایک بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے ان (مشرکین مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے بیشک آپ کا رب بڑا زبردست رحمت والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت باپ کو

تفسیر: اور (اے رسول) آپ ان کو (ان کے باپ) ابراہیمؑ کا قصہ پڑھ کر سنایئے (وہ قصہ یہ ہے کہ) جس وقت انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ آپ لوگ کن چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں۔ سو ہم انہیں پر جمے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جب کہ تم انہیں پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں یا تمہیں کوئی نفع پہنچاتے یا نقصان پہنچاتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم یہ بات تو نہیں دیکھتے) بلکہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایسا ہی کرتے پایا ہے (اس لئے ہم بھی ایسا کرتے ہیں) انہوں نے فرمایا جبکہ حالت یہ ہے تو دیکھا بھی یہ چیزیں جن کی تم اور تمہارے پہلے باپ دادا پرستش کرتے ہو وہ یقیناً میرے دشمن ہیں۔ ہاں رب العالمین جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اور اب وہ میری رہنمائی کرتا ہے۔ اور جو کہ مجھے کھانے پینے کو دیتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور جو کہ مجھے (اول) موت دے گا اس کے بعد زندہ کرے گا۔ اور جس سے میں اس بات کا خواہاں ہوں کہ وہ قیامت میں میرے گناہ معاف کرے (وہ میرا دشمن نہیں ہے) اور میں اسی کی پرستش کرتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

اے میرے پروردگار آپ مجھے حق بینی عطا فرمادیں اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر دیں اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر خیر قائم کریں۔ اور مجھے آسائش کے باغ کے وارثوں میں سے ایک وارث بنائیں اور میرے باپ کو بخش دیں کہ وہ گمراہوں میں سے تھا۔

قیامت کی رسوائی سے بچاؤ کی دعا اور قیامت کا تذکرہ

اور جس روز لوگ اٹھائے جائیں اس روز مجھے رسوا نہ کریں۔ جس میں نہ کسی کے مال کام آئے گا، نہ اولاد۔ ہاں جو خدا کے پاس (کفر وشرک سے) محفوظ دل لایا ہے (اس کو اس کا وہ دل نفع پہنچائے گا) اور (جس روز کہ (جنت متقین سے قریب کی جائے گی اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ (آج) وہ کہاں ہیں جن کی تم خدا کو چھوڑ کر پرستش کیا کرتے تھے (بتاؤ) کیا آج وہ تمہاری مدد کرتے ہیں۔ یا (کم از کم) اپنی مدد کرتے ہیں اور اس کے بعد ان معبودوں اور ان کے پرستار گمراہوں اور ابلیس کی فوجوں سب کو اس میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا۔ یہ لوگ ایسی حالت میں کہ اس میں وہ آپس میں جھگڑتے ہوں گے یہ کہیں گے کہ بخدا ہم ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔ جب کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر کرتے تھے۔ اور ہم کو صرف ہم سے پہلے کے جرائم پیشہ لوگوں نے گمراہ کیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج نہ ہمارے سفارشی ہیں اور نہ کوئی مخلص دوست۔ (جو ہمیں اس بلا سے نجات دلاویں) لہٰذا کاش ہماری دنیا کی طرف واپسی ہو کہ مومنین میں سے ہوں (یہ واقعات ہیں اور) ان (واقعات) میں بھی (ہماری الوہیت وتفرد کی ایک بڑی دلیل ہے (جس کو ابراہیم نے اپنی قوم کے سامنے بیان کیا ہے) اور (باوجود اس کے بھی) بہت سے لوگ ان میں سے ایمان لانے والے نہیں اور یقیناً آپ کا رب بہت غالب اور بڑا رحم والا ہے (کہ باوجود قوت کے ایسے مجرموں کو سزا نہیں دیتا اور ان کو مہلت دے رہا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۰۵﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۰۶﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱۲﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۴﴾

إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَن مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۲﴾

ترجمہ: قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کی (برادری کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں سو اس کا مقتضایہ ہے کہ) تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور (نیز) میں تم سے کوئی (دنیوی) صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے سو (میری اس بے غرضی کا مقتضایہ ہے کہ) تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم تم کو مانیں گے حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہو لئے ہیں نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ان کے (پیشہ اور) کام سے مجھ کو کیا بحث ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے کیا خوب ہو کہ تم اس کو سمجھو اور میں ایمانداروں کو دور کرنے والا نہیں ہوں میں تو صاف طور پر ایک ڈرانے والا ہوں وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر تم (اس کہنے سننے سے) اے نوح باز نہ آؤ گے تو ضرور سنگسار کر دیئے جاؤ گے نوح (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم مجھ کو (برابر) جھٹلا رہی ہے سو آپ میرے اور ان کے درمیان میں ایک (عملی) فیصلہ کر دیجئے اور مجھ کو اور جو ایماندار میرے ساتھ ہیں ان کو (اس ہلاکت سے) نجات دیجئے تو ہم نے (ان کی دعا قبول کی اور) ان کو اور جو ان کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں (سوار) تھے ان کو نجات دی پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا اس (واقعہ) میں بھی بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب زبردست (اور) مہربان ہے۔

قوم نوح علیہ السلام کا واقعہ

تفسیر: نیز مذکورہ بالا امتوں کی طرح) قوم نوح نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا (جس کا قصہ یہ ہے کہ) جب کہ ان کے ہم قوم نوح نے ان سے کہا کہ کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے (اور کفر و معصیت پر جمے ہوئے ہو۔ بڑی نازیبا بات ہے) میں تمہارے لئے خدا کا امانت دار فرستادہ ہوں۔ لہٰذا تمہیں خدا سے ڈرنا چاہیے۔ اور میرا کہنا ماننا چاہیے اور (میں نہایت صفائی سے یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ) میں تم سے اس کام پر کسی معاوضہ کا طالب نہیں ہوں (خواہ وہ جاہ سے متعلق ہو یا مال سے) میرا معاوضہ صرف رب العالمین کے ذمہ ہے۔ (پس تم کو میرے متعلق کسی دنیاوی غرض کا شبہ نہ ہونا چاہیے اور) خدا سے ڈرنا چاہیے۔ اور میرا کہنا ماننا چاہیے۔ تو انہوں نے اس کے جواب میں کہا کہ کیا ہم ایسی حالت میں آپ کی تصدیق کر لیں کہ آپ کے پیچھے کمینے لوگ لگے ہوئے ہیں (یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کمینے لوگوں کے ساتھ ہونا اپنے کو ذلیل کرنا ہے۔ ہاں اگر آپ ان کو اپنے سے جدا کر دیں تو ہم آپ کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں) انہوں نے کہا کہ (تم ان کو ارذل کہتے ہو اور یہ ظاہر ہے کہ رذالت ان کی ذات میں تو ہے نہیں۔ کیونکہ جیسے تم آدمی ہو وہ بھی آدمی ہیں۔ اگر رذالت

ہوسکتی ہے تو افعال کے لحاظ سے اور جن افعال کو عرفاً موجب رذالت قرار دیا جاتا ہے وہ تو موجب رذیلت ہو نہیں سکتی) اور (دوسرے افعال) جو یہ کرتے رہے ہیں ان کا مجھے کیا علم ہے (پس میں ان پر رذالت کا حکم کیونکر کرسکتا ہوں۔ پھر مجھے محاسبہ کا حق بھی نہیں) ان کا محاسبہ میرے رب کے ذمہ ہے (وہ خود ان کے افعال کی جانچ کرلے گا۔ اگر ان کے افعال موجب رذالت حقیقۃً ہوں گے۔ وہ ان کو رد کردے گا ورنہ قبول کرے گا) کاش تم (اس بات کو) جانو (اور رذالت و شرافت عرفیہ کو موجب عزت و ذلت نہ سمجھو۔ الغرض یہ لوگ پہلے جو کچھ بھی ہوں اب بظاہر مومن اور قابل عزت ہیں) اور میں مومنین کو دھتکارنے والا نہیں ہوں (پس تمہیں اختیار ہے کہ مانو یا نہ مانو۔ اگر نہ مانو گے تو میرا کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ میں صرف کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں (کسی کو منوانا میرے ذمہ نہیں ہے) انہوں نے کہا کہ اے نوحؑ اگر تم (ان باتوں سے) باز نہ آئے تو تم سنگسار کردیئے جاؤ گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

(جب نوح علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ لوگ کسی طرح نہیں مانتے تو) انہوں نے کہا کہ اے میرے مالک میری قوم نے مجھے جھٹلایا آپ میرے اور ان کے درمیان (بذریعہ عذاب کے) فیصلہ فرما دیجئے۔ اور مجھے اور ان مومنین کو جو میرے ساتھ ہیں (اس سے) بچایئے۔ اس پر ہم نے ان کو اور ان لوگوں کو جو بھری ہوئی کشتی میں ان کے ساتھ تھے نجات دی اس کے بعد جو بچ رہے تھے ہم نے انہیں ڈبو دیا ان واقعات) میں بھی (ہماری توحید وغیرہ کی) بہت بڑی دلیل ہے۔ اور (باوجود اس کے) ان میں سے بہت سے لوگ ایمان لانے والے نہیں۔ اور یقیناً آپ کا رب بہت قوت والا اور رحم والا ہے (کہ ان سرکشوں کو مہلت دے رہا ہے اور غارت نہیں کرتا نیز۔

كَذَّبَتْ عَادُ ِالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ هُوْدٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾
أَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَإِذَا بَطَشْتُمْ
بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ أَمَدَّكُمْ
بِأَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ إِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَاءٌ
عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوَاعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ إِنْ هٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ
بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَأَهْلَكْنٰهُمْ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾
وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾

ترجمہ: قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان (کی برادری) کے بھائی ہود (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم (خدا

ہے) ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی صلہ نہیں مانگتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار (کے طور پر عمارت) بناتے ہو جس کو محض فضول (بلاضرورت) بناتے ہو اور بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر داروگیر کرنے لگتے ہو تو بالکل جابر (اور ظالم) بن کر داروگیر کرتے ہو سو تم (کو چاہئے کہ) اللہ سے ڈرو اور (چونکہ میں رسول ہوں اس لئے) میری اطاعت کرو اور اس (اللہ) سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جن کو تم جانتے ہو (یعنی) مواشی اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے تمہاری امداد کی مجھ کو تمہارے حق میں (اگر تم ان حرکات سے باز نہ آئے) ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے وہ لوگ بولے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ ناصح نہ ہو یہ تو پس اگلے لوگوں کی ایک (معمولی) عادت (اور رسم) ہے اور (تم جو ہم کو عذاب سے ڈراتے ہو تو) ہم کو ہرگز عذاب نہ ہو گا غرض ان لوگوں نے ہود (علیہ السلام) کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو (آندھی کے عذاب سے) ہلاک کر دیا بیشک اس (واقعہ) میں بھی بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب زبردست اور مہربان ہے۔

قوم عاد کا تذکرہ

تفسیر: قوم عاد نے بھی رسولوں کی تکذیب کی (جس کی تفصیل یہ ہے کہ) جس وقت ان کو ہم قوم ہودؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے (کہ بے محابا معاصی کا ارتکاب کرتے ہو۔ تم کو یہ بات زیبا نہیں دیکھو) میں تمہاری طرف خدا کا امانت دار بھیجا ہوا ہوں۔ لہٰذا تم کو خدا سے ڈرنا چاہیے۔ اور میرا کہنا ماننا چاہیے اور (میں کہے دیتا ہوں کہ) میں تم سے اس (پیغام رسانی) پر کسی قسم کا معاوضہ نہیں مانگتا (نہ از قسم جاہ اور نہ از قسم مال۔ پس تم کو مجھ پر کسی ذاتی غرض کا شبہ نہ ہونا چاہیے) میرا معاوضہ صرف رب العالمین کے ذمہ ہے (جس کا میں کام کر رہا ہوں)۔

حضرت ہود علیہ السلام کا وعظ

کیا تم ہر ایک اونچے مقام پر ایسی حالت میں ایک یادگار بناتے ہو کہ اس سے تم ایک عبث فعل کا ارتکاب کرتے ہو (کیونکہ ایسی یادگار دل میں بجز نام و نمود کے اور کوئی فائدہ نہیں۔ اور نام و نمود خود ایک لغو چیز ہے۔ نہ صرف لغو بلکہ سراسر مضر۔ چنانچہ تمہاری مضرت تو ظاہر ہے۔ اور دوسروں کی مضرت یہ ہے کہ ان سے ان کو انہماک فی الدنیا کی ترغیب ہوتی ہے۔ جس کا حاصل آخرت سے غفلت اور خدائے تعالیٰ سے بے تعلقی ہے) اور تم عالی شان عمارتیں بھی بناتے ہو۔ شاید تمہیں دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے (جس کیلئے یہ انتظام کیا جاتا ہے) اور (جب تم گرفت کرتے ہو تو جابرانہ طریق سے گرفت کرتے ہو (تمہاری یہ باتیں بہت بیجا ہیں) پس تم خدا سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور تم کو اس خدا سے ڈرنا چاہیے جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی ہے جن کو تم جانتے ہو یعنی جس نے تمہارے مویشیوں اور زمینوں اور باغوں اور چشموں سے مدد کی ہے کیونکہ (بصورت ترک تقویٰ) مجھے تم پر ایک بڑے (خطرناک) دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

فائدہ: ہود علیہ السلام کے اس وعظ سے ہمارے مدعیان اسلام روشن خیالوں کو سبق لینا چاہیے۔ جو یورپ کی تقلید میں ترقی وتمدن پر عاشق ہیں۔ اور مسلمان بادشاہوں کی دنیاوی ترقیوں پر فخر کرتے ہیں اور اس کو اسلام کی خوبی سمجھتے ہیں۔ اور ان کو غور سے دیکھنا چاہیے کہ خدا کا ایک رسول کس طرح اپنی قوم کو ان باتوں پر طعن کرتا ہے جن کو ان روشن خیالوں کی اصطلاح میں ترقی وتمدن کے نام سے پکارا جاتا ہے اور کس طرح ان کو شاہراہ ترقی سے ہٹا کر ان کے اصطلاحی معنی کے لحاظ سے وحشیانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

قوم کا حال اور انجام

خیر اس مخلصانہ نصیحت کے جواب میں) انہوں نے کہا کہ خواہ آپ ہمیں نصیحت کریں یا نہ کریں ہمیں دونوں یکساں ہیں (اور ہم کسی حالت میں اپنی ترقی وتمدن کو چھوڑ کر وحشیانہ زندگی بسر کرنے پر آمادہ نہیں ہوسکتے) یہ صرف پرانے لوگوں کی باتیں ہیں (جو تہذیب وتمدن سے ناآشنا تھے) اور ہمیں (ان باتوں پر) کوئی سزا نہیں دی جاسکتی (کیونکہ خدا تہذیب وتمدن کا دشمن اور وحشت وجہالت کا حامی نہیں ہوسکتا۔ سو انہوں نے ان کی تکذیب کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے انہیں غارت کردیا۔ ان (واقعات) میں (ہماری توحید وغیرہ کی) بڑی دلیل ہے۔ اور (باوجود اس کے) ان میں کے بہت سے لوگ ایمان لانے والے نہیں۔ اور یقیناً آپ کا رب بہت زبردست اور بڑا رحم والا ہے (کہ وہ ان کو مہلت دے رہا ہے۔ نیز)۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۴۱﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۴۲﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۴۵﴾ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿۱۴۶﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۱۴۷﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۵۳﴾ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿۱۵۷﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۵۸﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ: قوم ثمود نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں

چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمے ہے کیا تم کو ان ہی چیزوں میں بے فکری سے رہنے دیا جاوے گا جو یہاں (دنیا میں) موجود ہیں یعنی باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے خوب گوندھے ہوئے ہیں اور کیا (اسی غفلت کی وجہ سے) تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے (اور فخر کرتے ہوئے) مکان بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور ان حدود (بندگی) سے نکل جانے والوں کا کہنا مت مانو جو سرزمین میں فساد کیا کرتے ہیں اور (کبھی) اصلاح (کی بات) نہیں کرتے اُن لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے تم بس ہماری طرح کے ایک (معمولی) آدمی ہو (اور آدمی نبی ہوتا نہیں) سو کوئی معجزہ پیش کرو اگر تم (دعویٰ نبوت میں) سچے ہو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ ایک اونٹنی ہے پانی پینے کے لئے ایک باری اس کی ہے اور ایک مقرر دن میں ایک باری تمہاری (یعنی تمہارے مواشی کی اور ایک یہ ہے کہ اس کو برائی اور تکلیف دہی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو ایک بھاری دن کا عذاب آ پکڑے سو انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا (پھر جب آثار عذاب کے نمودار ہوئے تو اپنی حرکت پر) پشیمان ہوئے پھر (آخر) عذاب نے ان کو آ لیا بیشک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے اور باوجود اسکے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑا زبردست اور بہت مہربان ہے (کہ باوجود قدرت کے مہلت دیتا ہے)۔

قوم ثمود میں حضرت صالح علیہ السلام کی تبلیغ

تفسیر: قوم ثمود نے بھی رسولوں کی تکذیب کی (چنانچہ) جس وقت اس کے ہم قوم صالح نے ان سے کہا کہ کیا تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے (جو افعال شنیعہ کا ارتکاب کرتے ہو۔ تم کو ایسا نہ چاہیے) میں تمہارے لئے خدا کا امانت دار فرستادہ ہوں۔ لہٰذا تم کو خدا سے ڈرنا چاہیے۔ اور میرا کہنا ماننا چاہیے۔ اور میں تم سے اس (پیام رسانی) پر کوئی (مالی یا جاہی) معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ صرف رب العالمین کے ذمہ ہے (جس نے مجھے اس) پر مامور کیا ہے (پس تمہیں مجھ پر خود غرضی کا شبہ نہ ہونا چاہیے۔ تم سوچو تو سہی) کیا تم کو ان چیزوں میں جو یہاں ہیں۔ بے خطر چھوڑ دیا جائے گا۔ یعنی باغوں اور چشموں اور کھیتوں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے گنجان ہیں (ایسا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ایک روز تم کو ان چیزوں کو چھوڑنا اور اپنے خدا کے پاس حساب کتاب کیلئے جانا ہے) اور تم متکبرانہ طریق سے پہاڑوں میں ان کو تراش کر مکانات بناتے ہو (یہ بھی نہایت بیجا بات ہے) اس لئے تم کو خدا سے ڈرنا چاہیے۔ اور میرا کہنا ماننا چاہیے اور ان حد سے بڑھ جانے والوں کی بات نہ ماننی چاہیے۔ جو کہ زمین میں (اصلاح کے نام سے) فساد پھیلاتے ہیں۔ اور ذرا اصلاح نہیں کرتے ہیں۔

قوم کا جواب اور اس کا انجام: انہوں نے کہا کہ تم پر بڑا سخت جادو کر دیا گیا ہے (جس کی وجہ سے تم ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو۔ ارے یہاں کیسی حالت) تم بھی ایسے ہی آدمی ہو۔ جیسے ہم آدمی ہیں اچھا تو اگر تم سچے ہو (اور واقعی تمہارا دعوی رسالت صحیح ہے) تو (اس کے صدق کی) کوئی نشانی پیش کرو (اسکے جواب میں) انہوں نے (نشانی کے طور پر ایک اونٹنی پیش کی اور) کہا کہ یہ ایک اونٹنی ہے کہ (خدا کی جانب سے) ایک باری پانی پینے کی اس کی ہے اور ایک مقرر دن کی ایک باری پانی پینے کی تمہاری (پس تم اس تقسیم پر کاربند رہنا) اور اسے کسی برائی کے ساتھ ہاتھ بھی نہ لگانا کہ تمہیں ایک بڑے (ہولناک) دن کا عذاب آ پکڑے۔ سو انہوں نے (اس نصیحت پر بھی عمل

نہ کیا اور) اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پشیمان ہوئے۔ چنانچہ عذاب نے انہیں آ پکڑا (اور وہ فنا کر دیئے گئے) ان (واقعات) میں بھی (توحید وغیرہ کی) ایک بڑی نشانی ہے۔ اور (باوجود اس کے) ان میں سے بہت سے لوگ ایمان لانے والے نہیں اور یقیناً آپ کا پروردگار بہت ہی زبردست اور رحم والا ہے (جو ایسے سرکشوں کو باوجود قدرت کے سزا نہیں دیتا۔ نیز)۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾

ترجمہ: قوم لوطؑ نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی لوطؑ نے کہا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رالعالمین کے ذمہ ہے کیا تمام دنیا جہان والوں میں سے تم یہ (حرکت کرتے ہو کہ) مردوں سے بدفعل کرتے ہو اور تمہارے رب نے جو تمہارے لئے بیبیاں پیدا کی ہیں ان کو نظرانداز کئے رہتے ہو بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم حد (انسانیت) سے گزر جانے والے لوگ ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوطؑ اگر تم (ہمارے کہنے سننے سے) باز نہیں آ وَگے تو ضرور (بستی سے) نکال دیئے جاؤ گے لوط نے فرمایا کہ میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں لوطؑ نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھ کو اور میرے خاص متعلقین کو ان کے اس کام (کے وبال سے) نجات دے سو ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز ایک بڑھیا کے کہ وہ (عذاب کے اندر) رہ جانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کا (یعنی پتھروں کا) مینہ برسایا سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو (عذاب الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا بیشک اس (واقعہ) میں (بھی) عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

قوم لوطؑ کا حال

تفسیر: لوطؑ کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (چنانچہ) جس وقت ان کے ہم قوم لوطؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم (خدا سے) نہیں

ڈرتے (کہ برابر اس کی نافرمانی کررہے ہو۔ یہ بڑی بیجا بات ہے۔ اور) میں تمہارا امانت دار رسول ہوں۔ لہٰذا تم خدا سے ڈرو۔ اور میرا کہنا مانو۔ اور میں تم سے (اپنی) اس (خیر خواہی) پر کسی قسم کا (مالی یا جاہی) معاوضہ نہیں مانگتا (جس سے تم کو میری ذاتی غرض کا شبہ ہو) میرا معاوضہ صرف رب العالمین کے ذمہ ہے (جس نے مجھے اس خدمت پر مامور کیا ہے۔

بدفعلی پر نصیحت

انہوں نے نصیحت میں یہ بھی فرمایا کہ) کیا دنیا جہان میں تم (یہ نرالی حرکت کرتے ہو کہ) مردوں سے بدفعلی کرتے اور اپنے ان جوڑوں کو چھوڑتے ہو جن کو خدا نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے (کیا تمہارا یہ فعل جائز ہوسکتا ہے ہرگز نہیں) بلکہ تم (اس حرکت میں) حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔ انہوں نے کہا کہ اے لوطؑ اگر تو باز نہ آیا تو تجھے شہر بدر کر دیا جائے گا۔

حضرت لوطؑ کا جواب اور قوم کا حشر

انہوں نے کہا کہ (تم مجھے کہالو یا رکھو) میں ضرور تمہارے کام سے سخت متنفر ہوں۔ اے اللہ آپ مجھے اور میرے آدمیوں کو ان کاموں سے بچایئے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ سو ہم نے (ان کی دعا قبول کی اور) ان کو اور ان کے لوگوں کو سب کو بچالیا۔ بجز ایک بڑھیا کے جو باقی رہنے والوں میں تھی۔ اس کے بعد ہم نے دوسرے لوگوں کو ہلاک کیا اور ان پر (پتھروں کا) مینہ برسایا۔ سو (درحقیقت) نہایت برا مینہ تھا۔ ان لوگوں کا جن کو ڈرایا گیا تھا۔ ان واقعات میں (توحید وغیرہ کی) کی بڑی دلیل ہے۔ اور (باوجود اس کے) ان میں سے بہت سے لوگ ماننے والے نہیں ہیں۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ آپ کا رب بہت ہی زبردست اور رحم کرنے والا ہے (جو ان ہٹ دھرموں کو مہلت دے رہا ہے۔ ورنہ وہ ہرگز اس قابل نہ تھے۔ نیز)

كَذَّبَ أَصْحَٰبُ لْـَٔيْكَةِ ٱلْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ أَوْفُوا۟ ٱلْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا۟ مِنَ ٱلْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا۟ بِٱلْقِسْطَاسِ ٱلْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا۟ ٱلنَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَٱتَّقُوا۟ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلْجِبِلَّةَ ٱلْأَوَّلِينَ ۝ قَالُوٓا۟ إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ ٱلْمُسَحَّرِينَ ۝ وَمَآ أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ ٱلْكَٰذِبِينَ ۝ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّىٓ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ ٱلظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ۝

ترجمہ: اصحاب الایکہ نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان سے شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے تم لوگ پورا پورا ناپا کرو اور (صاحب حق کا) نقصان مت کیا کرو اور (اسی طرح تولنے کی چیزوں میں) سیدھی ترازو سے تولا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور سرزمین میں فساد مت مچایا کرو اور اس (خدائے قادر) سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے اور تم تو محض ہماری طرح (کے) ایک (معمولی) آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں سو اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو شعیب (علیہ السلام) بولے کہ تمہارے اعمال کو میرا رب (ہی) خوب جانتا ہے سو وہ لوگ (برابر) ان کو جھٹلاتے گئے پھر ان کو سائبان کے واقعہ نے آ پکڑا بیشک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا (اور) اس (واقعہ) میں (بھی) بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑی قوت والا بڑی رحمت والا ہے

بن کے رہنے والے اور حضرت شعیبؑ

تفسیر: بن (کے رہنے) والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (چنانچہ) جس وقت ان سے شعیبؑ نے کہا کہ کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے (کہ اس کی نافرمانی پر مصر ہو تم کو ایسا نہیں چاہیے۔ اور) میں تمہارا امانت دار رسول ہوں۔ لہٰذا تم کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور میرا کہنا ماننا چاہیے۔ اور میں تم سے کوئی (مالی یا جاہی) معاوضہ نہیں مانگتا (کہ تم کو مجھ پر خود غرضی کا شبہ ہو) میرا معاوضہ صرف رب العالمین کے ذمہ ہے۔ تم لوگ پورا ناپا کرو اور گھاٹا دینے والے نہ بنو اور صحیح ترازو سے تولو۔ اور لوگوں سے ان کی چیزیں کم نہ کرو۔ اور زمین میں فساد نہ مچایا کرو۔ اور اس (خدا) سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلی مخلوق کو پیدا کیا۔

قوم شعیبؑ کا جواب اور اس کا نتیجہ

(اس کے جواب میں) انہوں نے کہا کہ تم پر تو بڑا زبردست جادو کیا ہوا ہے اور تم (ہرگز رسول نہیں بلکہ) ایسے ہی آدمی ہو جیسے ہم اور ہم یقیناً تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اچھا اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دو۔ انہوں نے کہا کہ میرا رب ان کاموں کو خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو (اس لئے وہ جو سزا دینا اور جس وقت دینا مناسب سمجھے گا وہ سزا اور اس وقت دے گا میرے اختیار میں یہ بات نہیں ہے) خیر انہوں نے تکذیب کی جس پر ابر کے دن کے عذاب نے آ پکڑا (تم اس عذاب کو معمولی نہ سمجھنا)۔ یقیناً وہ ایک بڑے (ہیبت ناک) دن کا عذاب تھا (خیر یہ واقعات تھے جو بیان کئے گئے) ان (واقعات) میں (ہماری توحید وغیرہ کی) بہت بڑی دلیل ہے۔ اور (باوجود اس کے) ان میں سے بہت سے لوگ ایمان لانے والے نہیں اور یقیناً آپ کا رب نہایت زبردست اور بڑا رحم کرنے والا ہے (جو ان منکروں کو فوراً سزا نہیں دیتا ورنہ وہ ہرگز اس قابل نہ تھے۔ خیر یہ استطرادی مضامین تھے۔ اب اصل مقصود کی طرف عود کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس جو نئی نصیحت بھی آتی ہے اس سے یہ لوگ اعراض ہی کرتے ہیں جس کا منشا یہ ہے کہ وہ اس کو منجانب اللہ نہیں سمجھتے۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ

مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا

مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾

ترجمہ: اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے تا کہ آپ (بھی) منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں اور اس (قرآن) کا
ذکر پہلی امتوں کی (آسمانی) کتابوں میں (بھی) ہے کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس (پیشین گوئی)
کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں اور اگر (بالفرض) ہم اس (قرآن) کو کسی عجمی (غیر عربی) پر نازل کر دیتے پھر وہ (عجمی)
ان کے سامنے پڑھ بھی دیتا یہ لوگ (بوجہ غایت عناد کے) تب بھی اس کو نہ مانتے ہم نے اسی طرح (شدت واصرار کے
ساتھ) اس ایمان نہ لانے کو ان نافرمانوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے یہ لوگ اس (قرآن) پر ایمان نہ لاویں گے جب
تک کہ سخت عذاب کو (مرنے کے وقت) برزخ میں یا آخرت میں) نہ دیکھ لیں گے جو اچانک ان کے سامنے آ کھڑا ہو گا
اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہوگی پھر (اس وقت جان کے بچانے کو) کہیں گے کہ کیا (کسی طور پر) ہم کو (کچھ) مہلت
مل سکتی ہے کیا (ہماری وعیدوں کو سن کر) یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں اے مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم ان کو چند
سال تک عیش میں رہنے دیں پھر جس (عذاب) کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آ پڑے تو ان کا وہ عیش کس کام آ سکتا
ہے اور جتنی بستیاں (منکرین کی) ہم نے (عذاب سے) غارت کی ہیں سب میں نصیحت کے واسطے ڈرانے والے
(پیغمبر) آئے (جب نہ مانا تو عذاب نازل ہوا) اور ہم (صورۃً بھی) ظالم نہیں ہیں اور اس (قرآن) کو شیاطین لے کر
نہیں آئے اور یہ ان (کی حالت) کے مناسب ہی نہیں اور وہ اس پر قادر بھی نہیں کیونکہ وہ شیطان (وحی آسمانی) سننے سے
روک دیئے گئے ہیں سو (اے پیغمبر) تم خدا کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کبھی تم کو سزا ہونے لگے۔

حقیقت قرآن پاک اور کافروں کے شبہات کے جوابات

تفسیر: اور حقیقت یہ ہے کہ وہ رب العالمین کی نازل کی ہوئی ہے جس کو صاف عربی زبان میں لے کر ایک امانت دار فرشتہ (جبرئیل) آپ کے قلب پر اس غرض سے آیا ہے کہ آپ (دوسرے انبیاء کی طرح لوگوں کو ان کے افعال کے برے نتائج سے) ڈرانے والے ہوں اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ (وہ کوئی نئی چیز نہیں جس سے وحشت ہو۔ یا اس پر اختراع افتراء کا احتمال ہو۔ بلکہ) وہ پہلی امتوں کی کتابوں میں موجود ہے (یوں بھی کہ ان میں اس کی پیشین گوئی ہے۔ اور یوں بھی کہ اس میں اصولی باتیں وہی ہیں جو پہلی کتابوں میں تھیں) اور کیا ان کے لئے (اس کے منجانب اللہ ہونے کی) یہ بڑی دلیل نہیں ہے کہ اس کو اپنی کتابوں وغیرہ کے ذریعہ سے) علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں (چنانچہ وہ اس کی تصدیق کر کے مسلمان ہوتے ہیں اور جو منکر ہیں وہ محض عناد سے انکار کرتے ہیں۔ ورنہ جانتے وہ بھی ہیں جس کی کھلی دلیل یہ ہے کہ وہ مناظرہ میں یا تو مقابلہ پر ہی نہیں آتے یا مقابلہ پر آ کر مغلوب ہوتے ہیں۔ ان کے ایمان نہ لانے کا یہ عذر کہ یہ قرآن مدعی رسالت کی مادری زبان میں ہے۔ اس لئے یہ اطمینان نہیں ہو سکتا کہ یہ خدا کا نازل کیا ہوا ہے بلکہ اس کے خود ساختہ ہونے کا قوی شبہ ہے۔ محض لایعنی ہے۔ کیونکہ پہلے انبیاء پر ان ہی کی زبان میں وحی آئی ہے۔) اور اگر بالفرض ہم اس کو کسی عجمی پر نازل کرتے جس پر وہ ان کو پڑھ کر سنا تا تو اس وقت بھی یہ لوگ اسے ماننے والے نہ تھے (کیونکہ اس وقت وہ یہ شبہ کرتے کہ رسول عجمی اور کتاب عربی یہ کیسی بے جوڑ بات ہے ہر نبی پر اسی کی زبان میں وحی آئی ہے۔ نہ کہ غیر زبان میں پھر یہ نبی کیسا ہے کہ اسے دوسری زبان میں وحی ہوئی دیکھئے) یوں ہم نے اس (تکذیب) کو مجرمین کے دلوں میں پیوست کر دیا ہے (کہ وہ ہر پہلو میں شبہات نکالتے ہیں اور تکذیب کرتے ہیں چنانچہ) یہ لوگ اس پر ایمان نہ لائیں گے تا آنکہ وہ سخت تکلیف دہ عذاب کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں۔ اور وہ ان کے پاس اچانک ایسی حالت میں آ جائے کہ انہیں خبر بھی نہ ہو۔

عذاب الٰہی: اور اس پر وہ یہ کہیں آیا ہمیں مہلت دی جائے گی (کہ ہم اس کی تصدیق کریں اور اس کے احکام پر عمل کریں) ہاں تو کیا وہ (عذاب کا ذکر سن کر اس کا انکار کرتے۔ اور براہ انکار) ہمارے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں (ہاں وہ ضرور ایسا کرتے ہیں۔ اور منشا اس کا یہ ہے کہ ان کو مہلت دی جا رہی ہے۔ اور اب تک عذاب نہیں بھیجا گیا۔ اور اس تاخیر سے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ عذاب کا قصہ محض غلط ہے) بھلا دیکھو تو سہی۔ اگر ہم انہیں اور چند سال منافع دنیا سے متمتع رکھیں اس کے بعد ان کے پاس وہ عذاب آئے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو وہ ان کا ان سے متمتع کیا جانا ان کے کیا کام آئے گا (کچھ بھی نہیں۔ پس جبکہ مزید مہلت بھی ان سے عذاب کو نہیں ٹال سکتی۔ تو موجودہ مہلت ان سے اس کو کیسے دفع کر سکتی ہے اور جب کہ نہیں کر سکتی تو محض مہلت کی بنا پر ان کا یہ خیال پکا لینا کہ اب عذاب نہ آئے گا۔ کیونکر صحیح ہے۔ الغرض ان کا یہ خیال محض غلط ہے)۔

تاخیر عذاب کا منشا: اور (تاخیر عذاب کا منشا پورے طور پر اتمام حجت ہے۔ چنانچہ) ہم نے پہلے بھی کسی بستی کو تباہ نہیں کیا۔ بجز اس حالت کے کہ اس کے لئے نصیحت کی غرض سے ڈرانے والے ہوں۔ (پس جب کہ ان ڈرانے والوں نے خوب ڈرایا۔ اور ان لوگوں پر ان کی باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا اور پورے طور پر اتمام حجت ہو چکا۔ اس وقت ہم نے انہیں ہلاک کیا) اور ہم ظالم نہ تھے (کہ بلا وجہ ان کو ہلاک کرتے۔ خیر یہ مضامین استطرادی تھے۔ اور کہنا ہم کو یہ ہے کہ یہ قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے۔ نہ اس کو رسول نے از خود بنایا ہے) اور نہ اسے شیاطین آسمان سے لائے ہیں۔ اور نہ اس کو لانا ان کے مناسب حال ہے (کیونکہ یہ سراپا ہدایت ہے اور ان کا کام گمراہ کرنا

پھر یہ ان کے مناسب حال کیونکر ہوسکتا ہے) اور (علاوہ اس کے) وہ ایسا کر بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ آسمانی باتوں کے سننے سے علیحدہ کردیئے گئے ہیں (چنانچہ جب کوئی ان سے آسمانی باتیں سننا چاہتا ہے تو شہاب ثاقب سے اس کی خبر لی جاتی ہے) پس (جبکہ یہ خدا کی نازل کی ہوئی ہے جس کو ایک امانت دار فرشتہ لایا ہے تو اے رسول) آپ کو چاہیے کہ (اس کی تعلیم پر بے دغدغہ عمل کریں اور) خدا کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں کہ آپ کو ایسا کرنے پر سزا دی جائے (کیونکہ ایسا کرنا نہایت شدید جرم ہے جس سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں)۔

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۱۵﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿۲۱۹﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۲۲۴﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿۲۲۵﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿۲۲۶﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴿۲۲۷﴾

ترجمہ: اور (اس مضمون سے) آپ (سب سے پہلے) اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے اور ان لوگوں کے ساتھ (تو مشفقانہ) فروتنی سے پیش آیئے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلیں اور اگر یہ لوگ) جن کو آپ نے ڈرایا ہے) آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے افعال سے بیزار ہوں اور آپ خدائے قادر رحیم پر توکل رکھئے جو آپ کو جس وقت کہ آپ (نماز کیلئے) کھڑے ہوتے ہیں اور (نیز نماز شروع کرنے کے بعد) نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) کیا میں تم کو بتلاؤں کہ کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں (سنو) ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو (پہلے سے) دروغ گفتار بڑے بدکردار ہوں اور جو (شیاطین کی خبریں سننے کے لئے) کان لگا دیتے ہیں اور وہ بکثرت جھوٹ بولتے ہیں اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں اے مخاطب کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ (شاعر) لوگ (خیالی مضامین کے) ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انہوں نے اپنے اشعار میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور انہوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا ہے (اس کا) بدلہ لیا اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جاوے گا جنہوں نے (حقوق اللہ وغیرہ میں) ظلم کر رکھا ہے کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔

رشتہ داروں کو سمجھانے کا حکم

تفسیر : اور آپ اپنے قریب رشتہ داروں کو بھی ڈرائیں تا کہ وہ اس جرم شدید سے باز آئیں اور سزا سے محفوظ رہیں۔ اور ان مومنین سے جھک کر ملیں جو آپ کا اتباع کریں اب اگر لوگ (آپ پر ایمان نہ لائیں اور اس باب میں) آپ کی نافرمانی کریں تو آپ کہہ دیں کہ مجھے تمہارے کام سے کوئی سروکار نہیں (تم جانو تمہارا کام جانے) اور (گو اس اعلان توحید و ذم شرک و اظہار نفرت من المشرکین سے لوگوں میں اشتعال پیدا ہوگا۔ اور وہ در پے آزار ہوں گے۔ مگر آپ اس کی کچھ پروا نہ کریں) اور رحمت والے اور زبردست خدا پر بھروسہ رکھیں۔ جو کہ آپ کو بھی اس وقت دیکھتا ہے جب کہ آپ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کے نمازیوں کے ساتھ نشست و برخاست کو بھی کیونکہ وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ (جس سے نہ آپ کی کوئی بات مخفی ہے نہ دوسرے کی اور جب کہ وہ آپ کی حالت سے واقف بھی ہے۔ اور آپ پر مہربان بھی ہے۔ اور آپ کو نفع پہنچانے پر قدرت بھی رکھتا ہے۔ تو آپ کا اس پر بھروسہ کرنا بالکل معقول ہے۔

شیاطین کا نزول: اب گفتگو کا رخ بدل کر منکرین سے خطاب فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے منکرو! اور تنزیل رب العلمین کو القاء شیاطین بتلانے والو!) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں (اچھا سنو) وہ ہر ایسے شخص پر نازل ہوتے ہیں۔ جو نہایت جھوٹ بولنے والا اور گنہگار ہو (چنانچہ) یہ لوگ (شیاطین کی بات کو) کان لگا کر سنتے ہیں اور بہت سے ان میں جھوٹے ہیں (جو کہ ایک بات سن کر دس ان میں اپنی طرف سے لگاتے ہیں۔ برخلاف ہمارے رسول کے کہ وہ ان باتوں سے پاک ہیں پھر ان پر نزول شیاطین کیونکر ہو سکتا ہے)۔

شعراء کا حال: اور (تمہارا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ یہ شاعر ہے کیونکہ شعراء کی راہ پر وہی چلتے ہیں جو صحیح راستہ سے بھٹکے ہوئے ہوں (چنانچہ) کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ ہر وادی میں سرگردان ہوتے ہیں (چنانچہ کبھی وہ ایک شخص کی مدح کرتے ہیں۔ اور کبھی اسی کی ہجو کرتے ہیں۔ اور کبھی رندانہ اور اوباشانہ مضامین کہتے ہیں اور کبھی ان کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ غرض کہ ان کا کوئی خاص مسلک نہیں ہوتا بلکہ وہ سراسر تبع ہوا اور پابند تخیل ہوتے ہیں) اور (اس کے علاوہ ان میں ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں (چنانچہ جب وہ اپنے ذاتی اوصاف بیان کرتے ہیں تو محض جھوٹی باتیں بیان کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کی روش پر وہی چل سکتا ہے جو گمراہ ہو۔ پھر ہمارا رسول جو ان باتوں سے منزہ ہے شاعر کیونکر ہو سکتا ہے۔ خیر او پر کہا گیا ہے کہ شعراء کے طریق کی پیروی وہی کرتے ہیں جو گمراہ ہیں۔

مسلمان شعراء کا استثناء: اور یہ مضمون چونکہ بظاہر شامل ہے شعراء اسلام کو بھی اور اس سے بظاہر ان کا گمراہ ہونا بھی مفہوم ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ مضمون تمام لوگوں کو شامل ہے) باستثناء ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو اچھے کام کرتے ہیں۔ اور خدا کی بہت یاد کرتے ہیں اور بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اپنا انتقام لیتے ہیں (سو یہ لوگ گمراہ نہیں ہیں کیونکہ ان میں منشاء گمراہی جو کہ اتباع ہوا۔ پیری تخیل ہے متحقق نہیں ہے۔ الغرض ان تمام مضامین سے ثابت ہوا کہ رسول کی پیروی سے انحراف کیلئے جو عذر ان کے پاس ہیں۔ وہ محض لایعنی ہیں۔ اور ان کا یہ انحراف سراسر ظلم ہے) اور عنقریب ان ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسا[1] زبردست پلٹا کھاتے ہیں (اور ان کی حالت کیا سے کیا ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ دنیا میں ذلیل وخوار ہوئے اور آخرت میں معذب فی النار ہوں گے۔

---

[1] ای منقلب مفعول مطلق ولیس بظرف فافہم ۱۲

سُورَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَّتِسْعُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۙ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿۶﴾ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۷﴾

فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸﴾ يٰمُوْسٰٓى

اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ﴿۹﴾ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا

وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۰﴾ ڰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ

حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ

فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ۚ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع

سورۂ نمل مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترانوے (۹۳) آیتیں اور سات رکوع ہیں

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ طٰسٓ یہ آیتیں (جو آپ پر نازل کی جاتی ہیں) قرآن کی اور ایک واضح کتاب کی ہیں یہ (آیتیں) ایمان والوں کے لئے (موجب) ہدایت اور مژدہ سنانے والی ہیں جو (مسلمان) ایسے ہیں کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر (پورا) یقین رکھتے ہیں (یہ تو ایمان والوں کی صفت ہے اور) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال بد ان کی نظر میں مرغوب کر رکھے ہیں سو وہ (اپنے اس جہل مرکب میں حق سے دور) بھٹکتے پھرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے (مرنے کے وقت بھی) سخت عذاب ہے اور وہ لوگ آخرت میں (بھی) سخت خسارہ میں ہیں (کہ کبھی نجات نہ ہوگی) اور آپ کو بالیقین ایک بڑے حکمت والے علم والے کی جانب سے قرآن دیا جا رہا ہے (لہٰذا آپ ان کے انکار سے غمگین نہ ہوجئے) (اس وقت کا قصہ یاد کیجئے)

جبکہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی (جا کر) وہاں سے یا تو راستہ کی کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس (وہاں سے) آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں تا کہ تم سینک لو سو جب اس (آگ کے پاس پہنچے تو ان کو (منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ جو اس آگ کے اندر ہیں (یعنی فرشتے) ان پر بھی برکت ہو اور جو اس کے پاس ہے (یعنی موسیٰ) اس پر بھی (برکت ہو یہ دعا بطور تحیہ وسلام کے ہے) اور اللہ رب العالمین پاک ہے اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں (جو بے کیف کلام کر رہا ہوں) اللہ ہوں زبردست حکمت والا اور (اے موسیٰ) تم اپنا عصا (زمین پر) ڈال دو سو جب انہوں نے اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ ہو تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی تو نہ دیکھا (ارشاد ہوا کہ) اے موسیٰ ڈرو نہیں اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے ہاں مگر جس سے کوئی قصور (یعنی لغزش سرزد) ہو جاوے پھر برائی (ہو جانے) کے بعد بجائے اس کے نیک کام کرلے (یعنی توبہ کرلے) تو میں مغفرت والا رحمت والا ہوں اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ (اور پھر نکالو تو) وہ بلا کسی عیب (یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے روشن ہو کر نکلے گا نو معجزوں میں سے (جن کے ساتھ تم کو) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجا جاتا ہے کیونکہ) وہ بڑے حد سے نکل جانے والے لوگ ہیں غرض جب ان لوگوں کے پاس ہمارے (دیئے ہوئے) معجزے پہنچے جو نہایت واضح تھے تو وہ لوگ (ان سب کو دیکھ کر بھی) بولے یہ صریح جادو ہے اور (غضب تو یہ تھا کہ) ظلم اور تکبر کی راہ سے ان (معجزات) کے (بالکل) منکر ہو گئے حالانکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کرلیا تھا سو دیکھئے کیسا (برا) انجام ہوا ان مفسدوں کا۔

قرآن پاک

تفسیر: یہ (جو تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں) قرآن اور ایک واضح کتاب کی آیتیں ہیں بحالیکہ وہ ہدایت اور بشارت (دینے والی) ہیں۔ ان مومنوں کو جو کہ باقاعدہ نماز ادا کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہی آخرت پر (صحیح طور پر) یقین رکھتے ہیں۔ (اور اس لئے ان تمام اعتقادیات وعملیات پر کاربند ہیں۔ جو آخرت میں ان کیلئے کارآمد ہیں اور برخلاف ان کے) جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے ان کیلئے ہم نے (ان کے سوء اختیار کی بنا پر) ان کے اعمال (قبیحہ) کو آراستہ کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ (انہی اعمال قبیحہ میں) سرگرداں ہیں (اور اس لئے نہ وہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ زکوۃ دیتے ہیں۔ اور نہ ان آیات کی ہدایتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے (بجائے بشارت کے) سخت عذاب ہے۔ اور وہ آخرت میں سراسر خسارہ میں ہوں گے۔ اور (یہ تمام باتیں یقینی ہیں کیونکہ یہ آیات قرآنی ہیں۔ اور (اس میں شک نہیں کہ تم کو قرآن ایک بڑے حکمت والے اور بڑے جاننے والے (حق سبحانہ) کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ (لہٰذا یہ بیان ہے حکیم وعلیم کا۔ اور اس لئے اس کی صحت ضروری ہے۔

گزشتہ قوموں کے واقعات

اب ہم اس مقام پر امم ماضیہ کے چند قصے بیان کرتے ہیں جن سے چند باتیں مقصود ہیں۔ اول یہ کہ تمہاری رسالت اور وحی کوئی نئی چیز نہیں بلکہ تم سے پہلے اور رسول بھی ہو چکے ہیں۔ دوم یہ کہ جس طرح تمہاری تکذیب کی گئی ہے یوں ہی ان کی بھی کی گئی تھی سوم یہ کہ جس طرح ان مکذبین کا برا انجام ہوا یوں ہی تکذیبین کا بھی ہوگا۔ چہارم یہ کہ یہ دلائل ہیں تمہاری نبوت کے۔ کیونکہ تم بغیر اس لئے کہ تم نے ان

واقعات کو خود پڑھا یا یا سنا ہو۔ صحیح صحیح بیان کرتے ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم یہ باتیں وحی سے کہتے ہو۔ اچھا اب وہ واقعات سنو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

پہلا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ) جس وقت موسیٰ نے (مدین سے مع اپنے اہل وعیال کے واپس ہوتے ہوئے۔ ایک طرف ایک آگ سی روشن دیکھ کر) اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ محسوس کی ہے۔ (تم یہیں ٹھہرو) میں تمہارے پاس یا تو اس کی کوئی خبر لاؤں گا۔ (کہ یہ کیسی آگ ہے۔ اور کیوں جل رہی ہے وغیرہ) یا (اگر مل سکا تو) میں تمہارے پاس اس کا کوئی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا شعلہ لاؤں گا۔ ممکن ہے کہ (اگر وہ مل جائے تو) تاپ لو (اب وہ اس آگ کی طرف روانہ ہوگئے۔ پس) جب کہ وہ اس کے پاس آئے تو ان کو (حق تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز دی گئی کہ برکت ہو ان پر جو اس آگ میں ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں (جن میں تم بھی ہو) اور پاک ہے (جملہ نقائص سے) وہ خدا جو پروردگار عالم ہے اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں (خطاب کرنے والا) خدائے زبردست اور بڑا حکمت والا ہوں (لہٰذا تم میری باتوں کو غور سے سنو اور ان پر عمل کرو)۔

معجزات کا عطیہ

اور تم اپنی لاٹھی ہاتھ سے چھوڑ دو (چنانچہ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور لاٹھی ہاتھ سے چھوڑ دی۔ جس پر وہ سانپ بن گئی) پس جب کہ انہوں نے اس کو یوں لہراتے دیکھا جیسے کہ وہ ایک اصلی سانپ ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ اور پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھا (اس پر ہم نے کہا کہ) اے موسیٰ تم ڈرومت میری حالت یہ ہے کہ میرے یہاں پیغمبروں کو کچھ ڈر نہیں۔ ہاں جو کوئی بیجا بات کرے اس کے بعد وہ بجائے برائی کے نیک کام کرلے (جیسے توبہ و استغفار) تو (اس کیلئے اس کے بیجا حرکت کرنے کے سبب ضرور ڈر کی بات تھی۔ لیکن) میں بہت بڑا بخشنے والا اور بہت بڑا رحم والا ہوں۔ (اس لئے اس کے واسطے بھی کوئی ڈر کی بات نہیں۔ اور یہ شق کہ کوئی بیجا بات کر کے اس پر مصر رہے۔ سو چونکہ مرسلین میں یہ بات مفقود ہے اس لئے قابل ذکر نہیں) اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو۔ وہ بلا کسی مرض کے سفید نکلے گا (یہ دونوں) ان نشانیوں میں (شامل تھے جو) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجی گئی تھیں۔ کیونکہ) یقیناً وہ سخت نافرمان لوگ تھے (الغرض موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس وہ نشانیاں لائے)۔

قوم کی بدعقلی اور انجام

پس جب کہ ان کے پاس ہماری نشانیاں ایسی حالت میں آئیں۔ کہ وہ نہایت واضح تھیں تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔ اور وہ از راہ ظلم و تکبر ان کے منکر ہوگئے۔ حالانکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کر لیا تھا۔ پھر دیکھو کہ ان فساد پیشہ لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا (چنانچہ جو انجام ہوا وہ سب کو معلوم ہے کہ ان کو غرق کر دیا گیا۔ بس ایسا ہی انجام ان مکذبین کا ہوگا)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ
عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ
وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ

الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۱۷﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ: اور ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو (شریعت اور ملک داری کا) علم عطا فرمایا اور ان دونوں نے (ادائے شکر کیلئے) کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے سزاوار ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی اور داؤد (علیہ السلام کی وفات کے بعد ان) کے قائم مقام سلیمانؑ ہوئے اور انہوں نے (اظہار شکر کے لئے) کہا کہ اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی (سمجھنے) کی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو (سامان سلطنت کے متعلق) ہر قسم کی (ضروری) چیزیں دی گئی ہیں واقعی یہ (اللہ تعالیٰ کا) صاف فضل ہے اور سلیمانؑ کے لئے (جو) ان کا لشکر جمع کیا گیا (تھا ان میں) جن بھی (تھے اور انسان بھی اور پرندے بھی (جو کسی بادشاہ کے مسخر نہیں ہوتے) اور (پھرتے بھی اس کثرت سے کہ) ان کو (چلنے کے وقت) روکا جاتا تھا یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے (دوسری چیونٹیوں سے) کہا کہ اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو کہیں تم کو سلیمانؑ اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں سو سلیمانؑ اس کی بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے میرے رب مجھ کو اس پر بھی مداومت دیجئے کہ میں آپ کی نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور (اس پر بھی مداومت دیجئے کہ) میں نیک کام کروں جس سے آپ خوش ہوں اور مجھ کو اپنی رحمت (خاصہ) سے اپنے (اعلیٰ درجہ کے) نیک بندوں میں داخل رکھیے۔

واقعہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام

تفسیر: اور (دوسرا واقعہ داؤدؑ اور سلیمانؑ کا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ) ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم (نبوت) عطا کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو (نبوت و علم عطا کر کے) بہت سے مومنوں پر فوقیت عطا فرمائی (سو داؤد اپنے زمانہ میں اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہے بالآخر ان کا زمانہ ختم ہوا) اور سلیمانؑ داؤدؑ کے جانشین ہوئے[1]۔

حضرت سلیمانؑ کو جانوروں کی بولیوں کا فہم

اور انہوں نے کہا کہ اے لوگو! ہم کو جانوروں کی بولی سکھلائی گئی ہے۔ اور ہر قسم کا سامان عطا کیا گیا ہے یقیناً یہ (خدا کا) کھلا ہوا انعام ہے (ہم پر) اور سلیمانؑ کیلئے جنوں اور آدمیوں اور پرندوں کی فوجیں فراہم کی گئیں چنانچہ اب ان کو روکا جا رہا ہے (تا کہ سب اکٹھے ہو کر

---

[1] اس ترجمہ سے رافضیوں کا وہ اعتراض دور ہو گیا کہ جب قرآن میں ورث سلیمانؑ داؤدؑ موجود ہے تو حدیث نحن معاشر الانبیاء لانورث کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وارثت سے یہاں خلافت مراد ہے نہ کہ وراثت متعارفہ۔ جیسے وکنا نحن الوارثین میں ۱۲

روانہ ہوں۔ پس جب کہ سب اکٹھے ہو گئے۔ تو اب روانگی ہوئی اور سلیمان اپنے لاؤ لشکر سمیت چلے) یہاں تک کہ جس وقت وہ چیونٹیوں کے میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو! تم سب اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اس کا لشکر تمہیں ایسی حالت میں کچل ڈالے کہ انہیں اس کا احساس نہ ہو۔ پس جب کہ سلیمانؑ نے اس کی یہ بات سنی تو) وہ اس کی بات سے ہنستے ہوئے مسکرائے اور کہا کہ اے میرے پروردگار آپ مجھے اس حالت پر قائم رکھئے کہ میں آپ کی اس نعمت کا شکر کرتا رہوں جو آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور اس پر بھی کہ میں برابر وہ نیک کام کرتا رہوں جسے آپ پسند فرماتے ہیں۔ اور آپ مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل کیجئے۔ (اس واقعہ سے ان مکذبین کو سبق حاصل کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ جب سلیمانؑ جیسے بادشاہ کی حق تعالیٰ کی جناب میں یہ حالت ہے تو ان مکذبین کی بالاولیٰ یہ حالت ہونی چاہیے۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ اذْهَبْ بِكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾

ترجمہ: اور (ایک بار یہ قصہ ہوا کہ) سلیمانؑ نے پرندوں کی حاضری لی تو (ہدہد کو نہ دیکھا) فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے میں اس کو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ کوئی صاف حجت (اور عذر حاضری کا) میرے سامنے پیش کرے۔ سو تھوڑی ہی دیر میں وہ آ گیا اور (سلیمانؑ سے) کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی اور (اجمالی بیان اس کا یہ ہے کہ) میں آپ کے پاس قبیلہ سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اس کو (سلطنت کے لوازم میں سے) ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا (اور قیمتی) تخت ہے میں نے اس کو اور اس (عورت) کی قوم کو

پایا کہ وہ خدا کی عبادت کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے (ان) اعمال (کفریہ) کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور ان کو راہ (حق) سے روک رکھا ہے سو وہ راہ (حق) پر نہیں چلتے کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا قادر ہے کہ) آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو (جن میں بارش اور نباتات بھی ہے) باہر لاتا ہے اور (ایسا عالم ہے کہ) تم لوگ جو کچھ (دل میں) پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ زبان وغیرہ سے) ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے (پس اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے سلیمانؑ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے (اچھا) میرا یہ خط لے جا اور اس کو اس کے پاس ڈال دینا پھر ذرا (وہاں سے) ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال و جواب کرتے ہیں بلقیس (نے پڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کے لئے) کہا کہ اے اہل دربار میرے پاس ایک خط (جس کا مضمون نہایت) باوقعت (ہے) ڈالا گیا ہے وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ (مضمون) ہے (اول) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) اور اس کے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب اعیان سلطنت جن کے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔

ہدہد کی غیر حاضری اور قوم سبا کا انکشاف

تفسیر: خیر ایک واقعہ تو یہ تھا) اور (دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز) انہوں نے پرندوں کا جائزہ لیا تو (ہدہد کو نہ دیکھا۔ اس پر) کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ یا وہ غیر حاضر ہی ہے (خیر) میں اسے (اس غیر حاضری کی بابت (سخت سزا دوں گا۔ یا اسے ذبح کروں گا۔ یا وہ کوئی کھلی حجت پیش کرے (جس سے اس کی غیر حاضری کی معقولیت ثابت ہو)۔ سو جو کچھ دیر وہ غیر حاضر رہا۔ اس کے بعد (وہ حاضر ہوا اور) اس نے کہا کہ میں نے وہ بات معلوم کی ہے جو آپ کو معلوم نہیں۔ اور میں قوم سبا کے متعلق ایک یقینی خبر آپ کے پاس لایا ہوں (وہ خبر یہ ہے کہ) میں نے ایک عورت کو ان پر حکومت کرتے پایا ہے اور اس کو ہر قسم کا سامان دیا گیا ہے۔ اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے پایا ہے۔ اور شیطان نے ان کیلئے انکے اعمال کو آراستہ کر رکھا ہے اور اس ذریعہ سے اس نے ان کو خدا کی راہ سے روک رکھا ہے۔ چنانچہ انہیں سیدھا راستہ نہیں ملتا کہ وہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے۔ جو کہ آسمانوں اور زمین میں پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے۔ اور ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جن کو تم چھپاتے ہو۔ اور ان کی بھی جن کو تم ظاہر کرتے ہو۔ (پس یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ) اللہ کی یہ صفت ہے کہ کوئی معبود نہیں بجز[1] اس مالک عرش عظیم کے (پس جو لوگ دوسروں کو پوجیں گے وہ ضرور غلطی کریں گے۔

حضرت سلیمانؑ کا مکتوب گرامی

ہدہد کی یہ گفتگو سن کر سلیمان علیہ السلام نے) کہا کہ ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے (اچھا) تو میرا یہ خط لیجا اور اسے ان کی طرف ڈال دینا۔ پھر وہاں سے ہٹ جانا۔ اور دیکھنا کہ وہ کیا گفتگو کرتے ہیں (چنانچہ ہدہد وہ خط لے گیا۔ اور سلیمان

[1] ضمیر کے موصوف نہ ہونے پر نحاۃ بصرہ کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے اس لئے میں نے اس کو موصوف بنایا ہے ۱۲

علیہ السلام کی ہدایت کے موافق عمل کیا۔ خط کو دیکھ کر ملکہ نے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا اور) کہا کہ اے ارکان دولت میری طرف ایک باوقعت خط ڈالا گیا ہے (مگر یہ معلوم نہیں کہ کس نے ڈالا ہے) وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے (لکھا ہوا) اور خدائے رحمٰن ورحیم کے نام سے (شروع کیا ہوا) ہے (بدیں مضمون کہ) تم کو میرے مقابلہ میں تکبر نہ کرنا چاہیے اور میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہونا چاہیے۔

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ
اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً
اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ
فَنٰظِرَةٌ ۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ
خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ
لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا
قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ
عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا
رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا
يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾

ترجمہ: بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار تم مجھ کو میرے اس معاملہ میں رائے دو (کہ مجھ کو سلیمانؑ کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور) میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو وہ کہنے لگے کہ ہم بڑے طاقت ور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور (آئندہ) اختیار تم کو ہے سو تم ہی (مصلحت) کو دیکھ لو جو کچھ (تجویز کر کے) حکم دینا ہو بلقیس کہنے لگی کہ والیان ملک (کا قاعدہ ہے کہ) جب کسی بستی میں (مخالفانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو (ان کا زور گھٹانے کیلئے) ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے اور میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ وہ فرستادے (وہاں سے) کیا (جواب) لے کر آتے ہیں سو جب وہ فرستادہ سلیمانؑ کے پاس پہنچا (اور تحفے پیش کیے تو سلیمانؑ نے) فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو سو (سمجھ رکھو کہ) اللہ نے جو کچھ مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہو گے (سو یہ تحفے ہم نہ لیں گے) تم (ان کو لے کر) ان لوگوں کے پاس لوٹ

جاؤ ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ہم ان کو وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ (ہمیشہ کے لئے) ماتحت ہو جاویں گے سلیمانؑ (کو وحی سے یا اور کسی مخبر وغیرہ کے ذریعہ سے اس کا چلنا معلوم ہوا تو انہوں) نے فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آویں حاضر کر دے ایک قوی ہیکل جن نے جواب میں عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور (گو وہ بڑا بھاری ہے مگر) میں اس (کے لانے) پر طاقت رکھتا ہوں اور گو وہ بڑا قیمتی مرصع جواہرات ہے سے ہے مگر امانت دار (بھی) ہوں جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے (اس جن سے) کہا کہ میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کھڑا کر سکتا ہوں پس جب سلیمان علیہ السلام نے اس کو اپنے روبرو رکھا دیکھا تو (خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدانخواستہ) ناشکری کرتا ہوں اور (ظاہر ہے کہ) جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے۔

مکتوب سلیمانیؑ پر قوم سبا کی پارلیمنٹ میں غور

تفسیر: (نیز ان سے کہا کہ اے ارکان دولت تم مجھے میرے معاملہ میں رائے دو (کہ مجھے کیا کرنا چاہیے) میں کوئی امر طے نہیں کرتی تاوقتیکہ تم میرے پاس موجود نہ ہو (اور میں تم سے رائے نہ لے لوں اس لئے اس معاملہ میں بھی تمہاری رائے کی ضرورت ہے) انہوں نے کہا کہ ہم بہت طاقتور اور نہایت جنگجو لوگ ہیں (اس لئے ہماری رائے میں سلیمانؑ سے دبنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ ہماری رائے ہے) اور اختیار آپکے ہاتھ میں ہے۔ اب جو آپ حکم دیں اسے سوچ لیں (ہم اطاعت کیلئے حاضر ہیں) اس نے کہا کہ (تمہاری جنگ کی رائے صحیح نہیں ہے کیونکہ) سلاطین جب کسی بستی میں گھستے ہیں تو اسے اُجاڑ دیتے ہیں اور اس کے معزز باشندوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اور یوں ہی یہ بھی کریں گے (اس لئے ابھی اعلان جنگ مناسب نہیں بلکہ میں ابھی توقف کرتی ہوں)۔

ملکہ کا ہدیہ خدمت سلیمانی میں

اور اول ان کے پاس ہدیہ بھیجتی ہوں اس کے بعد دیکھتی ہوں کہ فرستادے کیا جواب لاتے ہیں (اس کے بعد مناسب رائے قائم کروں گی۔ چنانچہ اس رائے کو پسند کیا گیا اور اس پر عمل کیا گیا) پس جب کہ قاصد سلیمانؑ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کیا تم مال سے میری امداد کرتے ہو (اگر تمہارا یہی مقصود ہے) تو (میں تم کو مطلع کرتا ہوں کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں کیونکہ) جو اللہ نے مجھے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے (لہٰذا میں اس مال سے خوش نہیں ہو سکتا) بلکہ تم خود ہی اپنے ہدیہ پر خوش ہوتے ہو (اچھا اے قاصد) تو ان کے پاس لوٹ جا۔ اب ہم ان کے پاس ایسے لشکر لائیں گے جن کا ان سے سامنا نہیں ہو سکتا۔ اور ہم انہیں اس (سرزمین سے) ایسی حالت میں نکالیں گے کہ وہ کمزور (اور تاب مقاومت نہ رکھنے والے) ہوں گے۔ اور وہ ذلیل و خوار ہوں گے (القصہ قاصد ناکام رخصت ہو گیا۔

ملکہ سبا کے تخت کے حاضر کرنے کا حکم

اس کے جانے کے بعد) انہوں نے (اپنے ارکان دولت سے) کہا کہ اے ارکان دولت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر

آئیں تم میں سے کونسا شخص میرے پاس اس کا تخت لاسکتا ہے (اس کے جواب میں) ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا کہ میں اسے آپ کے پاس آپ کے اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے لاسکتا ہوں۔ اور میں اس (کے لانے) امانت دار طاقت رکھنے والا ہوں (اس لئے میں اس خدمت کیلئے ہر طرح موزوں ہوں۔ یہ سن کر) اس شخص[1] نے جس کے پاس کتاب کا ایک خاص قسم کا علم تھا کہا کہ میں اسے تیرے پاس اس سے پہلے لادوں گا کہ تیری آنکھ جھپکے (چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور وہ تخت آ گیا) اب جب کہ انہوں نے اس کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ بات میرے پروردگار کے فضل سے ہے (کہ اس نے میرے لئے ایسے سامان مہیا فرما دیئے ہیں تا کہ وہ میرا امتحان کرے کہ آیا میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ اور (اس شکر یا ناشکری سے کچھ خدا کا نفع وضرر وابستہ نہیں۔ بلکہ خود شکر و ناشکری کرنے والے کا ہے) اور (اس لئے) جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے لئے شکر کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو (اس سے خدا کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ میرا پروردگار بے نیاز اور کریم ہے۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ: (اس کے بعد) سلیمانؑ نے (بلقیس کی عقل آزمانے کے لئے) حکم دیا کہ اس کے لئے اس کے تخت کی صورت بدل دو ہم دیکھیں کہ اس کو پتہ لگتا ہے یا اس کا ان ہی میں شمار ہوتا ہے جن کو (ایسی باتوں کا) پتہ نہیں لگتا (سلیمانؑ نے یہ سب سامان کر رکھا پھر بلقیس پہنچی) سو جب بلقیس آئی تو اس سے (تخت دکھا کر) کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگی ہاں ہے تو ایسا ہی اور (یہ بھی کہا کہ) ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور ہم (اسی وقت دل سے) مطیع ہو چکے ہیں اور اس کو (ایمان لانے سے) غیر اللہ کی عبادت نے (جس کی اس کو عادت تھی) روک رکھا تھا (اور وہ عادت اس لئے پڑ گئی تھی کہ) وہ کافر قوم میں کی تھی بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو (وہ چلیں راہ میں حوض آیا) تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو پانی (سے بھرا ہوا) سمجھا اور (اس کے اندر گھسنے کے لئے) اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں (اس وقت) سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے (اس وقت) بلقیس کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں (اب) سلیمانؑ کے ساتھ (یعنی ان کے طریقہ پر) ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی۔

---

[1] اس جگہ قرآن مجمل ہے نہ یہ معلوم ہے کہ وہ شخص کون تھا۔ اور نہ یہ کہ وہ کتاب کون تھی۔ اور نہ یہ کہ وہ علم کس قسم کا تھا اور نہ اس کی تفتیش کی ضرورت ہے۔ اور نہ اس کا بظاہر کوئی صحیح ذریعہ ہے اس لئے مجملاً تصدیق کافی ہے ۱۲

تخت کی آمد اور اس کی ناشناختگی

تفسیر: خیر وہ تخت آ گیا۔ اب) انہوں نے فرمایا کہ اس کیلئے اس کے تخت کو ناشناختہ بنا دینا (یعنی اس سے یہ نہ کہنا کہ یہ تیرا تخت ہے۔ بلکہ اس سے یہ کہنا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے تاکہ وہ چکرائے۔ اور اس کی عقل کا اندازہ ہو۔ اور صورت بگاڑنا مراد نہیں)۔ دیکھیں کہ وہ (اس کی شناخت کی طرف) راہ پاتی ہے یا وہ ان لوگوں میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے (چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی)۔

ملکہ سبا کی حاضری اور تخت

اب جب کہ وہ آئی تو اس سے کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے اس نے کہا کہ (ایسا ہی ہے چہ معنی دارد؟) یہ تو وہی معلوم ہوتا ہے[1] اور (اس نے یہ خیال کر کے کہ اس تخت کے دکھلانے سے مجھ پر اثر ڈالنا مقصود ہے یہ کہا کہ) ہم کو اس واقعہ سے پیشتر (سلیمانؑ کی قوت کا) یقین کرا دیا گیا تھا۔ اور ہم (اسی وقت) فرمان بردار ہو چکے تھے (اس وقت مزید اثر ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس نے سلیمانؑ کی اطاعت قبول کر لی) اور اس کو اب تک (حق تعالیٰ کی اطاعت سے) ان چیزوں نے روک رکھا تھا۔ جن کی وہ خدا کو چھوڑ کر پرستش کرتی تھی۔ کیونکہ وہ کافر جماعت میں کی تھی (اور اس کی قوم کا رسم و رواج اس کو فہم حق اور اس کے قبول سے مانع تھا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔

ملکہ قصر سلیمانی میں: اب اصل قصہ سنو) اس سے کہا گیا کہ اچھا قصر میں چلو (چنانچہ وہ چلی) اب جب کہ اس نے اسے دیکھا تو اسے پانی[2] سمجھا۔ اور (اس سے عبور کیلئے) اپنی پنڈلیاں کھولیں سلیمانؑ نے کہا کہ یہ (پانی نہیں بلکہ) ایک ایسا محل ہے جو کہ شیشوں سے بنایا گیا ہے۔ (اب جب کہ اس پر سلیمانؑ کی عظمت اچھی طرح منکشف ہوگئی اور اس نے سمجھا کہ اتنا جلیل القدر بادشاہ جس بادشاہ کی اطاعت کرتا ہے اس کی عظمت کیسی ہونی چاہیے تو) اس نے (بے ساختہ) کہا کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا کہ (آپ کو چھوڑ کر دوسروں کو پوجتی رہی) اور اب میں بھی سلیمانؑ کے ساتھ خدائے پروردگار جہاں کی فرماں بردار ہوگئی (پس اس واقعہ سے ان مکذبین کو سبق لینا چاہیے۔ اور ملکہ سبا کی طرح ان کو بھی مسلمان ہونا چاہیے۔ ورنہ خدا پرستوں کی طرف سے ان پر فوج کشی ہوگی جس کی سلیمانؑ نے ملکہ سبا کو دھمکی دی تھی)۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ
يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾
قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي

---

[1] فيه اشارة الى الفرق بين التشبيه المستفادين الكاف وبين التشبيه الذى هو مستفادين كان وهوا ان الاول يدل على المغايرة والثانى على مايقرب بين الاتحاد ۱۲ [2] قرآن میں اسکی تصریح نہیں کہ پانی کے حوض کو شیشوں سے پاٹا گیا تھا ممکن ہے کہ حوض پاٹا گیا ہو۔ اور ممکن ہے کہ خود شیشے ہی اس انداز کے ہوں کہ پانی معلوم ہوتے ہوں جیسے سراب۔ واللہ اعلم ۱۲

الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ: اور ہم نے (قوم) ثمود کے پاس ان (کی برادری) کے بھائی صالح کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا یہ (پیغام دیکر) کہ تم اللہ کی عبادت کرو سو اچانک ان میں دو فریق ہو گئے جو (دین کے بارے میں) باہم جھگڑنے لگے صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے بھائیو تم نیک کام کرو (یعنی توبہ و ایمان) سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو تم لوگ اللہ کے سامنے (کفر کی) معافی کیوں نہیں چاہتے جس سے توقع ہوتا کہ تم پر رحم کیا جاوے (یعنی عذاب سے محفوظ رہو) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں صالح نے (جواب میں) فرمایا کہ تمہاری (اس) نحوست (کا سبب) اللہ کے علم میں ہے بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ (اس کفر کی بدولت) عذاب میں مبتلا ہوئے اور (کفر کے سرغنہ) اس بستی میں نو شخص تھے جو سرزمین میں (یعنی بستی کے باہر تک بھی) فساد کیا کرتے تھے اور (ذرا) اصلاح نہ کرتے تھے انہوں نے کہا کہ آپس میں سب (اس پر) اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور ان کے متعلقین (یعنی ایمان والوں کو) جا ماریں گے (پھر (بروقت تحقیق) ہم ان کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم ان کے متعلقین کے (اور خود ان کے) مارے جانے میں موجود (بھی) نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں اور (یہ مشورہ کر کے) انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی اور ایک خفیہ تدبیر ہم نے کی اور (اس تدبیر کی) ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ سو دیکھئے ان کی شرارت کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو (بطریق مذکور) اور (پھر) ان کی قوم کو سب کو (آسمانی عذاب سے) غارت کر دیا سو یہ ان کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں ان کے کفر کے سبب سے بلاشبہ اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے دانش مندوں کے لئے اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا تھا کہ جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم بے

حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ تم سمجھ دار ہو کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر (اور اس کی برائی میں کوئی شبہ نہیں) بلکہ (اس بات میں) تم (محض) جہالت کر رہے ہو سو (اس تقریر کا) ان کی قوم سے کوئی (معقول) جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوطؑ کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو (کیونکہ) یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں سو ہم نے (اس قوم پر عذاب نازل کیا اور) لوط (علیہ السلام) کو اور ان کے متعلقین کو بچا لیا بجز ان کی بیوی کے کہ اس کو (بوجہ ایمان نہ لانے کے) ہم نے انہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا سو ان لوگوں کا کیا برا مینہ تھا جو ڈرائے گئے تھے۔

حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ

تفسیر :اور (تیسرا واقعہ صالحؑ کا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ) ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالحؑ کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم خدا کی پرستش کرو۔ چنانچہ انہوں نے یہ پیغام ان کو پہنچایا) اس پر ایکا یک وہ دو فریق ہو گئے جو کہ آپس میں جھگڑتے تھے (ایک کہتا تھا کہ جو صالح کہتا ہے وہ صحیح ہے۔ اور دوسرا کہتا تھا کہ وہ غلط ہے۔ اور جو لوگ ان کی تکذیب کرتے تھے ان سے عذاب کی درخواست کرتے تھے اور کہتے تھے یا صالح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین۔ ان کے جواب میں) صالحؑ نے کہا کہ اے میری قوم تم بھلائی (توبہ واستغفار) سے پہلے برائی (یعنی عذاب) کی کیوں جلدی مچاتے ہو (یہ بڑی بےعقلی کی بات ہے۔ تم لوگ عذاب چاہتے ہو۔ بجائے اس کے) تم خدا سے معافی کی درخواست کیوں نہیں کرتے کیا بعید ہے کہ (تمہاری توبہ قبول ہو۔ اور) تم پر رحم کیا جائے۔ انہوں نے کہا ہم تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں (کہ جب سے تم لوگ آئے ہم لڑائی جھگڑے وغیرہ مصائب میں مبتلا ہو گئے) انہوں نے کہا کہ تمہاری نحوست (جس کو تم برا سمجھتے ہو) خدا کے یہاں (اور اس کے قبضہ میں) ہے (اور تمہارے کفر و معاصی کے سبب تم پر واقع ہوتی ہے۔ میرا اس میں کچھ دخل نہیں۔ تم مجھے ناحق برا سمجھتے ہو۔ پس درحقیقت میں برا نہیں ہوں) بلکہ خود تم وہ لوگ ہو کہ (ان باتوں سے) تمہاری آزمائش ہو رہی ہے (پس اگر تم کو ان مصائب سے بچنا ہے تو تم ان کے اسباب اختیاریہ کو ترک کردو۔ مجھے منحوس سمجھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

نو آدمیوں کی سازش اور قوم کا انجام

صالحؑ تو ان سے اس قسم کی باتیں کرتے تھے) اور شہر میں نو آدمی تھے جو کہ زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ انہوں نے آپس میں خدا کی قسم کھائی کہ ہم ضرور رات کو اس پر اور اس کے آدمیوں پر چھاپا ماریں گے۔ پھر ہم اس کے ولی سے کہہ دیں گے کہ ہم لوگ اس کے اہل کے ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے (اس لئے ہمیں کچھ خبر نہیں کہ یہ کس کا فعل ہے) اور ہم بالکل سچے ہیں (اس میں ذرا جھوٹ نہیں۔ الغرض انہوں نے یہ منصوبہ گانٹھا) اور (اس طرح) ایک تدبیر انہوں نے کی۔ اور ایک تدبیر (ان کی تدبیر کے توڑنے کیلئے) ہم نے کی ان کو (ہماری تدبیر کی) بالکل خبر نہ تھی۔ اب تم دیکھو کہ ان کے تدبیر کا انجام کیا (برا) ہوا۔ یعنی یہ کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

برباد کر دیا۔ چنانچہ یہ ان کے گھر ہیں جو تمہارے سامنے ایسی حالت میں موجود ہیں کہ ان کے ظلم کے سبب ویران پڑے ہیں۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کیلئے بہت بڑی نشانی ہے جو علم رکھتے ہیں۔ اور ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو ایمان لے آئے تھے۔ اور (خدا سے) ڈرتے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ

اور (چوتھا واقعہ لوطؑ کا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ہم نے) لوطؑ کو (ان کی قوم کی طرف پیغام دے کر بھیجا تھا) جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ کیا تم ایسی حالت میں بے حیائی معلومہ کا ارتکاب کرتے ہو۔ کہ تم دیکھتے ہو (اور اندھے نہیں ہو۔ بڑی نامعقول بات ہے اب میں کھول کر کہتا ہوں کہ) کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو (یہ تمہارا فعل کسی طرح اچھا نہیں) بلکہ تم (اس میں) سراسر نادانی کرتے ہو۔ سو ان کی قوم کا جواب بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ اپنی بستی سے لوطؑ کی جماعت کو نکال دو۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو پاکباز بنتے ہیں۔ اس پر ہم نے ان کو اور ان کی جماعت کو نجات دی بجز ان کی بیوی کے کیونکہ ہم نے اس کو ان لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا۔ جو (عذاب میں) باقی رہنے والے تھے۔ اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کی بارش برسائی (یعنی پتھروں کی بارش) سو بہت بری تھی بارش ان لوگوں کی جن کو (عذاب سے) ڈرایا گیا (مگر انہوں نے اس کی پروانہ کی تھی۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ: آپ (بیان توحید کے لئے بطور خطبہ کے) کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام (نازل) ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے سزاوار ہیں

تفسیر: اے رسول ان واقعات کو سن کر) آپ کہئے کہ تمام تعریفیں خدا ہی کیلئے ہیں (جس نے بدکاروں کا قصہ پاک کیا۔ اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے برگزیدہ کیا (جن کی بدولت یہ ناپاکی دور ہوئی ان واقعات میں غور کر کے تم فیصلہ کرو کہ) کیا خدا بہتر ہے (جو کہ نفع و نقصان پر قدرت رکھتا ہے) یا وہ (غیر نافع وضار) چیزیں جن کو یہ لوگ (خدا کا) شریک بناتے ہیں (جو کہ اپنے پرستاروں کی کچھ بھی حمایت نہیں کر سکتے (اس کا جواب ہر سمجھ دار آدمی یہی دے گا کہ خدا بہتر ہے۔ پھر خدا کی کیوں نہ پرستش کی جائے اور شرکاء کی کیوں پرستش کی جائے۔ اچھا اب ہم ابطال شرک کیلئے اس عنوان کو چھوڑ کر دوسرے عنوان سے گفتگو کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خواہ تم ابطال شرک کیلئے عنوان مذکور اختیار کرو)۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ
بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ أَمَّنْ
جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ
حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ
وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾
أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ
رَحْمَتِهٖ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۗ وَمَا يَشْعُرُوْنَ
أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ
هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

ترجمہ: یا وہ ذات (بہتر ہے) جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور اس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے رونق دار باغ اگائے (ورنہ) تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں) کے درختوں کو اگا سکو (یہ سن کر بتلاؤ) کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (عبادت میں شریک ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ (دوسروں کو) خدا کے برابر ٹھہراتے ہیں یا وہ ذات جس نے زمین کو (مخلوق کا) قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان درمیان نہریں بنائیں اور اس (زمین) کے (ٹھہرانے کے) لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حد فاصل بنائی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے مگر مشرکین نہیں مانتے) بلکہ ان میں زیادہ تو (اچھی طرح) سمجھتے بھی نہیں یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور (اس کی) مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب تصرف بناتا ہے (یہ سن کر بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (مگر تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو) اچھا پھر اور کمالات سن کر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو تم کو خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں راستہ سوجھاتا ہے اور جو کہ ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو (بارش کی امید دلا کر) دلوں کو خوش کر دیتی ہیں (یہ سن کر بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (ہرگز نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے برتر ہے یا وہ ذات جو مخلوق

کو اول بار پیدا کرتا ہے) جو کہ مسلم ہے) پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور جو کہ آسمان (سے پانی برسا کر) اور زمین سے (نباتات نکال کر) تم کو رزق دیتا ہے (یہ سن کر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے آپ کہیئے کہ) اچھا تم ان کے استحقاق عبادت پر) اپنی دلیل پیش کرو اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین (یعنی عالم) میں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور (اسی وجہ سے) ان (مخلوقات) کو یہ خبر نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کئے جاویں گے بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم (بالوقوع ہی) نیست ہو گیا بلکہ یہ لوگ اس سے شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وقدرت تامہ

تفسیر: یا[1] (یوں کہو کہ) آسمان وزمین کس نے پیدا کئے۔ اور کس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا جس سے ہم نے بارونق باغ اگائے۔ تمہارے لئے تو یہ بات حاصل نہ تھی کہ تم ان کے درخت اگاؤ۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (جس نے یہ کام کئے۔ ہرگز نہیں) بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو (اپنی طرف سے دوسروں کو خدا کے) برابر کرتے ہو یا (یوں کہو کہ) زمین کو کس نے قرار گاہ بنایا۔ اور (کس نے) اس کے درمیان نہریں بنائیں۔ اور (کس نے اس کیلئے پہاڑ بنائے۔ اور (کس نے) سمندروں کے درمیان حد فاصل بنائی کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (جس نے یہ کام کئے ہوں۔ ہرگز نہیں) بلکہ ان میں بہت سے لوگ جانتے نہیں (اس نے جہالت سے وہ شرک کرتے ہیں)۔

اللہ کی قدرت اور اس سے توحید کا سبق

یا (یوں کہو کہ) کون مضطر کی بات سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارتا ہے۔ اور (کون) تکلیف کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب تصرف بناتا ہے۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (جو یہ کام کرتا ہے۔ ایسا تو نہیں۔ اور تم بھی جانتے ہو کہ ایسا نہیں مگر) تم بہت کم یاد رکھتے ہو۔ یا (یوں کہو کہ) تم کو خشکی وتری کی تاریکیوں میں کون راہ بتلاتا ہے۔ اور کون اپنی رحمت سے (یعنی بارش) سے پہلے ایسی حالت میں ہوائیں بھیجتا ہے کہ وہ (اس رحمت کی) خوشخبری دیتی ہیں کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (جو یہ کام کرتا ہو۔ حاشا وکلا) برتر ہے حق تعالیٰ ان کے شرک سے۔ یا (یوں کہو کہ) پیدائش کی کون ابتدا کرتا ہے۔ اور کون اس کے بعد اس کا اعادہ کرے گا۔ اور آسمان سے (مینہ برسا کر) اور زمین سے (نباتات اگا کر) تمہیں رزق کون دیتا ہے۔ کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (جو ایسا کرتا ہو۔ اگر کسی کو یہ دعوی ہو تو) آپ (اس سے) کہئے کہ تم اپنی حجت پیش کرو اگر تم سچے ہو (خیر وہ تو کیا دلیل لاتے۔ اے رسول آپ خود اس کی نفی پر دلیل قائم کیجئے اور ان سے) کہہ دیجئے کہ جو کوئی بھی آسمان وزمین میں ہے۔ وہ غیب کو نہیں جانتا بجز حق تعالیٰ کے۔ اور انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے (یہ مقدمہ صحیح ہے اور جب یہ مقدمہ صحیح ہے۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں۔ کیونکہ خدا کے شریک کیلئے کم از کم علم غیب تو ہونا چاہیے۔ اور یہ بجز خدا کے ہر ایک سے منتفی ہے تو شرک بھی ہر ایک سے منتفی ہوئی وھو المطلوب۔ خیر اس بیان سے معلوم ہوا کہ یہ کسی کا علم نہیں کہ وہ کب اٹھایا جائے گا۔ اس کے عموم میں یہ مشرکین بھی آ گئے اور معلوم ہوا کہ ان مشرکین کو اس کا علم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے (اب ہم کہتے ہیں کہ صرف یہ ہی نہیں کہ انہیں تعیین وقت کا علم نہ ہو) بلکہ نفس آخرت کے اب میں ان کا علم معدوم

---

[1] فیه اشارة الی ان ام للاضراب ومن استفهامية وهو الحق عندي والله اعلم ۱۲ منه

ہو چکا ہے (اور انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ قیامت آئے گی بھی یا نہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ ان کو آخرت کا علم نہیں) بلکہ وہ اس کے باب میں شک میں ہیں (اور اس لئے اس کے ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ اور صرف یہ ہی نہیں کہ وہ اس کے باب میں شک میں ہوں) بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔ اور اس لئے اس کے شک کے زائل کرنے کیلئے دلائل کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اور صرف یہ بھی نہیں کہ دلائل میں غور نہ کرتے ہوں اور اس لئے اگر اقرار نہ کرتے ہوں تو انکار بھی نہ کرتے ہوں۔ بلکہ وہ اس کا سختی کے ساتھ انکار کرتے ہیں)۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾

ترجمہ: اور یہ کافریوں کہتے ہیں کہ کیا ہم لوگ جب (مرکر) خاک ہو گئے اور (اسی طرح) ہمارے بڑے بھی تو کیا (پھر) ہم (زندہ کر کے قبروں سے) نکالے جاویں گے اس کا تو ہم س اور ہمارے بڑوں سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ بے سند میں ہیں جو اگلوں سے نقل ہوئی چلی آئی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرمین کا انجام کیا ہوا اور (اگر باوجود ان مواعظ بلیغہ کے پھر بھی مخالفت پر کمر بستہ رہیں تو) آپ ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ

شرارتیں کر رہے ہیں اُس سے تنگ نہ ہو جیئے۔ اور یہ لوگ (بیباکانہ) یوں کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (عذاب وقہر کا) کب ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ کہہ دیجئے کہ عجب نہیں کہ جس عذاب کی تم جلدی مچارہے ہو اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہی آ لگا ہو اور (اب تلک جو دیر ہو رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ) آپ کا رب لوگوں پر (اپنا) بڑا فضل رکھتا ہے ولیکن اکثر آدمی (اس بات پر) شکر نہیں کرتے اور آپ کے رب کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں مخفی ہے اور جس کو وہ علانیہ کرتے ہیں اور آسمان اور زمین میں ایسی کوئی چیز مخفی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں (کی حقیقت) کو ظاہر کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور بالیقین وہ ایمانداروں کے لئے (خاص) رحمت ہے بالیقین آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے (عملی) فیصلہ (قیامت کے دن) کرے گا اور وہ زبردست اور علم والا ہے سو (جب وہ ایسا ہے تو) آپ اللہ پر توکل رکھیئے یقیناً آپ صریح حق (طریقہ) پر ہیں آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں (خصوصاً) جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے (بچا کر) راستہ دکھلانے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں (اور) پھر وہ مانتے (بھی) ہیں اور جب وعدہ (قیامت کا) ان پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک (عجیب) جانور نکالیں گے کہ وہ ان سے باتیں کرے گا کہ (کافر) لوگ ہماری (یعنی اللہ تعالیٰ کی) آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے۔

موت کے بعد زندگی پر کافروں کی حیرت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا کی طرف سے دلدہی

تفسیر: اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہمیں (زندہ کر کے قبروں سے) نکالا جائیگا (ہرگز نہیں چنانچہ) ہم سے بھی اور ہم سے پیشتر ہمارے باپ دادا سے بھی ایسا وعدہ کیا گیا (مگر نہ انہوں نے اس کا نظارہ دیکھا اور نہ ہم نے لہٰذا) یہ صرف پہلے لوگوں کے (من گھڑت) افسانے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ نادانو! تم تکذیب سے باز آؤ دیکھو تکذیب کا انجام اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ) تم زمین میں چلو پھرو۔ پھر دیکھو کہ جرائم پیشہ لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا۔ اور (اگر یہ لوگ اس پر بھی نہ مانیں۔ اور شرارت کے درپے ہوں تو) نہ آپ ان پر کڑھیئے اور نہ ان کی شرارتوں سے دل تنگ ہو جایئے (بلکہ استقلال کے ساتھ اپنا کام کیے جایئے۔ ہم خود نمٹ لیں گے)۔

عذاب کی جلد طلبی اور جواب

اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (یعنی وعدہ عذاب جس کی تم دھمکیاں دیا کرتے ہو) کب ہوگا۔ اگر تم سچے ہو۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کیا بعید ہے کہ اس (عذاب) کا کوئی حصہ جس کی تم جلدی مچاتے ہو تمہارے پیچھے لگا ہوا ہو (اور اس لئے بہت جلد واقع ہونے والا ہو۔ اس لئے تمہیں تمسخر زیبا نہیں ہے) اور (یہ بات کہ اب تک کیوں نہ واقع ہوا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ) بے شبہ حق تعالیٰ لوگوں پر بڑی عنایت کرنے والے ہیں (کہ ان کو مہلت دیتے ہیں تا کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ اور اس طرح عذاب سے بچ جائیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ لوگ اس انعام کا شکر کریں) مگر بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے (بلکہ اس سے ان کی سرکشی اور بڑھتی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں محض افسانے ہیں)۔

دلوں کے بھید کی خدا کو خبر

اور یہ یقینی بات ہے کہ تمہارا رب ان (خیالات) کو بھی جانتا ہے جن کو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور ان (باتوں) کو بھی جن کو وہ

ظاہر کرتے ہیں۔ اور (ان ہی کی تخصیص نہیں۔ بلکہ آسمان وزمین میں کوئی مخفی چیز ایسی نہیں جو روشن کتاب (لوح محفوظ) میں نہ ہو (پس جو ظاہر ہیں۔ وہ تو بالاولیٰ ہوں گی۔ پس جب کہ ان کے خیالات واقوال ہمارے علم میں ہیں تو ہم ان کو ان خیالات واقوال پر سزا دیں گے) بلاشبہ یہ قرآن (جس کا یہ لوگ انکار کرتے ہیں) بنی اسرائیل پر ان میں کی بہت سی باتوں کو ظاہر کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں (جو کہ دلیل ہے اس کے منجانب اللہ ہونے کی) اور وہ ہدایت ورحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو (اسے) مانتے ہیں (پس ان لوگوں کا ایسے قرآن کا انکار بڑی بیجا بات ہے۔ کیونکہ اس میں علاوہ اعراض عن الدلیل اور حق سے چشم پوشی کے ہدایت اور رحمت سے محروم رہتا ہے جس کو کوئی عاقل پسند نہیں کرسکتا۔ خیر) تمہارا پروردگار ان (ہٹ دھرموں) کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کرے گا اور وہ نہایت زبردست اور بڑا جاننے والا ہے (اس لئے فیصلہ پر قدرت بھی رکھتا ہے۔ اور اس کا طریق بھی جانتا ہے) پس (جب کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ قرآن بالکل صحیح اور فائدہ کی چیز ہے تو) آپ خدا پر بھروسہ رکھئے (اور قرآن پر جمے رہئے کیونکہ) آپ کھلے ہوئے حق پر ہیں (جس میں باطل کا احتمال بھی نہیں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اگر تم کھلے حق پر ہوتے تو دوسرے لوگ تمہارے مسلک کو کیوں نہ قبول کرتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو پکار سکتے ہیں (بالخصوص) جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرسکتے ہو۔ تم صرف ان کو سنا سکتے ہو جو (اپنی حیات روحانی اور صحت حواس کی بنا پر) ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ چنانچہ وہ لوگ مسلمان ہیں (اور وہ آپ کی تمام باتوں کو مانتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قبول حق کیلئے صرف اس کا وضوح کافی نہیں۔ جب تک قبول کرنے والے میں شرائط قبول نہ پائے جائیں۔ مثلاً اس کا زندہ ہونا، بہرا اور اندھا نہ ہونا وغیرہ۔ چنانچہ جن لوگوں میں یہ شرائط موجود ہیں۔ جیسے مسلمان وہ اسے قبول کرتے ہیں۔ پس منکرین کا انکار قادح فی الوضوح نہیں ہوسکتا)۔

قرب قیامت اور دابہ

اور (گو یہ لوگ اس وقت انکار کرتے ہیں لیکن) جس وقت ان پر وعدہ پورا ہونے کو ہوگا (اور قیامت قریب ہوگی) تو ہم ان کیلئے ایک جاندار چلنے والا زمین سے ایسی حالت میں نکالیں گے کہ وہ ان سے باتیں کرے گا۔ بدیں[1] وجہ کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے۔ (جس پر وہ انکار سے باز آجائیں گے گو یہ باز آجانا ان کیلئے مفید نہ ہوگا۔ نیز گو اس وقت یہ منکرین بعینہٖ موجود نہ ہونگے۔ مگر جو منکرین اس وقت موجود ہوں گے وہ بھی چونکہ ان کے مثل ہوں گے اس لئے ان کا باز آجانا گویا ان ہی کا باز آنا ہے)۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا
قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ
عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ﴿٨٥﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ

[1] فیہ اشارۃ الی ان اللام مقدرۃ فی الکلام ومتعلقۃ بقولہ اخرجنا ۱۲

مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۶﴾ وَ یَوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ فَفَزِعَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰہُ ؕ وَ کُلٌّ اَتَوۡہُ دٰخِرِیۡنَ ﴿۸۷﴾ وَ تَرَی الۡجِبَالَ تَحۡسَبُہَا جَامِدَۃً وَّ ہِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنۡعَ اللّٰہِ الَّذِیۡۤ اَتۡقَنَ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ اِنَّہٗ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۸۸﴾ مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیۡرٌ مِّنۡہَا ۚ وَ ہُمۡ مِّنۡ فَزَعٍ یَّوۡمَئِذٍ اٰمِنُوۡنَ ﴿۸۹﴾ وَ مَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَکُبَّتۡ وُجُوۡہُہُمۡ فِی النَّارِ ؕ ہَلۡ تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ رَبَّ ہٰذِہِ الۡبَلۡدَۃِ الَّذِیۡ حَرَّمَہَا وَ لَہٗ کُلُّ شَیۡءٍ ۫ وَّ اُمِرۡتُ اَنۡ اَکُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿ۙ۹۱﴾ وَ اَنۡ اَتۡلُوَا الۡقُرۡاٰنَ ۚ فَمَنِ اہۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَہۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ ضَلَّ فَقُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ﴿۹۲﴾ وَ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سَیُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِہٖ فَتَعۡرِفُوۡنَہَا ؕ وَ مَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿٪۹۳﴾

ترجمہ: اور جس دن (قبروں سے زندہ کرنے کے بعد) ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا (حساب کے لئے) جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر ان کو روکا جائے گا یہاں تک کہ جب (موقف میں) حاضر ہو جاویں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم ان کو اپنے احاطہ علمی میں بھی نہیں لائے بلکہ اور بھی کیا کیا کام کرتے رہے اور (اب وہ وقت ہے کہ) ان پر وعدہ (عذاب کا) پورا ہو گیا کہ بوجہ اس کے کہ (دنیا میں) انہوں نے (بڑی بڑی) زیادتیاں کی تھیں سو وہ لوگ بات بھی نہ کر سکیں گے کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی تاکہ لوگ اس میں آرام کریں (اور آرام مشابہ موت کے ہے) اور دن بنایا جس میں دیکھیں بھالیں (اور یہ مشابہ حیات بعد الموت کے ہے پس) بلاشبہ اس میں بڑی دلیلیں ہیں ان (ہی) لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں اور جس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے (وہ اس گھبراہٹ سے اور موت سے محفوظ رہے گا) اور سب کے سب اسی کے سامنے دبے جھکے حاضر رہیں گے اور تو پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے (اور) ان کو خیال کر رہا ہے کہ یہ (اپنی جگہ سے) جنبش نہ کریں گے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے یہ خدا کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو (مناسب انداز پر) مضبوط بنا رکھا ہے یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب افعال کی پوری خبر ہے جو شخص نیکی (یعنی ایمان) لاوے گا سو اس شخص کو اس (نیکی کے اجر) سے بہتر (اجر ملے گا) اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے اس روز امن میں رہیں گے اور جو شخص بدی (یعنی کفر و شرک

لاوے گا تو وہ اوندھے منہ آگ میں ڈال دیئے جاویں گے اور (ان سے کہا جاوے گا کہ) تم کو تو ان ہی عملوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے مالک (حقیقی) کی عبادت کیا کروں جس نے اس (شہر) کو محترم بنایا ہے اور (اس کی عبادت کیوں نہ کی جائے جبکہ وہ ایسا ہے کہ (سب چیزیں اسی کی ملک ہیں اور مجھ کو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں اور (مجھ کو) یہ (بھی حکم ملا ہے) کہ میں قرآن (کریم) پڑھ پڑھ کر سناؤں سو (میری تبلیغ کے بعد) جو شخص راہ پر آئے گا سو وہ اپنے فائدہ کے لئے راہ پر آئے گا اور جو شخص گمراہ رہے گا تو آپ کہہ دیجئے کہ (میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میں تو صرف ڈرانے والے پیغمبروں میں سے ہوں اور آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ سب خوبیاں خالص اللہ ہی کے لئے ثابت ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں (یعنی قیامت کے واقعات) دکھلاوے گا سو تم (وقوع کے وقت) ان کو پہچانو گے اور آپ کا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں جو تم سب لوگ کر رہے ہو۔

قیامت میں سوال و جواب اور انجام

تفسیر: اور (اس کے بعد وقوع قول ہوگا جس کی تفصیل یہ ہے کہ) جس روز ہر امت میں سے ایک ایسی جماعت کو مجتمع کریں گے جو کہ ان لوگوں سے بنی ہوگی جو کہ ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے ہیں۔ پھر ان کو (اس غرض سے) روکا جائے گا (کہ سب اکٹھے ہو کر عدالت میں حاضر ہوں تو اس روز وہ حاضر عدالت کئے جائیں گے) یہاں تک کہ جب وہ آجائیں گے تو حق تعالیٰ ان سے کہے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو ایسی حالت میں جھٹلایا کہ تمہارا علم ان کو محیط نہ تھا (کس قدر نا معقول حرکت تھی) کیونکہ کسی امر سے واقف نہ ہونا منشاء تکذیب نہیں ہوسکتا۔ ہاں اس کے خلاف کا علم منشاء تکذیب ہوسکتا ہے اور تم نے پہلی صورت کو منشاء تکذیب بنایا کس قدر نا معقول حرکت تھی) اچھا[1] (بتاؤ) تم کیا کام کیا کرتے تھے (اب وہ جو کچھ انہیں کہنا ہوگا کہیں گے) اور (بالآخر) ان پر ان کے ظلم کی بدولت (بوجہ صدور حکم سزا کے) بات پوری ہو چکی ہوگی جس پر وہ (بالکل خاموش ہوں گے اور بوجہ معقولیت سزا اور بے بسی کے) بات نہ کرتے ہوں گے (کیونکہ عذر تو وہ اس لئے نہیں کر سکتے کہ ان کے تمام عذر دوران تحقیقات میں رد ہو چکے ہوں گے۔ اور دھینگا دھینگی، ان کی چل نہیں سکتی۔ اس لئے اب بولیں تو کیا بولیں مجبوراً خاموش ہوں گے۔ یہ لوگ جو قیامت کے منکر ہیں اور ان باتوں سے اس لئے متاثر نہیں ہوتے کہ وہ ان کو واقع ہونے والی نہیں جانتے)

دن رات اور موت وحیات

کیا انہوں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ ہم نے رات کو اس لئے بنایا کہ وہ لوگ اس میں آرام کریں (چنانچہ وہ ایسا کرتے ہیں) اور دن کو روشن (بنایا جس میں وہ کاروبار کرتے ہیں) اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو مانیں (پس ان لوگوں کو چاہئے کہ وہ بغرض تحقیق ان امور میں غور کریں۔ تا کہ ان کا انکار رفع ہو۔ کیونکہ جب وہ غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ جو ہستی رات کے بعد دن پیدا کرتی ہے وہ موت کے بعد حیات بھی پیدا کر سکتی ہے۔ پھر جب وہ دیکھیں گے۔ کہ ہم رات کو سوتے اور دن کو جاگتے ہیں۔ تو اس سے ان کو معلوم ہوگا کہ موت کے بعد حیات مستبعد نہیں۔ لان الیوم اخو الموت و الیقظة اخو الحیوٰۃ. پھر جب وہ یہ سوچیں گے کہ حیات

---

[1] فیہ اشارۃ الی ان ام للاضراب ۱۲

بعد الممات کیوں ناممکن ہے؟ کیا اس وجہ سے کہ نفس حیات غیر مقدور ہے۔ یا اس وجہ سے کہ وجود بعد العدم غیر مقدور ہے۔ سوشق اول کے تو وہ قائل نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ ان کے مسلمات کے خلاف ہے۔ لہٰذا وہ شق ثانی کا اقرار کریں گے اور یہ اشکال ان کا اس سے رفع ہو جائے گا کہ وہ خواب کے بعد بیداری اور رات کے بعد دن کو موجود پائیں گے جس سے معلوم ہوگا کہ وجود بعد العدم بھی ناممکن نہیں۔ پس ان وجوہ سے ان کا اشکال رفع ہو جائے گا۔ اور وہ قیامت کے قائل ہو جائیں گے۔ الغرض انکار قیامت محض باطل ہے اور قیامت ضرور آئے گی)۔

صور اسرافیلؑ کا اثر

اور جس روز صور پھونکا جائے گا جس پر جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں (زندہ) ہوں گی سب گھبرا جائیں گی۔ بجز ان کے جن کی نسبت خدا نے چاہا (کہ وہ نہ گھبرائیں) اس روز[1] سب مرجائیں گے اور (مر کر سب[2] اس (خدا) کے پاس بحالت عجز حاضر ہوں گے (کیونکہ کسی کو یہ تاب نہ ہوگی کہ وہ حاضری کا حکم سن کر اس سے سرتابی کرے۔ یہ تو جانداروں کی حالت تھی) اور (بے جانوں کی حالت کا اس سے اندازہ کرلو کہ) تم پہاڑوں کو ایسی حالت میں دیکھ رہے ہو کہ (بنابر ظاہر حال) تم ان کو اپنی جگہ پر جمے رہنے والے (اور کبھی نہ ہلنے والے) خیال کرتے ہو۔ حالانکہ وہ (اس روز) یوں جائیں گے جیسے ابر جاتا ہے (تم اس کا انکار نہ کرنا۔ کیونکہ) یہ اس خدا کا فعل ہے جس نے ہر چیز کو نہایت ٹھیک بنایا ہے (چنانچہ پہاڑ بھی اسی نے بنائے اور ابر بھی۔ اور اس لئے نہ اس کے لئے کسی چیز کو پہاڑ بنانا مشکل ہے۔ اور نہ ابر بنانا۔ پس انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ) وہ ان کاموں سے بخوبی خبردار ہے جو تم کرتے ہو (اس لئے اگر تم نے اس کا انکار کیا تو اس کی اسے خبر ہوگی اور وہ تمہیں اس کی سزا دے گا۔ کیونکہ اس کا قانون ہے کہ) جو کوئی نیکی لائے گا اس کے لئے اس سے بہتر معاوضہ ہوگا۔ اور یہ لوگ اس روز کی گھبراہٹ سے بے خطر ہوں گے۔ اور جو برائی لے کر آئیں گے تو ان کے منہ آگ میں اوندھے کئے جائیں گے (اور ان سے کہد یا جائے گا کہ) تمہیں انہیں کاموں کا بدلہ دیا جاتا ہے جو تم کرتے رہے ہو (اور تم پر اصلاً ظلم نہ کیا جائے گا کہ بے کئے سزا دی جائے۔ یا جرم سے بڑھ کر سزا دی جائے۔

توحید کا اعتقاد

خلاصۂ کلام یہ کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے کہد یجئے کہ) مجھے صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے اس پروردگار کی پرستش کروں گا جس نے اسے محترم بنایا اور جس کی ملک ہر چیز ہے۔ اور مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں حق تعالیٰ کے فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اور یہ کہ میں قرآن پڑھوں۔ اب جو ہدایات حاصل کرے تو وہ صرف اپنے لئے ہدایت حاصل کرتا ہے (ہمارا کچھ نفع نہیں۔ اور جو گمراہ رہے تو آپ کہد یجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں (سو میں اپنا کام کر چکا۔ اب تم جانو، تمہارا کام جانے) اور آپ (ان سے یہ بھی) کہئے کہ الحمد للہ وہ تم کو اپنی نشانیاں ضرور دکھلائے گا جس پر تم ان کو پہچان لو گے (اور ان کو جادو نہ بتا سکو گے) اور اے رسول تم کو معلوم ہو کہ) آپ کا پروردگار ان کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو تم لوگ کرتے ہو (پس جیسے کام تم کرو گے اس کے موافق تم کو اس کا نتیجہ ملے گا۔ اس لئے اعمال کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے۔ اور کوئی کام حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ کرنا چاہئے۔

---

[1] فیہ اشارۃ الی تعیین عامل للظرف ویحتمل ان یکون عاملہ فزع دخول الفاء علیہ لتضمن الظرف معنی الشرط

[2] القول علی ھذا التفسیر لا حاجۃ الی تاویل ابن زید ولا الی تاویل غیرہ. فانھما بعید ان غایۃ البعد ۱۲

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

طٰسٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۴ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝۶ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝۸

ترجمہ: سورہ قصص مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھاسی آیتیں ہیں اور نو رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔ طٰسٓمّٓ یہ (مضامین جو آپ پر وحی کئے جاتے ہیں) کتاب واضح (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں ہم آپ کو موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون کا کچھ قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر (یعنی نازل کر کے) سناتے ہیں ان لوگوں کے (نفع کے) لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں فرعون سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے وہاں کے باشندوں کو مختلف قسمیں کر رکھا تھا کہ ان (باشندوں) میں سے ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا رکھا تھا (اس طرح سے) کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رہنے دیتا تھا واقعی وہ بڑا مفسد تھا (غرض فرعون تو اس خیال میں تھا) اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا زمین (مصر) میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم ان پر (دنیوی و دینی) احسان کریں اور (وہ احسان یہ کہ) اُن کو (دینی) پیشوا بنا دیں اور (دنیا میں) ان کو (ملک کا) مالک بنائیں اور (مالک ہونے کے ساتھ) ان کو زمین میں حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین کو ان (بنی اسرائیل) کی جانب سے وہ (ناگوار) واقعات دکھلائیں جن سے وہ بچاؤ کر رہے تھے اور (جب موسیٰ

علیہ السلام پیدا ہوئے تو) ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ پھر جب تم کو ان کی نسبت (جاسوسوں کے مطلع ہونے کا) اندیشہ ہو تو (بے خوف وخطر) ان کو دریا (نیل) میں ڈال دینا اور نہ تو (غرق سے) اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا (کیونکہ) ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچادیں گے اور (پھر اپنے وقت پر) ان کو پیغمبر بنادیں گے تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ کو (یعنی مع صندوق کے) اٹھالیا تاکہ وہ ان لوگوں کے لئے دشمن اور غم کا باعث بنیں بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین (اس بارے میں) بہت چوکے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون

تفسیر: یہ (جو تم کو سنائی جارہی ہیں) واضح کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں (اس لئے بالکل صحیح ہیں۔ جن میں ذرا شک وشبہ کی گنجائش نہیں اب) ہم ان لوگوں (کے نفع) کی خاطر (جو ہماری باتوں کی) تصدیق کریں۔ تم کو موسیٰ اور فرعون کی خبر کا کچھ قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں (تاکہ وہ لوگ اعمال فرعونیہ سے اجتناب کریں۔ اور ان برے نتائج سے محفوظ رہیں۔ جو ان پر مرتب ہوئے اور ہوں گے۔

فرعون کا ظلم: اچھا اب وہ قصہ سنو) فرعون سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا۔ اور اس نے اس کے باشندوں کی مختلف جماعتیں بنا رکھیں تھیں۔ اب وہ (اپنی قوت کے گھمنڈ پر) ان میں سے ایک مختصر جماعت کو دباتا ہے ان کی اولاد نرینہ کو ذبح کرتا ہے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا ہے۔ الغرض وہ فساد پیشہ لوگوں میں سے تھا (اس لئے وہ ایسے ہی خرابی کے کام کرتا تھا تو اس کی یہ حالت ہے) اور (ادھر) ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو اس ملک میں ہر طرح دبایا جاتا تھا اور انہیں (لوگوں) کا مقتدا بنائیں۔ اور انہیں (فرعون کے بعد) اس ملک کا مالک بنائیں اور انہیں اس ملک میں حکومت عطا کریں۔ اور فرعون اور ہامان اور ان کی فوجوں کو ان (کمزوروں) سے وہ (کام کراکے) دکھلادیں جس کا ان کو ان سے اندیشہ ہے (جس کی پیش بندی کے لئے وہ ان کی اولاد نرینہ کو ذبح کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور پرورش

یہ بنی تھا اس قصہ کا اور ابتدا اس کی یوں ہوئی کہ ہم نے اس قوم میں موسیٰ کو پیدا کیا) اور (فرعون کے پنجۂ ظلم سے بچانے کے واسطے) ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف یہ وحی کی کہ تم اسے دودھ پلاتی رہو۔ اب جب کہ تمہیں ان پر ہلاکت کا خطرہ ہو تو تم انہیں (بے تکلف تابوت میں بند کرکے) دریا میں ڈال دینا اور نہ کچھ اندیشہ کرنا اور نہ کچھ رنج کرنا (کیونکہ ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں اور) ہم اسے پھر تمہارے پاس پہنچادیں گے اور اسے پیغمبروں میں سے (ایک پیغمبر) بنائیں گے (ان کی ماں نے ان باتوں پر عمل کیا۔ چنانچہ جب انہیں اندیشہ ہوا۔ تو انہوں نے ان کو تابوت میں بند کرکے دریا میں چھوڑ دیا) اب فرعون کے گروہ نے انہیں اٹھالیا تاکہ وہ (ایک روز ان کے لئے دشمن اور مجسم غم بنیں۔ بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کی فوجیں سراسر غلطی پر تھیں (کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری۔ خیر وہ لوگ انہیں اٹھا کر لے گئے)

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ
وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ

بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ
فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۱ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ
فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝۱۲ فَرَدَدْنٰهُ
اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳

ترجمہ: اور فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) نے (فرعون سے) کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو عجب نہیں کہ (بڑا ہو کر) ہم کو کچھ فائدہ پہنچا دے ہم اس کو (اپنا) بیٹا ہی بنا لیں اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی اور (ادھر یہ قصہ ہوا کہ) موسیٰ کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے ہجوم سے) بے قرار ہو گیا قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال (سب پر) ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے رہیں کہ یہ (ہمارے وعدہ پر) یقین کئے (بیٹھی) رہیں انہوں نے موسیٰ کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا موسیٰ کا سراغ تو لگا سو انہوں نے موسیٰ کو دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ ان کی بہن ہیں اور اسی فکر میں آئی ہیں) اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلائیوں کی بندش کر رکھی تھی سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا میں تم لوگوں کو کسی ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اس کی خیر خواہی کریں غرض ہم نے موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس (اپنے وعدہ کے موافق) واپس پہنچا دیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تا کہ (فراق کے غم میں نہ رہیں اور تا کہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا (ہوتا) ہے لیکن (افسوس کی بات ہے کہ) اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں رکھتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے گھر میں

تفسیر: اور (جب انہوں نے ان کو لڑکا دیکھ کر مار ڈالنا چاہا تو) فرعون کی بیوی نے (فرعون سے) کہا کہ یہ میرے اور تیرے آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ تم لوگ اسے مارو مت۔ کیا بعید ہے کہ یہ ہمیں کوئی نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنا لیں اور انہیں کچھ خبر نہیں (کہ یہ وہی لڑکا ہے جو ہمیں ملیامیٹ کرے گا۔ ادھر تو یہ ہوا) اور (ادھر جب موسیٰ کی ماں کو معلوم ہوا کہ میرا بچہ فرعون کے ہاتھ لگ گیا۔ اور وہ اسے مارنا چاہتے ہیں تو) موسیٰ کی ماں کا دل (صبر سے) خالی ہو گیا اور وہ ان کا راز فاش کرنے کو ہو ہی گئی تھی۔ اگر ہم ان کے دل کو اس لئے مضبوط نہ کئے رہتے کہ (ان کو ہماری باتوں میں شبہ نہ پیدا ہو اور) وہ (ان کے) مصدق رہیں (چنانچہ وہ ہماری ہدایات پر قائم رہیں) اور انہوں نے ان کی بہن سے کہا کہ تو ذرا جا کے اس کی خبر تو لا (کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے) چنانچہ (وہ گئیں اور جا کر) انہوں نے اسے دور سے دیکھا اور ان کو کچھ خبر نہیں (کہ یہ عورت اس بچہ کو دیکھنے آئی ہے۔ انہوں نے آ کر دیکھا کہ بچہ الحمدللہ محفوظ ہے اور کوئی خطرہ کی بات نہیں) اور اس سے پہلے ہم (یہ کاروائی کر چکے تھے کہ) اناؤں کو ان پر حرام کر چکے تھے (اور اس لئے وہ کسی کا دودھ نہ پیتے تھے۔ اس لئے وہ لوگ آپس

میں کہہ رہے تھے کہ اب اس کی پرورش کا کیا انتظام کیا جائے یہ تو کسی کا دودھ ہی نہیں پیتا)

حضرت موسیٰ علیہ السلام ماں کی تربیت میں

اب (جب کہ ان کی بہن نے یہ گفتگو سنی تو اسے موقع ملا اور) اس نے کہا کہ کیا میں تمہیں ایسا گھر نہ بتادوں جو اس کی پرورش کا ذمہ دار ہوجائے اور وہ (اپنے نفع کے خاطر) اس کے خیرخواہ بھی ہوں (اور اسے بلا کسی تکلیف کے پرورش کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے ہم تو یہی چاہتے ہیں) پس (وہ انہیں اپنے گھر لے آئیں اور اس طرح) ہم نے انہیں ان کی ماں کے پاس لوٹا دیا۔ تاکہ اس کی آنکھ کی ٹھنڈک رہے۔ اور وہ غمگین نہ ہو۔ اور تاکہ وہ جان لے کہ حق تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کا وعدہ بالکل سچا ہے) مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے (خیر یہ مضمون تو استطرادی تھا اب ہم اصل مضمون کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بچپن میں تو ہم نے ان کی پرورش کا یہ انتظام کیا جو تم سن چکے)۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اور جب (پرورش پاکر) اپنی بھری جوانی (کی عمر) کو پہنچے اور (قوت جسمانیہ عقلیہ سے) درست ہوگئے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکوکاروں کو یونہی صلہ دیا کرتے ہیں (یعنی عمل صالح سے فیضان علم میں ترقی ہوتی ہے) اور موسیٰ شہر میں (یعنی مصر میں کہیں باہر سے) ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے (اکثر) باشندے بے خبر (پڑے سو رہے) تھے تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک تو ان کی برادری میں کا تھا اور دوسرا مخالفین میں سے تھا سو وہ جوان کی برادری میں کا تھا اس نے موسیٰ سے اس کے مقابلہ میں جو کہ ان کے مخالفین میں سے تھا مدد چاہی تو موسیٰ نے اس کو (ایک) گھونسا مارا سو اس کا کام ہی تمام کر دیا موسیٰ (علیہ السلام کہنے لگے یہ تو شیطانی حرکت ہوگئی بیشک شیطان (بھی آدمی کا) کھلا دشمن ہے غلطی میں ڈال دیتا ہے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہوگیا آپ معاف کر دیجئے سو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا بلاشبہ وہ بڑا غفور رحیم ہے موسیٰ نے (یہ بھی) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار چونکہ آپ نے مجھ پر بڑے بڑے) انعامات فرمائے ہیں سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا۔

جوانی اور علم وحکمت

تفسیر: اور جب کہ وہ اپنی قوت کو پہنچے اور درست ہو گئے تو (ہم نے ان کی غذائے روحانی کا یہ انتظام کیا کہ بذریعہ وحی[1] کے یا بطور الہام کے) ہم نے انہیں حکمت وعلم عطا کیا (کیونکہ وہ نیکوکار تھے) اور ہم نیکوکاروں کو یوں ہی بدلہ دیتے ہیں۔

ایک واقعہ میں حضرت موسیٰ کی غیرتِ قومی

اور (ابناء حکمت[2] وعلم کے بعد یا اس سے پہلے ایک روز یہ واقعہ ہوا کہ) وہ اہل شہر کی بے خبری کے وقت وہ شہر میں آنے (یہ بے خبری کی حالت میں آنا یا تو محض اتفاقی تھا یا اس وجہ سے تھا کہ فرعون اور اس کی جماعت کو ان کے خیالات کا علم ہو گیا تھا اور اسلئے وہ ان کے دشمن ہو گئے تھے۔ اور یہ ان سے روپوش رہتے تھے۔ والظاہر عندی ہوالثانی) اب (جب کہ وہ شہر میں آئے تو) انہوں نے اس میں دو شخصوں کو لڑتے پایا۔ ایک تو ان کی جماعت کا تھا۔ اور دوسرا ان کے دشمنوں میں کا۔ اس پر اس شخص نے جوان کے گروہ کا تھا۔ اس شخص کے مقابلہ میں جوان کے دشمنوں میں کا تھا ان سے فریاد کی۔ اس پر انہوں نے اس کے گھونسہ مارا تو اس کا فیصلہ کر دیا (اور وہ مر گیا) یہ دیکھ کر ان کو ندامت ہوئی اور کہا کہ یہ شیطان کا کام تھا (کہ اس نے مجھ سے گھونسہ لگوایا۔ اور وہ بھی اتنی زور سے کہ وہ مر گیا) واقعی وہ کھلا غلطی میں ڈالنے والا دشمن ہے۔

دعائے موسوی: (اب) انہوں نے (حق تعالیٰ سے معذرت کی اور) کہا کہ اے اللہ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ آپ مجھے معاف کر دیجئے۔ جس پر حق تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کر دیا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم والا ہے۔ انہوں نے (یہ بھی) کہا کہ اے میرے پروردگار آپ کے مجھ پر انعام کے سبب (جس کا مقتضا اطاعت ہے۔ اب میں مجرموں کا پشت پناہ نہ ہوں گا (جیسا کہ اس مرتبہ مجھ سے غلطی سے ایسا ہو گیا ہے)

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ
قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ۞ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ
عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ
اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۞ وَجَآءَ
رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۚ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ
فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۞ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞

ترجمہ: پھر موسیٰ کو شہر میں صبح ہوئی خوف اور وحشت کی حالت میں کہ اچانک (دیکھتے کیا ہیں کہ وہی شخص جس نے کل

---

[1] اس آیت میں اس کا کوئی قرینہ نہیں کہ یہ واقعہ طور سے پہلے کا ہے ۱۲ [2] اگر ابناء علم وحکمت بذریعہ الہام تھا تو یہ واقعہ بعد کا ہے اور اگر بذریعہ وحی تھا تو پہلے کا ہے۔ اس لئے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کو قتل قبطی سے پہلے نبوت عطا ہو چکی تھی ۱۲

گذشتہ میں ان سے مدد چاہی تھی وہ پھر ان کو (مدد کے لئے) پکار رہا ہے موسیٰ اس سے فرمانے لگے بیشک تو صریح بدراہ (آدمی) ہے سو جب موسیٰ نے اس پر ہاتھ بڑھایا جو دونوں کا مخالف تھا وہ اسرائیلی کہنے لگا اے موسیٰ کیا (آج) مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کل ایک (آدمی) قتل کر چکے ہو (معلوم ہوتا ہے کہ) بس تم دنیا میں اپنا زور بٹھلانا چاہتے ہو اور صلح (اور ملاپ) کروانا نہیں چاہتے اور (اس مجمع میں) ایک شخص شہر کے (اس) کنارہ سے) جہاں یہ مشورہ ہو رہا تھا) دوڑے ہوئے آئے (اور) کہنے لگے کہ اے موسیٰ اہل دربار آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ (یہاں سے) چل دیجئے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں پس (یہ سن کر) موسیٰ وہاں سے (کسی طرف کو) نکل گئے خوف اور وحشت کی حالت میں (اور چونکہ راستہ معلوم نہ تھا دعا کے طور پر) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچا لیجئے۔

روپوشی اور ایک واقعہ میں راز فاش

تفسیر: اب وہ (بوجہ قتل قبطی کے) شہر میں خوف زدہ ہو گئے کہ (ہر وقت گرفتاری کے) منتظر تھے (اور خیال کرتے تھے کہ اب فرعون کے آدمی پکڑنے آتے ہوں گے، اب آتے ہوں گے۔ اتنے میں دیکھتے کیا ہیں کہ وہ ہی شخص جس نے ان سے کل مدد چاہی تھی آج پھر ان کو (مدد کے لئے) پکارتا ہے (یہ حالت دیکھ کر) موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تو کھلا ہوا بدراہ ہے (کہ ہر روز لوگوں سے الجھتا ہے۔ یہ کہہ کر چاہا کہ قبطی کو پکڑیں) پس جب کہ انہوں نے اس شخص کو پکڑنا چاہا جو کہ ان دونوں (یعنی مستغیث اور موسیٰ) کا دشمن تھا۔ تو (اس مستغیث نے سمجھا کہ وہ مجھ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر) اس نے کہا کہ اے موسیٰ کیا تو مجھے بھی یوں ہی مارنا چاہتا ہے جس طرح تو نے کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا تو صرف اس ملک میں اپنا زور جمانا چاہتا ہے اور تو اہل اصلاح میں سے نہیں ہونا چاہتا (اس طرح کل کے قتل کا راز فاش ہو گیا۔ اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ قبطی کے قاتل موسیٰ ہیں۔ اب موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی سازشیں ہونے لگیں۔ ادھر تو یہ ہوا)

قتل کی سازش کی اطلاع اور جان بچانے کی سعی

اور (ادھر) شہر کے کنارہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا کہ اے موسیٰ ارباب حکومت تمہارے متعلق مشورہ کر رہے ہیں تا کہ تمہیں مار ڈالیں لہذا تم (یہاں سے کسی طرف کو) نکل جاؤ۔ میں یقیناً تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں (اور اس لئے میں نے تمہاری خیر خواہی کی بنا پر تم کو مطلع کر دیا ہے اور اس میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ پس تم اس میں تساہل نہ کرنا) اب موسیٰ وہاں سے ایسی حالت میں نکلے کہ وہ خوف زدہ تھے جن کو ہر وقت (گرفتاری کا کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اب انہوں نے کہا کہ اے میرے پروردگار آپ مجھے ان ستم پیشہ لوگوں کے پنجہ سے بچائیے (جو کہ ابتدا سے ناحق میرے خون کے پیاسے ہیں اور اب تک جو میں بچا رہا وہ صرف آپ کے تصرف و تائید سے۔ ورنہ یہ لوگ مجھے کبھی کا مار چکے ہوتے) اس تقریر سے یہ اشکال بھی دفع ہو گیا کہ زیادتی تو خود موسیٰ علیہ السلام کی تھی کہ انہوں نے بلاوجہ اس قبطی کو مار ڈالا پھر موسیٰ علیہ السلام فرعونیوں کو کیوں ظالم کہتے ہیں۔ جو کہ اس کے قصاص میں ان کو مارنا چاہتے تھے۔

ایک علمی اشکال کا جواب

اور حاصل جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اس بنا پر ظالم کہا کہ وہ درحقیقت بلاوجہ ان کی جان کے دشمن تھے۔ رہا موسیٰ علیہ السلام کا

اس قبطی کو قتل کرنا۔ سو اول تو قصداً نہیں تھا بلکہ اتفاقی تھا۔ دوسرے وہ ایسے شخص کا قتل تھا جو خود موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے تھا۔ گو متصرف حق سبحانہ موسیٰ علیہ السلام اس کے شر سے محفوظ تھے۔ اگر اس کو موقع مل جاتا۔ تو وہ موسیٰ علیہ السلام کی جان لینے میں ہرگز دریغ نہ کرتا اس لئے وہ موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ایسا تھا جیسے انسان کے حق میں سانپ، بچھو۔ پس موسیٰ علیہ السلام کا قتل ناحق نہ تھا۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ کا قتل ناحق نہ تھا تو انہوں نے اس کو عمل شیطان اور ظلم کیوں قرار دیا۔ اور اس سے استغفار کیوں کیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قتل گو فی نفسہ مباح تھا۔ مگر چونکہ مفضی الی الشر و مہیم فتنہ تھا۔ اس لئے اس کو عمل شیطان وغیرہ فرمایا۔ کیونکہ یہ قتل خود موسیٰ علیہ السلام کی جان کو خطرہ میں ڈالنے والا تھا۔ اور جو فعل بلا حکم حق سبحانہ ایسا کیا جائے کہ اس میں فاعل کی جان کا اندیشہ قوی ہو۔ وہ خودکشی کا مرادف ہے جو کہ جرم ہے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے استغفار کیا۔ اس تقریر پر حل اشکال میں قانون شریعت مصطفویہ سے استعانت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور اگر مدد لی بھی جائے تو وہ اس لئے ناکافی ہے کہ اس وقت یہ ثبوت دینا ہوگا کہ یہ قانون اس وقت بھی تھا۔ اور اس کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ برخلاف ہماری تقریر کے کہ وہ محض عقلی ہے اور اس کے لئے کسی قانون شرعی کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ویر شد اللہ قولہ تعالیٰ ھذا من عدوہ۔ علاوہ ازیں قانون شریعت مصطفویہ سے استعانت اس لئے بھی غیر تام ہے کہ فرعونیوں پر کفار حربی ہونے کا حکم اس وقت عائد ہو سکتا تھا جب کہ ان کو رسالت موسیٰ کی تبلیغ ہو چکی ہوتی۔ حالانکہ اس وقت خود حضرت موسیٰ کی نبوت ہی محتمل ہے۔ اور رسالت کا انتفاء تو ظاہر ہے۔ پھر ان کو کفار حربی قرار دے کر مباح الدم کیسے کہا جا سکتا ہے۔ خیر یہ مضمون استطراداً تھا۔ اب ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام شہر سے نکل کر مدین کی جانب روانہ ہوئے)۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاۗءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَاۗءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ڝ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ۫ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝ فَجَاۗءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَي اسْـتِحْيَاۗءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ڕ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝ قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي

سلہ ہم نے نبوت کو محتمل اور رسالت کو منتفی بنایا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو۔ خواہ مامور بالتبلیغ ہو یا نہ ہو۔ اور رسول وہ صاحب وحی ہے جو مامور بالتبلیغ ہو اور اس بنا پر عورتیں بھی ہو سکتی ہیں مگر رسول نہیں ہوتیں ۱۲

اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ
سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ
قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۲۸﴾

ترجمہ: اور جب موسیٰ مدین کی طرف ہو لئے کہنے لگے کہ امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (کسی مقام امن کا) سیدھا راستہ چلاوے گا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مدین جا پہنچے اور جب مدین کے پانی (یعنی کنوئی) پر پہنچے تو اس پر (مختلف) آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلا رہے تھے اور ان لوگوں سے ایک طرف (الگ) کو دو عورتیں دیکھیں کہ وہ (اپنی بکریاں) روکے کھڑی ہیں موسیٰ نے (ان سے) پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے وہ دونوں بولیں کہ (ہمارا معمول یہ ہے) کہ ہم (اپنے جانوروں کو) اس وقت تک پانی نہیں پلاتے جب تک کہ یہ چرواہے پانی پلا کر (جانوروں کو ہٹا نہ لے جاویں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں پس (یہ سن کر) موسیٰ نے ان کے لئے پانی (کھینچ کر ان کے جانوروں کو) پلایا پھر (وہاں) سے ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھے پھر (جناب باری میں) دعا کی کہ اے میرے پروردگار (اس وقت) جو (نعمت) بھی آپ مجھ کو بھیج دیں میں اس کا (سخت) حاجتمند ہوں سو موسیٰ کے پاس ایک لڑکی آئی کہ شرماتی ہوئی چلتی تھی (اور آ کر کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں تا کہ تم کو اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلا دیا تھا سو جب ان کے پاس پہنچے اور ان سے تمام حال بیان کیا تو انہوں نے (تسلی کی اور) کہا کہ (اب) اندیشہ نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے (پھر) ایک لڑکی نے کہا ابا جان! آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط (ہو اور) امانت دار (بھی) ہو وہ (بزرگ موسیٰ علیہ السلام سے) کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو تمہارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری نوکری کرو پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے احسان ہے اور میں (اس معاملہ میں) تم پر کوئی مشقت ڈالنا نہیں چاہتا تم مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ خوش معاملہ پاؤ گے موسیٰ (علیہ السلام رضامند ہو گئے اور) کہنے لگے کہ (بس تو) یہ بات میرے اور آپ کے درمیان (پکی) ہو چکی ان دونوں مدتوں میں سے جس (مدت) کو بھی پورا کر دوں مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا اور ہم جو (معاملہ کی) بات چیت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا گواہ (کافی) ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں

تفسیر: اور جبکہ انہوں نے مدین کا رخ کیا تو کہا کہ کیا بعید ہے جو حق تعالیٰ کسی سیدھے راستہ پر لے چلے۔ (اور راہ میں مجھے بھٹکنا نہ پڑے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور جب کہ وہ مدین کے پانی پر پہنچے تو اس پر انہوں نے لوگوں کے ایک گروہ کو (اپنے جانوروں کو) پانی پلاتے پایا اور ان کے ایک طرف دو عورتوں کو دیکھا کہ وہ (اپنے جانوروں کو پانی سے) ہٹاتی ہیں۔ انہوں نے کہا تمہارا کیا حال ہے (کہ اور تو پلاتے ہیں اور تم ہٹاتی ہو) انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہ پلائیں گے۔ جب تک یہ چرواہے اپنے جانوروں کو نہ لے جائیں

(کیونکہ یہ غیر محرم ہیں۔ اور ہم کو ان کے ساتھ اختلاط سے شرم آتی ہے) اور ہمارے باپ بہت بڈھے ہیں (جو کہ کاروبار نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں کو یہ کام کرنا پڑتا ہے) اس پر (موسیٰ علیہ السلام کو ان پر ترس آیا اور) انہوں نے ان کی خاطر پانی پلایا (اس کے بعد وہ سایہ میں جا بیٹھے اور کہا کہ اے میرے پروردگار آپ جو نعمت بھی مجھے بھیجدیں میں اس کا محتاج ہوں (ادھر تو یہ ہوا، ادھر وہ عورتیں اپنے گھر گئیں اور اپنے باپ سے سارا قصہ کہا۔ اس پر ان کے باپ نے کہا کہ اچھا اس شخص کو ہمارے پاس بلالاؤ)۔

کمزور عورتوں کی مدد کا صلہ

اب ان میں سے ایک عورت شرم کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔ اس نے (آکر) کہا کہ میرے باپ آپ کو اس غرض سے بلاتے ہیں کہ آپ کو اس کا معاوضہ دیں۔ جو آپ نے ہمارے خاطر پانی پلایا ہے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ ہو لئے۔ اب جب کہ وہ ان کے پاس آئے (اور آپس میں گفتگو ہوئی) اور انہوں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اب تم کچھ مت ڈرو تم ان ظالم لوگوں کے بچ گئے ہو (اور یہاں ان کا تم پر کچھ قابو نہیں چل سکتا۔ جب ان عورتوں نے ان کی گفتگو سنی اور سمجھا کہ یہ ایک دیندار آدمی ہیں اور معاش کی ان کو ضرورت ہے تو) ان میں سے ایک عورت نے کہا کہ ابا آپ انہیں نوکر رکھ لیجئے۔ جن کو آپ نوکر رکھیں ان میں بہتر وہ ہے جو مضبوط (بھی ہو اور پورے طور پر خدمت مفوضہ کو انجام دے سکے اور) امانت دار (بھی) ہو کہ قصداً خدمت میں کوتاہی نہ کرے اور ان میں دونوں باتیں موجود ہیں۔ اس لئے یہ بہتر نوکر ہوں گے۔

حضرت موسیٰ کی شادی

انہوں نے (لڑکی کی یہ بات سن کر) کہا کہ میں اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک کی تم سے اس شرط پر شادی کرتا ہوں کہ تم آٹھ برس میری نوکری کرو۔ اب اگر تم دس برس پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہوگا اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم پر مشقت ڈالوں (جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں اس پر) بھروسہ کرو۔ انشاء اللہ تم مجھے معقول آدمی پاؤ گے (اور میری طرف سے کوئی بدمعاملگی نہ دیکھو گے اس کے جواب میں) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ بات میرے اور تمہارے درمیان طے ہو چکی۔ اب جونسی میعاد میں پوری کردوں اس کا مجھے اختیار ہے۔ اور مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا۔ اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں ان پر خدا شاہد ہے (اس لئے نہ میں اپنی بات سے پھروں گا اور نہ آپ کو پھرنا چاہئے۔ الغرض یہ امر طے ہو گیا۔ اور شرط کے موافق موسیٰ برابر نوکری کرتے رہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ
امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾
فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِىَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِى الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ
يّٰمُوْسٰٓى اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ

وَلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ اُسْلُكْ يَدَكَ
فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ
فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝
قَالَ رَبِّ اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّىْ
لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ قَالَ سَنَشُدُّ
عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ڔ بِاٰيٰتِنَآ ڔ اَنْتُمَا
وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝

ترجمہ: غرض جب موسیٰ روانہ ہوئے تو ان کو کوہ طور کی طرف سے ایک (روشنی بشکل) آگ دکھلائی دی انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم (یہاں ہی) ٹھہرے رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں تمہارے پاس وہاں سے (رستہ کی) کچھ خبر لاؤں یا کوئی آگ کا (دہکتا ہوا) انگارا لے آؤں تاکہ تم سینکو سو وہ جب اس آگ کے پاس پہنچے تو ان کو اس میدان کی داہنی جانب سے (جو کہ موسیٰ علیہ السلام کی داہنی جانب تھا) اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں اللہ رب العالمین ہوں اور یہ (بھی آواز آئی) کہ تم اپنا عصا ڈال دو سو انہوں نے جب اس کو لہراتا ہوا دیکھا جیسا پتلا سانپ (تیز) ہوتا ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (حکم ہوا کہ) اے موسیٰ (علیہ السلام) آگے آؤ اور ڈرو مت تم (ہر طرح) امن میں ہو تم اپنا ہاتھ گریبان کے اندر ڈالو (اور پھر نکالو) وہ بلا کسی مرض کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا اور خوف (رفع کرنے) کے واسطے اپنا (وہ) ہاتھ (پھر) اپنے (گریبان اور بغل) سے (بدستور سابق) ملا لینا سو یہ (تمہاری نبوت کی) دو سندیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کے واسطے (جس کا تم کو حکم کیا جاتا ہے کیونکہ) وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک آدمی کا خون کر دیا تھا سو مجھ کو اندیشہ ہے کہ (کہیں اول ہی دہلہ میں) وہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں اور میرے بھائی ہارونؑ کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ رسالت دیدیجئے کہ وہ میری (تقریر کی تائید اور) تصدیق کریں گے کیونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ لوگ (یعنی فرعون اور اس کے درباری میری) تکذیب کریں ارشاد ہوا کہ (بہتر ہے) ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائے دیتے ہیں (ایک درخواست تو یہ منظور ہوئی) اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت (وہیبت) عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تم پر دسترس نہ ہوگی (پس) ہمارے معجزے لے کر جاؤ تم دونوں اور جو تمہارا پیرو کار رہوگا (ان لوگوں پر) غالب رہو گے۔

مدین سے حضرت موسیٰ کی روانگی اور نبوت

تفسیر: اب جب کہ موسیٰ نے میعاد مقرر پوری کر دی اور اپنے گھر والوں کو لے کر روانہ ہوئے (تو ایک مقام پر پہنچ کر) انہوں نے طور کی جانب سے ایک آگ محسوس کی۔ اب انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ ممکن ہے کہ میں تمہارے پاس کوئی خبر یا آگ کی چنگاری لاؤں۔ کیا بعید ہے کہ تم (اس سے آگ جلا کر) تاپ لو (چنانچہ وہ یہ کہہ کر آگ کی جانب روانہ ہو گئے) اب جب کہ وہ اس کے پاس آئے تو ان کو اس وادی کے دائیں کنارہ سے جو کہ ایک متبرک زمین میں واقع تھی۔ ایک درخت سے یہ آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں خدائے رب العالمین ہوں (یہ آواز درخت کی نہ تھی بلکہ حق تعالیٰ کی تھی۔ اور درخت اس آواز کے لئے ایسا تھا جیسے انسانی آواز کے لئے فونوگراف کی پلیٹ۔ وھو ہذا ھو غایۃ التمثیل فی ہذا المقام۔ واللہ اعلم) اور یہ آواز دی گئی) کہ تم اپنی لاٹھی ہاتھ سے چھوڑ دو (چنانچہ انہوں نے لاٹھی ہاتھ سے چھوڑ دی اور وہ سانپ بن گئی) پس جب کہ انہوں نے اسے یوں لہراتے دیکھا جیسے کہ سچ مچ کا پتلا سانپ ہو تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (یہ حالت دیکھ کر ہم نے کہا کہ) اے موسیٰ آگے آؤ۔ اور ڈرو مت۔ تمہیں کوئی خطرہ نہیں (جب وہ واپس آئے تو ان سے کہا کہ) اچھا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو۔ وہ بلا کسی مرض کے سفید نکلے گا۔ اور (یہ جو خوف تمہیں لاحق ہے اس کا علاج یہ ہے کہ) اس خوف کے سبب سے تم اپنا بازو اپنے سے لگا لو (اس سے یہ خوف جاتا رہے گا کیونکہ ہم نے اس میں یہ خاصیت رکھی ہے) پس یہ دو حجتیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے ارباب حکومت کی طرف (تمہاری رسالت پر) کیونکہ وہ نافرمان ہیں (اور بذریعہ رسالت کے ان پر حجت قائم کرنا مقصود ہے)

نبوت کے حصول پر حضرت موسیٰ کی درخواست

انہوں نے کہا کہ اے میرے پروردگار میں نے ان کا ایک آدمی مار ڈالا تھا اور اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے (ایک بات تو یہ ہے) اور (دوسری بات یہ ہے کہ) میرا بھائی ہارونؑ مجھ سے زیادہ صاف بولتا ہے۔ پس آپ اسے بھی میرے ساتھ مددگار کی حیثیت سے بھیجئے کہ وہ میری تصدیق کرے۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تمہارا بازو تمہارے بھائی سے قوی کریں گے۔ اور تمہیں دونوں کو رعب دیں گے جس سے وہ (تمہیں دور سے تو ڈرائیں دھمکائیں گے مگر) تم تک نہ پہنچ سکیں گے (الغرض) ہماری آیات کی بدولت تم دونوں اور جو تمہارا اتباع کریں گے۔ وہی غالب ہوں گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا
بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ
عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ
يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ
صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ

وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ: غرض جب ان لوگوں کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) ہماری صریح دلیلیں لے کر آئے تو ان لوگوں نے (معجزات دیکھ کر) کہا کہ یہ تو محض) ایک جادو ہے کہ (خواہ مخواہ) خدا تعالیٰ پر افترا کیا جاتا ہے اور ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی کہ ہمارے اگلے باپ دادوں کے وقت میں بھی ہوئی ہو اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (ان کے جواب میں فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو صحیح دین اس کے پاس سے لے کر آیا ہے اور جس کا انجام اس عالم سے اچھا ہونے والا ہے (اور) بالیقین ظالم لوگ کبھی فلاح نہ پاویں گے اور (دلائل موسویہ دیکھ کر سن کر) فرعون کہنے لگا کہ اے اہل دربار مجھ کو تو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا تو اے ہامان تم ہمارے لئے مٹی (کی اینٹیں بنوا کر ان) کو آگ میں (پزاوہ لگا کر) پکواؤ پھر ان پختہ اینٹوں سے) میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ تاکہ میں) (اس پر چڑھ کر) موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو (اس دعویٰ میں کہ میرے سوا کوئی اور خدا ہے) موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور فرعون اور اس کے تابعین نے ناحق دنیا میں سر اٹھا رکھا تھا اور یوں سمجھ رہے تھے کہ ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا نہیں ہے تو ہم نے (تکبر کی سزا میں) اس کو اور اس کے تابعین کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا (یعنی غرق کر دیا) سو دیکھئے ظالموں کا کیا انجام ہوا (اور موسیٰ کے قول کا ظہور ہو گیا) اور ہم نے ان لوگوں کو ایسا رئیس بنایا تھا جو (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے رہے اور (اسی واسطے) قیامت کے روز ایسے بیکس رہ جاویں گے کہ) کوئی ان کا ساتھ نہ دے گا اور (یہ لوگ دونوں عالم میں مبتلائے خسران ہوئے چنانچہ) دنیا میں بھی ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس

تفسیر: (چنانچہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس پہنچے اور اسے احکام خداوندی سنائے) پس جبکہ موسیٰ ان کے پاس ایسی حالت میں ہمارے احکام لے کر آئے کہ وہ بالکل صاف تھے (جن میں شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہ تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک گھڑا ہوا منتر ہے (جو کہ جاہلوں پر پھونکنے کے لئے بنایا گیا ہے) اور ہم نے تو یہ بات کبھی اپنے بڑوں میں نہیں سنی۔ اور (اس کے جواب میں) موسیٰ نے کہا کہ میرا رب اس کو خوب جانتا ہے۔ جو اس کے پاس سے ہدایت لیکر آیا ہے۔ اور جس کے لئے اس گھر کے مجھے آنے والا گھر[1] (یعنی آخرت) ہوگا (اس لئے تیری تکذیب سے میرا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ ہاں خود تیرا ضرر ہے کیونکہ) جو ظلم پر کمر بستہ رہنے والے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔

---

[1] فیہ اشارہ الی ان حق عاقبۃ الدار اضافۃ الصفۃ الی الموصوف وکان اصلہ الدار العاقبۃ وھو وان کان خلافا کما ھو المشھور لکنہ ھو التحقیق ۱۲

فرعون کا دعوائے خدائی اور معبود حقیقی کی مخالفت

اور (جب کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے دعوے پر سخت مصر پایا تو) فرعون نے کہا کہ اے ارکان دولت (تم اس کی باتوں میں نہ آنا) میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا (اچھا جب کہ وہ اس پر مصر ہے کہ میرے سوا کوئی اور معبود ہے۔ اور میں معبود نہیں ہوں) تو اے ہامان تم میرے لئے مٹی پر آگ جلاؤ (یعنی اینٹوں کا پزاوہ لگاؤ) اس کے بعد میرے لئے ایک اونچا محل بناؤ۔ شاید (اس ذریعہ سے) میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ لوں۔ اور اب تو میں اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں (الغرض فرعون نے تکذیب سے کام لیا) اور اس نے اور اس کی فوجوں نے ملک میں ناحق سر اٹھایا۔ اور یہ سمجھ لیا کہ وہ ہماری طرف سے واپس نہ لائے جائیں گے۔

فرعون خدائی عذاب کی زد میں

اس پر ہم نے اسے اور اس کی فوجوں کو (عذاب میں) پکڑ لیا اور سمندر میں پھینک دیا۔ پس تم دیکھو کہ ان ظالموں کا کیسا (برا) انجام ہوا۔ اور (اس سے بڑھ کر یہ کہ) ہم نے ان کی بداعمالیوں کے سبب ان کو ایسے سرغنے بنایا جو کہ ان کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں (جس کے سبب ان کے مقلدین کا وبال بھی ان کی گردن پر ہوگا) اور قیامت میں (ان کے پیرووں کی جانب سے) ان کی کوئی مدد نہ کی جائے گی (اس لئے دوسروں کی پیروی سے ان کو بجز نقصان کے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا اور (ایک ضرر ان کا یہ ہوا کہ) دنیا میں بھی ہم نے ان کے لئے لعنت لگا دی (کہ اب جو کوئی ہے انہیں برا ہی کہتا ہے اور اچھا کوئی بھی نہیں کہتا۔ حتی کہ ان کے پیرو بھی انہیں اچھا نہیں کہتے) اور قیامت کے دن تو وہ بدحال ہوں ہی گے (الغرض یہ نتائج تو وہ تھے جو فرعون اور اس کی جماعت کو تکذیب کے بدلے میں ملی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ
وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى
مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ
الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا
مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ
قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ
مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ
وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ
مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ

تَظٰهَرَا ۟ وَ قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اگلی امتوں (یعنی قوم نوح و عاد و ثمود) کے ہلاک کئے پیچھے کتاب (یعنی توریت) دی تھی جو لوگوں کے (یعنی بنی اسرائیل کے) لئے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت اور رحمت تھی تا کہ وہ (اس سے) نصیحت حاصل کریں اور آپ (طور کی) مغربی جانب میں موجود نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو احکام دیئے تھے اور (وہاں خاص تو کیا موجود ہوتے) آپ (تو) ان لوگوں میں سے (بھی) نہ تھے جو (اس زمانہ میں) موجود تھے (لیکن بات یہ ہے کہ) ہم نے (موسیٰ کے بعد) بہت سی نسلیں پیدا کیں پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا اور آپ اہل مدین بھی قیام پذیر نہ تھے کہ آپ (وہاں کے حالات دیکھ کر ان حالات کے متعلق) ہماری آیتیں ان لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہوں (لیکن ہم ہی (آپ کو) رسول بنانے والے ہیں اور (اسی طرح) آپ طور کی جانب (مغربی مذکور) میں اس وقت (بھی) موجود نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ کو پکارا تھا (لیکن اس کا علم بھی اسی طرح حاصل ہوا کہ آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنالئے گئے تا کہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نبی) آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا (نبی) نہیں آیا کیا عجب ہے کہ نصیحت قبول کریں اور ہم رسول نہ بھی بھیجتے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر ان کے کرداروں کے سبب (جو کہ عقلاً قبیح ہیں) کوئی مصیبت (دنیا میں یا آخرت میں) نازل ہوتی تو یہ کہنے لگتے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا تا کہ ہم آپ کے احکام کا اتباع کرتے اور (ان احکام اور رسول پر) ایمان لانے والوں میں ہوتے سو جب ہماری طرف سے ان لوگوں کے پاس امر حق پہنچا (تو اس میں شبہ نکالنے کے لئے یوں) کہنے لگے کہ ان کو ایسی کتاب کیوں نہ ملی۔ جیسی موسیٰ (علیہ السلام) کو ملی تھی کیا جو کتاب موسیٰ کو ملی تھی اس کے قبل یہ لوگ اس کے منکر نہیں ہوئے یہ لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے آپ کہہ دیجئے کہ اچھا تو (علاوہ توراۃ و قرآن کے) تم کوئی اور کتاب اللہ کے پاس سے لے آؤ جو ہدایت کرنے میں ان دونوں سے بہتر ہو میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو پھر (اس احتجاج کے بعد) اگر یہ لوگ آپ کا (یہ) کہنا نہ کر سکیں تو آپ سمجھ لیجئے کہ یہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بدوں اس کے کہ منجانب اللہ کوئی دلیل (اس کے پاس) ہو (اور) اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

حضرت موسیٰ کو کتاب اور اس واقعہ سے نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید

تفسیر :اور (موسیٰ علیہ السلام کو ان کی اطاعت کا جو صلہ ملا وہ یہ تھا کہ) ہم نے پہلی امتوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو ایسی حالت میں کتاب دی کہ اس کے مضامین لوگوں کے لئے بصیرتیں اور ہدایت اور رحمت تھے۔ بدیں توقع کے وہ (ان سے) نصیحت حاصل کریں گے (یہ واقعات ہیں امم ماضیہ کے) اور (یہ دلیل ہیں تمہارے صاحب ہونے کی کیونکہ) آپ اس وقت مغربی جانب میں موجود نہ تھے جب کہ ہم نے موسیٰ کو احکام دیئے تھے۔ اور آپ اس زمانہ میں موجود لوگوں میں بھی نہ تھے (کہ اپنے ذاتی علم سے یا خود موسیٰ سے سن کر یہ واقعہ بیان کرتے ہوں) ہاں ہم نے (تم سے پہلے اور موسیٰ کے بعد) بہت سی امتیں پیدا کیں۔ جن کی عمریں دراز ہوئیں (اور اس لئے تمہارے اور موسیٰ کے درمیان بہت فاصلہ ہوگیا۔ پس یہ شبہ بھی نہیں ہوسکتا کہ آپ نے اس زمانہ کے قریب کے لوگوں سے اس واقعہ کو سنا ہو اور یہ شبہ کہ ممکن ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ کے اہل کتاب سے سنا ہو اس لئے ظاہر الاندفاع ہے کہ اگر آپ نے اہل کتاب سے سنا ہوتا تو وہ خود کہتے کہ جناب یہ باتیں تو ہمیں نے آپ کو بتائی ہیں اور جبکہ کسی نے ایسا نہیں کہا تو ایسا احتمال نکالنا مدعی سست گواہ چست کا مصداق ہے اور (اسی طرح) آپ اہل مدین میں بھی مقیم نہ تھے کہ (اپنے ذاتی علم سے) ہمارے (بیان کئے ہوئے) مضامین[1] ان (مشرکین مکہ) کو پڑھکر سنا رہے ہو۔ ہاں ہم تم کو (ان کی طرف) پیغام دے کر بھیجنے والے ہیں (اسی لئے آپ ہماری وحی سے ان کو یہ مضامین سنا رہے ہیں) اور (اسی طرح) آپ طور کی جانب بھی موجود نہ تھے جب کہ ہم نے (موسیٰ کو) آواز دی تھی (کہ اپنے ذاتی علم سے اس کو لوگوں سے بیان کرتے ہو) ہاں تم اپنے رب کی ایک رحمت ہو بدیں غرض کہ تم ایسے لوگوں کو (عذاب سے) ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا کیا بعید ہے کہ وہ نصیحت قبول کریں اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کے ہاتھوں کے ہونے کے کاموں کی بدولت کوئی مصیبت پہنچے۔ اس پر وہ یہ کہیں کہ آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا۔ جس پر ہم آپ کے احکام کا اتباع کرتے اور ان کے ماننے والوں میں سے ہوتے (تو ہم تمہیں رسول نہ بناتے۔ لیکن چونکہ وہ اس وقت ایسا ضرور کہتے اس لئے ہم نے رسول بنایا)۔

کفار مکہ کی حجت

پس اب جب کہ ان کے پاس ہماری جانب سے امر حق آیا (جس کی وہ بصورت نہ آنے کی شکایت کرتے) تو (اس کے قبول کرنے میں انہوں نے یہ حجت نکالی کہ) انہوں نے کہا کہ اس کو ویسی ہی چیز کیوں نہ دی گئی جیسی موسیٰ کو دی گئی تھی (اچھا تمہاری تصدیق نہ کرنے میں تو ان کو یہ عذر ہے) اور کیا جو چیز اس سے پہلے موسیٰ کو دی گئی تھی اس کا انہوں نے انکار نہیں کیا (ضرور کیا) تو وہاں کیا عذر تھا۔ الغرض ان کے پاس کوئی معقول عذر نہیں ہے۔ بلکہ وہ عناداً ایسی باتیں نکالتے ہیں چنانچہ) انہوں نے (اس کتاب کی نسبت جو تم کو دی گئی۔ اور اس کی نسبت جو موسیٰ کو دی گئی دونوں کی نسبت یہ) کہا کہ یہ دونوں دو منتر ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم کسی کو بھی نہیں مانتے۔ پس آپ ان سے کہئے کہ (اگر یہ دونوں دو منتر ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم کسی کو بھی نہیں مانتے۔ پس آپ ان سے کہئے کہ (اگر یہ دونوں منتر ہیں) تم خود کوئی ایسی کتاب لاؤ جو ان سے زیادہ صحیح رستہ بتانے والی ہو۔ میں اس کی پیروی کروں گا۔ اگر تم (واقعی) سچے ہو۔ اب اگر وہ آپ کی استدعا کو منظور نہ کریں (اور ایسی کوئی کتاب پیش نہ کریں۔ اور یقیناً نہ کرینگے)

---

[1] اقول هذا هو الحق وار جاع الخبر اهل مدين وهم كمالا يخفى ۱۲

تو آپ جان لیجئے کہ وہ صرف اپنی خواہش کے پیرو ہیں (نہ کہ کسی کتاب ہادی کے) اور (یہ ظاہر ہے کہ) اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو بلا خدا کی جانب سے ہدایت کے خود اپنی خواہش کا پیرو ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سراسر ظلم پر کمر بستہ لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا (اس لئے یہ واضح حقیقت ان کی نظر سے مخفی ہے۔ ورنہ یہ بات ایسی نہیں ہے کہ ایک منصف پر مخفی رہے۔ پس ان کو چاہئے کہ وہ اصرار علی الظلم کو ترک کر دیں۔ تا کہ ان پر یہ حقیقت منکشف ہو کہ خدا کی ہدایت کے مقابلہ میں اتباع ہوئی درحقیقت نری گمراہی ہے)۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۞ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ
هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۞ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ
قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۞ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا
وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۞ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۞ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى
مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ
شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ
مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَكُنَّا نَحْنُ
الْوٰرِثِيْنَ ۞ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۞ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞

ترجمہ: اور ہم نے اس کلام (یعنی قرآن) کو ان لوگوں کے لئے وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے بھیجا تا کہ یہ لوگ (بار بار تازہ بتازہ سننے سے) نصیحت مانیں اور جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے (آسمانی) کتابیں دی ہیں (ان میں جو منصف ہیں) وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور جب قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ حق ہے (جو) ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے (اور) ہم تو اس (کے آنے) سے پہلے بھی مانتے تھے ان لوگوں کو ان کی پختگی کی وجہ سے دوہرا ثواب ملے گا اور وہ لوگ نیکی (اور تحمل) سے بدی (اور ایذا) کا

دفعیہ کر دیتے ہیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور جب (کسی سے اپنی نسبت) کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اس کو (بھی) ٹال جاتے ہیں اور (سلامت روی کے طور پر) کہہ دیتے ہیں کہ (ہم کچھ جواب نہیں دیتے) ہمارا کیا ہمارے آمنے آوے گا اور تمہارا کیا تمہارے سامنے آوے گا (بھائی) ہم تم کو سلام کرتے ہیں ہم بے سمجھ لوگوں سے الجھنا نہیں چاہتے آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے اور ہدایت پانے والوں کا علم (بھی) اسی کو ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر (اس دین کی) ہدایت پر چلنے لگیں تو فی الفور اپنے مقام سے مار کر نکال دیئے جاویں کیا ہم نے ان کو امن وامان والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس (یعنی ہماری قدرت اور رزاقی سے) کھانے کو ملتے ہیں ولیکن ان میں اکثر لوگ (اس کو) نہیں جانتے اور ہم بہت سی ایسی بستیاں ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے سامان عیش پر نازاں تھے (سو دیکھ لو) یہ ان کے گھر (تمہاری آنکھوں کے سامنے پڑے) ہیں کہ ان کے بعد آباد ہی نہ ہوئے مگر تھوڑی دیر کے لئے اور آخر کار (ان کے سب سامانوں کے) ہم ہی مالک رہے اور آپ کا رب بستیوں کو (اول ہی بار میں) ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ ان (بستیوں) کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے کہ وہ ان لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم ان بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارت کرنے لگیں اور جو کچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض (چند روزہ) دنیوی زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور یہیں کی (زیب وزینت) ہے اور جو (اجر وثواب) اللہ کے یہاں ہے وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے اور زیادہ (یعنی ہمیشہ) باقی رہنے والا ہے سو کیا تم لوگ (اس تفاوت کو) نہیں سمجھتے۔

قرآن پاک کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اہل کتاب کی تائید

تفسیر: اور ہم نے ان (کی ہدایت) کے لئے بدیں توقع یہ مسلسل گفتگو کی ہے کہ وہ نصیحت حاصل کریں گے (اب انہیں اختیار ہے کہ چاہے مانیں یا نہ مانیں۔ اس جگہ یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ اگر ان مشرکین کا یہ عذر لولا اوتی مثل ما اوتی موسی صحیح ہوتا تو یہ کہنے کا اہل کتاب کو حق تھا حالانکہ جن لوگوں کو ہم نے اس (قرآن) سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور جب کہ وہ ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یقیناً یہ بالکل صحیح اور ہمارے رب کی جانب سے ہے ہم تو اس سے پہلے حق تعالیٰ کے فرماں بردار ہیں (چنانچہ ہم اس کے احکام کو پہلے سے مان رہے ہیں۔ پھر اسے کیوں نہ مانیں) یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کو ان کا معاوضہ دہرا دیا جائے گا۔ بدیں وجہ کہ وہ (نبی سابق ولاحق دونوں کے عہد میں ہماری (اطاعت پر) جمے رہے اور ان کی عادت ہے کہ وہ نیکی سے بدی کو دفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب کہ لایعنی بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں۔ اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ بس سلام ہے تمہیں ہم نادانوں سے نہیں الجھتے۔

ہدایت رسول کے ہاتھ میں نہیں جب تک اللہ کی مشیت نہ ہو

(ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ) جس کو آپ چاہیں آپ اس کو ہدایت نہیں کر سکتے۔ ہاں خدا جسے چاہے اسے ہدایت کرتا ہے

(کیونکہ اگر آپ کے قبضہ میں ہدایت ہوتی ہے تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مشرکین مہتدی ہوتے۔ کیونکہ وہ آپ کی قوم اور آپ کے عزیز واقارب ہیں۔ اور اس لئے آپ کو ان کی ہدایت کا اہتمام بھی زیادہ ہے۔ مگر واقعہ یہ نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ہدایت آپ کے قبضہ میں نہیں۔ بلکہ خدا کے قبضہ میں ہے) اور وہ ان لوگوں کے خوب واقف ہے۔ جو ہدایت پانے والے ہیں (اس لئے وہ ان ہی کو ہدایت کرتا ہے پس آپ اس معاملہ کو خدا کے سپرد کیجئے اور مشرکین کی ہدایت کے اہتمام سے اپنے کو پریشان نہ کیجئے۔ اور نہ ان کی ہدایت حاصل نہ کرنے کا رنج کیجئے۔ الغرض مشرکین ہدایت نہیں حاصل کرتے اور اس کے لئے لایعنی عذر کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض عذر ان کے پیشتر مذکور ہو چکے۔

ایک عذر اور اس کا جواب

اور (ایک عذر ان کا یہ ہے کہ) انہوں نے کہا کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو ہم کو ہماری اس سرزمین سے نکال دیا جائے گا (مگر دوسرے عذروں کی طرح ان کا یہ عذر بھی لایعنی ہے) اور (وہ جو یہ عذر کرتے ہیں تو) کیا ہم نے حرم میں جو ایک باامن جگہ ہے جس کی طرف ہر قسم کے پھل ہماری طرف سے ازن کے طور پر کھنچے چلے آتے ہیں۔ ان کو جگہ نہیں دی (ضروری ہے۔ تو پھر ان کو اخراج کا اندیشہ کیوں ہے۔ الغرض واقعہ ہے یہ کہ ان کو ایمان لانے میں اخراج کا کچھ اندیشہ نہیں اور ہمارا حرم کو محل امن بنانا اور اس میں رہنے والوں کے لئے سامان معیشت بہم پہنچانا مقتضے ہے اس بات کو کہ وہ ایمان لے آئیں اور خواہ مخواہ حجتیں نہ نکالیں) مگر بہت سے لوگ (ان باتوں کو) نہیں جانتے (اور خواہ مخواہ کی حجتیں نکالتے ہیں) اور (ان سرکشوں کو واضح ہو کہ) ہم بہت سی ایسی بستیوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ جو اپنے سامان عیش پر نازاں تھیں۔ چنانچہ یہ ان کے گھر ہیں جو تمہارے سامنے ایسی حالت میں موجود ہیں کہ ان کے بعد آباد ہی نہ ہوئے۔ بجز تھوڑی دیر کے (کوئی آتا جاتا وہاں ٹھہر جاتا ہے) اور آخر کار ہمیں ان کے مالک ہوئے (پس اگر تم بھی اسی حالت پر قائم رہے تو بہت ممکن ہے کہ تمہارا بھی یہی حشر ہو)

ہلاکت سے پہلے رسول کی تبلیغ

اور (اب تک جو ان کو ہلاک نہیں کیا گیا ہے اس کی یہ وجہ ہے کہ) آپ کا رب اس وقت تک بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں۔ جب تک کہ وہ ان کے صدر مقام میں ایسا رسول نہ بھیجدے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے۔ اور (رسول بھیجنے کے بعد بھی فوراً ہلاک نہیں کرتے بلکہ) ہم صرف ایسی حالت میں بستیوں کو ہلاک کرتے ہیں کہ ان کے رہنے والے پورے طور پر ظلم پر کمر بستہ ہوں (اور وہ کسی حجت سے متاثر ہونے پر آمادہ نہ ہوں اور ہنوز ان مشرکین کی نوبت اس مرتبہ تک نہیں پہنچی۔ اس لئے ان کو ابھی تک ہلاک نہیں کیا گیا۔ یہ تو خطاب تھا رسول کو) اور (اے مشرکین اب تم سے کہا جاتا ہے کہ تم جو معیشت دنیا پر مغرور ہو۔ اور آخرت کو بھولے ہوئے ہو یہ تمہاری غلطی ہے۔ دیکھو) جو کچھ بھی تم کو دیا گیا ہے یہ صرف دنیوی زندگی کے برتنے کی چیز اور اسی کی زیبائش ہے (آخرت میں وہ کچھ بھی کارآمد نہیں۔ پس تم اس پر مغرور نہ ہو) اور (آخرت کی نعمتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ) جو خدا کے پاس ہے وہ (متاع دنیا سے) بہتر اور (اس سے) زیادہ پائیدار ہے سو کیا تم بالکل ہی نہیں سمجھتے (کہ یہ کھلی ہوئی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی)

أَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنٰهُمْ
كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوٓا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ
فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ
مَاذَآ أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾
فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾
وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ فِي
الْأُولٰى وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ
عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَآءٍ ۖ
أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٧١﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٧٢﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهِ
جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا
مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوٓا أَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ
مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾

ترجمہ: بھلا وہ شخص جس سے ہم نے ایک پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے پھر وہ شخص اس (وعدہ کی چیز کو) پانے والا ہے کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگانی کا چندروزہ فائدہ دے رکھا ہے پھر وہ قیامت کے روز ان لوگوں میں سے ہوگا جو گرفتار کر کے لائے جاویں گے اور (وہ دن قابل یاد کرنے کے ہے) جس دن خدا تعالیٰ ان کافروں کو (تو بے جا) پکار کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم (ہمارا شریک) سمجھ رہے تھے جن پر بوجہ گمراہ کرنے کے) خدا کا فرمودہ (یعنی استحقاق عذاب) ثابت ہو چکا ہوگا وہ بول اٹھیں گے کہ اے ہمارے پروردگار بیشک یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا ہم نے ان کو

ویسا ہی (بلا جبر و کراہ) بہکایا جیسا ہم خود بہکے تھے اور ہم آپ کی پیشی میں ان (کے تعلقات) (سے دستبرداری کرتے ہیں اور یہ لوگ درحقیقت) ہم کو نہ پوجتے تھے اور (اس وقت ان مشرکین سے تحکماً) کہا جاوے گا کہ (اب) اپنے ان شرکاء کو بلاؤ چنانچہ وہ (فرط حیرت سے بالاضطرار) ان کو پکاریں گے سو وہ جواب بھی نہ دیں گے اور (اس وقت) یہ لوگ (اپنی آنکھوں) عذاب کو دیکھ لیں گے اے کاش یہ لوگ (دنیا میں) راہ راست پر ہوتے (تو یہ مصیبت نہ دیکھتے) اور جس دن ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا سو اس روز ان (کے ذہن) سے سارے مضامین گم ہو جاویں گے تو وہ (نہ خود سمجھیں گے اور) آپس میں پوچھ پاچھ بھی نہ کرسکیں گے البتہ جو شخص (کفر اور شرک سے دنیا میں) توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کیا کرے تو ایسے لوگ امید ہے کہ (آخرت میں) فلاح پانے والوں میں سے ہوں گے اور آپ کا رب جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جس حکم کو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے ان لوگوں کو تجویز (احکام) کا کوئی حق (حاصل) نہیں اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے اور آپ کا رب سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور جس کو یہ ظاہر کرتے ہیں اور اللہ وہی (ذات کامل الصفات) ہے اس کے سوا کوئی معبود (ہونے کے قابل) نہیں حمد (وثنا) کے لائق دنیا و آخرت میں وہی ہے اور حکومت (قیامت میں) بھی اسی کی ہوگی اور تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے آپ (ان لوگوں سے) کہیئے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک رات ہی رہنے دے تو خدا کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی کو لے آوے تو کیا تم (توحید کے ایسے دلائل کو) سنتے نہیں آپ کہیئے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک دن ہی رہنے دے تو خدا کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لے آوے جس میں تم آرام پاؤ کیا تم (اس شاہد قدرت کو) دیکھتے نہیں اور (وہ منعم ایسا ہے کہ) اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم رات میں آرام کرو اور تاکہ (دن میں) اس کی روزی تلاش کرو اور تاکہ (ان دونوں نعمتوں پر) تم (اللہ کا) شکر کرو اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکار کر فرماوے گا کہ جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں گئے اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ نکال کر لائیں گے پھر ہم (ان مشرکین سے) کہیں گے کہ (اب) اپنی (کوئی) دلیل (صحت شرک کے دعویٰ پر) پیش کرو سو (اس وقت) ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ سچی بات خدا ہی کی تھی۔ (اور دنیا میں) جو کچھ گھڑا کرتے تھے آج کسی کا پتہ نہ رہے گا۔

دنیا اور آخرت والے میں فرق

تفسیر: بھلا (تم سوچو تو سہی) کیا وہ شخص جس سے ہم نے ایک اچھا وعدہ کیا ہے جس پر وہ اس کو پانے والا ہے۔ اس جیسا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی کا (چند روزہ) کارآمد سامان دیا۔ اس کے بعد وہ قیامت میں مجرمانہ طور پر پیش کئے ہوئے لوگوں میں سے ہوگا (حاشا و کلا شخص اولیٰ ہرگز شخص ثانی جیسا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ پھر تم شخص اول کیوں نہیں بننا چاہتے۔ اور شخص ثانی کیوں بنتے ہو۔ پس یہ تمہاری سخت غلطی ہے)۔

قیامت میں معبودان باطل کا راز فاش ہوگا

اور (تم کو واضح ہو کہ جس روز حق تعالیٰ ان (مشرکین کو پکارے گا اور کہے گا کہ (ہاں صاحبو!) وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے تم مدعی تھے (ذرا ہمیں بھی تو دکھلاؤ) نہ پوچھو کہ اس روز کیا ہوگا) جن پر خدا کا فرمودہ ثابت ہو چکا ہے (اور وہ حتمی طور پر اپنے اعمال کی بدولت دوزخی قرار دیئے جا چکے ہیں۔ وہ اس روز ان کے خلاف شہادت دیں گے اور ان سے بیزاری ظاہر کریں گے۔ چنانچہ) وہ کہیں گے کہ یہ وہی لوگ

ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا۔ ہم نے انہیں یوں ہی گمراہ کیا جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے (یہ تو ہمارا بیشک قصور ہے لیکن) ہم آپ کے سامنے (اپنے دعویٰ معبودیت سے) بری ہوئے ہیں۔ یہ لوگ (ہمارے دعوے کی بنا پر) ہماری پرستش نہ کرتے تھے (پس آپ ہمیں دعویٰ عبدیت کے جرم میں نہ پکڑیئے۔ یہ بیان تو ان کے پیشواؤں کا ہوگا) اور ان سے کہا جائے گا کہ تم اپنے معبودوں کو بلاؤ۔ اب یہ انہیں پکاریں گے۔ جس پر وہ نہ آئیں گے۔ اور وہ عذاب کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھیں گے (کاش یہ لوگ ہدایت یافتہ ہوتے اور اس رسوائی اور مصیبت سے محفوظ رہتے)

قیامت میں سوال اور مسئلہ توحید کی وضاحت

اور وہ انہیں پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا۔ اور (اس کے جواب میں) اس روز ان پر تمام خبریں مخفی ہوجائیں گی (اس لئے کوئی جواب نہ دے سکیں گے اور وہ آپس میں پوچھ گچھ بھی نہ کرسکیں گے (کہ دوسرے سے پوچھ کر ہی جواب دیدیں۔ اس روز جو ان کی حالت ہوگی وہ تو ظاہر ہی ہے) اب رہے وہ لوگ جنہوں نے (کفر سے توبہ کی تھی اور ایمان لے آئے تھے۔ اور اچھے کام کئے تھے۔ سو (ان کے متعلق) امید ہے کہ وہ کامیاب لوگوں میں سے ہوں گے (الغرض شرک بہت بری چیز ہے۔ جس میں ابتلاء موجب خسران اور جس سے نجات موجب فلاح ہے) اور (واقعہ یہ ہے کہ) آپ کا رب ہی جس کو چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جس امر کو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے۔ اور ان کو کوئی اختیار نہیں (اور ایسی حالت میں جو لوگ شرک کرتے ہیں) خدا ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے اور آپ کا رب ہی ان تمام چیزوں کو جانتا ہے۔ جس کو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں۔ اور جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں (اور کسی کو دوسرے کو یہ بات حاصل نہیں۔ لہذا اس کا کوئی شریک نہیں) اور وہی اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کے لئے حمد ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور صرف اسی کی حکومت ہے۔ اور اسی کی طرف تمہیں واپس کیا جائے گا۔

کافروں سے ایک سوال

(ان باتوں کے ہوتے ہوئے جو لوگ شرک کرتے ہیں) آپ (ان سے) کہئے کہ تم یہ تو بتاؤ۔ اگر خدا تم پر رات کو دائم کردے تو خدا کے سوا وہ کونسا معبود ہے۔ جو تمہارے پاس دن کی روشنی لے آئے گا (تم یہی کہو گے کہ کوئی نہیں) تو کیا تم سنتے نہیں (کہ باوجود ان دلائل کے تم شرک کر رہے ہو۔ نیز) آپ (ان سے) کہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر دن کو دائم کردے۔ تو خدا کے سوا وہ کون معبود ہے جو تمہارے پاس رات کو لے آئے۔ جس میں تم آرام کرو (اس کا جواب بھی تم یہی دو گے کہ کوئی نہیں) تو کیا تم دیکھتے نہیں (کہ ایسی کھلی باتیں تمہیں نظر نہیں آتیں اور تم برابر شرک کر رہے ہو۔ الغرض یہ بیان تھا موانع شرک کا) اور (مقتضئے توحید یہ ہے کہ) اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے۔ تاکہ تم اس میں آرام کرو۔ اور خدا کا فضل (رزق وغیرہ) طلب کرو۔ اور بدیں توقع (بنائے۔ کہ تم شکر کرو گے (پس اس مقتضئی توحید اور مانع شرک کی موجودگی میں تمہارے لئے ہرگز زیبا نہیں کہ تم شرک کرو۔)

قیامت میں گواہی

اور (یاد رکھو کہ) جس روز خدا ان (مشرکین) کو پکارے گا اور کہے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے تم مدعی تھے۔ اور ہم ہر گروہ میں سے ایک گواہ نکالیں گے (جو کہ ان کے شرک پر گواہی دے گا اور یہ گواہ ان کا رسول ہوگا۔ اب ہم ان سے کہیں گے کہ اپنی حجت پیش

کرو (اور بتلاؤ کہ تم کس دلیل سے ان کو میرے شریک کہتے تھے) جس پر انہیں معلوم ہوگا کہ سچی خدا ہی کی بات تھی۔ اوران کے تمام افتراءات ان سے غائب ہو گئے ہوں گے (اس روز نہ پوچھو کہ ان کی کیا حالت ہوگی۔ اب ہم ایک نافرمان کا قصہ سناتے ہیں۔ جو کہ ان سے مال ودولت میں بہت زیادہ تھا اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ تفصیل اس قصہ کی یہ ہے کہ)

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٢﴾

ترجمہ: قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا سو وہ (کثرت مال کی وجہ سے) ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور (اس کے مال کی کثرت یہ تھی کہ) ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں کئی کئی زورآور شخصوں کو گرانبار کر دیتی تھیں جبکہ اس کو اس کی برادری نے (سمجھانے کے طور پر) کہا کہ تو (اس مال وحشمت پر) اترا مت واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور (یہ بھی کہا کہ) تجھ کو خدا تعالیٰ نے جتنا دے رکھا ہے اس میں عالم آخرت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنا حصہ (آخرت میں لے جانا) فراموش مت کر اور جس طرح خدا تعالیٰ نے

تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی (بندوں کے ساتھ) احسان کیا کر اور دنیا میں فساد کا خواہاں مت ہو بیشک اللہ تعالیٰ اہل فساد کو پسند نہیں کرتا قارون (یہ سن کر) کہنے لگا کہ مجھ کو تو یہ سب کچھ میری ذاتی ہنرمندی سے ملا ہے کیا اس (قارون) نے (اخبار متواترہ سے) یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گزشتہ امتوں میں سے ایسے ایسوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت (مالی) میں (بھی) اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور مجمع (بھی) ان کا اس سے زیادہ تھا اور اہل جرم سے ان کے گناہوں کا (تحقیق کرنے کی غرض سے) سوال نہ کرنا پڑے گا پھر (ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اپنی آرائش (اور شان) سے اپنی برادری کے سامنے نکلا جو لوگ (اس کی برادری میں) دنیا کے طالب تھے (گو مومن ہوں) کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ ساز و سامان ملا ہوتا جیسا قارون کو ملا ہے واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے اور جن لوگوں کو (دین کی) فہم عطا ہوئی تھی وہ (ان حریصوں سے) کہنے لگے ارے تمہارا ناس ہو تم اس دنیا پر کیا للچاتے ہو) اللہ تعالیٰ کے گھر کا ثواب (اس دنیاوی کروفر) سے ہزار درجہ بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور پھر) پھر وہ (ثواب کامل طور پر) انہی کو دیا جاتا ہے جو (دنیا) کی حرص و طمع سے) صبر کرنے والے ہیں پھر ہم نے اس قارون کو اور اس کے محل سرائے کو اس کی شرارت (بڑھ جانے) سے زمین میں دھنسا دیا سو ایسی کوئی جماعت نہ ہوئی جو اس کو اللہ کے (عذاب) سے بچالیتی اور نہ وہ خود ہی اپنے آپ کو بچا سکا اور کل (یعنی پچھلے قریب زمانہ میں) جو لوگ اس جیسے ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ (آج اس کو زمین میں دھنستا دیکھ کر) کہنے لگے بس جی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے زیادہ روزی دے دیتا ہے اور (جس کو چاہے) تنگی سے دینے لگتا ہے اگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم کو بھی دھنسا دیتا بس جی معلوم ہوا کہ کافروں کو فلاح نہیں ہوتی۔

قارون اور اس کا حال

تفسیر: قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایک شخص تھا۔ سو اس نے ان پر بے جا زیادتی کی اور (وجہ اس کی یہ تھی کہ) ہم نے اسے اس قدر خزانے دیئے تھے کہ ایک قوی جماعت ان کی کنجیوں کے بوجھ سے نیچے کو جھک جاتی تھی (پس وہ اپنی دولت کے زور پر کمزوروں پر زیادتی کرتا تھا اور صرف اپنی قوم ہی پر زیادتی نہ کرتا تھا۔ بلکہ وہ ہمیں بھی خاطر میں نہ لاتا تھا چنانچہ) جس وقت اس کی قوم نے (اس کا ظالمانہ رویہ دیکھکر) اس سے کہا کہ (بھائی) اتنا نہ اتراؤ۔ حق تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ اور جو کچھ تمہیں خدا نے دیا ہے تم اس میں پچھلے گھر کو ڈھونڈو (اور اس کے ذریعہ سے آخرت کی بھلائی حاصل کرو) اور دنیا سے اپنے حصہ کو نہ بھولو (یعنی ایک روز تم کو مرنا ہے۔ جو کہ دنیا سے تمہارا حصہ ہے اس کو یاد رکھو) اور لوگوں سے سلوک کرو۔ جیسا کہ خدا نے تم سے کیا ہے۔ اور زمین میں بگاڑ نہ چاہو۔ کیونکہ حق تعالیٰ بگاڑ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ تو اس نے کہا کہ (خدا نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے) یہ تو مجھے صرف میرے ذاتی علم (اور قابلیت) کی بناء پر دیا گیا ہے (یہ تکبر تھا اس کا ہمارے مقابلہ میں) اور (اس نے جو ایسا تکبر کیا تو) کیا اس نے یہ نہیں جانا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے امم ماضیہ میں سے ان لوگوں کو تباہ کر دیا ہے جو اس سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور جتھے میں بھی (وہ ضرور جانتا تھا۔ کیونکہ فرعون کی بربادی ابھی وقوع میں آچکی ہے۔ پس یہ جان کر اس کا ایسا تکبر کرنا صریح نادانی اور کھلا جرم تھا۔ جس پر وہ سزا کا مستحق تھا) اور (ہمارے یہاں

کا قاعدہ ہے کہ دنیاوی سزا کے لئے) مجرمین (پر مقدمہ قائم کرکے ان) سے ان کے جرائم کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا (بلکہ جس وقت جرم حد سزا کو پہنچ جاتا ہے اور اجرائے سزا سے کوئی حکمت مانع نہیں ہوتی۔ تو فوراً بلا اطلاع سزا نافذ کردی جاتی ہے۔ اس لئے اس کو مطمئن نہ رہنا چاہئے۔ نہیں معلوم ہم کس وقت اسے سزا دیدیں۔ خیر یہ مضمون تو استطرادی تھا۔ اب ہم پھر اصل قصہ بیان کرتے ہیں)۔

قارون قوم میں بن سنور کر۔ اور اس موقع پر نصیحت

اب (ایک روز) وہ اپنے حسب شان ٹھاٹھ سے اپنی قوم کے سامنے نکلا (یہ تجمل دیکھ کر) جو لوگ دنیا کے خواہاں ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ اے کاش ہمیں بھی ویسا ہی سامان دیا جاتا جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے۔ کیونکہ فی الحقیقت وہ بہت بڑا نصیبہ ور ہے۔ اور جن کو علم (حقیقتِ حال دیا گیا تھا انہوں نے کہا کہ ارے تمہارا برا ہو (تم کس چیز کی تمنا کرتے ہو)۔ اللہ تعالیٰ کا معاوضہ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائیں اور اچھے کام کریں (قارون کی دولت سے کہیں بہتر ہے۔ اور وہ ان ہی کو دیا جائے گا جو (حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مشقتوں پر) ویسے صبر کرتے ہیں (پس تم اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کی تمنا کیوں کرتے ہو)۔

قارون زمین میں دھنسا دیا گیا

اب (جب کہ ہم نے اس کا یہ تکبر دیکھا تو) ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ اور اس کے پاس کوئی ایسی جماعت نہ تھی جو خدا کے سوا اس کی مدد کر سکتی۔ اور نہ وہ خود اپنی مدد کر سکتا تھا (اور اس لئے وہ زمین میں دھنسنے کے لئے مجبور تھا) اور (اس کی یہ حالت دیکھکر وہ لوگ جو کل اس کی جگہ کی آرزو کرتے تھے۔ اب خود کہہ رہے ہیں۔ ارے[2] یقینی بات ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی فراخ کرتا ہے اور (جس کے لئے چاہے اسے) تنگ کرتا ہے (اور یہ کوئی مقبولیت عند اللہ کی دلیل نہیں اور یہ خدا کا انعام ہے کہ اس نے ہمیں ایسے خطرہ کی چیز سے محفوظ رکھا ورنہ) اگر خدا نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا (اور ہم کو بھی یہ خطرہ کی چیز دیدیتا) تو ہم بھی وہی کرتے جو قارون نے کیا اور) وہ اس بنا پر ہم کو بھی دھنسا دیتا۔ ارے یقینی بات ہے کہ کافر فلاح نہیں پاتے۔

(فائدہ) قصہء قارون سے اسباق

اس قصہ میں ان لوگوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے جو کفار کے جاہ و مال پر رشک کرتے ہیں۔ اور ان کو ترقی یافتہ اقوام کہکر ہر وقت ترقی کی دھن میں رہتے ہیں۔ اور دوسروں کو اس طرف مائل کرتے ہیں۔ اور جو ان کے ساتھ موافقت نہیں کرتے ان کو پست خیال وغیرہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس قصہ میں حق تعالیٰ نے قارون کی ترقی پر رشک کرنے والوں کو طالبِ دنیا قرار دیا ہے۔ اور ان کے مخالفین کو اہل علم۔ اور دوسری بات قابل عبرت یہ ہے کہ قارون کے جاہ و مال پر رشک کرنے والوں کو اس کا انجام دیکھ کر اپنی غلطی پر تنبہ ہو گیا۔ لیکن ہمارے طالبانِ ترقی کو کسی طرح تنبہ نہیں ہوتا۔

تیسری بات قابل عبرت یہ ہے کہ جن لوگوں نے قارون پر رشک کیا تھا انہوں نے محض دنیاوی حیثیت سے کہا تھا اور اس کی حالت کو

---

[1] هذا القيد مستفاد من الاضافة ۱۲ [2] تحقيق قوله و يكان ان كلمة تعجب و الكاف للخطاب وان حرف مشبه للفعل وهو مع اسمه وخبره مبتداء محذوف الخبر وهو ثابت او موجود او مثله والقول بتركبة من كلمة وى و كلمة كان وهم والذى او سهم فى هذا الوهم هو رسم الخط ولم يدرجا ان توجيهم ايضا مخالف لرسم الخط فافهم ۱۲

مطلوب شرعی نہیں بنایا تھا۔ اور ہمارے طالبانِ ترقی اس ترقی کو نہ صرف مطلوب شرعی بلکہ اس کو اسلام کا مقصود اصلی قرار دیتے ہیں۔ جو خدا پر کھلا ہوا افتراء ہے۔ العیاذ باللہ نعوذ باللہ من سوء الفہم وفتنۃ الجہل۔ اور ہم ان نادانوں سے وہی کہتے ہیں جو کہ اس وقت کے اہل علم نے کہا تھا۔ یعنی ویلکم ثواب اللہ خیر لمن اٰمن وعمل صالحاً . ولا یلقھا الا الصٰبرون. یہ مضمون استطراداً تھا۔ اس کو ختم کر کے ہم تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوپر قارون پر رشک کرنے والوں نے کہا تھا کہ کافر کامیاب نہیں ہوتے۔ اب حق تعالیٰ اس کی تائید کے لئے فرماتے ہیں۔ کہ واقعی کافر کامیاب نہیں ہوتے۔ کیونکہ)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

ترجمہ: یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے جو شخص (قیامت کے دن) نیکی لے کر آوے گا اس کو اس سے بہتر (بدلہ) ملے گا اور جو شخص بدی لے کر آوے گا سو ایسے لوگوں کو جو کہ بدی کے کام کرتے ہیں اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنا وہ کرتے تھے جس خدا نے آپ پر قرآن (کے احکام پر عمل اور اس کی تبلیغ) کو فرض کیا ہے وہ آپ کو (آپ کے) اصلی وطن (یعنی مکہ) میں پھر پہنچا دے گا آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ (اللہ کی طرف سے) کون سچا دین لے کر آیا ہے اور کون صریح گمراہی میں (مبتلا) ہے اور آپ کو (اپنے نبی ہونے کے قبل) یہ توقع نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب نازل کی جاوے گی مگر محض آپ کے رب کی مہربانی سے اس کا نزول ہوا سو آپ ان کافروں کی ذرا تائید نہ کیجئے اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکیں تو ایسا نہ ہونے پاوے (جیسا اب تک بھی نہیں ہونے پایا) کہ یہ لوگ آپ کو ان احکام سے روک دیں اور آپ (بدستور) اپنے رب (کے دین) کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیے اور ان مشرکین میں شامل نہ ہو جئے اور (جس طرح آپ شرک سے معصوم ہیں اسی طرح آئندہ بھی) اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہ پکارنا اس کے سوا کوئی معبود (ہونے کے

قابل) نہیں (اس لئے کہ) سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اس کی ذات کے اسی کی حکومت ہے (جس کا ظہور کامل قیامت میں ہوگا) اور اسی کے پاس سب کو جانا ہے) پس اس کو ان کے کئے کی جزا دے گا

آخرت والے کے اوصاف

تفسیر: یہ پچھلا گھر ہم ان کے لئے قرار دیتے ہیں جو نہ زمین میں بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ بگاڑ (چاہتے ہیں) اور آخرت ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو (خدا سے ڈرتے اور اس کی مخالفت سے) پرہیز کرتے ہیں (چنانچہ) جو کوئی نیکی لائے گا۔ اسے اس سے بہتر معاوضہ ملے گا اور (برخلاف ان کے) جنہوں نے برے کام کئے ہیں ان کو صرف وہی دیا جائے گا جو وہ کرتے تھے (اس اصول پیش نظر رکھ کر اے رسول آپ کو بھی سمجھنا چاہئے کہ) جس نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے (اور جس نے آپ کو اس پر عمل کر مکلف بنایا ہے) وہ آپ کو آخرت کی طرف لوٹانے والا ہے۔ (اور یہ سمجھ کر آپ کو عمل بالقرآن میں حتی الامکان کوتاہی نہ کرنی چاہئے۔ اگر کفار آپ کو اس میں کوئی شک وشبہ ڈالنے اور اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کریں تو آپ ان کی باتوں میں نہ آئیے۔ اور ان سے) کہہ دیجئے (کہ احمقو! تم ہدایت اور گمراہی کو کیا جانو) میرا رب اس کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا ہے۔ اور اس کو بھی جو کھلی گمراہی میں ہے (بس میں خدا کے مقابلہ میں تمہاری نہیں مان سکتا۔

احسان خداوندی اور نزول قرآن اور اس کا تقاضا

اور (یہ ایک واقعہ ہے کہ) تمہیں اس کی توقع نہ تھی کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی۔ لیکن (وہ) تمہارے رب کی جانب سے رحمت کے طور پر (تم پر نازل کی گئی۔ اور اس رحمت کا مقتضے یہ ہے کہ تم اس کا شکر کرو) پس تم کو چاہئے کہ ان کافروں (کی موافقت کر کے ان) کے معین نہ بنو اور (دیکھنا ہم مزید تاکید کے لئے تم کو پھر متنبہ کرتے ہیں کہ) ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ (تمہیں شک میں ڈال کر) تم کو خدا کی آیات (پر عمل) سے روک دیں۔ بعد اس کے کہ وہ تم نازل کی جا چکی ہیں (اور ان پر عمل تم لازم ہوگیا ہے کہ تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے) اور (ان آیات کے موافق لوگوں کو) اپنے رب کی طرف دعوت دیتے رہنا۔ اور (اس کو ترک کر کے) مشرکین میں سے نہ ہونا۔ اور خدا کے سوا کسی اور معبود کو بھی نہ پکارنا (کیونکہ یہ توحقیقۃً مشرک ہونا ہے۔ اور جب مشرکین میں حکماً شامل ہونے کی بھی ممانعت ہے تو مشرک ہونے کی بالاولیٰ ممانعت ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ) بجز اس کے کوئی معبود نہیں (کیونکہ) ہر چیز فانی ہے بجز اس کی ذات (کریم) کے (یہ دوسری بات ہے کہ خود خدا کسی شئی کو باقی رکھنا چاہے۔ اور اس لئے وہ فنا نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو فانی ہے۔ وہ معبود نہیں ہوسکتا۔ بس ثابت ہوا کہ وہی معبود ہے اور اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں نیز حکومت بھی اسی کی ہے (نہ کہ کسی اور کی اور یہ بھی دلیل ہے اس بات کی کہ صرف وہی معبود ہے۔ اور یہ جس طرح مثبت توحید ہے۔ یوں ہی مانع شرک بھی ہے۔ کیونکہ اگر ایسی حالت میں تم کسی دوسرے کو معبود بناؤ گے تو وہ تمہیں کیا نفع پہنچا سکتا ہے کیونکہ اسے کچھ اختیار نہیں۔ اور خدا بوجہ اپنے کمال اختیار کے ایسی حالت میں تمہیں نقصان پہنچائے گا اس لئے شرک سے بچنا ضروری ہوا) اور اسی کی طرف تمہاری واپسی ہوگی (اس لئے بھی شرک سے احتراز واجب ہے کیونکہ جب تم شرک کر کے اس کے سامنے جاؤ گے تو وہ لامحالہ تمہیں سزا دے گا۔ اس لئے بھی شرک سے احتراز ضروری ہے)۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ

فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳﴾

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾ مَنْ كَانَ

يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۵﴾ وَمَنْ جَاهَدَ

فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ

بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ط وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ

لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ط اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا

وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ط وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: سورۂ عنکبوت مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں انہتر ۶۹ آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ الٓمّٓ (بعضے مسلمان جو کفار کی ایذاؤں سے گھبرا جاتے ہیں تو) کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جاویں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو (قسم قسم کے مصائب سے) آزمایا نہ جاوے گا اور ہم تو (ایسے واقعات سے) ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے (مسلمان) ہو گزرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو (ظاہری علم سے) جان کر رہے گا جو (ایمان کے دعویٰ میں)

سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا ہاں کیا جو لوگ برے برے کام کر رہے ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل بھاگیں گے ان کی یہ تجویز نہایت ہی بیہودہ ہے جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہے سو (اس کو تو ایسے ایسے حوادث سے پریشان نہ ہونا چاہئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ (سے ملنے) کا وہ معین وقت ضرور آنے والا ہے) جس سے سارے غم غلط ہو جائیں گے اور وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے اور جو شخص محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی (نفع کے) لئے محنت کرتا ہے (ورنہ) خدا تعالیٰ کو (تو) تمام جہان والوں میں کسی کی حاجت نہیں اور (وہ نفع جو طاعت سے پہنچتا ہے اس کا بیان یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ہم ان کے گناہ ان سے دور کر دیں گے اور ان کو ان کے (ان اعمال (ایمان و اعمال صالحہ) کا (استحقاق سے) زیادہ اچھا بدلہ دیں گے اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور (اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ) اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرائے جس (کے معبود ہونے) کی کوئی (صحیح) دلیل تیرے پاس نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا تم سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے سو میں تم کو تمہارے سب کام (نیک ہوں یا بد) جتلا دوں گا اور (تم میں) جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کئے ہوں گے ہم ان کو نیک بندوں (کے درجہ) میں (کہ بہشت ہے) داخل کر دیں گے اور بعضے آدمی ایسے ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو راہ خدا میں کچھ تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو لوگوں کی ایذا رسانی کو ایسا (عظیم) سمجھ جاتے ہیں جیسے خدا کا عذاب اور اگر (کبھی) کوئی مدد (مسلمانوں کی) آپ کے رب کی طرف سے آ پہنچتی ہے تو (اس وقت) کہتے ہیں کہ ہم تو (دین و عقیدے میں) تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں ہیں (یعنی ان کے دل ہی میں ایمان نہ تھا) اور (یہ واقعات اس لئے ہوتے رہتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کو معلوم کر کے رہے گا اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا اور کفار مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ (دین میں) ہماری راہ پر چلو اور (قیامت میں) تمہارے گناہ ہمارے ذمہ حالانکہ یہ لوگ ان کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں اور (البتہ یہ ہوگا کہ) یہ لوگ اپنے گناہ اپنے اوپر لادے ہوں گے اور اپنے (ان) گناہوں کے ساتھ (ہی) کچھ گناہ اور (بھی لادے ہوں گے) اور یہ لوگ جیسی جیسی جھوٹی باتیں بناتے تھے قیامت میں ان سے باز پرس (اور پھر سزا) ضرور ہوگی۔

ایمان کے بعد آزمائش

تفسیر: کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ یہ کہہ لیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ اور ان کو تاؤ نہ دیا جائے گا (جس سے کہ ان کا کھرا پن اور کھوٹ ظاہر ہو۔ یہ خیال ان کا محض غلط ہے۔ اور ان کو ضرور تاؤ دیا جائے گا) اور (یہ برتاؤ ان کے ساتھ کچھ نیا نہیں بلکہ) ہم نے ان کو بھی تاؤ دیا تھا جو ان سے پہلے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ (عملی طور پر) ان لوگوں کو بھی ضرور جانے گا جنہوں نے سچ کہا۔ اور ان کو بھی ضرور جانے گا جو (اپنے دعوے میں) جھوٹے ہیں۔

کافروں کو تنبیہ

یا کیا وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے (اور ہمارا ان پر قابو نہ ہو سکے گا۔ سو ان کا

خیال ہی محض غلط ہے۔اور) وہ نہایت برا فیصلہ کرتے ہیں (الغرض ان دو گروہوں کا خیال غلط ہے اور نہ صرف دعویٰ ایمان پر چھٹکارا ہوسکتا ہے۔اور نہ برے کام کرنے والے خدا کے قابو سے نکل سکتے ہیں۔اب) جو کوئی خدا سے ملنے کی توقع رکھتا ہے (جیسے وہ لوگ جو مدعی ایمان ہیں) تو (اس کو چاہئے کہ وہ کفار کی ایذاؤں پر صبر کرے۔کیونکہ) اللہ تعالیٰ کی مقررہ میعاد ضرور آنے والی ہے (جس پر ان کی مصیبت کا خاتمہ ہوجائے گا اور وہ کامیاب ہوگا۔خواہ یوں کہ یہ شخص مرجائے۔اور اس طرح کفار کی تکالیف سے چھوٹ کر آرام و آسائش ہوجائے یا کفار کی شوکت توڑ دی جائے اور یوں اس کی تکلیف کا خاتمہ ہوجائے) اور (یہ ضرور ہے کہ اس کو ایسا کرنے میں تکلیف اٹھانی پڑے گی۔لیکن اس تکلیف میں خود اسی کا فائدہ ہے۔خدا کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ) جو کوئی تکلیف اٹھاتا ہے۔وہ اپنے لئے اٹھاتا ہے (نہ کہ خدا کے لئے کیونکہ) حق تعالیٰ تمام جہان سے بے نیاز ہے (اور اسے کسی کی کسی بات کی ضرورت نہیں)۔

ایمان کا فائدہ

اور جو لوگ (صحیح طور پر) ایمان لائیں اور اچھے کام کریں (جن میں کفار کی تکالیف پر صبر بھی داخل ہے) تو (ان کا فائدہ یہ ہے کہ) ہم ان کی برائیوں کو ان سے دور کردیں گے اور ان کو ان کے کاموں بہتر معاوضہ دیں گے۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک

اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے متعلق حسن سلوک کی ہدایت کی ہے اور (اس کی بھی کہ) اگر وہ تجھ سے اس کی کوشش کریں کہ خدا کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کے متعلق تجھے (شریک ہونے کا) علم نہیں ہے۔تو تو ان کا کہنا نہ ماننا (پس تمہیں ان دونوں برائیوں پر عمل کرنا چاہئے۔کیونکہ) میری ہی طرف تمہاری واپسی ہوگی۔اور میں تمہیں وہ سب باتیں بتلاؤں گا جو تم کرتے تھے (اس میں ان لوگوں کو دھمکی ہے جو اطاعتِ والدین کے حیلہ سے یا بلا اس کے شرک میں گرفتار ہوجائیں) اور (برخلاف ان کے) جو لوگ ایمان لائیں اور اچھے کام کریں (ان کے لئے یہ وعدہ ہے کہ) ہم ضرور انہیں اچھے لوگوں میں شامل کریں گے (یہ وعدہ ان ہی کے ساتھ مختص ہے جو صدق دل سے ایمان لائے ہیں)۔

منافقین کا علم خدا کو

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لے آئے۔اب جب کہ ان کو خدا کے معاملہ میں تکلیف دی جاتی ہے۔تو وہ لوگوں کی تکلیف کو خدا کے عذاب کے مثل قرار دیتے ہیں (اور جس طرح خدا کے عذاب کے خوف سے ایمان لائے تھے یوں ہی لوگوں کی تکلیف سے ایمان کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اس وقت تو ان کی یہ حالت ہے) اور اگر (کسی وقت) آپ کے رب کی مدد آئے گی (جس کفار مغلوب ہوں گے) تو یہ ضرور یہ کہیں گے کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے (اس طرح یہ خدا کے ساتھ دھوکا کرتے ہیں) اور کیا اللہ تعالیٰ تمام جہان کے سینوں کے اندر کی باتوں سے بخوبی واقف نہیں (ضرور ہے۔تو ان کا دھوکا اس پر کیسے چل جائے گا ہرگز نہیں) اور (گو حق تعالیٰ کو ذاتی طور پر مومنین کے ایمان اور منافقین کے نفاق کا علم ہے۔لیکن وہ اسی پر اکتفا نہ کرے گا بلکہ) حق تعالیٰ ان کو (عملی طور پر) ضرور جانے گا۔جو منافقین ہیں۔

فوائد: اس جگہ یہ سمجھنا چاہئے کہ جن لوگوں کو اس جگہ منافق قرار دیا گیا ہے۔وہ حقیقی منافق نہ تھے۔بلکہ حکمی منافق تھے۔اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ حقیقی منافق وہ ہے جو دل میں بالکل تصدیق نہ رکھتا ہو اور اپنے کو مومن ظاہر کرتا ہو۔اور اس کا منشاء چند چیزیں ہیں۔ایک جلب منفعت دوسرا دفع مضرت اور تیسرا مخبری و جاسوسی۔سو ان لوگوں میں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں تھی۔کیونکہ مکہ میں مسلمانوں کی حالت

ایسی نہ تھی۔ جس سے کسی کو ان سے مضرت کا اندیشہ یا نفع کی توقع ہوتی۔ ہاں احتمال مخبری و جاسوسی ہوسکتا ہے۔ سو یہ اس لئے ممتنع ہے کہ اگر یہ کفار کے جاسوس ہوتے تو کفار ان کو ایذاء کیوں دیتے بلکہ اس سے پہلی دونوں قسموں کا انتفاء بھی ظاہر ہے کیونکہ اگر یہ لوگ دل سے نہ مسلمان ہوتے بلکہ کسی مصلحت سے ہوتے تو وہ کفار سے وہی کہتے جو منافقین مدینہ کہتے تھے یعنی انا معکم انما نحن مستھزئون۔ اور اس صورت میں وہ ان کو ایذا نہیں دے سکتے تھے۔ پس یہ اس قسم کے منافق نہ تھے۔ بلکہ یہ اس قسم کے منافق تھے کہ دل میں تصدیق بھی کرتے تھے اور اظہار ایمان بھی بلا کسی دنیوی مصلحت کے کرتے تھے۔ لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے کفار کی ایذاء کا تحمل نہ کر سکتے تھے۔ اور عملاً ان کے ساتھ ہو جاتے تھے اور یا تو ان کا اکراہ حد الجاء کو نہ پہنچا ہوتا تھا یا حد الجاء کو پہنچا ہوا ہوتا تھا۔ مگر اس وقت تک الا من اکرہ نازل نہ ہوا تھا۔ اس لئے شریعت ان کو کافر قرار دیتی تھی۔ پس یہ لوگ مصدق قلباً و مکذب فعلاً تھے۔ اس لئے ان کو منافق کہا گیا ہے۔ یہ اور یہ نفاق حکمی ہے۔ اس پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ حق تعالیٰ ان کی تردید میں فرماتے ہیں۔ اولیس اللہ باعلم بما فی صدور العلمین۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض زبانی مومن تھے۔ اور دل میں ان کے ایمان نہ تھا۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دل میں ایمان اس درجہ راسخ نہ تھا کہ وہ تحمل مشاق کو ان پر سہل کر دیتا۔ اور اس وقت یہ بھی ایمان ایمان سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا تمہارے دلوں کی حالت جانتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ تمہارے دلوں میں وہ ایمان نہیں جس کو ہمارے یہاں ایمان سمجھا جاتا ہے۔ یعنی وہ ایمان جو تحمل مشاق کو تم پر سہل کر دے پس اب اشکال نہ رہا اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ مکہ میں منافق نہ تھے۔ بلکہ مدینہ میں تھے۔ اس سے بھی میرے مضمون کی تائید ہوتی ہے بلکہ شیخ الاسلام کی یہ تصریح بھی میری رہنمائی ہوئی ہے۔

ایمان و کفر کی صورتیں: الحاصل ایمان و کفر کی چند صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ آدمی قلباً و فعلاً ہر طرح مومن ہو۔ دوم یہ کہ قلباً و عملاً ہر طرح کافر ہو۔ سوم یہ کہ قلباً کافر و عملاً کسی دنیاوی مصلحت سے مومن ہو۔ چہارم یہ کہ قلباً مومن و مصدق ہو اور فعلاً کسی مصلحت سے جیسے دفع ایذاء کفار کافر و مکذب ہو۔ اول مومن خالص ہے۔ اور دوسرا کافر خالص اور تیسرا منافق خالص۔ اور چوتھے میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ اظہار کفر میں ماذون من الشرع ہے۔ تو مومن۔ اور اگر ماذون من الشرع نہیں ہے تو کافر اور منافق۔ مگر اس کا نفاق خالص نہیں۔ کیونکہ وہ قلباً مصدق اور مومن ہے گو اس کے کفر عملی کی وجہ سے جو کہ بلا اذن شارع ہے۔ اس کا وہ ایمان و تصدیق عند اللہ مقبول نہیں پس یہ لوگ اس قسم کے منافق تھے۔ واللہ اعلم۔ اس استطرادی مضمون کے بعد ہم پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے پہلے منافقین کی حالت بیان کی تھی۔ اب خالص کافروں کی حالت بیان فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ حالت تو منافقین کی تھی)

خالص کافر: اور جو خالص کافر ہیں وہ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم ہماری راہ پر ہولو۔ اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں حالانکہ وہ ان کے کچھ بھی گناہ اٹھانے والے نہیں (بلکہ خود اپنے گناہوں کی نسبت یہ چاہیں گے کہ کوئی دوسرا اٹھالے لہذا) وہ اس بیان میں بالکل جھوٹے ہیں اور وہ (ان کرتوتوں کی بدولت) خود اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بوجھ بھی (یعنی ان لوگوں کے بوجھ

---

[۱] یہاں دوسروں کے بوجھ اٹھانے کو ثابت کیا ہے اور پہلے اس کی نفی کی ہے۔ لیکن اثبات و نفی میں دو وجہ سے فرق ہے۔ اول یہ کہ نفی حمل اختیاری کی ہے۔ اور اثبات حمل اضطراری کا دوم یہ کہ نفی ایسے حمل کی ہے۔ جس سے محمول عنہم بری ہو جائیں اور اثبات ایسے حمل کا ہے۔ جس سے محمول عنہم بری نہ ہوں۔ یا بتغیر عبارت یوں کہو کہ نفی محمول عنہم کے بعینہ گناہوں کے حمل کی ہے۔ اور اثبات ان کے گناہوں کے مثل کے حمل کا۔ اسی لئے اول من خطایا ہم بالا ضافہ فرمایا اور دوسری جگہ اثقالاً بلا اضافہ ۱۲

جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے) اور ان سے ان باتوں کے متعلق باز پرس ہوگی۔ جو وہ اپنی طرف سے تراشا کرتے تھے (جیسے شرک وغیرہ۔ یہاں تک زمان حاضر کے کافروں کے حالات بیان ہوتے ہیں)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا سو وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار برس رہے اور قوم کو سمجھاتے رہے) پھر (جب اس پر بھی وہ باز نہ آئے تو) ان کو طوفان نے آ دبایا اور وہ بڑے ظالم لوگ تھے پھر (اس طوفان آنے کے بعد) ہم نے ان کو اور کشتی والوں کو (اس طوفان سے) بچالیا اور ہم نے اس واقعہ کو تمام جہان والوں کے لئے موجب عبرت بنایا اور ہم نے ابراہیم کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے (جو کہ بت پرست تھے) فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کو پوج رہے ہو اور (اس کے متعلق) جھوٹی باتیں تراشتے ہو تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم لوگ رزق خدا کے پاس سے تلاش کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھو تو (میرا کچھ نقصان نہیں کیونکہ) تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں اور پیغمبروں کا کچھ بھی نقصان نہیں ہوا وجہ اس کی یہ ہے) کہ پیغمبروں کے ذمہ تو صرف (بات کا) صاف صاف طور پر پہنچا دینا ہے کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو اول بار پیدا

کرتا ہے (کہ عدم محض سے وجود میں لاتا ہے) پھر وہی دوبارہ اس کو پیدا کرے گا یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی آسان بات ہے آپ (ان لوگوں سے) کہئے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے پھر اللہ پچھلی بار بھی پیدا کرے گا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس کو چاہے عذاب دے گا (یعنی جو اس کا مستحق ہوگا) اور جس پر چاہے رحمت فرماوے گا (یعنی جو اس کا اہل ہوگا) اور تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے اور تم نہ زمین میں (چھپ کر خدا کو) ہرا سکتے ہو اور نہ آسمان میں (اڑ کر) اور خدا کے سوا نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار۔

حضرت نوحؑ کی مدتِ تبلیغ اور قوم کا حشر

تفسیر: اور (زمانہ گذشتہ کے کافروں کے حالات یہ ہیں کہ) ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ جس پر وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار برس رہے (اور برابر ان کو نصیحت کرتے رہے لیکن ان کی قوم پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور برابر سرکشی بڑھتی رہی) اب انہیں طوفان نے ایسی حالت میں آ دبایا کہ وہ ظالم تھے۔ اب ہم نے نوحؑ اور اہل کشتی کو بچالیا۔ اور ان ظالموں کو ڈبو دیا اور ہم نے اس واقعہ کو جہان بھر کے لئے ایک دلیل بنادیا (جس سے وہ حسن ایمان اور قبح کفر پر صحیح استدلال کرسکتے اور ایمان کا نتیجہ اور کفر کا مآل بخوبی سمجھ سکتے ہیں)۔

حضرت ابراہیمؑ کی تبلیغ

اور (ہم نے) ابراہیمؑ کو بھی (ان کی قوم کی طرف بھیجا) جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم خدا کی پرستش کرو۔ اور اس سے ڈرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم علم رکھتے ہو۔ تم لوگ خدا کو چھوڑ کر صرف بتوں کی پرستش کرتے ہو اور ایک نرالی بات تراشتے ہو (یہ بہت نامعقول بات ہے) کیونکہ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو وہ تمہیں روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ پس تم خدا کے یہاں روزی ڈھونڈو۔ اور اس کی پرستش کرو۔ اور اس کا شکر کرو (کیونکہ) تمہیں اسی کے پاس جانا ہے (پس تم غیر کی پرستش کرکے اس کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤ گے۔ اور ایسی حالت میں تم کو اس سے کسی قسم کے سلوک کی توقع ہوسکتی ہے۔ اس پر انہوں نے مضمون بعث کی تکذیب کی۔ جس پر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا) اب اگر تم (مضمون رجوع الی اللہ کی) تکذیب کرو جیسا کہ واقعہ ہے تو (یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ) تم سے پہلے اور جماعتوں نے بھی تکذیب کی ہے (پس جو نتیجہ ان کو ملا وہی تم کو ملے گا) اور (پیغمبر کے ذمہ تو صرف صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہے (اور اس سے زیادہ وہ اور کر ہی کیا سکتا ہے۔ سو جس طرح پہلے پیغمبر اپنے فرائض ادا کرچکے تھے میں بھی اپنا فرض ادا کرچکا ہوں۔ اب تم جانو تمہارا کام جانے۔ یہاں تک وعظ تھا حضرت ابراہیمؑ کا اپنی قوم کے سامنے۔

بعث بعد الموت کا ثبوت

اب حق تعالیٰ ان کی قوم کی تکذیب بعث کو رد فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ان کی قوم نے مضمون بعث کی تکذیب کی) اور (انہوں نے جو اس کی تکذیب کی تو) کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ حق تعالیٰ پہلی مرتبہ کیونکر پیدا کرتا ہے یوں ہی) اس کے بعد اسے دوہرا بھی دے گا (کیونکہ) یقیناً وہ (دہرانا) حق تعالیٰ کے لئے بہت سہل ہے (اگر کچھ دقت ہوسکتی تھی تو ابتداء خلق میں ہوسکتی تھی۔ لیکن جب یہ لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ ابتدائے خلق میں خدا کے لئے کوئی دشواری نہیں تو اس کے اعادہ میں تو بالاولیٰ نہ ہوگی۔ یہاں تک قوم ابراہیمؑ پر رد فرما

کر مشرکین عرب پر احتجاج فرماتے ہیں۔اور فرماتے ہیں کہ اے رسولؐ آپ (اپنی منکر بعث قوم سے) کہئے کہ تم زمین میں چلو پھرو۔ اور مصنوعات الٰہیہ کو دیکھو اور عجائب قدرت کا مشاہدہ کرو) پھر دیکھو کہ حق تعالیٰ نے ابتدائے تخلیق کیونکر کی (بس جس طرح اس نے ابتدائے تخلیق کی یوں ہی) اس کے بعد خدا دوسرے تخلیق کو پیدا کردے گا (کیونکہ) اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (اور اس لئے نہ اسے ابتداء خلق دشواری۔نہ (اعادہ خلق۔اور) وہ (اسی کی کمال قدرت کی بنا پر) جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔اور اسی کی طرف تم کو لوٹایا جائے گا (جس پر وہ حسب منشا تمہارے ساتھ معاملہ کرے گا خواہ تمہیں سزا دے یا رحم کرے) اور نہ تم زمین میں (بھاگ کر کہیں) اسے (اپنے اوپر قابو پانے سے) عاجز کرسکتے ہو اور نہ آسمان میں (پہنچ کر) اور نہ تمہارا خدا کے سوا کوئی سرپرست ہے۔اور نہ مددگار (جو تم کو اس کے قبضہ سے چھڑا لے اور سزا سے بچالے)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اور جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں کے اور (بالخصوص) اس کے سامنے جانے کے منکر ہیں وہ لوگ (قیامت میں) میری رحمت سے نا امید ہوں گے اور یہی ہیں جن کو عذاب دردناک ہوگا سو (ابراہیمؑ کی اس تقریر دلپذیر کے بعد) ان کی

قوم کا (آخری) جواب بس یہ تھا کہ (آپس میں) کہنے لگے کہ ان کو یا توقتل کر ڈالو یا ان کو جلا دو (چنانچہ جلانے کا سامان کیا) سو اللہ نے ان کو اس آگ سے بچا لیا بیشک اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں کئی نشانیاں ہیں اور ابراہیم (علیہ السلام) نے (وعظ میں یہ بھی) فرمایا کہ تم نے جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو (معبود) تجویز کر رکھا ہے بس یہ تمہارے باہمی دنیا کے تعلقات کی وجہ سے ہے پھر قیامت میں (تمہارا یہ حال ہوگا کہ) تم میں ایک دوسرے کا مخالف ہو جاوے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور (اگر تم اس بت پرستی سے باز نہ آئے تو) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا سو (اتنے وعظ دلپذیر کو بھی ان کی قوم نے نہ مانا اور) صرف لوط (علیہ السلام) نے ان کی تصدیق فرمائی اور ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی (بتلائی ہوئی جگہ کی) طرف ترک وطن کر کے چلا جاؤں گا بیشک وہ زبردست حکمت والا ہے اور ہم نے (ہجرت کے بعد) ان کو اسحاقؑ (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عنایت فرمایا اور ہم نے ان کی نسل میں نبوت اور کتاب (کے سلسلہ) کو قائم رکھا اور ہم نے ان کا صلہ ان کو دنیا میں بھی دیا اور وہ آخرت میں بھی (بڑے درجہ کے) نیک بندوں میں ہوں گے اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا کیا تم مردوں سے فعل کرتے ہو (وہ بے حیائی کا کام یہی ہے) اور تم ڈاکے ڈالتے ہو اور (غضب یہ ہے کہ) اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو سو ان کی قوم کا (آخری) جواب بس یہ تھا کہ تم ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم (اس بات میں) سچے ہو (کہ یہ افعال موجب عذاب ہیں) لوط (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھ کو ان مفسد لوگوں پر غالب (اور ان کو عذاب سے ہلاک) کر دے۔

مشرک اور کافر پر رحم و کرم نہیں

تفسیر: اور (اگر تم کو **یعذب من یشاء ویرحم من یشاء** سے یہ خیال ہو کہ جب خدا کو یہ اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے سزا دے اور جس پر چاہے رحم کرے تو ممکن ہے کہ ہم پر باوجود کفر کے بھی رحم کیا جائے تو اس کے دفع کے لئے کہا جاتا ہے کہ) جو لوگ خدا کی آیات کے اور اس سے ملنے کے منکر ہیں (جیسے تم لوگ) وہ میری رحمت سے بالکل ناامید ہیں۔ اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ انہیں سخت تکلیف دہ عذاب ہوگا (لہٰذا ان کو چاہئے کہ وہ احتمال رحمت کو اپنے دل سے نکال دیں۔ خیر یہ مضمون تو استطرادی تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغ کا جواب

اب اصل قصہ سنو۔ جب ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے سامنے مذکورۂ بالا تقریر کی) تو ان کی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ اسے مار ڈالو۔ یا اسے آگ میں جلا دو (چنانچہ جلانے پر رائے قرار پائی۔ اور ان کو آگ میں ڈالا گیا پس اللہ نے انہیں آگ سے صحیح سالم نکال لیا۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے جو اسے مانیں (جس نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں) متعدد دلائل ہیں (چنانچہ ایک دلیل نبوت ابراہیمؑ پر ہے۔ جس سے منکرین نبوت کے خیال کی تردید ہوتی ہے۔ دوسری دلیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ وہ وہی کہتے ہیں۔ جو ان سے پہلے نبی کہہ چکے ہیں۔ اور تیسری امکانِ بعث پر ہے۔ کیونکہ جس طرح حیٰوۃ بعد الموت مستبعد طبعی ہے۔ یوں ہی آگ میں نہ جلنا اور

اس سے زندہ نکل آنا بھی مستبعد طبعی ہے۔ اور اس کا وقوع متیقن ہے۔ تو اس کا وقوع بھی متیقن ہوگا)

بت پرستی کے خلاف وعظ

اور ابراہیمؑ نے (اپنی قوم سے یہ بھی) کہا کہ تم لوگوں نے خدا کو چھوڑ کو دنیاوی زندگی میں آپس کی محبت کی وجہ سے بت بنا رکھے ہیں (اور تم اس لئے انہیں پوجتے ہو کہ تمہارے باپ دادا انہیں پوجتے تھے۔ اور ان کی محبت کی وجہ تم انکے مسلک سے محبت رکھتے ہو۔ یا تم کو یہ خیال ہے کہ اگر ہم انہیں چھوڑ دیں گے تو ہمارے عزیز و اقارب جو انہیں نہ چھوڑیں گے ہم سے خفا ہو جائیں گے۔ لیکن یہ محبت دنیا ہی تک ہے) اس کے بعد قیامت میں تم آپس میں ایک دوسرے کی مخالفت کروگے اور ایک دوسرے کو برا کہے گا۔ اور (چونکہ وقت نکل چکا ہوگا اس لئے یہ براءت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی بلکہ) تمہارا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور تمہارے کوئی مددگار نہ ہوں گے (اس لئے تم کو چاہئے کہ دنیا ہی میں کفر سے بیزاری ظاہر کرو اس طرح عذاب سے بچو)

حضرت لوط علیہ السلام کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تائید

لوط علیہ السلام نے (جو کہ پیغمبر تھے) ان کی تصدیق کی (اور کہا کہ یہ باتیں بالکل صحیح ہیں اور جو کچھ ابراہیم کہ رہے ہیں بالکل صحیح ہے۔ مگر ان کی قوم نے نہ ان کے بیان کو مانا۔ اور نہ لوطؑ کی تصدیق کو) اور (جب کہ انہوں نے دیکھا کہ میری قوم کسی طرح نہیں مانتی۔ اور خواہ مخواہ میری رائے آزار ہے تو) انہوں نے کہا کہ اب میں خدا کی خوشنودی کے لئے تمہیں چھوڑتا ہوں۔ یقیناً وہ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا ہے (اور تم کمزور اور سفیہ۔ اس لئے اس کی خوشنودی کے لئے تم کو چھوڑنا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ تمہاری خوشنودی کے لئے اس کو چھوڑا جائے۔

حضرت ابراہیمؑ پر انعام و کرام

بالآخر انہوں نے ہجرت کی) اور (بعد ہجرت) ہم نے ان کو (ایک بیٹا) اسحٰقؑ اور (ایک پوتا) یعقوبؑ دیا۔ اور ہم نے (قیامت تک کے لئے) ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب قائم کردی۔ اور (اس طرح ہم نے دنیا میں ان کا معاوضہ دیدیا۔ اور آخرت میں وہ نیکوں میں سے ہوں گے۔ اور اس لئے وہاں ان کو معاوضہ علیحدہ ملے گا)

حضرت لوط علیہ السلام کی تبلیغ

اور (ہم نے) لوطؑ کو (ان کی قوم کی طرف بھیجا) جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ بے حیائی کی بات کا ارتکاب کرتے ہو۔ حالانکہ دنیا جہان میں تم سے پہلے کسی نے ایسی حرکت نہیں کی ہے۔ کیا تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو (اور ڈاکہ زنی کرتے ہو اور اپنی مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو (کتنی بیجا بات۔ ہے ان باتوں سے توبہ کرو) سو ان کی قوم کا جواب (بجائے اطاعت کے) صرف یہ تھا کہ آپ (ہمیں اس نصیحت سے معاف رکھئے۔ اور) اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے پاس خدا کا عذاب لے آیئے (جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں۔ اب) انہوں نے (مجبور ہو کر) کہا کہ اے میرے پروردگار آپ ان فساد پیشہ لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرمایئے (اور انہیں عذاب کا مزہ چکھایئے اس پر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور عذاب کے لئے فرشتے روانہ کر دیئے اور چونکہ ابراہیمؑ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دینے کی خدمت ان کے بھی سپرد تھی اس لئے وہ اول ابراہیمؑ کے پاس آئے)

---

[1] فيه اشارة الى ان العصر اذالفى ٢ ا منه

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ
إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ۝۳۱ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا
لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝۳۲ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا
لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ
وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝۳۳ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ
رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝۳۴ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ
يَعْقِلُونَ ۝۳۵ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝۳۶ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ
جَاثِمِينَ ۝۳۷ وَعَادًا وَثَمُودَ وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَسَاكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ
أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۝۳۸ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ۝۳۹ فَكُلًّا
أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ
وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ
كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۴۰ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ
الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُوا
يَعْلَمُونَ ۝۴۱ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۴۲
وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝۴۳ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ۝۴۴

ترجمہ: اور ہمارے (وہ) بھیجے ہوئے فرشتے جب ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لے کر پہنچے تو (اثناء گفتگو میں) ان فرشتوں نے (ابراہیمؑ سے) کہا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں (کیونکہ) وہاں کے باشندے بڑے شریر ہیں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ وہاں تو لوط (علیہ السلام بھی موجود) ہیں فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں (رہتے) ہیں ہم کو سب معلوم ہیں ہم ان کو اور ان کے خاص متعلقین کو بچالیں گے بجز ان کی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہ جانے والوں میں سے ہوگی (یہ گفتگو ابراہیمؑ سے ہوئی) اور (پھر وہاں سے فارغ ہو کر) جب ہمارے فرستادے لوطؑ کے پاس پہنچے تو لوط (علیہ السلام) ان (کے آنے) کی وجہ سے مغموم ہوئے اور ان کے سبب تنگدل ہوئے اور (فرشتوں نے جو یہ حال دیکھا تو) وہ فرشتے کہنے لگے (کسی بات کا) آپ اندیشہ نہ کریں اور نہ مغموم ہوں ہم آپ کو اور آپ کے خاص متعلقین کو بچالیں گے بجز آپ کی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہ جانے والوں میں ہوگی (اور آپ کو مع متعلقین اس سے بچا کر) ہم اس بستی کے (بقیہ) باشندوں پر ایک آسمانی عذاب ان کی بدکاریوں کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں اور ہم نے اس بستی کے کچھ ظاہر نشان (اب تک) رہنے دیئے ہیں ان لوگوں (کی عبرت) کے لئے جو عقل رکھتے ہیں اور مدین والوں کے پاس ہم نے ان (کی برادری) کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا سو انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو (اور شرک چھوڑ دو) اور روز قیامت سے ڈرو اور سرزمین میں فساد مت پھیلاؤ سو ان لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا پس زلزلہ نے ان کو آ پکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے اور ہم نے عاد اور ثمود کو بھی (ان کے عناد و خلاف کی وجہ سے) ہلاک کیا اور یہ ہلاک ہونا تم کو ان کے رہنے کے مقامات سے نظر آ رہا ہے (اور حالت ان کی یہ تھی کہ) شیطان نے ان کے اعمال (بد) کو ان کی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا اور (اس ذریعہ سے) ان کو راہ (حق) سے روک رکھا تھا اور وہ لوگ (ویسے) ہوشیار تھے اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ان کے کفر کے سبب) ہلاک کیا اور ان (تینوں) کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) کھلی دلیلیں (حق کی) لے کر آئے تھے پھر ان لوگوں نے زمین میں سرکشی کی اور (ہمارے عذاب سے) بھاگ نہ سکے تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا سو ان میں سے بعضوں پر تو ہم نے تند ہوا بھیجی اور ان میں بعضوں کو ہولناک آواز نے آ دبایا اور ان میں بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں بعضوں کو ہم نے (پانی میں) ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن یہی لوگ (شرارتیں کر کے) اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے جن لوگوں نے خدا کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے اگر وہ (حقیقت حال کو) جانتے تو ایسا نہ کرتے اللہ تعالیٰ (تو) ان سب چیزوں (کی حقیقت اور ضعف) کو جانتا جس جس کو وہ لوگ خدا کے سوا پوج رہے ہیں (پس وہ چیزیں تو نہایت ضعیف ہیں) اور وہ (اللہ تعالیٰ) زبردست حکمت والا ہے اور ہم ان (قرآنی) مثالوں کو لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو بس علم والے لوگ ہی سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طور پر بنایا ہے ایمان والوں کے لئے اس میں (اس کے) استحقاق عبادت کی) بڑی دلیل ہے۔

فرشتے حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں

تفسیر: اور جب کہ ہمارے فرستادے ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کریں گے۔ کیونکہ اس کے باشندے ظلم پر کمربستہ ہیں (اس کے جواب میں) انہوں نے کہا کہ اس میں تو لوطؑ بھی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ (ہم اس سے ناواقف نہیں) اس میں جو کوئی بھی ہے ہم اس سے بخوبی واقف ہیں۔ ہم اسے اور اس کے متعلقین کو بچادیں گے۔ باستثناء ان کی بیوی کے کہ وہ عذاب میں باقی رہنے والوں میں سے ہے۔

حضرت لوطؑ کے یہاں فرشتے اور قوم کا حال

(ابراہیمؑ سے یہ واقعہ بیان کر کے وہ لوطؑ کے پاس پہنچے) اور جب کہ ہمارے فرستادے لوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ ان سے دل تنگ ہوئے (کیونکہ ان کو خیال ہوا کہ میری قوم آوارہ ہے۔ اور یہ لڑکے ہیں۔ ایسا نہ ہو وہ انہیں ستائیں اور مجھے ان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے کہ ہماری اچھی مہمان نوازی کی۔ فرشتوں نے ان کو اطمینان دلایا)۔ اور انہوں نے (ان سے) کہا کہ نہ آپ ڈریں اور نہ غمگین ہوں (ہم لڑکے نہیں ہیں بلکہ فرشتے ہیں۔ اور آپ کی قوم کو سزا دینے کے لئے آئے ہیں۔ نیز آپ مطمئن رہیں) ہم آپ کو اور آپ کے آدمیوں کو بچادیں گے باستثناء آپ کی بیوی کے کہ وہ عذاب میں باقی رہنے والوں میں سے ہے (ہم آپ کو یہ بھی بتائے دیتے ہیں کہ) ہم اسی بستی والوں پر آسمان سے عذاب نازل کریں گے اس وجہ سے کہ وہ برابر نافرمانی کررہے ہیں (چنانچہ ان پر پتھر برسا کر ان کو نیست ونابود کردیا گیا۔ اور بستی کو الٹ دیا گیا) اور ہم نے ان لوگوں کے لئے اس کی صاف نشانی چھوڑ رکھی ہے (جس کا جی چاہے جا کر شام کے راستہ میں دیکھ لے)

اہل مدین میں حضرت شعیبؑ کا وعظ

اور (ہم نے) اہل مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیبؑ کو (بھیجا) اس پر انہوں نے کہا کہ اے میری قوم تم خدا کی پرستش کرو۔ اور قیامت (کو واقع ہونے والی سمجھ کر اس) کے متوقع رہو۔ اور مفسد ہو کر زمین میں فسادمت پھیلاؤ۔ پس انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ جس پر انہیں زلزلہ نے آلیا اور وہ اپنے گھر میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے۔

عاد وثمود: اور (ہم نے) عاد اور ثمود کو (ہلاک کیا) اور یہ امر تم کو ان کے مکانات سے ظاہر ہے اور (وجہ ان کے ہلاک کی یہ تھی کہ) شیطان نے ان کے کاموں کو ان کے لئے مزین کردیا تھا (اور وہ اپنے برے کاموں کو اچھا سمجھتے تھے) اور (اس طرح) ان کو صحیح رستہ سے روک دیا تھا۔ اور (یوں) وہ ہوشیار تھے (کچھ دیوانے نہ تھے مگر عقل سے کام نہ لیتے تھے)

قارون، فرعون اور ہامان

اور (ہم نے) قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہلاک کیا) اور (ان کے ہلاک کرنے کی وجہ یہ تھی کہ) ان کے پاس موسیٰ صاف اور واضح احکام لائے۔ جس پر (انہوں نے ماننے سے انکار کیا اور) اپنے کو زمین میں بڑا (اور اطاعت کو اپنے لئے عار) سمجھا (پس ہم نے انہیں پکڑ لیا) اور وہ (ہم سے بچ کر) آگے نکل جانے والے نہ تھے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ہم نے ان میں سے ہر ایک کو اس کے گناہ میں پکڑ لیا۔ چنانچہ بعض ان میں سے وہ ہیں جن پر ہم نے تیز آندھی بھیجی (جیسے قوم عاد۔ اور بعض ان میں وہ ہیں

جن کو خوف ناک آواز نے آ پکڑا (جیسے قوم ثمود) اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن کو ہم نے زمین میں دھنسایا (جیسے قارون) اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن کو ہم نے پانی میں ڈبو دیا (جیسے فرعون وہامان) اور خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا۔ بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے (کہ سرکشی کرتے تھے۔ اور نصیحت نہ سنتے تھے۔

بتوں کی مثال

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ) جن لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو سرپرست بنا رکھا ہے۔ ان کی حالت ایسی ہے جیسے مکڑی کی حالت۔ جس نے ایک گھر بنایا (تا کہ وہ گھر اس کی حفاظت کرے) اور یہ یقینی بات ہے کہ سب گھروں میں کمزور مکڑی کا گھر (اس لئے وہ کسی طرح اس کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ پس اسی پر اشخاص مذکورین کو قیاس کر لو۔ جنہوں نے ایسے کمزوروں کو اپنا سرپرست بنایا ہے۔ جو ان کی کچھ بھی حفاظت نہیں کر سکتے تھے) کاش وہ (اس حقیقت کو) جانتے ہوتے (اور ایسے کمزوروں کو سرپرست نہ بناتے یہ مثال جو بیان کی گئی ہے۔ بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ) جس کسی شئے کو بھی وہ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں (خواہ جن ہو یا فرشتے یا بت یا انسان) حق تعالیٰ اس کو بخوبی جانتے ہیں (اور اس لئے اس کی مثال کے بیان کرنے میں ان سے غلطی نہیں ہو سکتی) اور وہ بڑے زبردست اور بڑی حکمت والے ہیں (برخلاف ان کے معبودوں کے کہ ان میں یا تو اصلاً قوت وحکمت نہیں۔ جیسے اصنام۔ یا ہے۔ مگر ایسی کمزور ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ جیسے انسان اور ملائکہ اور جن) یہ مثالیں ہیں جن کو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ اور ان کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ جو کہ دانا ہیں (برخلاف نادانوں کے کہ وہ الٹا ان کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ دیکھو) اللہ نے آسمان وزمین پیدا کئے۔ اس میں بڑی دلیل ہے۔ ماننے والوں کے لئے۔ (کیونکہ وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر خدا کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو اس کی بھی تو کوئی مخلوق ہونی چاہئے تھی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ خود مخلوقِ خدا میں داخل ہے پھر وہ معبود کیونکر ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ شرک باطل ہے اور معبودانِ باطلہ کی جو مثال ہے وہ بالکل صحیح ہے اور مضحکہ اڑانے والے غلطی پر ہیں۔ خیر اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں۔